

ہدایۃ النحوی کے مشہور فہم کے ساتھ فہم کا فہم شرح جامی کے
کرنے قریب والی مستند اردو شرح

شرح ہدایۃ النحوی

مُصَنَّف

حضرت علامہ شیخ سراج الدین عثمان عثمانی

مترجم و شارح

علامہ محمد لیاقت علی رضوی



طالب دعا زوہیب حسن عطاری

مخبر

مسک اہلسنت و جماعت کے عقائد و

نظریات۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان

کے رد۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے

اعتراضات کے جوابات پر مشتمل

کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور

والیپر حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

ہمدان اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کتاب تیار ہوئی ہے
اس کتاب کے تیار کرنے والے مسند الادب و فہم

شرح ہدیۃ الخو

مصنف

حضرت علامہ شیخ سراج الدین عثمان چشتی نظامی

مترجم و شارح

علامہ محمد لیاقت علی رضوی



شبیر برادرز (رجسٹرڈ)
زبیہ سنٹر، ۴۴ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

ترتیب

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰	وصال شیخ سراج الدین عثمان چشتی علیہ الرحمہ	۳	مقدمہ رضویہ
۱۰	میر سید شریف جرجانی کے حالات زندگی	۳	علم نحو کو یاد کرنے کے اسباب کا بیان
۱۲	برصغیر میں نحوی علم کی ترویج کا بیان	۳	علم نحو کی ضرورت کے ایک واقعہ کا بیان
۱۲	برصغیر میں علوم درس نظامی کا پہلا دور	۳	علم نحو کی ضرورت کے دوسرے واقعہ کا بیان
۱۳	برصغیر میں علوم درس نظامی کا دوسرا دور	۳	علم نحو کی ضرورت پر دوسرے واقعہ کا بیان
۱۳	برصغیر میں علوم درس نظامی کا تیسرا دور	۵	قرآن مجید میں نقطے و اعراب لگانے کا بیان
۱۳	برصغیر میں علوم درس نظامی کا چوتھا دور	۵	علم نحو کی برتری کا بیان
۱۵	خطبۃ الکتاب	۶	امام الخلیل نحوی
۱۶	بسم اللہ والحمد سے کتاب کو شروع کرنے کا بیان	۶	امام اللائمه فی النحو عمر بن عثمان سیبویہ
۱۶	تسمیہ کی نحوی ترکیب	۷	امام الکسائی نحوی
۱۷	لفظ اللہ کی اصطلاحی تعریف	۷	امام ابن سکیت نحوی
۱۷	لفظ اللہ کی لغوی تعریف	۷	علامہ ابن خالویہ
۱۷	اہل نجات کے نزدیک لفظ اللہ کے اشتقاق کا بیان	۷	علامہ ابن قتیبہ نحوی
۱۸	رحمن اور رحیم کے اشتقاق و معانی میں اقوال اسلاف کا بیان	۷	علامہ عثمان ابن جنی نحوی
۲۰	الحمد کے مرفوع ہونے کا بیان	۸	ہیں مشہور علمائے نجات کے اسمائے گرامی
۲۰	الحمد کے مبتداء ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف کا بیان	۸	مصنف ہدایہ نحو کے حالات زندگی
۲۱	حمد اور شکر میں لغوی فرق ہونے یا نہ ہونے کا بیان	۹	اسم گرامی
۲۱	عالمین کو جمع لا کر تمام عالم مراد ہونے کا بیان	۹	شیخ سراج الدین کی تعلیم کا بیان
۲۲	تقویٰ کے مختلف معانی کا بیان	۹	شیخ سراج الدین کا نحو و فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کا بیان
۲۲	نبی اور رسول کی تعریف	۹	شیخ سراج الدین کے باطنی علوم کا بیان
۲۲	رسول اور نبی میں فرق	۱۰	نگاہ بصیرت سے دین متین کی خدمت کرنے کا بیان
۲۳	انبیاء کرام، رسولان عظام، کتابوں اور صحائف کی تعداد	۱۰	مصنف کی تصانیف

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۰	علم نحو کی وجہ تسمیہ کا بیان	۲۳	نبی کریم ﷺ کی آل کے ملبوم میں لقمی مذاہب اربعہ کا بیان
۳۰	علم نحو کو علم الاعراب کہنے کا بیان	۲۳	نبی کریم ﷺ کی اتباع میں صلوٰۃ و سلام آل و اصحاب پر ہونے
۳۰	علم نحو کے دافع کا بیان	۲۴	کا بیان
۳۱	علم نحو کی غرض کا بیان	۲۵	صحابی کی تعریف کا بیان
۳۱	علم نحو کا موضوع	۲۵	لفظ صلوٰۃ کے ملبوم کا بیان
۳۱	نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہونے کا بیان	۲۶	الف لام کی اقسام کا بیان
	الفصل الثانی	۲۶	حرفی اسی کی تعریف
۳۲	یہ فصل کلمہ و اقسام کلمہ کے بیان میں ہے	۲۶	حرفی کی تعریف
۳۲	فصل کلمہ و اقسام کلمہ کی نحو کی مطابقت کا بیان	۲۶	الف لام حرفی کی اقسام کا بیان
۳۲	کلمہ کی وجہ تسمیہ کا بیان	۲۶	الف لام زائدہ کی تعریف
۳۲	کلمہ کی تعریف کا بیان	۲۶	الف لام غیر زائدہ کی تعریف
۳۲	کلمہ اور کلم کے لغوی معنی کا بیان	۲۶	الف لام لازمی کی تعریف
۳۲	کلمہ کا نفع کے وزن پر ہونے کا بیان	۲۷	عارضی کی تعریف
۳۳	لفظ کے لغوی و اصطلاحی معنی کا بیان	۲۷	الف لام غیر زائدہ کی اقسام خمسہ کا بیان
۳۳	دلالت کے اعتبار سے لفظ کی اقسام کا بیان	۲۷	الف لام جنسی کی تعریف و مثال کا بیان
۳۳	وضع اور موضوع لہ کی تعریف	۲۷	الف لام استغراقی کی تعریف و مثال کا بیان
۳۳	مفرد کا معنی و احتمالات ثلاثہ کا بیان	۲۷	الف لام عہد خارجی کی تعریف و مثال کا بیان
۳۳	کلمہ کی اقسام ثلاثہ کی وجہ حصر کا بیان	۲۷	الف لام عہد ذہنی کی تعریف و مثال کا بیان
۳۳	کلمہ کی اقسام کو تین میں حصر کرنے کا بیان	۲۷	الف لام عہد حضوری کی تعریف و مثال کا بیان
۳۳	اقسام کلمہ میں اسم و فعل و حرف میں وجہ تقدم و تاخر کا بیان	۲۷	لام تعریف کا اسم نکرہ پر داخل ہو جانے کا بیان
۳۵	دلالت کے لغوی و اصطلاحی معنی کا بیان	۲۸	الف لام عہد ذکر کی کا بیان
۳۵	دلالت لفظیہ تفسیری		الفصل الاول
۳۶	"دلالت مطاعی و التزائی	۲۹	یہ فصل علم نحو کی تعریف کے بیان میں ہے
۳۶	اسم کی تعریف کا بیان	۲۹	فصل تعریف نحو کی نحو کی مطابقت کا بیان
۳۶	لفظ اسم کے مدلول کے مفہوم کا بیان	۲۹	علم نحو کی تعریف کا بیان
۳۶	اسم کی تعریف میں جنس، فصل ہونے کا بیان	۲۹	علم نحو کی لغوی و اصطلاحی تعریف

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۵	جملہ خبریہ کے مفہوم کا بیان	۳۷	لفظ اسم کے مادہ اشتقاق میں نحات بصرہ و کوفہ کے اختلاف
۳۵	جملہ اسمیہ خبریہ کے مفہوم کا بیان	۳۷	کا بیان
۴۵	جملہ فعلیہ خبریہ کے مفہوم کا بیان	۳۷	مفہوم قسم کا بیان
۴۶	مسند و مسندالیہ کے مفہوم کا بیان	۳۸	اشتقاق کی اقسام کا بیان
۴۶	جملہ انشائیہ کے مفہوم کا بیان	۳۸	حد کی تعریف
۴۶	انشاء کی تعریف	۳۸	اسم کی علامات کا بیان
۴۶	امر انشائی کے مفہوم کا بیان	۳۹	علامات کا لغوی مفہوم
۴۶	نہی انشائی کے مفہوم کا بیان	۳۹	اخبار عنہ اور اخبار بہ کے اسم کی علامت ہونے کا بیان
۴۶	استفہام انشائی کے مفہوم کا بیان	۳۹	خاصہ کی تعریف
۴۷	تمنی انشائی کے مفہوم کا بیان	۳۹	دخول لام کا اسم کی علامت ہونے کا بیان
۴۷	ترجی انشائی کے مفہوم کا بیان	۳۹	فعل کی تعریف کا بیان
۴۷	تمنی اور ترجی میں فرق کا بیان	۴۰	فعل کی علامات کا بیان
۴۷	عقود انشائی کے مفہوم کا بیان	۴۰	فعل کی وجہ تسمیہ کا بیان
۴۷	عدا انشائی کے مفہوم کا بیان	۴۱	حرف کی تعریف کا بیان
۴۸	عرض انشائی کے مفہوم کا بیان	۴۱	حرف کی علامات کا بیان
۴۸	قسم انشائی کے مفہوم کا بیان	۴۱	حرف سے اخبار بہ اور اخبار عنہ کے درست نہ ہونے کا بیان
۴۸	تعجب انشائی کے مفہوم کا بیان	۴۱	عربی کلام میں حرف کے کثیر فوائد کا بیان
۴۸	تخصیص انشائی کے مفہوم کا بیان	۴۲	حرف کے آٹھ مواقع و روابط کا بیان
۴۹	مدح انشائی کے مفہوم کا بیان	۴۲	حرف کی وجہ تسمیہ کا بیان
۴۹	ذم انشائی کے مفہوم کا بیان		الفصل الثالث
۴۹	کلام کے مدلول کے مختلف ہونے کا بیان	۴۳	یہ فصل کلام کی تعریف کے بیان میں ہے
	الباب الاول	۴۳	کلام کی تعریف کا بیان
۵۰	یہ باب اسم معرب کے بیان میں ہے	۴۳	کلام کے لغوی معنی کا بیان
۵۰	اسم معرب کو مقدم کرنے ثنوی مطابقت کا بیان	۴۳	کلام کی تعریف میں قیود کے فوائد کا بیان
۵۰	اسم معرب کی وجہ تسمیہ کا بیان	۴۳	دو اسماء سے کلام حاصل ہونے کا بیان
		۴۳	کلام کی وجہ تسمیہ کا بیان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۷	مفرد منصرف صحیح	۵۱	الفصل الأول الاسماء المعربة
۵۷	مفرد منصرف جاری بحرئی صحیح	۵۱	یہ فصل اسم معرب کی تعریف و احکام کے بیان میں ہے
۵۷	جمع مکسر منصرف	۵۱	اسم معرب کی تعریف کا بیان
۵۷	حالت رفعی میں ضمہ جبکہ نصی و جری میں کسرہ ہونے کا بیان	۵۱	معرب و معنی کے اعتبار سے اسم کی تقسیم کا بیان
۵۷	حالت رفعی میں ضمہ جبکہ نصی و جری میں فتح ہونے کا بیان	۵۱	معرب کا بیان
۵۷	غیر منصرف	۵۲	معنی کا بیان
۵۸	احوال ثلاثہ میں اعراب بہ حرکت لفظی ہونے کا بیان	۵۲	مشابہ معنی الاصل کے مشابہ کا بیان
۵۸	اسماء متکبرہ کے اعراب کی مختلف جہات کا بیان	۵۲	اسم کے تین اعراب ہونے کا بیان
	اسماء متکبرہ کے موحده، تشنیہ، جمع و منصرف ہونے کی حالت میں	۵۳	رفع کی چار علامات ہونے کا بیان
۵۹	اعراب کا بیان	۵۳	اعراب کے مفہوم کا بیان
۶۰	تشنیہ کے اعراب کا بیان	۵۳	لفظی عامل کی تعریف
۶۰	تشنیہ اور اس کے ملحقات کا بیان	۵۳	معنوی عامل کی تعریف
۶۱	جمع مذکر سالم کے اعراب کا بیان	۵۳	معمول کی تعریف
۶۱	جمع مذکر سالم اور اس کے ملحقات	۵۳	عراب کی تعریف
۶۱	نون جمع و تشنیہ میں فرق ہونے کا بیان	۵۴	اعراب بہ حرکت کی تعریف
۶۱	احوال ثلاثہ میں اعراب تقدیری ہونے کا بیان	۵۴	اعراب بہ حرف کی تعریف
۶۲	اسم مقصور کی تعریف کا بیان	۵۴	محل اعراب کی تعریف
۶۲	اسم مقصور کے اعراب کا بیان	۵۴	معرب کلمات کے اعراب کے نام
۶۲	اسم مقصور کی تعریف و استعمال کا بیان	۵۴	معنی کلمات کی حرکات کے نام
۶۲	جمع مذکر سالم اضافی کے اعراب کا بیان	۵۵	انتباہ
۶۳	جمع مذکر سالم جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہو	۵۵	اعراب لفظی کی تعریف
	الفصل الثالث	۵۵	اعراب تقدیری کی تعریف
۶۳	یہ فصل معرب کی اقسام کے بیان میں ہے		الفصل الثانی
۶۳	معرب کی دو اقسام کا بیان	۵۶	یہ فصل اقسام معرب کے بیان میں ہے
۶۳	اسم منصرف کی تعریف کا غیر منصرف پر مقدم ہونے کا بیان	۵۶	اقسام تسعہ کے معرب ہونے کے سبب کا بیان
۶۳	اسم معرب کے حکم کا بیان	۵۶	احوال ثلاثہ میں اعراب بہ حرکت لفظی ہونے کا بیان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۲	وزن فعل کی تعریف	۶۵	اسم غیر منصرف کی تعریف و حکم کا بیان
۷۲	شرط علیت والے اسباب منع صرف کا بیان	۶۵	اسم غیر منصرف کی تعریف
۷۲	المَقْصِدُ الْأَوَّلُ فِي الْأَسْمَاءِ الْمَرْفُوعَةِ	۶۵	اسم غیر منصرف کا حکم
۷۳	﴿پہلا مقصد مرفوعات کے بیان میں ہے﴾	۶۵	غیر منصرف کسرہ اور تنوین داخل ہونے کا بیان
۷۳	مرفوعات کو مقدم کرنے کی نحوی مطابقت کا بیان	۶۵	اضافت اور دخول لام کا غیر منصرف سے ثقل کو دور کرنے کا بیان
۷۳	اسم مرفوع کی تعریف کا بیان	۶۶	اسباب منع صرف کی تعداد کا بیان
۷۳	آٹھ اسماء کے مرفوعات ہونے کا بیان	۶۶	عدل کے سبب اسم کے غیر منصرف ہونے کا بیان
۷۳	کلام کے دار و مدار کے سبب رفع، نصب اور جر کا بیان	۶۶	عدل کی تعریف
۷۳	الْقِسْمُ الْأَوَّلُ الْفَاعِلُ	۶۶	عدل تحقیقی کی تعریف
۷۵	﴿یہ سبق مرفوع کی قسم اول فاعل کے بیان میں ہے﴾	۶۷	عدل تقدیری کی تعریف
۷۵	فاعل کو تمام مرفوعات پر مقدم کرنے کا بیان	۶۷	وصف کے ساتھ اسم کے غیر منصرف ہونے کا بیان
۷۵	فاعل اور اسم فاعل میں فرق کا بیان	۶۷	وصف کی تعریف
۷۷	فاعل کی تعریف	۶۸	وصف کی شرط
۷۷	فاعل کی اقسام	۶۸	تانیث بہ تاء کے ساتھ اسم کے غیر منصرف ہونے کا بیان
۷۷	جملہ فعلیہ کی تعریف	۶۹	تانیث کی تعریف
۷۸	درج ذیل صورتوں میں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا ضروری ہے	۶۹	تانیث کیلئے سبب ہونے میں شرائط کا بیان
۷۸	درج ذیل صورتوں میں مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا ضروری ہے	۶۹	معرفہ کا علیت کے ساتھ معتبر ہونے کا بیان
۷۹	فعل، فاعل اور مفعول کا حذف	۷۰	علم کی تعریف
۷۹	چند ترکیبی قواعد نحو یہ کا بیان	۷۰	عجم کی تعریف
۸۰	یہ سبق تنازع افعال کے بیان میں ہے	۷۰	عجم کی شرط
۸۰	دو افعال کے تنازع کی چار صورتوں کا بیان	۷۰	جمع کا غیر منصرف کا سبب ہونے کا بیان
۸۱	تنازع افعال کے افعال قلوب سے ہونے کا بیان	۷۱	جمع کی تعریف
۸۳	افعال قلوب میں ایک مفعول پر اقتصار کے عدم جواز کا بیان	۷۱	ترکیب کیلئے سبب ہونے کی شرط کا بیان
۸۳	تنازع افعال کے ارکان کا بیان	۷۲	الفنون زائدتان کی تعریف
		۷۲	وزن فعل کیلئے غیر منصرف کا سبب ہونے کا بیان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۸۳	آن پڑھنے کے مواقع کا بیان	۸۳	تنازع فعلان میں پہلی شرط کا بیان
۹۵	انما کی حصر پر دلالت ہونے کا بیان	۸۳	تنازع فعلان میں دوسری شرط کا بیان
	الْقِسْمُ السَّادِسُ اسْمُ كَانَ وَ اخواتها	۸۳	تنازع فعلان میں تیسری شرط کا بیان
۹۶	﴿چھٹی قسم اسم کان و اخوات کے بیان میں ہے﴾	۸۵	تنازع فعلان میں چوتھی شرط کا بیان
۹۶	افعال ناقصہ کی تعریف	۸۵	تنازع فعلان کے عاملوں کی مختلف جہات کا بیان
۹۷	افعال ناقصہ سترہ ہیں	۸۵	تنازع فعلان کے عاملین میں اعتبار کا بیان
۹۷	کان کے چار طریقوں سے استعمال ہونے کا بیان	۸۶	عاملین کو عمل دینے میں علمائے نجات کے اتفاق کا بیان
۹۸	افعال ناقصہ کے چند ضروری قواعد نحویہ کا بیان		الْقِسْمُ الثَّانِي مَفْعُولُ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ
	الْقِسْمُ السَّابِعُ اسْمُ مَا ، وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ	۸۷	﴿یہ سبق نائب فاعل کے بیان میں ہے﴾
۹۹	﴿یہ سبق اسم ما ولا مشبہتین بے لیس کے بیان میں ہے﴾	۸۷	فعل مجہول کا عمل کا بیان
۹۹	ما و لا میں فرق		الْقِسْمُ الثَّالِثُ وَالرَّابِعُ الْمُبْتَدَأُ وَالْخَبَرُ
	الْقِسْمُ الثَّامِنُ خَبَرُ لَا لِنَائِيَةِ لِلْجِنْسِ	۸۸	﴿یہ سبق مبتداء و خبر کے بیان میں ہے﴾
۱۰۰	﴿یہ سبق لائے نفی جنس کی خبر کے بیان میں ہے﴾	۸۹	مبتداء و خبر کی تعریف کا بیان
۱۰۰	لائے نفی جنس کی تعریف	۸۹	جملہ اسمیہ کی تعریف
۱۰۱	قاعدہ نحویہ	۹۰	مبتداء و خبر کے بعض احکام کا بیان
	الْمَقْصِدُ الثَّانِي الْأَسْمَاءُ الْمَنْصُوبَةُ	۹۰	مبتداء و خبر میں مطابقت کی شرائط کا بیان
۱۰۲	﴿مقصد ثانی میں اسمائے منصوبہ کا بیان﴾	۹۱	تقدیم مبتداء کی وجوہی صورتیں
۱۰۲	اسمائے منصوبات کی نحوی مطابقت کا بیان	۹۱	وہ کلمات جن کو مقدم لانا واجب ہے
۱۰۲	اسم منصوب کی تعریف کا بیان	۹۱	ضمیر شان اور ضمیر قصہ
	الْقِسْمُ الْاَوَّلُ الْمَفْعُولُ الْمُطْلَقُ	۹۱	مبتداء و خبر کے حذف کرنے کا بیان
۱۰۳	﴿قسم اول مفعول مطلق کے بیان میں ہے﴾		الْقِسْمُ الْخَامِسُ خَبَرُ اِنْ وَ اخواتها
۱۰۳	مفعول مطلق کی تعریف	۹۲	﴿یہ سبق اسم ان و اخوات کے بیان میں ہے﴾
۱۰۴	مفعول مطلق کی اقسام	۹۲	حروف مشبہ بہ فعل کے استعمال کا بیان
۱۰۴	مفعول مطلق نوعی کی تعریف	۹۳	ان حروف کا استعمال کا بیان
۱۰۴	مفعول مطلق عددی کی تعریف	۹۴	ان اور ان کے فرق کا بیان
۱۰۴	مفعول مطلق تاکید و نوعی کیلئے اعتبار کا بیان	۹۴	ان پڑھنے کے مواقع کا بیان

صفحہ	مَنَوَان	صفحہ	مَنَوَان
	الْقِسْمُ الثَّالِثُ ، الْمَفْعُولُ فِيهِ	۱۰۴	مفعول مطلق کے فعل عامل کا حذف
۱۱۳	﴿ تیسری قسم مفعول زید کے بیان میں ہے ﴾	۱۰۴	وجوب حذف کی صورت
۱۱۳	مفعول زید کی تعریف	۱۰۴	سما عاد وجوب حذف کا مفہوم
۱۱۳	طرف زمان کی تعریف	۱۰۴	قیاسا وجوب حذف کا مفہوم
۱۱۳	طرف مکان کی تعریف	۱۰۵	الْقِسْمُ الثَّانِي الْمَفْعُولُ فِيهِ
۱۱۳	طرف زمان کی اقسام طرف	۱۰۶	﴿ قسم ثانی مفعول بہ کے بیان میں ہے ﴾
۱۱۳	غیر محدود کی تعریف	۱۰۶	مفعول بہ کی تعریف
۱۱۳	طرف زمان محدود کی تعریف	۱۰۶	غیر صریح کی تعریف
۱۱۳	طرف زمان کے احکام	۱۰۷	صریح کی تعریف
۱۱۳	طرف مکان کی اقسام	۱۰۷	مفعول بہ کی تقدیم
۱۱۳	طرف مکان غیر محدود کی تعریف	۱۰۷	جن صورتوں میں اسے فاعل پر مقدم کرنا واجب ہے
۱۱۳	طرف مکان محدود کی تعریف	۱۰۸	مفعول بہ کے فعل کا حذف
۱۱۵	طرف مکان کے احکام	۱۰۸	اغراء کی تعریف
۱۱۵	اختیار	۱۰۸	تخذیر کی تعریف
	الْقِسْمُ الرَّابِعُ ، الْمَفْعُولُ لَهُ	۱۰۸	تخذیر کی مثال
۱۱۵	﴿ چوتھی قسم مفعول لہ کے بیان میں ہے ﴾	۱۰۹	اغراء کی مثال
۱۱۵	مفعول لہ کی تعریف	۱۰۹	تخذیر کی مثال
۱۱۵	مفعول لہ کے چند ضروری قواعد	۱۰۹	اشتغال کی تعریف
۱۱۶	مفعول لہ کی صراحت وعدم صراحت کا بیان	۱۰۹	الْمُنَادَى
	الْقِسْمُ الْخَامِسُ ، الْمَفْعُولُ مَعَهُ	۱۱۰	﴿ یہ سبق منادی کے بیان میں ہے ﴾
۱۱۶	﴿ پانچویں قسم مفعول معہ کے بیان میں ہے ﴾	۱۱۰	ترخیم کی تعریف
۱۱۷	مفعول معہ کی تعریف	۱۱۰	ترخیم کی شرائط
۱۱۷	مفعول معہ کا اعراب	۱۱۱	استغاثہ
	الْقِسْمُ السَّادِسُ ، الْحَالُ	۱۱۱	مستغاث کا اعراب
۱۱۷	﴿ چھٹی قسم حال کے بیان میں ہے ﴾	۱۱۲	نہیہ
۱۱۸	حال کی تعریف	۱۱۲	

صفحہ	موضوع
۱۲۷	القسم العاشر اسم ان وَاخواتها
۱۲۷	﴿نویں قسم ان کے اسم وَاخوات کے بیان میں ہے﴾
۱۲۷	تشبیہ کے مفہوم کا بیان
۱۲۷	مستندہ کے مفہوم کا بیان
۱۲۷	مستندہ پر کے مفہوم کا بیان
۱۲۸	حرف تشبیہ کے مفہوم کا بیان
۱۲۸	وجہ شبہ کے مفہوم کا بیان
۱۲۸	غرض تشبیہ کے مفہوم کا بیان
۱۲۸	القسم الحادی عشر المنصوب به لا الی
	لنفس الجنس
۱۲۸	﴿گیارہویں قسم لائے نفس جنس کے اسم کے بیان میں ہے﴾
۱۲۹	لائے نفس جنس کی تعریف کا بیان
۱۲۹	نکرہ کا عموم میں نص اور ظاہر ہونے کا بیان
۱۳۰	جنس کے مفہوم کا بیان
۱۳۰	جنس قریب کے مفہوم کا بیان
۱۳۱	جنس بعید کے مفہوم کا بیان
	القسم الثانی عشر ماو لا مشبہتین به نیس
۱۳۱	﴿بارہویں قسم ماو لا مشبہتین به نیس کے بیان میں ہے﴾
۱۳۲	ماو لا مشابہہ نیس کے استعمال کا بیان
۱۳۲	ماو لا میں فرق
	المقصود الثالث فی المجرورات
۱۳۲	﴿تیسرا مقصد مجرورات کے بیان میں ہے﴾
۱۳۲	مجروریت کو مؤخر ذکر کرنے کی مطابقت کا بیان
۱۳۳	اسم مجرور کی تعریف کا بیان
۱۳۵	اضافت لفظیہ
۱۳۵	اضافت معنویہ

صفحہ	موضوع
۱۱۸	عوان نے چند ضروری قواعد
۱۱۹	عنوان کا محکم کرنے و نہ کرنے کے قو فوں کا بیان
	القسم السابع الثمینی
۱۲۰	﴿ساتھویں قسم تیز کے بیان میں ہے﴾
۱۲۰	تیز کی تعریف
۱۲۰	تیز کی تعریف کا بیان
۱۲۱	عنوان اور تیز کے درمیان فرق ہونے کا بیان
	القسم الثامن، المستثنی
۱۲۱	﴿آٹھویں قسم مستثنی کے بیان میں ہے﴾
۱۲۳	استثناء کی تعریف
۱۲۳	حروف استثناء
۱۲۳	مستثنی کی اقسام
۱۲۳	مستثنی متصل کی تعریف
۱۲۳	مستثنی منقطع کی تعریف
۱۲۳	مستثنی کا اعراب
۱۲۴	منصوب
۱۲۴	منصوب یا ماقبل کے مطابق
۱۲۵	عاطل کے مطابق
۱۲۵	مجرور
۱۲۵	غیر کے اعراب
۱۲۵	ترکیب
	القسم التاسع خبر کان وَاخواتها
۱۲۵	﴿نویں قسم کان وَاخوات کی خبر کے بیان میں ہے﴾
۱۲۶	خبر کے مفہوم کا بیان
۱۲۶	خبر کی دو اقسام کا بیان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۳۵	اضافت لامبہ	۱۳۵	اضافت لامبہ
۱۳۶	اضافت منبہ	۱۳۶	اضافت منبہ
۱۳۶	اضافت لمبویہ	۱۳۶	اضافت لمبویہ
۱۳۶	اضافت کافائدہ	۱۳۶	اضافت کافائدہ
۱۳۶	اضافت کے چند ضروری قواعد	۱۳۶	اضافت کے چند ضروری قواعد
۱۳۷	شاذ کالغوی ملبوم	۱۳۷	شاذ کالغوی ملبوم
۱۳۷	اہل لغت کے ہاں شاذ کا اطلاق	۱۳۷	اہل لغت کے ہاں شاذ کا اطلاق
۱۳۷	ذو کے شاذ استعمال کا بیان	۱۳۷	ذو کے شاذ استعمال کا بیان
۱۳۷	الْخَاتِمَةُ فِي التَّوَابِعِ	۱۳۷	الْخَاتِمَةُ فِي التَّوَابِعِ
۱۳۹	یہ سبق تابع بدل کے بیان میں ہے	۱۳۸	یہ خاتمہ توابع کے بیان میں ہے
۱۵۰	بدل اور مبدل منہ کی تعریف	۱۳۸	خاتمہ توابع کی نحو مطابقت کا بیان
۱۵۰	بدل کی اقسام کا بیان	۱۳۸	تابع کی تعریف
۱۵۰	بدل کل کی تعریف	۱۳۸	النَّفْتُ الصِّفَةُ
۱۵۰	بدل بعض کی تعریف	۱۳۹	یہ سبق تابع صفت کے بیان میں ہے
۱۵۰	بدل اشتمال کی تعریف	۱۴۰	صفت
۱۵۰	بدل غلط کی تعریف	۱۴۰	صفت حقیقی
۱۵۰	بدل کے قوانین نحو کا بیان	۱۴۰	صفت سہمی
۱۵۰	عَطْفُ الْبَيَانِ	۱۴۰	صفت کے فوائد
۱۵۲	یہ سبق تابع عطف بیان کے بیان میں ہے	۱۴۱	صفت کے چند ضروری قوانین کا بیان
۱۵۲	عطف بیان کی تعریف	۱۴۱	عَطْفُ بِالْعُرُوفِ
۱۵۲	عطف بیان سے متعلق قواعد نحو کا بیان	۱۴۲	یہ سبق تابع عطف بہ حروف کے بیان میں ہے
۱۵۳	الْبَابُ الثَّانِي فِي الْأَسْمِ الْمَبْنِيِّ	۱۴۳	تابع معطوف کی تعریف کا بیان
۱۵۳	دوسرا باب اسم مبنی کے بیان میں ہے	۱۴۳	نوٹ
۱۵۳	اسم مبنی کے باب کی نحو مطابقت کا بیان	۱۴۳	معطوف سے متعلق قواعد نحو کا بیان
۱۵۳	اسم مبنی کی وجہ تسمیہ کا بیان	۱۴۳	فائدہ
۱۵۳	مشابہ بہ مبنی الاصل کی چند صورتوں کا بیان	۱۴۳	عطف بیان کے چند ضروری قوانین کا بیان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۸۹	اسم موصول	۱۷۷	رب توبی کی تعریف
۱۸۹	کرہ کی تعریف	۱۷۷	فائدہ قواعد
۱۸۹	معرف باللام	۱۷۸	رب بنائی کی تعریف
۱۸۹	قائدہ	۱۷۸	رب مع صرف کی تعریف
۱۸۹	معرف بالاضافہ	۱۷۸	النوع السامع، الکنایات
۱۹۰	معرف بالنداء	۱۷۹	یہ سبق اسم جنی کی ساتویں قسم کنایات کے بیان میں ہے
۱۹۰	کرہ مخصوص کی تعریف	۱۷۹	اسم کنایہ کے جنی ہونے کا بیان
۱۹۰	کرہ غیر مخصوص کی تعریف	۱۸۰	اسمائے کنایہ کی تعریف
۱۹۰	قائدہ	۱۸۰	کم کی دو اقسام کا بیان
	الفصل الثانی فی اسماء الاعداد	۱۸۱	کم استفہامیہ کی تمیز کے اعراب
۱۹۱	خاتمہ کی فصل ثانی اسمائے اعداد کے بیان میں ہے	۱۸۱	کم خبریہ کی تمیز کے اعراب
۱۹۳	اسمائے اعداد کی تعریف	۱۸۱	کم خبریہ کی پہچان کا طریقہ
۱۹۳	دہائیوں کے استعمال کا طریقہ	۱۸۱	النوع الثامن الظروف المعینۃ
۱۹۳	تین سے دس تک	۱۸۲	یہ جنی کی آٹھویں قسم ظروف جنی کے بیان میں ہے
۱۹۳	گیارہ سے بارہ تک	۱۸۵	اسمائے ظروف کے جنی ہونے کا بیان
۱۹۳	تیرہ سے انیس تک	۱۸۵	اسمائے ظروف کا نحوی بیان
۱۹۳	محدود تمیز کے احکام	۱۸۵	اذا کے مفا جاتیہ ہونے کا بیان
۱۹۵	محدود تمیز کے احکام	۱۸۷	اسمائے جہات ستہ
	الفصل الثالث التذکیر والتانیث	۱۸۸	الغائتہ
۱۹۶	خاتمہ کی تیسری فصل تذکیر و تانیث کے بیان میں ہے	۱۸۸	یہ خاتمہ احکام اسم و ملحقات اسم کے بیان میں ہے
۱۹۶	اسم مذکر کی تعریف	۱۸۸	الفصل الاول فی التعریف والتذکیر
۱۹۶	اسم مؤنث کی تعریف	۱۸۸	خاتمہ کی فصل اول معرفہ و کرہ کے بیان میں ہے
۱۹۷	علامات تانیث کا بیان	۱۸۹	معرفہ کی تعریف
۱۹۷	مؤنث حقیقی کی تعریف	۱۸۹	اسم ضمیر
۱۹۷	مؤنث لفظی کی تعریف	۱۸۹	اسم علم
۱۹۷	مؤنث قیاسی کی تعریف	۱۸۹	اسم اشارہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۷۷	قرآن کریم میں غیر عاقل کے لیے جمع کے صیغہ کا استعمال ..	۱۹۷	مؤنث سہمی کی تعریف
۳۷۷	الفصل السادس في المصدر	۱۹۷	فائدہ ..
۳۷۸	﴿خاتمہ کی چوتھی فصل مصدر کے بیان میں ہے﴾	۱۹۷	عورتوں کے تمام نام
۳۷۸	مصدر کی تعریف	۱۹۸	دوزخ کے تمام نام
۳۷۸	اسم الفاعل	۱۹۹	الفصل الرابع المثنى
۳۷۸	﴿یہ سبق اسم فاعل کے بیان میں ہے﴾	۱۹۹	﴿خاتمہ کی چوتھی فصل مثنیہ کے بیان میں ہے﴾
۳۷۸	اسم فاعل کی تعریف	۱۹۹	مثنیہ کی تعریف کا بیان
۳۷۸	اسم فاعل کا عمل	۲۰۰	مثنیہ بنانے کا طریقہ
۳۷۸	نوٹ ..	۲۰۰	مثنیہ کے الف میں علمائے نجات کے اختلاف کا بیان
۳۷۸	فاعل اور اسم فاعل میں فرق	۲۰۳	الفصل الخامس في المجموع
۳۷۸	ترکیب	۲۰۳	جمع کی تعریف کا بیان
۳۷۸	اسم فاعل بعیت کلامی کا بیان	۲۰۳	جمع سالم کی تعریف
۳۷۸	اسم المفعول	۲۰۳	جمع مذکر سالم کی تعریف
۳۷۸	﴿یہ سبق اسم مفعول کے بیان میں ہے﴾	۲۰۳	بنانے کا طریقہ
۳۷۸	اسم مفعول کی تعریف	۲۰۴	جمع مؤنث سالم کی تعریف
۳۷۸	اسم مفعول کا عمل	۲۰۴	جمع قلت کی تعریف
۳۷۸	الصفة المشبهة	۲۰۴	جمع کے چند ضروری قواعد
۳۷۸	﴿یہ سبق صفت مشبہ کے بیان میں ہے﴾	۲۰۴	جمع منتہی المجموع کے صیغے کی تعریف
۳۷۸	صفت مشبہ کی تعریف	۲۰۵	جمع منتہی المجموع کے اوزان
۳۷۸	صفت مشبہ کے استعمال کی صورتوں کا بیان	۲۰۵	انتباد ..
۳۷۸	صفت مشبہ کے چند قواعد نحویہ کا بیان	۲۰۵	واو جمع کے لئے حرف اعراب ہونے میں علمائے نجات کے
۳۷۸	اسم التفضيل	۲۰۵	اختلاف کا بیان
۳۷۸	﴿یہ سبق اسم تفضیل کے بیان میں ہے﴾	۲۰۶	جمع غیر عاقل کیا ہے
۳۷۸	اسم تفضیل کے مفہوم سے مفضل اور مفضل علیہ کا بیان	۲۰۶	جمع غیر عاقل کے لیے ضمائر یا اسم اشارہ کا استعمال
۳۷۸	اسم تفضیل کے عمل کا بیان	۲۰۶	قرآن کریم سے غیر عاقل کی جمع کے لیے واحد مؤنث کی
۳۷۸	اسم تفضیل کا استعمال	۲۰۷	مثال ..

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۴۹	المتاہ	۲۴۱	کلمات مجازات کی تعریف کا بیان
۲۵۰	فعل مجہول کا عمل	۲۴۱	من شرطیہ کے استعمال کا بیان
	أَفْعَالُ الْمَلُوبِ	۲۴۱	الی، نہ، نہ، صیغہ شرطیہ کے استعمال کا بیان
۲۵۱	﴿یہ سبق افعال ملوب کے بیان میں ہے﴾	۲۴۱	ما شرطیہ کے استعمال کا بیان
۲۵۱	افعال ملوب کی وجہ تسمیہ کا بیان	۲۴۱	ای شرطیہ کے استعمال کا بیان
۲۵۲	افعال ملوب کی تعریف	۲۴۱	متی ظرفیہ کے استعمال کا بیان
۲۵۲	افعال ملوب کا عمل	۲۴۱	مہما ظرفیہ کے استعمال کا بیان
۲۵۲	افعال ملوب کے احکام	۲۴۱	از ما ظرفیہ کے استعمال کا بیان
۲۵۳	قائدہ	۲۴۲	حروف غیر جازمہ کی تعریف کا بیان
۲۵۳	قائدہ		فِعْلُ الْأَمْرِ
	الْأَفْعَالُ النَّاقِصَةُ	۲۴۳	﴿یہ سبق فعل امر کے بیان میں ہے﴾
۲۵۳	﴿یہ سبق افعال ناقصہ کے بیان میں ہے﴾	۲۴۳	فعل امر کی نحوی مطابقت کا بیان
۲۵۳	افعال ناقصہ کی وجہ تسمیہ کا بیان		فعل امر کے جہی و معرب ہونے میں علمائے نحوات کے اختلاف
۲۵۵	افعال ناقصہ کی تعریف کا بیان	۲۴۳	کا بیان
	أَفْعَالُ الْمُقَارَبَةِ	۲۴۳	فعل امر کی تعریف
۲۵۶	﴿یہ سبق افعال مقاربہ کے بیان میں ہے﴾	۲۴۳	فعل امر حاضر معروف بنانے کا طریقہ
۲۵۶	افعال مقاربہ کی وجہ تسمیہ کا بیان	۲۴۳	فعل امر غائب و متکلم معروف بنانے کا طریقہ
۲۵۷	افعال مقاربہ کی تعریف	۲۴۳	فعل امر مجہول بنانے کا طریقہ
	فِعْلُ التَّعْجِبِ		الفِعْلُ الْمَجْهُولُ
۲۵۸	﴿یہ سبق فعل تعجب کے بیان میں ہے﴾	۲۴۶	﴿یہ سبق فعل مجہول کے بیان میں ہے﴾
۲۵۸	فعل تعجب کی وجہ تسمیہ کا بیان	۲۴۶	فعل مجہول کی وجہ تسمیہ کا بیان
۲۵۹	افعال تعجب کی تعریف کا بیان		الفِعْلُ اللَّازِمُ وَالْمُتَعَدِّي
۲۵۹	فعل تعجب سے متعلق قواعد نحویہ کا بیان	۲۴۸	﴿یہ سبق فعل لازم و متعدی کے بیان میں ہے﴾
	أَفْعَالُ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ	۲۴۸	فعل لازم و متعدی کی وجہ تسمیہ کا بیان
۲۶۱	﴿یہ سبق افعال مدح و ذم کے بیان میں ہے﴾	۲۴۹	فعل لازم کی تعریف
۲۶۱	افعال مدح و ذم کی وجہ تسمیہ کا بیان	۲۴۹	متعدی کی تعریف

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۷۹	حتی عاطفہ کے استعمال کا بیان	۲۶۱	افعال مدح و ذم کی تعریف کا بیان
۲۷۹	لیکن عاطفہ کے استعمال کا بیان	۲۶۱	انتباہ
۲۷۹	ثم عاطفہ کے استعمال کا بیان	۲۶۱	انتباہ
۲۸۰	ام متعلیٰ کی تعریف کا بیان	۲۶۲	افعال مدح و ذم کے چند ضروری قواعد نحویہ کا بیان
۲۸۰	ام مقطوعہ کی تعریف کا بیان		القِسْمُ الثَّالِثُ فِي الْحَرْفِ
	حُرُوفُ التَّثْبِيهِ	۲۶۳	﴿یہ تیسری قسم حرف کے بیان میں ہے﴾
۲۸۱	﴿یہ سبق حروف تنبیہ کے بیان میں ہے﴾		حُرُوفُ الْجَرِّ
۲۸۱	حروف انتباہ	۲۶۳	﴿یہ سبق حروف جارہ کے بیان میں ہے﴾
	حُرُوفُ النِّدَاءِ	۲۶۳	حروف جارہ کی تین اقسام کا بیان
۲۸۲	﴿یہ سبق حروف نداء کے بیان میں ہے﴾	۲۶۵	بعض حروف جارہ کے معانی کا بیان
۲۸۲	حروف ندا کی تعریف کا بیان	۲۶۶	الصاق
۲۸۳	حُرُوفُ الْإِيْجَابِ	۲۶۷	استعانت
۲۸۳	نعم کے استعمال کا بیان	۲۶۸	بائے جارہ کے کئی معانی ہونے کا بیان
۲۸۳	بلی کے استعمال کا بیان	۲۶۸	بعض حروف جارہ کے معانی کا بیان
۲۸۳	ای کے استعمال کا بیان	۲۷۱	قسم و جواب قسم کی نحوی بحث میں حروف جارہ کا بیان
۲۸۳	جَدِّ - أَجَلْ - إِنَّ کے استعمال کا بیان	۲۷۲	جواب قسم کا حذف کا بیان
	الْحُرُوفُ الرَّائِدَةُ		الْحُرُوفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ
۲۸۵	﴿یہ سبق حروف زائدہ کے بیان میں ہے﴾	۲۷۳	﴿یہ سبق حروف مشبہ بہ فعل کے بیان میں ہے﴾
۲۸۶	حروف زیادت کی تعریف کا بیان		حُرُوفُ الْعَطْفِ
۲۸۶	حروف زیادت کا بیان	۲۷۶	﴿یہ سبق حروف عاطفہ کے بیان میں ہے﴾
	الْحُرُوفُ الْمَصْدَرِيَّةُ	۲۷۸	حروف عطف کی تعریف
۲۸۷	﴿یہ سبق حروف مصدریہ کے بیان میں ہے﴾	۲۷۸	واو عاطفہ کے استعمال کا بیان
۲۸۷	حروف مصدریہ کی تعریف کا بیان	۲۷۹	ف عاطفہ کے استعمال کا بیان
۲۸۷	حروف مصدریہ کے استعمال کا بیان	۲۷۹	او، ام عاطفہ کے استعمال کا بیان
	حُرُوفُ التَّفْسِيرِ	۲۷۹	ل عاطفہ کے استعمال کا بیان
۲۸۸	یہ سبق حرفان تفسیر کے بیان میں ہے	۲۷۹	بَل عاطفہ کے استعمال کا بیان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	التَّنْوِينُ وَالْاِقْسَامُ		حروف تفسیر کی تعریف کا بیان ۲۸۸.....
۳۰۲.....	﴿یہ سبق تنوین و اقسام تنوین کے بیان میں ہے﴾		حُرُوفُ التَّخْفِيفِ
۳۰۳.....	تنوین کے نحوی مفہوم کا بیان	۲۸۹.....	﴿یہ سبق حروف تخفیف کے بیان میں ہے﴾
۳۰۳.....	اعراب کے اعتبار سے تنوین کی اقسام کا بیان	۲۸۹.....	حروف تخفیف کی تعریف کا بیان
۳۰۳.....	تنوین ممکن کی تعریف کا بیان	۲۹۰.....	حروف تخفیف کے استعمال کا بیان
۳۰۳.....	تنوین ساکن کی تعریف کا بیان		حُرُوفُ التَّوَقُّعِ
۳۰۳.....	تنوین تنکیر کی تعریف کا بیان	۲۹۲.....	﴿یہ سبق حرف توقع کے بیان میں ہے﴾
۳۰۳.....	تنوین عوض کی تعریف کا بیان	۲۹۳.....	حرف توقع کی تعریف کا بیان
۳۰۳.....	تنوین مقابلہ کی تعریف کا بیان		حُرُوفُ الاسْتِفْهَامِ
۳۰۳.....	تنوین ترنم کی تعریف کا بیان	۲۹۴.....	﴿یہ سبق حرفان استفہام کے بیان میں ہے﴾
	نُونُ التَّأْكِيدِ	۲۹۴.....	کلمات استفہام کی تعریف
۳۰۵.....	﴿یہ سبق نون تاکید کے بیان میں ہے﴾	۲۹۵.....	اسمائے استفہام کی اقسام کا بیان
۳۰۶.....	نون تاکید کی تعریف	۲۹۵.....	ما کے استفہامیہ ہونے کا بیان
۳۰۶.....	نون ثقل کے احکام	۲۹۵.....	ای، لیہ کے استفہامیہ ہونے کا بیان
۳۰۷.....	نون خفیفہ سے متعلق بعض نحوی قوانین کا بیان	۲۹۵.....	کیف کے استفہامیہ ہونے کا بیان
۳۰۷.....	حروف تاکید کی تعریف کا بیان	۲۹۵.....	کم کے استفہامیہ ہونے کا بیان
۳۰۹.....	ماخذ و مراجع شرح الہدایہ فی النحو	۲۹۶.....	این دانی کے استفہامیہ ہونے کا بیان
		۲۹۶.....	متی، ایان کے استفہامیہ ہونے کا بیان
			حُرُوفُ الشَّرْطِ
		۲۹۷.....	﴿یہ سبق حروف شرط کے بیان میں ہے﴾
		۲۹۹.....	شرط و جزاء کے اعراب
		۲۹۹.....	حروف استقبال کی تعریف و استعمال کا بیان
			حُرُوفُ الرَّدِّعِ وَتَاءُ الثَّانِيَةِ السَّاكِنَةِ
		۳۰۰.....	﴿یہ سبق حروف ردع و تاء ساکنہ کے بیان میں ہے﴾
		۳۰۱.....	حرف ردع کی تعریف کا بیان
		۳۰۱.....	حرف ردع کے استعمال کا بیان

مقدمہ و فتویہ

محمّدك اللّٰهيم يا من تغفل على من نحافحوه متواتر خلاصه نعمه الكافيه، وقابل باحسانه داء
لنقصه عن أداء شكره بترادف انواع مآيه الشافيه، حمداً تبحر إليه كمالات المحامد غير
مخفوضه، وتسكن لديه الآمال جازمه بأن عز السربد بدوامه وثقة غير منقوضه ونسالك اللّٰهيم أن
تشرح صدورنا بأنوار هدايتك ليهي أعظم مطلوب، وتبعدنا عن مساوي الأفعال الناقصه، وتسعدنا
بمحاسن أفعال القلوب، ونشهد أن لا إله إلا أنت وحدك لا شريك لك في صفات ولا أفعال، بل أنت
الفاعل المختار لكل مفعول من الكائنات والأحوال، ونشهد أن سبداً ونسناً محمداً عبدك
ورسولك، المبعوث من خلاصه معد ولباب عدنان، الذي أنزلت عليه القرآن بلسان عربي مبين، لا
يُخلّق جديده، ولا يميل ترديده على مدى الأزمان، صلى الله عليه وسلم وعلى آله وأصحابه
المشتغلين بسنته بلا تازع في العمل، وأنصاره المنصرمين لإعلاء كلمة الله من غير وقف ولا بدل،
ما يبقن ذو تمييز بأن لشأنهم التكبير ولشأنهم التصغير، وما علم ذو إدراك بأنهم جمع السّلامه
ومخالفوهم جموع التكسير.

اما بعد فيقول العبد الفقير الى ربه الغني محمد لياقت على الرضوى البريلوى عامله الله بلطفه الخفى
وسره الحفى، السكن قريه سنيكا من مضافات بهاولنگر الباكستان، إن شرح الهدايه فى النحو ورتبه
لطالبس لفهم العلوم العربيه والاسلاميه،

علم نحو، مدون کرنے کے اسباب کا بیان

جب اسلام کی دعوت جزیرۃ العرب سے نکل کر باقی دنیا میں پھیلی اور کثیر آبادی اسلام کے سایہ امن و عاطفت میں آئی تو
قرآن مجید کا سمجھنا، حدیث سے واقف ہونا، نئے مسائل کا استنباط کرنا اور بدلتے ہوئے حالات میں اسلام کی ترجمانی اور
مسلمانوں کی رہنمائی کا فرض انجام دینا علمائے کرام کے لیے فرض لازم ٹھہرا۔ اس کے لیے نہ ترجمہ کافی تھا، نہ عربی زبان کی سرسری
واقفیت کام دے سکتی تھی بلکہ اس سے ایسی گہری فنی واقفیت ضروری تھی جس کی بدولت غلطی کا امکان کم سے کم اور کتاب و سنت کے
علم و فہم اور صحیح ترجمانی کی زیادہ سے زیادہ صلاحیت پیدا ہو، اس مقصد کے تحت عربی کے قواعد و ضوابط پر کامل عبور شرط لازم کی

دیشیت رکھتا تھا۔ یہی وہ مرحلہ تھا جب صرف نحو کی تدوین اور اس سلسلے میں کتابوں کی تصنیف کی ضرورت پیش آئی۔ اس سلسلہ میں جہاں عربی علماء نے بہت سی قیمتی تصنیف فرمائی وہیں عجمی علماء بھی ان سے کسی طور پیچھے نہیں رہے اور صرف نحو کے قواعد پر مشتمل بیش بہا کتب تحریر فرمائیں۔ یاد رہے کہ فن صرف علم نحو ہی کی ایک شاخ ہے، شروع میں اس کے مسائل نحو ہی کے تحت بیان کیے جاتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلفاء اربعہ کے دور میں یکے بعد دیگرے اسلام دنیا میں پھیلتا گیا اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں تقریباً اسلام پوری دنیا میں پھیل چکا تھا لہذا عجمی لوگ بھی اسلام میں داخل ہونے لگے پھر عجمی لوگ عربی میں خلط ملط کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کے اندر بھی غلطیوں کا ارتکاب کرنے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نحو کو ایجاد کرنے کی ضرورت محسوس کی۔

علم نحو کی ضرورت کے ایک واقعہ کا بیان

ایک اعرابی نیا نیا مسلمان ہو کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہنچا تو مسجد کے اند ایک عجمی تلاوت کر رہا تھا وہ جب سورۃ توبہ کی آیت (إِنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ) پر پہنچا (یعنی اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بیزار ہیں) اس عجمی نے رسول کا عطف لفظ اللہ پر کر نیکی بجائے الْمُشْرِكِينَ پر کیا اور یوں پڑھا دَسُوْلُهُ یعنی مجرور پڑھا جس کے کے معنی یہ بن رہے ہیں کہ اللہ مشکرین اور اپنے رسول سے بیزار ہے (نعوذ باللہ) اعرابی عربی دان تھا اس نے جب یہ آیت سنی تو کہا جب اللہ ہی اپنے رسول سے بیزار ہے تو مجھے ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے وہ مرتد ہو کر چلا گیا۔ ابوالاسود دؤلی کو جب اس واقعہ کی خبر پہنچی تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ کو بیان کیا اور فرمایا (نَحْوُتُ اَنْ اَضَعَ مِيزَانًا لِلْعَرَبِ لِيَتَّقَوْا مَوَازِيَهُ لِسَانِهِ یعنی میں ایسے اصول بنانا چاہتا ہوں جس سے لوگ عربی زبان کو درست رکھ سکیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَقْصِدْ نَحْوَهُ میں بھی یہی ارادہ رکھتا ہوں) اس سے علم نحو کی وجہ تسمیہ بھی معلوم ہو گئی کہ دونوں بزرگوں نے نحو کا لفظ استعمال کیا۔

علم نحو کی ضرورت کے دوسرے واقعہ کا بیان

ایک آدمی کی وفات ہو گئی تو لوگ اس پر رورہے تھے ایک آدمی نے رونے والوں سے پوچھا (مَنِ الْمُتَوَفَّى) یعنی مارنے والا کون ہے رونے والوں نے کہا اللہ سائل نے کہا میں تو میت کے بارے میں پوچھ رہا ہوں کہ مرا ہوا کون ہے اللہ تو (حَسْبِيَ لَا يَمُوتُ) ہے انہوں نے کہا آپ پھر صیغہ اسم مفعول یعنی (مَنِ الْمُتَوَفَّى) کے ساتھ پوچھیں۔ یعنی مرا ہوا کون ہے۔

علم نحو کی ضرورت پر دوسرے واقعہ کا بیان

ایک آدمی کا باپ مر گیا تو وہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میراث کے بارے میں مسئلہ پوچھتے ہوئے کہا (مَا مَاتَ اَبِي وَتَرَكَ لِي مَالًا) یعنی مالا کی بجائے مال پڑھا انہی مختلف غلطیوں کی بنا پر علم نحو کو ایجاد کیا گیا۔

قرآن مجید میں نقطے و اعراب لگانے کا بیان

اس سب سے پہلے اسلام میں داخل ہونے والے مسلمانوں میں عربوں کی تھی تو نہ صرف عربوں کی بلکہ ان کے پیچھے ان کو یہ بھی لکھا یا جائے کہ وہ عربی زبان کا تلفظ اس طرح کریں۔ ایک روایت سے ظاہر ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے عمر سے ان کے شاگرد ابوالاسود دہلی نے قرآن مجید پر پہلی بار نقطے لگائے۔ لیکن قرآن مجید میں نقطے لگانے کا سب سے پہلا ذکر انہی نے بطور پالیسی کے یہ حکم دیا کہ آئندہ قرآن مجید کا کوئی نسخہ نقطوں کے بغیر نہ تو قبول کیا جائے گا اور نہ اس کی اجازت دی جائے گی۔ چنانچہ اس کے زمانے سے قرآن پر نقطے لگانے کا باقاعدہ رواج شروع ہوا۔

اعراب کا بھی ابھی تک رواج نہیں تھا۔ اس لیے کہ عربی جاننے والے زبیر بن کاعبہ کا محتاج نہیں ہوتا تھا۔ جو نام شخص اسلام میں داخل ہوتا تھا وہ جلد ہی عربی سیکھ لیا کرتا تھا۔ آج بھی عام طور پر عربی کتابوں میں زبیر بن کاعبہ ہوتے، یہ کام دوسری صدی کے اواخر یا تیسری صدی ہجری کے اوائل میں ہوا۔ بنو عباس کے زمانے میں، اسلامی تاریخ کی ایک بہت اہم اور غیر معمولی شخصیت گزری ہے، جس کے بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ انسانی تاریخ میں جتنے اعلیٰ ترین دماغ گزرے ہیں، ان میں وہ ایک تھا یعنی خلیل بن احمد الفراء ہمدانی۔ وہ کئی علوم و فنون کا موجد ہے۔ اعراب بھی اس نے ایجاد کئے۔ اعراب کا تصور نہ صرف سب سے پہلے اسی نے دیا، بلکہ اس نے قرآن مجید پر بھی اعراب لگائے۔ (محاضرات قرآنی)

کہتے ہیں کہ علم نحو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایجاد ہے، بعض کے نزدیک ابوالاسود دہلی اس کے موجد ہیں۔ بہر حال یہ دونوں بزرگ اور سیبویہ، خلیل نحوی اور جاحظ وغیرہ اس فن کے بڑے نام ہیں۔ مشہور دہلوی مستشرق دو بوزر نے اپنی تصنیف تاریخ فلسفہ اسلام میں لکھا ہے کہ اہل عرب مثل اور بہت سے علوم کے، علم لسان کا بانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے ہیں بلکہ کلام کی تقسیم تین اجزاء میں جو اسطو کی ایجاد ہے انھیں کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اصل میں علم لسان کی بناء کو نے اور بصرے میں پڑی تھی۔ ابتدائی نشو و نما پردہ اخفاء میں ہے کیونکہ پہلی چیز جو ہمیں نظر آتی ہے وہ سیبویہ کی مکمل صرف و نحو ہے۔ یہ ایک جید کتاب ہے جسے آگے چل کر متاخرین نے ابن سینا کے قانون کی طرح متعدد فضلاء کی کوششوں کا نتیجہ قرار دیا۔ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت کو غلط طور پر پڑھا تو آپ نے حکم دیا تھا۔

علم نحو کی برتری کا بیان

سلف و خلف کے تمام آئمہ کرام کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ مرتبہ اجتہاد تک پہنچنے کے لیے ”علم نحو“ شرط لازم ہے۔ چاہے کوئی شخص جامع العلوم بن جائے مگر وہ مجتہد کے درجے تک اسی وقت رسائی حاصل کر پائے گا جب تک وہ نحو نہ جان لے اور اس کے وسیلے سے ان معانی و مفاہیم کا علم حاصل کرے۔

جس کی مصروفیت صرف ان علمی ہواں محسن ہے۔ اسی لیے مرتبہ ایبوتیلف و سترایم پر موقوف ہے اور ان کی تکمیل کی سہ ماہی ہوئی ہے (مکتبہ دارالعلوم دہلی البرکات محل ان بن محمد انباری 577 م)

کہ ان (نحوی) کا، پورے مصری (تقریباً ابو حنیفہ) سے ہارون رشید کی موجودگی میں ایک مسئلہ پر مباحثہ ہوا تھا۔ اس وقت کہ ابو یوسف رشید نے پاس آئے۔ اس نے کہا: "اس کی طبیعت لڑنے سے نہیں بڑھتی"۔ اس کوئی نے کہا: "آپ کو خبر دیا ہے اور آپ پر غائب آ گیا ہے۔"

کسائی نے کہا: "اے ابو یوسف رشید! یہ چیزیں ان سے ہیں جو میرے دل کی آواز ہیں" پھر کسائی ابو یوسف کی طرف آئے بڑھے اور کہا: "اے ابو یوسف! میں تم سے ایک مسئلہ پوچھوں، ابو یوسف کہنے لگے: "یہ مسئلہ نحو سے متعلق ہے یا فقہ سے؟" کسائی نے کہا: "یہ فقہ کا مسئلہ ہے" رشید اس بات پر ہنس پڑا پھر وہ اپنے پاؤں سے زمین کریدنے لگا پھر کسائی سے کہا: "ابو یوسف سے فقہ سیکھئے۔"

کسائی نے کہا: "درست ہے پھر ابو یوسف نے کہا: "اے ابو یوسف! اس شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جس نے اپنی بیوی سے کہا: "انیت طالق"۔ حلیہ انکار"۔ رشید نے کہا: "درست ہے" اور اس شخص نے بات لفظ "ان" سے شروع کی؟ ابو یوسف کہنے لگے: "جب وہ انکار ہوئی تو اسے طلاق ہو گئی" کسائی نے کہا: "آپ نے غلط جواب دیا ہے" اے ابو یوسف! اس پر رشید ہنس پڑا اور کسائی سے کہا: "درست جواب کیا ہے؟" کسائی نے کہا: "جب اس شخص نے 'ان' کہا تو فعل واجب ہو گیا اور طلاق واقعی ہو گئی اور اگر اس نے 'ان' کہا تو فعل بھی واجب نہ ہوا اور طلاق بھی واقع نہ ہو گی" (معجم الامامیہ)

کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ابو یوسف ہمیشہ کسائی کے پاس آتے رہے (الموفقات فی اصول الشریعہ، ابو اسحاق شافعی)

امام الخلیل نحوی

الخلیل بن احمد کی پیدائش ۱۰۰ھ میں ہوئی عثمان کے باشندے اور مشہور نحوی و ادیب ہیں۔ علم عروض کے موجد ہیں اور سب سے پہلے عربی لغت بھی انھوں نے ہی لکھی۔ جس کا نام کتاب العین ہے۔ اس کے علاوہ ان کی دیگر اہم تصانیف یہ ہیں۔ شرح صرف الخلیل، کتاب فیہ جملہ آلات الاعراب۔ ان کا انتقال ۱۷۷ھ میں ہوا۔

امام اللامۃ فی النحو عمر بن عثمان سیبویہ

سیبویہ ابو بشر عمر بن عثمان بن قنبر عربی زبان کے نہایت مشہور نحوی اور ادیب تھے۔ یہ شیراز کے مضافات، موضع البیضاء ۱۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد تحصیل علم کے لیے بصرہ گئے۔ یہاں کے اکابرین علماء سے استفادہ کیا۔ خاص طور سے ماہر سانیات الخلیل بن احمد سے حاصل کی۔ کم عمری میں ہی عربی زبان میں مہارت حاصل کی اور نحو کی کتاب مرتب کی جو آج تک مختلف

ہے اس کے درسیات میں شامل ہے۔ ان کی کتاب الفہم کی متعدد شرحیں لکھی گئیں اور ہرپ کی مختلف ہادوں میں اس نے تہتے ہوئے۔ ان کا انتقال ۱۸۰ھ میں ہوا۔

امام الکسائی نحوی

امام ابوالحسن علی بن حمزہ کسائی کی ولادت ۱۱۹ھ کوفہ میں ہوئی۔ الکسائی علی بن حمزہ بن عبداللہ بن رمن بن فیہ و مشہور نحوی و ماہر زبان تھے۔ ان کی وفات کوفہ میں ۱۸۹ھ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کوفہ میں پائی۔ پھر بصرہ میں خلیل بن احمد سے تحصیل علم کی۔ خلیل نے انھیں نجد کے ایک قبیلہ کے پاس رہا کر سکھانے کے لیے بھیج دیا۔ جب یہ بصرہ واپس آئے تو خلیل کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کی جگہ الکسائی کو مل گئی اور بغداد میں مستقل قیام کیا۔ ہارون الرشید نے امین و مامون کی تعلیم کے لیے انھیں بھی مامور کیا تھا۔ ان کی مشہور تصنیف رسالہ فی لحن العامہ ہے۔

امام ابن سکیت نحوی

ابن سکیت ابو یوسف ماہر لسانیات اور نحوی تھے۔ ان کی ولادت بغداد میں ۱۸۵ھ کی ہے۔ انھوں نے مختلف زبانیں سیکھیں اور خلیفہ المتوکل کے بیٹوں کے اتالیق مقرر ہوئے۔ ان کی مشہور کتابیں اصلاح المنطق، کتاب القلب والابدال، شرح دیوان خضراء وغیرہ ہیں۔ ان کا انتقال ۲۴۴ھ میں ہوا۔

علامہ ابن خالویہ

ابن خالویہ ابو عبید اللہ مشہور نحوی و تذکرہ نویس تھے۔ حصول علم کے لیے ہمدان سے بغداد آئے اور یہاں کے مشہور اساتذہ سے نحو و ادب کی تعلیم حاصل کی۔ ان کی مشہور تصنیف کتاب اللیس شرح مقصورات ابن درید ہے۔ ان کا انتقال ۳۷۰ھ ۹۸۰ء میں ہوا۔

علامہ ابن قتیبہ نحوی

ابن قتیبہ دنبوری عرب کے مشہور مورخ، نحوی، ادیب، اور دبستان بغداد کے جید عالم تھے۔ ان کی ولادت کوفہ میں ۸۲۸ء میں ہوئی اور انتقال ۸۸۵ء میں ہوا۔ ان کی مشہور تصانیف کتاب الادب الکاتب، کتاب معانی الشعراء اور عیون الاخبار ہیں۔

علامہ عثمان ابن جنی نحوی

علامہ ابن اشیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: میرا نہیں خیال کہ کسی عام شخص کا بھی وہم و گمان وہاں تک پہنچ سکتا ہے جہاں تک اس آدمی (ابن جنی) کا خیال پہنچا ہے، باوجود یہ کہ امام ابن جنی علمائے عربیت میں امام تسلیم کئے جاتے ہیں، جن کی طرف طلباء رخت سفر باندھا کرتے تھے، اب دیگر کے متعلق کیا کہا جائے گا، جو اس طرح کے امام بھی نہ ہوں اور پھر کسی فن میں کلام کریں؟ اس لئے

کہ فصاحت و بلاغت کا فن ابن خلدون و اعراب سے بالکل علیحدہ فن ہے۔ (مثل سائر، ص ۱۱۳)

علمائے نجات کی ایک بڑی تعداد جن کے اسمائے گرامی محمد بن احمد اور اسی طرح احمد بن محمد اور اسی طرح ابراہیم ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے علمائے نجات کے احوال پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام بغیۃ الوعاة ہے۔ اس میں ۲۲۰۰ سو کی تعداد میں علمائے نجات کے حالات زندگی کو رقم کیا ہے۔

میں مشہور علمائے نجات کے اسمائے گرامی

۱- محمد بن آدم بن کمال، ابوالمظفر الہروی النخوی ۲- محمد بن ابان بن سید بن ابان اللغنی، ابو عبد اللہ القرطبی ۳- محمد بن ابراہیم بن احمد بن عبد الرحمن النخعی ۴- محمد بن احمد البیہقی، ابو سعید ۵- محمد بن ابراہیم الجذامی الغرناطی بن الحاج، ابو عبد اللہ، يعرف بالفتقل ۶- محمد بن ابراہیم بن جابر الجذامی الوادی آشی، ابو عبد اللہ ۷- محمد بن ابراہیم بن حبیب بن سمرۃ بن جندب الصحابی، ابو عبد اللہ الفراری ۸- محمد بن ابراہیم بن الحسین بن محمد بن دادا الجرباذقانی، ابو جعفر ۹- محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ الادیب النیسابوری، ابو بکر النخوی ۱۰- محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ ۱۱- محمد بن ابراہیم بن عبد الرحمن الریمینی الوشقی ۱۲- محمد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن معاویہ بن المنذر القرشی القرطبی ۱۳- محمد بن ابراہیم بن عبد السلام التمیمی، ابو عبد اللہ ۱۴- محمد بن ابراہیم بن عمران بن موسی الجوری، ابو بکر ۱۵- محمد بن ابراہیم بن ابی القاسم بن عنان المیدومی، ابو عبد اللہ شرف الدین ۱۶- محمد بن ابراہیم بن محمد بن المفزع الاوسی الاشعری، المعروف بابن الدباغ ۱۷- محمد بن ابراہیم بن محمد بن ابی نصر الامام، ۱۸- محمد بن ابراہیم بن محمد السبکی المالکی النخوی، ابو الطیب ۱۹- محمد بن ابراہیم بن مشرب بن ذرۃ الاشعری ۲۰- محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن رفاعۃ کمال الدین، ابو الفتوح القوسی۔ (بغیۃ وعات، از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ)

مصنف ہدایہ نحو کے حالات زندگی

اہل سنت و جماعت کے اسلاف نے علوم عربیہ کے جس شعبہ میں کام کیا ہے وہ ناقابل فراموش احسان ہے۔ خواہ علوم تفسیر ہوں یا اصول تفسیر یا حدیث یا اصول حدیث یا تاریخ اسلام، سیرت ہو یا فقہ ہو یا اصول فقہ ہو، تصوف ہو یا روحانیت کے علوم ہوں طب کے علوم ہوں یا سائنس کے علوم ہوں۔ الغرض امت مسلمہ کے علمی سرمائے کو جب علامہ محمد اقبال نے یورپ کی لائبریریوں کی زینت بنے دیکھا تو کہا کہ دل خون آنسو روتا ہے کہ یہ سرمایہ امت مسلمہ کا ہے۔ اور موجود غیر کے ہاں ہے۔ تاریخ اسلام میں سقوط بغداد کے المناک واقعات کو کون جانتا نہ ہوگا کہ امت مسلمہ کے سیاسی زوال کے ساتھ ساتھ علمی سرمایہ بھی غیروں نے لوٹ لیا ہے۔ اور جس کے بل بوتے پر آج پوری دنیا میں ماڈرن ٹیکنالوجی کے نام اپنی شہرت و تہذیب کے درپے ہوا ہے۔ مگر حقیقت میں چھپے راز آج بھی اہل علم جانتے ہیں۔ کہ شرق و غرب تک ہر قسم نئی ایجاد ہونے والی ٹیکنالوجی میں علم و ہنر اہل اسلام کا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اس پر لیبل غیروں کا لگا ہوا ہے جس کی وجہ سے آنے والی نسل صرف یہی جانتے گی کہ شاید دنیا میں دنیاوی کمالات

اور یورپ کے پاس ہیں۔ حالانکہ یہ تاریخی روح ساز ظلم ہے۔ اسوں اہل یورپ امت مسلمہ کے علوم کو اُن سے بعد ان کو ہی ہوسکتا کر اپنی اوکا مکاری چکائے ہوئے ہے۔ لیکن یہ کیسا بھولا بھالا مسلمان ہے کہ اس کو خبر نہیں ہے۔ اس ہدایت سازوں کے اصل پاساں تم ہو۔ اس کے اصل وارث تم ہو۔ البتہ ہمارا یہ موضوع نہیں ہے۔ ہم تو علوم نحو کے علماء کے بعد مصنف ہدایہ ہوئے احوال کو انتشار کے ساتھ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ مصنف اسلاف کے سچے پاساں تھے۔ انہوں نے علم نحو میں نہایت گہرائی اور جامعیت کیساتھ مضامین کو ہدیہ النحو میں جمع کیا ہے۔

اسم گرامی

حضرت علامہ شیخ سراج الدین عثمان چشتی نظامی سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے بزرگ تھے۔ آپ سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمہ کے خلفاء میں سے تھے۔ اہل تصوف سے محبت آپ کو اس قدر تھی کہ گویا ودیعت شدہ تھی۔

شیخ سراج الدین کی تعلیم کا بیان

آپ کے پیر و مرشد سلطان المشائخ نے کہا کہ جاہل انسان شیطان کا کھلونا ہوتا ہے شیطان اس کے ساتھ جس طرح چاہے کھیلتا رہتا ہے۔ اتفاق سے اس محفل میں مولانا فخر الدین زراوی بھی بیٹھے تھے تو انہوں نے عرض کیا کہ میں سراج الدین کو چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں عالم بنادوں گا۔ چنانچہ آپ نے صرف کی گردانیں اور قوانین صرف سیکھنے شروع کر دیئے۔ جن کو بہت ہی تھوڑے عرصے میں آپ نے نہ صرف سیکھ لیا بلکہ ان میں مہارت حاصل کر لی۔

شیخ سراج الدین کا نحو و فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کا بیان

علم صرف کے مضبوط فہم و ادراک کے بعد آپ نے نحو اور فقہ کی تعلیم کو حاصل کرنا شروع کیا اس مقصد کیلئے آپ نے شیخ رکن الدین اندرینی سے علم حاصل کیا۔ جہاں آپ کافیہ، قدوری، مفصل اور مجمع البحرین پڑھتے رہے۔ پس چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں اتنی مہارت حاصل کر لی۔ ہم عصر علماء و فضلاء میں یہ جرأت نہ ہوتی تھی کہ وہ آپ سے کوئی مناظرہ یا مقابلہ کر سکیں۔

شیخ سراج الدین کے باطنی علوم کا بیان

شیخ سراج الدین کو حضرت شیخ الاسلام و المسلمین بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ نے خرقہ خلافت عطا فرمایا لیکن اس کو موقوف کیا ہے یہ اس وقت طے گا جب وہ ظاہری علوم میں عالم بن جائیں گے تو شیخ نے اسی جذبہ کے پیش نظر چھ ماہ کی قلیل مدت میں علوم ظاہری میں مہارت تامہ حاصل کر لی۔ لیکن ان علوم سے فارغ ہونے پہلے ہی بابا فرید الدین علیہ الرحمہ کا وصال ہو چکا تھا مگر چونکہ انہوں نے خرقہ خلافت کا حکم دے رکھا تھا۔ لہذا آپ کو علم کے صلہ میں خرقہ خلافت بھی عطا ہو چکا۔ اور اس کے ساتھ باطنی علوم کیلئے معرفت حاصل ہونے لگی۔

نگاہ بصیرت سے دین متین کی خدمت کرنے کا بیان

بہارِ کمال کے اہل اسلام پر شیخ سراج الدین علیہ الرحمہ کی دینی خدمات کے کارنامے زندہ رہیں گے۔ امت مسلمہ میں ان کی دینی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ظاہری و باطنی علوم کے پیکر بن کر لوگوں کے دلوں کو ایمان جلا بخشنے والے شیخ سے کو بھلائے بھلایا نہ جاسکے گا۔

دنیا میں ہیں لوگ وہی اچھے جو آتے ہیں کام دوسروں کے

مصنف کی تصانیف

آپ نے میزان الصرف، ہدایہ نحو، پنج گنج لکھی ہیں۔ یہ تینوں کتابیں اپنی اہمیت میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ شرق و غرب میں ان مقبولیت عام ہے۔ اور مدارس اسلامیہ کے نصاب میں داخل ہیں۔

وصال شیخ سراج الدین عثمان چشتی علیہ الرحمہ

۷۵۸ھ کے لمحات میں علم و عمل کا یہ بحر بے کنار اپنی موجوں سے دنیا کو علم و عرفان سے سیراب کرتا ہوا اپنے رخ کو فانی دنیا سے باقی جہاں کی جانب کرتے ہوئے اہل دنیا سے جدا ہو گیا۔ اہل سنت و جماعت کے عظیم پیکر کے چھوڑے ہوئے نقوش اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباق آج بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ لگانے والوں کے دلوں میں موجود ہیں۔

میر سید شریف جرجانی کے حالات زندگی

علامہ قطب الدین شارح "مطالع" کے مایہ ناز شاگرد مبارک شاہ مصر میں اپنے مدرسہ کے محن میں چہل قدمی کر رہے تھے، اتنے میں انہیں ایک کمرے سے گفتگو کی آواز سنائی دیتی ہے۔ قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک طالب علم "شرح مطالع" کی تکرار کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ شارح "مطالع" نے یہ کہا، استاد نے یہ کہا، اور میں یہ کہتا ہوں، پھر جو اس نے تقریر کی تو اس کی تقریر کی لطافت، روانی اور جولانی کو دیکھ کر مبارک شاہ پر وجد طاری ہو گیا اور وہ فرط مسرت میں رقص کرنے لگے۔ اندر جا کر دیکھا تو یہ وہی ہونہار طالب علم تھا جو سولہ مرتبہ "شرح مطالع" پڑھنے کے بعد شوق کا دریا سینے میں چھپائے خود شارح کے پاس "ہرات" جا پہنچا تھا۔ اس وقت شارح، عمر کی ایک سو بیس منزلیں طے کر چکے تھے۔ اور ان کی پلکیں ڈھلک کر آنکھوں کے اوپر آ چکی تھیں۔ انہوں نے بمشکل پلکوں کو اوپر اٹھا کر دیکھا تو نو جوان کی آنکھوں میں بلا کی ذہانت چمک رہی تھی۔ انہوں نے اپنے بڑھاپے کے پیش نظر پڑھانے سے معذرت کی اور اس نو جوان کے والدین انہ شوق کو دیکھتے ہوئے یہ مشورہ دیا کہ تم مبارک شاہ کے پاس مصر چلے جاؤ وہ ہو بہو میری کاپی ہے۔ مبارک شاہ کو یاد آیا کہ جب یہ شوق مجسم میرے پاس آیا تھا تو میں نے تعلیم کے لیے دو شرطیں لگائی تھیں ایک یہ کہ تمہیں مستقل طور پر سبق شروع نہیں کرایا جائے گا، کوئی امیر زادہ پڑھنے کے لیے آئے گا تو تم بھی شریک درس ہو سکو گے، دوسری

یہ تمہیں کوئی سوال پوچھنے کی اجازت نہیں دے گی۔ علم سے بڑے یہ وہاں نہیں ملندے۔ پٹنانی سے کہاں نہیں۔ اور درس میں ایک سوئے گا۔ آج مبارک نہ نہ انداز۔ کہ یہ وہاں انکان میں کامیاب ہو چکا ہے۔ آتے رہے راستہ گلے سے اٹایا اور اجازت دے دی کہ آج کے بعد تم ہو پوچھنا چاہو پوچھ سکتے ہو۔ یہ وہاں طالب علم "میر سید شریف جرجانی عالیہ رحمۃ اللہ افنی" تھے۔ آپ کا نام علی ابن محمد بن علی جرجانی ہے۔ آپ جتنی میں "دیوان جرجان" (مملکت خوارزم کے ایک شہر) میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ سے اکابر علماء سے علم حاصل کیا۔ مبارک شاہ سے "شرح مطالع" پڑھی۔ "ہدایہ" کے کئی علامہ اہل الدین محمد بن سوری ہارلی سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ دیہاں تک کہ اپنے ہم عصر علماء سے سبقت لے گئے۔ اور "السید" "السند" "الشریف" اور "میر سید" کے القاب سے مشہور ہوئے۔

میر سید نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چیل اقتدر خلیفہ خواجہ علی الدین محمد ابن محمد عطار بخاری سے تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ سید کہا کرتے تھے "جب تک میں حضرت عطار بخاری کی خدمت سے مشرف نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو جیسے چاہیے تھا نہیں پہچانتا تھا۔" وہ میں بادشاہ شجاع الدین مظفر "قصر زرد" میں مقیم تھا۔ میر سید نے اس تک رسائی کے لیے عجیب طریقہ نکالا۔ فوجیوں کا لباس پہن کر راستہ میں کھڑے ہو گئے۔ علامہ تفتازانی بادشاہ کے پاس جا رہے تھے کہ رات میں میر سید مل گئے اور کہنے لگے میں مسافر ہوں اور تیر اندازی میں مہارت رکھتا ہوں، آپ بادشاہ سے سفارش کریں کہ مجھے ملاقات کا موقع دیا جائے۔ علامہ کی سفارش پر بادشاہ نے انہیں طلب کیا اور کہا کہ تیر اندازی کا مظاہرہ کرو۔ میر سید نے جیب سے کاغذات کا ایک مجموعہ نکال کر پیش کیا جس میں مختلف مصنفین پر اعتراضات تھے اور کہا کہ یہ میرے تیر ہیں اور یہ میرا فن ہے۔ علامہ تفتازانی کے فضل و کمال کے سامنے اس جرأت کا مظاہرہ کرنا سید ہی کا کام تھا۔ بادشاہ نے سید کا بڑا احترام کیا اور اپنے ساتھ "شیراز" لے جا کر مدرسہ دار الشفا کا مدرس بنادیا۔ سید مدرس ۱۰ سال تک وہاں درس و تدریس میں مصروف رہے۔ جب تیمور لنگ نے "شیراز" پر حملہ کیا اور فتح کے بعد لوٹ مار کا بازار گرم ہوا تو ایک وزیر کی سفارش پر سید کو پناہ ملی۔ تیمور انہیں اپنے ساتھ "وراء النہر" لے گیا۔ میر سید، "سمرقند" میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ اس زمانے میں علامہ تفتازانی تیمور کی مجلس کے صدر المصروف تھے تیمور کہا کرتے تھے کہ اگرچہ علم و فضل میں دونوں برابر ہیں لیکن سید کو کسی اعتبار سے تفتازانی پر فضیلت حاصل ہے۔ تیمور لنگ کی سلطنت کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کا اکثر حصہ اس کے زیر نگین تھا میر سید کو اس کے دربار میں تقرب حاصل تھا۔

ایک دفعہ میر سید نے علامہ تفتازانی کے حواشی "کشاف" پر اعتراض کیا۔ زیر بحث "کشاف" کی وہ عبارت تھی جس میں

أَوَّلِكَ عَلَى هَذِي مَنْ رَبِّهِمْ

میں بیک وقت استعارہ تبعیہ اور تمثیلیہ قرار دیا گیا ہے۔ تیمور کے سامنے مناظرہ ہوا، نعمان معزلی کو حج مقرر کیا گیا جس نے سید کے حق میں فیصلہ دیا۔ تیمور نے سید کے اعزاز میں اضافہ کر دیا اور علامہ تفتازانی کے مرتبہ میں کمی کر دی۔ علامہ تفتازانی علیہ رحمۃ

[illegible]

وَأَمَّا الْفِرْعَوْنُ فَقَدْ كَذَّبَ بِآيَاتِنَا فَفُتِنَّا لَهْوَ الْعَدْنِ فَذُوقْ صَغِيرَ الْعَذَابِ الْعَدْنِ

”میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس کا ہوا ہوں۔“

”میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس شریف برہانہ عالمی اور عربی کے اکابر علماء میں سے تھے، استراہا، کے قریب تاکو
”میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس شریف برہانہ عالمی اور عربی کے اکابر علماء میں سے تھے، استراہا، کے قریب تاکو“

بر غیر بنوعی علمی تر و تنج کا بیان

سہ ہزار مسلمانوں کی آمد اموی خلافت کے دور میں پہلی صدی ہجری کے اندر ہو چکی تھی اور محمد بن قاسم کے ہاتھوں سندھ و
دکن فتح و پایا گئے۔ اسی طرح پانچویں صدی ہجری میں سلطان محمود غزنوی نے سندھ و پنجاب کو زیر نگین کر لیا تھا اور اپنی فتوحات کا
دار و کجرات سے وضع کیا تھا، لیکن ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کی ابتدا دراصل چھٹی صدی ہجری کے اخیر میں سلطان
نور الدین محمد غوری نے نائب قناب الدین ایبک کے دور سے ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب وسط ایشیا کے مسلمان تفسیر و حدیث کے
سرخ و سفید و انگوہ و اغت و ادب اور کلام و تصوف کو بھی اہمیت دینے لگے تھے۔ چوں کہ وسط ایشیا اور دیگر اسلامی ملکوں میں تاتاری
مسلموں کے بعد مضبوط اسلامی حکومت ہندوستان میں ہی قائم ہوئی تھی اور یہ علاقہ تاتاری یورشوں سے تقریباً آزاد تھا، اس لیے ان
علاقوں کے علماء و مشائخ اور عام مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہندوستان آ گئی تھی؛ چنانچہ فطری طور پر ان کے ساتھ یہ ذوق
ہندوستان منتقل ہوا اور یہیں سے ہندوستانی کلام تعلیم کی بنیاد پڑی۔

برصغیر میں علوم و ادب کی ترقی کا پہلا دور

اس کا آغاز سترہویں ہجری سے سمجھنا چاہیے اور انجام دسویں صدی پر اس وقت ہوا جب کہ دوسرا دور شروع ہو گیا تھا، کم و بیش دو سو برس تک ان فنون کی تحصیل معیار فضیلت سمجھی جاتی تھی: صرف، نحو، ادب، بلاغت، فقہ، اصول فقہ، منطق، کلام، تصوف، تفسیر، حدیث۔ اس طبقے کے علماء کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں علم فقہ معیار فضیلت تھا، حدیث میں صرف مشارق الانوار کا پڑھ لینا کافی سمجھا جاتا تھا اور حدیث میں مزید درک و مہارت کے لئے مصابح آخری کتاب تھی۔ اس زمانے کے نصاب تعلیم میں بونصوصیات نظر آتی ہیں وہ فاتحین ہند کے موغز اور نکھرے ہوئے مذاق کا نتیجہ تھیں، ہندوستان میں اسلامی حکومت کی اطاعت جن لوگوں نے بچھائی وہ غزنی اور غور سے آئے تھے، یہ وہ مقامات تھے جہاں فقہ اور اصول فقہ کا ماہر ہونا علم و فن کا طرہ امتیاز

سمجھا جاتا تھا اور ان ممالک میں فقہی روایات کا پایہ بہت بلند تھا۔
برصغیر میں علوم درس نظامی کا دوسرا دور

نویں صدی ہجری کے آخر میں شیخ عبداللہ اور شیخ عزیز اللہ ملتان سے اعلیٰ سلطان بلند راوی کے دربار میں آئے اور انہوں نے سابقہ معیار فضیلت کو کسی قدر بلند کرنے کے لئے قاضی عضد الدین کی تصانیف مطالعہ و واقف اور علماء کمالی کی مفتاح العلوم نے مطول و مختصر المعانی اور تلویح و شرح عقائد نسلی کو رواج دیا۔ نیز اس زمانہ میں شرح دقایہ اور شرح جانی داخل نصاب کی تفسیر اس دور کے آخر میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے علمائے حریم شریفین سے علم حدیث کی تکمیل کر کے علم حدیث کو فروغ دینے کی کوشش کی، ان کے بعد ان کے فرزند شیخ نورالحق نے بھی درس حدیث کی اشاعت کی کوشش کی۔ اس طبقے کے علمائے کرام کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مفتاح العلوم سکا کی اور قاضی عضد الدین کی مطالعہ اور مواقف منتخبانہ کتابیں تھیں۔

برصغیر میں علوم درس نظامی کا تیسرا دور

دسویں صدی کے اخیر میں میر فتح اللہ شیراز (ایران) سے ہندوستان آئے، اکبر نے ان کو عضد الملک کا خطاب دے کر پندیرائی کی، انہوں نے سابق نصاب درس میں کچھ معقولات کتابوں کے اضافے کئے اور انہیں کے زیر اثر ہندوستانی نصاب میں ان کا رواج ہوا۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے جو اس دور کے سب سے آخری مکر سب سے زیادہ نامور عالم تھے، حریم شریفین تشریف لے گئے اور وہاں چودہ ماہ قیام فرما کر علم حدیث کی تکمیل کی اور ہندوستان آ کر اس سرگرمی سے اس کی اشاعت کی کہ جس کے اثرات آج تک باقی ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے اخلاف نے صحاح ستہ کے درس و تدریس کو اپنی سعی و کوشش سے جز و نصاب بنا دیا۔ شاہ صاحب نے ایک نیا نصاب درس بھی مرتب کیا تھا مگر چونکہ اس زمانے میں علم کا مرکز دہلی سے لکھنؤ منتقل ہو چکا تھا، نیز ہمالیوں اور اکبر کے زمانے میں ایران سے جو نیا تعلق ہوا تھا، اس نے بتدریج ہندوستان کے علمی مذاق میں ایک جدید تغیر پیدا کر دیا تھا، مثل دربار کے ایرانی امراء اور علماء کے ذریعے منطق اور فلسفہ کو آہستہ آہستہ دوسرے علوم پر فوقیت حاصل ہوتی گئی، اس لیے شاہ صاحب کے نصاب کو قبول عام حاصل نہ ہو سکا۔

برصغیر میں علوم درس نظامی کا چوتھا دور

چوتھا دور بارہویں صدی ہجری سے شروع ہوا، اس کے بانی ملا نظام الدین سہالوی لکھنوی تھے جن کا مرکز فرنگی محل لکھنؤ تھا۔ درس نظامی کے نام سے جو نصاب آج تمام مدارس عربیہ میں رائج ہے وہ ان ہی کی یادگار ہے۔ ملا نظام الدین نے دور سوم کے نصاب میں اضافہ کر کے ایک نیا نصاب مرتب کیا اور اس دور میں پڑھائی جانے والی کتابوں کو حتی الامکان جمع کرنے کی کوشش کی۔ درس نظامی میں تیرہ موضوعات کی تقریباً چالیس کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ فقہ اور اصول فقہ کے ساتھ تفسیر میں جلالین و بیضاوی

اور حدیث میں مشکاة المصابیح داخل تھی۔ انھوں نے ریاضی اور فلکیات کی کئی کتابیں اور ہندسہ (انجینئرنگ) پر بھی ایک کتاب شامل نصاب کی۔ اس میں طب، تصوف اور ادب کی کوئی کتاب شامل نہیں تھی اور منطق و فلسفہ کو خاصی جگہ دی تھی۔

تیرہویں صدی کے وسط میں ہندوستان میں علم کے تین مرکز قائم تھے: دہلی، لکھنؤ اور خیر آباد۔ گونصاب تعلیم تینوں کا قدرے مشترک تھا، تاہم تینوں کے نقطہ بائے نظر مختلف تھے۔ دہلی میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا خاندان کتاب و سنت کی نشر و اشاعت اور تعلیم و تدریس میں ہمہ تن مشغول تھا، یہاں تفسیر و حدیث پر زیادہ توجہ دی جاتی تھی، علوم معقولہ کی حیثیت ثانوی درجے کی تھی۔

آج بھی علم نحو کے مایہ ناز اساتذہ کرام موجود ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں بڑی تعداد میں مدارس اسلامیہ درس نظامی کے علوم میں کوشاں ہیں۔ جس طرح منظر اسلام بریلی شریف، جامعہ نعیمیہ لاہور، کراچی، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، انوار العلوم ملتان اور اسی طرح اہل سنت و جماعت کے زیر انتظام کثیر مدارس موجود ہیں۔

(محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق عفی عنہ)



خطبۃ الکتاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ،
 إِنَّا بَعَثْنَا فِي هَذَا مُنْتَصَرَ مَضْبُوطًا فِي عِلْمِ النَّحْوِ جَمَعَتْ فِيهِ مُهِمَّاتِ النَّحْوِ عَلَى تَرْتِيبِ
 الْكَافِيَةِ مَبُوبًا وَمَفَصَّلًا بِعِبَارَةٍ وَاضِحَةٍ مَعَ إيرادِ الْأَمْثَلَةِ فِي جَمِيعِ مَسَائِلِهَا مِنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ
 لِلدَّلِيلِ وَالْعِلَلِ لِئَلَّا يَشُوشَ ذَهَنُ الْمُبْتَدِئِ عَنْ فَهْمِ الْمَسَائِلِ وَاسْمِيَّتِهِ "بِهْدَايَةِ النَّحْوِ" رَجَا
 أَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ الطَّالِبِينَ وَرَتَبَهُ عَلَى مَقْدَمَةٍ وَثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ وَخَاتَمَهُ بِتَوْفِيقِ الْمَلِكِ
 الْعَزِيزِ الْعَلَامِ، أَمَّا الْمُقَدِّمَةُ فِي الْمَبَادِئِ الَّتِي يَجِبُ تَقْدِيمُهَا لِتَوْفِيقِ الْمَسَائِلِ عَلَيْهَا، وَفِيهَا
 ثَلَاثَةُ فُصُولٍ.

ترجمہ

اللہ کے نام سے شروع جو مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہیں جو تمام جہانوں کو
 پالنے والا ہے۔ اور اچھا انجام پر ہیزگاروں کیلئے ہے۔ اور رحمت کاملہ و سلام اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جن
 کا نام گرامی، اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام آل پاک رضی اللہ عنہم اور تمام صحابہ
 کرام رضی اللہ عنہم پر سلام ہو۔

اس خطبہ کے بعد یہ کتاب جو علم نحو میں مضبوط، مختصر ہے۔ میں نے اس میں اہم ایضات کو کافیہ کی ترتیب پر جمع کیا
 ہے۔ اس کی عبارت کو وضاحت کے ساتھ ابواب و فصول پر مشتمل کرتے ہوئے نحو کے تمام مسائل کو مثالوں کے
 ساتھ ذکر کیا ہے۔ جبکہ دلائل و علل کو چھوڑ دیا ہے تاکہ نحو کے ابتدائی طالب علم کا ذہن نحو کے مسائل کو سمجھنے میں شک
 و شبہ میں نہ پڑ جائے۔ میں نے اس کتاب کا نام "ہدایہ نحو" اس امید کے ساتھ رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے
 طلباء کو ہدایت عطا فرمائے۔ اور میں نے اس کو غالب، علم، ملکیت والے کی توفیق سے ایک مقدمہ، تین اقسام اور
 ایک خاتمہ پر مرتب کیا ہے۔ البتہ مقدمہ ان ابتدائی باتوں پر مشتمل ہے جن پر مسائل نحو کو سمجھنا موقوف ہے اور اس میں

لفظ "اسم"

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں "حرف باء" جار ہے، "اسم" مجرد اور مضاف "لفظ اللہ" مضاف الیہ اور موصوف ہے لفظ "الرحمن الرحیم" صیغہ صفت مشبہ، موصیئہ اس کا فاعل، صیغہ صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت، دونوں یکے بعد دیگرے موصوف یعنی اللہ کی صفات ہیں۔ موصوف (اللہ) اپنی دونوں صفات (الرحمن الرحیم) کے ساتھ مل کر اسم کا مضاف الیہ بن گیا اور مضاف (اسم) اپنے مضاف الیہ (اللہ الرحمن الرحیم) سے مل کر جار یعنی "حرف باء" کا مجرد ہو گیا۔ اب اس حرف باء (جار) کا ایک متعلق ہے جو فعل محذوف ہے۔ وہ یہاں اشعار ابدایا اقراء وغیرہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جار و "مجرد" اور "فعل محذوف" جس میں فاعل بھی ہے۔ سب مل کر "جملہ فعلیہ خبریہ" پر منتج ہو گئے۔ اس کی دوسری صورت یہ بھی ہے کہ یہاں فعل محذوف صیغہ امر ابدایا اقراء کو مانا جائے۔ اس طرح تیسرے "جملہ فعلیہ انشائیہ" قرار پائے گا۔

لفظ اللہ کی اصطلاحی تعریف

علامہ سعد الدین قنطرازی لکھتے ہیں: هو اسم للذات الواجب الوجود المستحق لجميع المعامد وہ (اللہ) اُس ذات کے لئے اسم ہے جو واجب الوجود ہے، تمام معامد و کمالات کا مستحق ہے۔ (مختصر معانی، صفحہ 5 مطبع لاہور)

لفظ اللہ کی لغوی تعریف

لفظ اللہ کی تحقیق کرتے ہوئے مفسرین مقام نے متعدد اقوال نقل کئے ہیں۔ ایک قول ہے کہ یہ لفظ سُریانی ہے اصل میں لاہا تھا، الف کو آخر سے حذف کر کے ادل میں الف لام داخل کیا گیا اور معرب بنایا گیا۔

دوسرا قول ہے کہ یہ لفظ عربی کا ہے، ذاتِ باری سے مختص ہے، کسی ماخذ سے مشتق نہیں اور کسی اصل پر متفرع نہیں۔ مشہور نحوی امام سیبویہ، خلیل اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے۔ کہ لفظ اللہ غیر مشتق، جامد اور ذاتِ باری تعالیٰ کا نام ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ یہ لفظ مشتق ہے اور اس کا ماخذ الہ یا لہ اُلُوہۃ الٰہیۃ بمعنی عبد ہے۔ اسی سے تالہ، استالہ ہے اسی صورت میں الہ بروزن فعال "بمعنی مفعول" یعنی مألُوہ بمعنی معبود ہے۔ ہمزہ کو حذف کر کے عوض میں الف لام لائے۔

اہل نجات کے نزدیک لفظ اللہ کے اشتقاق کا بیان

امام سیبویہ امام خلیل سے نقل کرتے ہیں کہ اصل میں یہ الہ تھا جیسے فعال پھر ہمزہ کے بدلے الف و لام لایا گیا جیسے "الناس" کہ اس کی اصل "اناس" ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس لفظ کی اصل الاء ہے الف لام حرف تعظیم کے طور پر لایا گیا ہے۔ سیبویہ کا بھی پسندیدہ قول یہی ہے۔ عرب شاعروں کے شعروں میں بھی یہ لفظ ملتا ہے۔

امام کسائی اور فرما کہتے ہیں کہ اس کی اصل اللہ تعالیٰ ہمزہ کو حذف کیا اور پہلے لام کو دوسرے میں ادغام کیا جیسے کہ آیت (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ذُنُوْهُ لَا تُشْرِكُ لَهُ مِثْلَهُ بِرَبِّهِ) (المائدہ ۱۸) میں لکن انا کا لگنا ہوا ہے۔ چنانچہ حسن کی قرأت میں لکن انا ہی ہے اور اس کا اشتقاق دل سے ہے اور اس کے معنی تیر ہیں وہ عقل کے چلے جانے کو کہتے ہیں۔ جب وہ جنگل میں بھیج دیا جائے۔ چونکہ ذات باری تعالیٰ میں اور اس کی صلتوں کی تحقیق میں عقل حیران و پریشان ہو جاتی ہے اس لئے اس پاک ذات کو اللہ کہا جاتا ہے۔ اس بنا پر اصل میں یہ لفظ ولادہ تھا۔ واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا گیا جیسے کہ و شاح اور وسادۃ میں اشاح اور اسادہ کہتے ہیں۔

رازی کہتے ہیں کہ یہ لفظ الہت الی فلان سے مشتق ہے جو کہ معنی میں "سکنت" کے ہے۔ یعنی میں نے فلاں سے سکون اور راحت حاصل کی۔ چونکہ عقل کا سکون صرف ذات باری تعالیٰ کے ذکر سے ہے اور روح کی حقیقی خوشی اس کی معرفت میں ہے اس لئے کہ اصل الاطلاق کامل وہی ہے، اس کے سوا اور کوئی نہیں اسی وجہ سے اللہ کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے آیت (الَا بِسْمِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ) (۱۳) (الرعد ۲۸) یعنی ایمانداروں کے دل صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ لاء یلوه سے ماخوذ ہے جس کے معنی چھپ جانے اور حجاب کرنے کے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ الہ الفصل سے ہے چونکہ بندے اسی کی طرف تضرع اور زاری سے جھکتے ہیں اسی کے دامن رحمت کا پلہ ہر حال میں تھامتے ہیں، اس لئے اسے اللہ کہا گیا ایک قول یہ بھی ہے کہ عرب الہ الرجل یا الہ اس وقت کہتے ہیں جب کسی اچانک امر سے کوئی گھبرا اٹھے اور دوسرا اسے پناہ دے اور بچالے چونکہ تمام مخلوق کو ہر مصیبت سے نجات دینے والا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے، اس لئے اس کو اللہ کہتے ہیں۔ جیسے کہ قرآن کریم میں ہے آیت (وَهُوَ يُعْجِبُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ) (۲۳) (المومنون ۸۸) یعنی وہی بچاتا ہے اور اس کے مقابل میں کوئی نہیں بچایا جاتا (وہو منعم) حقیقی منعم وہی فرماتا ہے تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں، وہی مطعم ہے فرمایا ہے وہ کھلاتا ہے اور اسے کوئی نہیں کھلاتا۔ وہی موجد ہے فرماتا ہے ہر چیز کا وجود اللہ کی طرف سے ہے۔

رازی کا مختار مذہب یہی ہے کہ لفظ اللہ مشتق نہیں ہے۔ خلیل، سیبویہ اکثر اصولیوں اور فقہاء کا یہی قول ہے، اس کی بہت سی دلیلیں بھی ہیں اگر یہ مشتق ہوتا تو اس کے معنی میں بہت سے افراد کی شرکت ہوتی حالانکہ ایسا نہیں پھر اس لفظ کو موصوف بنایا جاتا ہے اور بہت سی اس کی صفتیں آتی ہیں جیسے رحمن، رحیم، مالک، قدوس وغیرہ تو معلوم ہوا کہ یہ مشتق نہیں۔

رحمن اور رحیم کے اشتقاق و معانی میں اقوال اسلاف کا بیان

آیت (الرحمن الرحیم) کا بیان آئے گا یہ دونوں نام رحمت سے مشتق ہیں۔ دونوں میں مبالغہ ہے الرحمن میں رحیم سے زیادہ مبالغہ ہے۔

علامہ ابن جریر کے قول سے معلوم ہوتا ہے وہ بھی ان معنوں سے متفق ہیں گویا اس پر اتفاق ہے۔ بعض سلف کی تفسیروں سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے ان معنوں پر مبنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول بھی پہلے گزر چکا ہے کہ رحمن سے مراد دنیا اور آخرت میں رحم کرنے

والا اور رحیم سے مراد آخرت میں رحم کرنے والا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رحمن مشتق نہیں ہے اگر یہ اس طرح ہوتا تو مردوم کے ساتھ ملتا۔ حالانکہ قرآن میں بالمؤمنین رحیم آتا ہے۔

مہر دیکھتے ہیں رحمن مہرائی نام ہے عربی نہیں۔ ابو اسحاق زجاج معانی القرآن میں کہتے ہیں کہ احمد بن یحییٰ کا قول ہے کہ رحیم عربی لفظ ہے اور رحمن مہرائی ہے دونوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ لیکن ابو اسحاق فرماتے ہیں۔ اس قول کو دل نہیں مانتا۔

”قرطبی فرماتے ہیں ”اس لفظ کے مشتق ہونے کی یہ دلیل ہے کہ ترمذی کی صحیح حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں رحمن ہوں میں نے رحم کو پیدا کیا اور اپنے نام میں سے ہی اس کا نام مشتق کیا۔ اس کے ملانے والے کو میں ملاؤں گا اور اس کے توڑنے والے کو کاٹ دوں گا۔ اس صریح حدیث کے ہوتے ہوئے مخالفت اور انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ رہا کفار عرب کا اس نام سے انکار کرنا یہ محض ان کی جہالت کا ایک کرشمہ تھا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ ”رحمن اور رحیم کے ایک ہی معنی ہیں اور جیسے نہ مان اور نہ یم۔“

”ابو عبیدہ کا بھی یہی خیال ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ فعلان فعلیل کی طرح نہیں۔ فعلان میں مبالغہ ضروری ہوتا ہے جیسے غضبان اسی شخص کو کہہ سکتے ہیں۔ جو بہت ہی غصہ والا ہو اور فعلیل صرف فاعل اور صرف مفعول کے لئے بھی آتا ہے۔ جو مبالغہ سے خالی ہوتا ہے۔“

ابو علی فارسی کہتے ہیں کہ ”رحمن عام اسم ہے جو ہر قسم کی رحمتوں کو شامل ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ رحیم باعتبار مومنوں کے ہے فرمایا ہے آیت (وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا) 33- الاحزاب 43: مومنوں کے ساتھ رحیم ہے۔“

”ابن عباس فرماتے ہیں ”یہ دونوں رحمت و رحم والے ہیں، ایک میں دوسرے سے زیادہ رحمت و رحم ہے۔“ حضرت ابن عباس کی اس روایت میں لفظ ارق ہے اس کے معنی خطاب و غیرہ ارفق کرتے ہیں جیسے کہ حدیث میں ہے کہ ”اللہ تعالیٰ رفیق یعنی شفیق اور مہربانی والا ہے وہ ہر کام میں نرمی اور آسانی کو پسند کرتا ہے وہ دوسروں پر نرمی اور آسانی کرنے والے پر وہ نعمتیں مرحمت فرماتا ہے جو سختی کرنے والے پر عطا نہیں فرماتا۔“ ابن السبارک فرماتے ہیں ”رحمن اسے کہتے ہیں کہ جب اس سے جو مانگا جائے عطا فرمائے اور رحیم وہ ہے کہ جب اس سے نہ مانگا جائے وہ غضبناک ہو۔“ ترمذی کی حدیث میں ہے ”جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوتا ہے۔“ بعض شاعروں کا قول ہے۔

وبنی ادم حین یسال بغضب

اللہ بغضب ان ترکت سوالہ

یعنی اللہ تعالیٰ سے نہ مانگو تو وہ ناراض ہوتا ہے اور بنی آدم سے مانگو تو وہ بخیرتے ہیں۔ عزری فرماتے ہیں کہ رحمن کے معنی تمام مخلوق پر رحم کرنے والا اور رحیم کے معنی مومنوں پر رحم کرنے والا ہے۔ دیکھئے قرآن کریم کی دو آیتوں آیت (ثم استوی علی العرش

اور الرحمن علی العرش استوی) میں استوی کے ساتھ رَحْمَن کا لفظ ذکر کیا تاکہ تمام مخلوق کو یہ لفظ اپنے عام رَحْم و کرم کے معنی سے شامل ہو سکے اور مومنوں کے ذکر کے ساتھ لفظ رَحِیم فرمایا آیت (وَتَكُنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَجَنَّاتٍ) 33۔ الاحزاب 43:) پس معلوم ہوا کہ رَحْمَن میں مبالغہ بہ نسبت رَحِیم کے بہت زیادہ ہے۔

تفسیر ابن جریر میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس سے کہ رَحْمَن فعلان کے وزن پر رحمت سے ماخوذ ہے اور کلام عرب سے ہے۔ وہ اللہ رفیق اور رفیق ہے جس پر رحم کرنا چاہے اور جس سے نصے ہو اس سے بہت دور اور اس پر بہت سخت گیر بھی ہے اسی طرح اس کے تمام نام ہیں۔ حسن فرماتے ہیں رَحْمَن کا نام دوسروں کے لئے منع ہے۔ خود اللہ تعالیٰ کا نام ہے لوگ اس نام پر کوئی حق نہیں رکھتے۔

ام سلمہ والی حدیث جس میں کہ ہر آیت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرا کرتے تھے۔ پہلے گز رہی ہے اور ایک جماعت اسی طرح بسم اللہ کو آیت قرار دے کر آیت الحمد کو الگ پڑھتی ہے اور بعض ملا کر پڑھتے ہیں۔ میم کو دو ساکن جمع ہو جانے کی وجہ سے زیر دیتے ہیں۔

جمہور کا بھی یہی قول ہے کوئی کہتے ہیں کہ بعض عرب میم کے زیر سے پڑھتے ہیں، ہمزہ کی حرکت زبر میم کو دیتے ہیں۔ جیسے آیت (الم اللہ لا الہ الا هو) ابن عطیہ کہتے ہیں کہ زبر کی قرأت کسی سے بھی میرے خیال میں روایت نہیں۔ (تفسیر ابن جریر) الحمد کے مرفوع ہونے کا بیان

الحمد ابتدا کی بنا پر مرفوع ہے اور اس کی خبر اللہ ہے، جو کہ ظرف ہے، حالاں کہ اصل یہ ہے کہ فعل کو مضر رکھ کر لفظ حمد کو منصوب رکھا جاتا ہے، کیوں کہ حمد ان افعال میں سے ہے جنہیں عرب جملہ خبریہ کے معنوں میں افعال مضمرہ کے ساتھ منصوب رکھتے ہیں، جیسے شکراً، کفراً اور عجباً اور سبحان اللہ اور معاذ اللہ بھی انہی افعال میں سے ہیں۔ پس مذکورہ مقام پر نصب چھوڑ کر رفع اس لیے دیا گیا، تاکہ یہ جملہ ثبات اور استقلال کے معنی پر دلالت کرے۔

الحمد کے مبتداء ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف کا بیان

ائمہ قرأت سبعہ الحمد کو دال پر پیش سے پڑھتے ہیں اور الحمد للہ کو مبتداء خبر مانتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ اور روبہ بن عجاج کا قول ہے کہ دال پر زبر کے ساتھ ہے اور فعل یہاں مقدر ہے۔

امام ابن ابی صہلہ الحمد کی دال کو اور اللہ کے پہلے لام دونوں کو پیش کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اس لام کو پہلے کے تابع کرتے ہیں اگرچہ اس کی شہادت عربی زبان میں ملتی ہے مگر اس کی شہادت زبان عرب سے ملتی ہے شاذ ہے۔ حسن اور زید بن علی ان دونوں حرفوں کو زیر سے پڑھتے ہیں اور لام کے تابع دال کو کرتے ہیں۔

امام ابن جریر فرماتے ہیں "الحمد للہ کے معنی یہ ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس کے سوا کوئی اس کے لائق نہیں، خواہ وہ مخلوق

میں سے کوئی بھی ہو اس وجہ سے کہ تمام نعمتیں جنہیں ہم کن بھی نہیں سکتے، اس مالک کے سوا اور کوئی ان کی تعداد کو نہیں جانتا اسی کی طرف سے ہیں۔ اسی نے اپنی اطاعت کرنے کے تمام اسباب ہمیں عطا فرمائے۔ اسی نے اپنے فرائض پورے کرنے کے لئے تمام جسمانی نعمتیں ہمیں بخشیں۔

الْحَمْدُ میں 'ال' تخصیص کے لئے ہے یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں یا اس کے لئے خاص ہیں کیونکہ تعریف کا اصل مستحق اور سزاوار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ کسی کے اندر کوئی خوبی، حسن یا کمال ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے اس لئے حمد (تعریف) کا مستحق بھی وہی ہے۔ اللہ یہ اللہ کا ذاتی نام ہے اس کا استعمال کسی اور کے لئے جائز نہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الذِّكْرُ اور الْحَمْدُ لِلَّهِ کو افضل دعا کہا گیا ہے۔ (ترمذی، نسائی وغیرہ)

حمد اور شکر میں لغوی فرق ہونے یا نہ ہونے کا بیان

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہر شکر کرنے والے کا کلمہ الحمد للہ ہے۔ قرطبی نے ابن جریر کے قول کو مستحکم کرنے کے لئے یہ دلیل بھی بیان کی ہے کہ اگر کوئی الحمد للہ شکر کہے تو جائز ہے۔ دراصل علامہ ابن جریر کے اس دعویٰ میں اختلاف ہے، پچھلے علماء میں مشہور ہے کہ حمد کہتے ہیں زبانی تعریف بیان کرنے کو خواہ جس کی حمد کی جاتی ہو اس کی لازم صفتوں پر ہو یا متعدی صفتوں پر اور شکر صرف متعدی صفتوں پر ہوتا ہے اور وہ دل زبان اور جملہ ارکان سے ہوتا ہے۔

عرب شاعروں کے اشعار بھی اس پر دلیل ہیں، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ حمد کا لفظ عام ہے یا شکر کا اور صحیح بات یہ ہے کہ اس میں عموم اس حیثیت سے خصوص ہے کہ حمد کا لفظ جس پر واقع ہو وہ عام طور پر شکر کے معنوں میں آتا ہے۔ اس لئے کہ وہ لازم اور متعدی دونوں اوصاف پر آتا ہے شہ سواری اور کرم دونوں پر حمد کہہ سکتے ہیں لیکن اس حیثیت سے وہ صرف زبان سے ادا ہو سکتا ہے یہ لفظ خاص اور شکر کا لفظ عام ہے کیونکہ وہ قول، فعل اور نیت تینوں پر بولا جاتا ہے اور صرف متعدی صفتوں پر بولے جانے کے اعتبار سے شکر کا لفظ خاص ہے۔ شہ سواری کے حصول پر شکر نہیں کہہ سکتے البتہ شکر علی کرمہ واحسانہ الی کہہ سکتے ہیں۔

ابونصر اسماعیل بن حماد جوہری کہتے ہیں "حمد" مقابل ہے "ذم" کے۔ لہذا یوں کہتے ہیں کہ حمدت الرجل احمدہ حمد او و محمدا و محمدا فہو حمید و محمود و حمید میں حمد سے زیادہ مبالغہ ہے۔ حمد شکر سے عام ہے۔ کسی محسن کی دی ہوئی نعمتوں پر اس کی شاکر کرنے کو شکر کہتے ہیں۔

عالمین کو جمع لا کر تمام عالم مراد ہونے کا بیان

عالم (جہان) جہان کی جمع ہے۔ ویسے تو تمام خلایق کے مجموعہ کو عالم کہا جاتا ہے، اس لئے اس کی جمع نہیں لائی جاتی۔ لیکن یہاں اس کی ربوبیت کاملہ کے اظہار کے لئے عالم کی بھی جمع لائی گئی ہے، جس سے مراد مخلوق کی الگ الگ جنسیں ہیں۔ مثلاً عالم جن، عالم انس، عالم ملائکہ اور عالم وحوش و طیور وغیرہ۔ ان تمام مخلوقات کی ضرورتیں ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں لیکن رب

اللہ جس سب کی ضرورت ہے، ان کے احوال و ظروف اور طبائع و اقسام کے مطابق مہیا فرماتا ہے۔

مگر آیت میں عالم سے مراد ہر جنس (مثلاً عالم جن، عالم ملائکہ، عالم انس وغیرہ وغیرہ) ہیں۔ اس لیے جمع لائے تاکہ ہر فرد عالم کا حقوق بناسب ہاری ہو ماحبوب ظاہر ہو جائے۔

عالمین جمع ہے عالم کی اللہ تعالیٰ کے سوا تمام مخلوق کو عالم کہتے ہیں۔ لفظ عالم بھی جمع ہے اور اس کا واحد لفظ ہے ہی نہیں۔ آسمان کی مخلوق مٹھی اور تری کی مخلوقات کو بھی عوالم یعنی کئی عالم کہتے ہیں۔ اسی طرح ایک ایک زمانے، ایک ایک وقت کو بھی عالم کہا جاتا ہے۔

لغوی لحاظ سے عالم ہر وہ چیز ہے جس کا علم حواس خمسہ سے ہو سکتا ہو۔ اس لحاظ سے تمام مخلوقات ایک عالم ہے مگر اس آیت میں عالم سے مراد جنس ہے (عالم غیب، عالم شہادۃ، عالم انس، عالم جن، عالم ملائکہ وغیرہ وغیرہ) بے شمار عالم ہیں۔ پھر زمانہ کے لحاظ سے ہر دور کے لوگ ایک عالم ہیں۔ دور بدلنے پر عالم بھی بدل جاتا ہے۔ اس طرح عالم کی سینکڑوں اور ہزاروں اقسام بن جاتی ہیں۔

تقویٰ کے مختلف معانی کا بیان

علامہ علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی لکھتے ہیں کہ تقویٰ کے کئی معنی آتے ہیں، نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرف شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا مٹھی وہ ہے جو شرک و کفار و فواحش سے بچے۔ بعضوں نے کہا مٹھی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔ بعض کا قول ہے تقویٰ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے۔ بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کا ترک تقویٰ ہے۔ بعض نے کہا تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا۔ ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کا نام ہے۔ (تفسیر، خازن، بقرہ ۲)

نبی اور رسول کی تعریف

نبی وہ انسان ہے جس کو اللہ نے اس کی طرف کی گئی وحی کی تبلیغ کیلئے بھیجا ہو۔ رسول کی بھی یہی تعریف ہے۔ اور ان میں کوئی فرق نہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ رسول وہ انسان ہے جس کے پاس شریعت ہو اور اس پر کتاب نازل کی گئی ہو یا اس کیلئے پہلی شریعت کا کچھ حصہ منسوخ کیا گیا ہو۔ (مسارۃ مع المسامرہ ص ۲۰۷، دائرہ معارف الاسلامیہ مکران)

رسول اور نبی میں فرق

علامہ تفتازانی نبی اور رسول کی مذکورہ دونوں تعریفیں لکھنے کے بعد لکھتے ہیں۔ رسول، نبی سے خاص ہے رسول وہ جس کی اپنی شریعت ہو اور اس کے پاس کتاب ہو، اس پر یہ اعتراض ہے کہ حدیث میں رسولوں کی تعداد کتابوں سے زیادہ بیان کی گئی ہے۔ اس لئے رسول کی

تاریف میں یہ تاویل کی گئی ہے کہ اس کے پاس کتاب ہو یا ساکنہ شریعت میں سے، کچھ احکام اس کیلئے مخصوص کیے گئے ہوں جیسے طہارت
پاشع علیہ السلام۔ (شرح القاصد ج ۵ ص ۶، ایران)

انبیاء کرام، رسولان عظام، کتابوں اور صحائف کی تعداد

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انبیاء کتنے ہیں؟ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! رسول کتنے ہیں؟ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین سو تیرہ جم غفیر ہیں میں نے کہا بہت اچھے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلا نبی کون ہے؟ آپ نے
فرمایا: آدم۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نبی مرسل ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے
ہاتھ سے بنایا ہے اور ان میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی ہے پھر ان کو اپنے سامنے بنایا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے ابو ذر! چار نبی سریانی
ہیں آدم، شیث اور خنوخ، اور یہ اور لیس ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قلم سے خط کھینچا۔ اور نوح اور چار نبی عرب ہیں
ہود، صالح، شعیب اور تمہارے نبی، اے ابو ذر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے کتابیں کتنی نازل کی ہیں
؟ آپ نے فرمایا: سو صحیفے، چار کتابیں، شیث پر پچاس صحیفے نازل کیے گئے، خنوخ پر دس صحیفے نازل کیے گئے، ابراہیم پر دس صحیفے
نازل کیے گئے اور موسیٰ پر تورات سے پہلے دس صحیفے نازل کیے گئے ہیں اور تورات، انجیل، زبور اور فرقان کو نازل کیا گیا۔ (حلیۃ
الاولیاء، ج ۱ ص ۱۶، بیروت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے مفہوم میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آل سے کون سے مراد ہیں، اس سلسلے میں چار اقوال ہیں۔ پہلا قول آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے وہ لوگ مراد ہیں جن پر صدقہ کو حرام کر دیا گیا ہے اور جب لوگوں کے لئے صدقہ کو حرام کیا گیا ہے ان کی تعین میں تین اقوال
ہیں

ایک تو یہ کہ وہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔ امام شافعی کا یہی قول ہے اور امام احمد سے منقول دو اقوال میں سے ایک قول یہی ہے
دوسرا یہ کہ جن کے لئے صدقہ کو حرام کر دیا گیا ہے وہ صرف بنو ہاشم ہیں۔ امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے اور امام احمد کا دوسرا قول
یہی ہے۔ نیز امام مالک کے اصحاب میں ابن القاسم نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

تیسرا یہ کہ اس میں بنو ہاشم اور ان کے اوپر بنو غالب تک کے تمام خاندان ہیں اسی اعتبار سے اس میں بنو مطلب، بنو امیہ، بنو
نوفل، اور ان کے اوپر بنو غالب کی تمام شاخیں آجائیں گی۔ اصحاب امام مالک میں اشہاب نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ صاحب
جوہر نے ان سے یہی قول نقل کیا ہے۔ لیکن اصحاب التبصرہ لخمی نے اصحاب امام مالک میں اشہاب کی بجائے اصغ
سے یہ قول نقل کیا ہے۔

چنانچہ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں پہلا قول، یعنی یہ کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے لئے صدقہ کو حرام کر دیا گیا ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور دوسرے بہت سے فقہاء سے منصوصاً نقل کیا گیا ہے اور جمہور اصحاب امام احمد اور اصحاب امام شافعی کی اختیار کردہ یہی رائے ہے۔

دوسرا قول آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص طور پر آپ کی ذریت اور ازواج مطہرات مراد ہیں۔ ابن عبد البر نے اپنی کتاب التہدید میں اس رائے کو اختیار کیا ہے۔ انھوں نے عبد اللہ بن ابی بکر سے متعلق باب میں ابو حمید ساعدی کی روایت کردہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بہت سے لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد آپ کی ازواج مطہرات اور ذریت ہے، کیونکہ ابو حمید ساعدی کی روایت کردہ حدیث میں یہ الفاظ منقول ہیں کہ (اللہم صل علی محمد وازواجه وذریتہ) لہذا یہ حدیث آپ کے قول: (اللہم صل علی محمد و علی آل محمد) کی تشریح بیان کرتی ہے، کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی ازواج مطہرات اور ذریت ہی مراد ہیں۔ ان لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اسی وجہ سے کسی شخص کا سامنا جب آپ کی ازواج مطہرات یا ذریت میں سے کسی سے ہو تو ان کے لئے دعائیہ کلمات کے طور پر صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا جائز ہے۔ ان کے غائبانہ میں ان کے لئے صلی علیہ وسلم بھی کہنا جائز ہے۔ لیکن آپ کی ذات اور آپ کی ازواج و ذریت کے علاوہ کسی اور شخص کے حق میں اس طرح کے دعائیہ کلمات کہنا جائز نہیں ہے۔

ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ آل اور اہل میں کوئی فرق نہیں۔ کیوں کہ کسی شخص کے اہل ہی کو آل کہا جاتا ہے۔ اور اس سے مراد اس کی ازواج اور ذریت ہوتی ہے۔ اس دعوے کی دلیل مذکورہ بالا حدیث (اللہم صل علی محمد وازواجه وذریتہ) ہے۔

تیسرا قول آپ کے آل سے مراد قیامت تک آپ کے نقش قدم پر چلنے والے امتی مراد ہیں۔ ابن البر بعض اہل علم سے یہ قول نقل کیا ہے، اور جابر بن عبد اللہ ان اولین لوگوں میں ہیں جن سے یہ قول منقول ہے۔ امام بیہقی اور سفیان ثوری نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم جابر سے یہی قول نقل کیا ہے۔ اور امام شافعی کے بعض اصحاب نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ ابو الطیب الطبری نے اپنی تعلیق میں امام شافعی سے یہی قول نقل کیا ہے اور امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں اس کو رائج قرار دیا ہے اور ازہری کا بھی قول مختار یہی ہے۔

چوتھا قول آپ کی آل سے امت محمدیہ کے انبیاء و صلحا کی جماعت مراد ہے۔ قاضی حسین راغب اور بہت سے دوسرے اہل علم سے یہی قول منقول ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں صلوٰۃ و سلام آل و اصحاب پر ہونے کا بیان

صلوٰۃ و سلام کے الفاظ کا استعمال غیر انبیاء کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ علماء کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ انبیاء کے علاوہ

دوسرے لوگوں کے ناموں سے ساتھ صلوٰۃ و سلام کے الفاظ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم کرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ بولے اور لکھے جاتے ہیں تو اس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی دوسری آدمی کے نام کے ساتھ ان الفاظ کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟ چنانچہ مجبوراً فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کا استعمال صرف انبیاء کے لیے مخصوص ہے۔ ان کے علاوہ کسی دوسرے آدمی کے لیے ان الفاظ کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے البتہ دوسرے لوگوں کے اسماء کے ساتھ غفر اللہ، رحمۃ اللہ اور رضی اللہ وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل کیا ہے کہ انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں پر درود بھیجنا خلافِ ادنیٰ ہے۔ بعض حضرات نے حرام اور مکروہ بھی کہا ہے اس مسئلہ میں صحیح بات یہ ہے کہ غیر انبیاء اور ملائکہ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا ابتدا اور مستحلاً مکروہ تنزیہی ہے البتہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں کے ساتھ ان پر بھیجنا جائز ہے مثلاً اس طرح کہا جاسکتا ہے صلی اللہ علی محمد و علی آلہ و صحابہ وسلم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل و اولاد پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر اللہ کی رحمت و برکت ہو۔

البتہ یہ اصطلاحات قائم ہو چکی ہیں جس طرح انبیاء کرام کیلئے ”علیہ السلام“ صحابہ کرام و اہل بیت کیلئے ”رضی اللہ عنہم“ اور تابعین و اولیائے کرام کیلئے ”رحمۃ اللہ تعالیٰ یا علیہ الرحمہ“ رائج ہو چکے۔ پس ہمارا خیال یہ ہے ان اصطلاحات کا خیال کیا جائے کیونکہ اصطلاحات پہچان ہوتی ہیں۔

صحابی کی تعریف کا بیان

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ صحابی وہ ہے جو نبی علیہ السلام سے حالت ایمان میں ملاقات کرے اور اسلام پر اس کو موت آئے، پس (اس تعریف میں) وہ داخل ہو جاتا ہے جس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہو یا نہ کی ہو، نیز آپ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، اور اگر کسی نے آپ کو ایک بار دیکھا ہو لیکن آپ کی ہم نشینی کا شرف حاصل نہ کر سکا یا اصلاً آپ کی زیارت سے محروم رہا ہو کسی مانع کی بنا پر مثلاً وہ شخص نابینا ہو تو ایسا شخص بھی آپ کی صحابیت کے زمرے میں داخل ہوگا اس تعریف میں جو ایمان کی قید لگائی گئی ہے اس سے وہ شخص خارج ہو جاتا ہے جس نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت کفر میں ملاقات کی ہو اگرچہ بعد میں مسلمان ہو گیا ہو جب کہ دوسری مرتبہ آپ سے ملاقات نہ کر سکا ہو۔ (کتاب الاصابۃ)

لفظ صلوٰۃ کے مفہوم کا بیان

صلوٰۃ (نماز) کے لغوی معنی ”دعا“ کے ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے ”نُحِذُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلَّى عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ“ اے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ان لوگوں کے اموال میں سے صدقہ وصول کر لو جس کے ذریعے تم انہیں پاک کر دو گے اور ان

کچھ ہفتہ برآمد ہو گئے، اور ان کچھ دعا کر دی۔ پھر اتنا اتھارہ دعا ان کچھ سرایا قسکین ہے۔ اور اللہ ہر بات سنتا اور سب کو مہلت دیتا ہے۔ (القرآن سورہ طہ ۱۰۳)

جس کے فراموشی سے کہی کہ اللہ علیہ السلام ہے اللہ ہی احد کم للہب لان کان صالماً للہب و ان کان مفسراً للہب ہم جب ہم میں سے کسی کو دعا دی جائے تو وہ اسے قبول کر لے پھر اگر وہ روزے سے ہو تو دعا کر دے اور اگر روزے سے نہ ہو تو دعا کر دے۔

(مقام) کھالے اور اللہ کی جانب سے "صلو" کے معنی بہترین ذکر کے ہیں جبکہ ملائکہ کی طرف سے "صلو" کے معنی دعا ہی کے لیے ہائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوا نَسَبَتاً، ہے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو، اور خوب سلام بھیجا کرو۔

الف لام کی اقسام کا بیان

الف لام کی دو قسمیں ہیں۔۔۔ اسی۔

حرفی اسی کی تعریف

وہ الف لام جو الٰذی کے معنی میں ہو جیسے الضیاء بمعنی الٰذی ضرب اور المضروب بمعنی الٰذی ضرب۔ "الف لام اسی" صرف اسم فاعل اور اسم مفعول پر آتا ہے جبکہ یہ دونوں حدودی معنی پر دلالت کریں۔

حرفی کی تعریف

وہ الف لام جو الٰذی کے معنی میں نہ ہو جیسے الحسن۔

الف لام حرفی کی اقسام کا بیان

حرفی کی دو قسمیں ہیں۔ زائدہ۔ غیر زائدہ۔

الف لام زائدہ کی تعریف

وہ الف لام جو اپنے مدخول کے معنی میں زیادتی پیدا نہ کرے جیسے النعمان۔

الف لام غیر زائدہ کی تعریف

وہ الف لام جو اپنے مدخول کے معنی میں زیادتی پیدا کرے۔ جیسے الوجل (خاص مرد)۔ زائدہ کی اقسام۔ لازمی۔ عارضی۔

الف لام لازمی کی تعریف

لازمی وہ الف لام ہے جو اپنے مدخول سے جدا نہ ہوتا ہو۔ جیسے اسم جلالت اللہ کا الف لام

عارضی کی تعریف

عارضی وہ الف لام ہے جو اپنے مدخول سے جدا ہو سکتا ہو۔ جیسے اَلْعِدَّةُ بِئِنَّكَ اَلْفَ لَام۔

الف لام غیر زائدہ کی اقسام خمسہ کا بیان

غیر زائدہ کی اقسام اس کی پانچ اقسام ہیں۔ جنسی۔ استغراقی۔ عہد خارجی۔ عہد ذہنی۔ عہد حضوری۔

الف لام جنسی کی تعریف و مثال کا بیان

وہ الف لام ہے جس کے مدخول سے مراد فقط جنس ہو اور افراد کا اعتبار نہ ہو۔ جیسے لَقَعْنِي يَرْعَوُنِي الرَّسُولُ (تو فرعون نے رسول کی نافرمانی کی) اس مثال میں الرَّسُولُ پر عہد خارجی کا الف لام ہے۔

الف لام استغراقی کی تعریف و مثال کا بیان

وہ الف لام ہے جس کے مدخول سے مراد جنس کے تمام افراد ہوں۔ جیسے اِنَّ الْاِنْسَانَ لِفِي غُشْرٍ، (بے شک ہر انسان ہمارے میں ہے) اس مثال میں الْاِنْسَانَ کا الف لام استغراقی ہے۔

الف لام عہد خارجی کی تعریف و مثال کا بیان

وہ الف لام جس کا مدخول متکلم اور مخاطب دونوں کے نزدیک متعین ہو۔ جیسے اَلرَّجُلُ خَيْرٌ مِّنْ الْمَرْأَةِ (جنس مرد جنس عورت سے بہتر ہے) اس مثال میں اَلرَّجُلُ اور الْمَرْأَةُ کا الف لام جنسی ہے۔

الف لام عہد ذہنی کی تعریف و مثال کا بیان

وہ الف لام ہے جس کے مدخول سے مراد کوئی غیر معین فرد ہو۔ جیسے اَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَكَ الذَّنْبُ (میں خوف کرتا ہوں کہ اسے کوئی بھیڑیا کھالے)۔ اس مثال میں اَلذَّنْبُ پر عہد ذہنی کا الف لام ہے۔

الف لام عہد حضوری کی تعریف و مثال کا بیان

وہ الف لام ہے جس کے مدخول سے مراد وہ فرد ہو جو موجود و حاضر ہو۔ جیسے اَلْيَوْمَ اَتَمَمْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا) اس مثال میں اَلْيَوْمَ پر عہد حضوری کا الف لام ہے۔

لام تعریف کا اسم نکرہ پر داخل ہو جانے کا بیان

علامہ جار اللہ زحشری لکھتے ہیں کہ جہاں تک لام تعریف کا تعلق ہے تو یہ وہ ساکن لام ہے جو اسم نکرہ پر داخل ہوتا ہے اور اُسے

مصرف ہوتا ہے، تعریف جنس کے طریقے پر، جیسے: "اهلك الناس الدينار والدرهم" اور "الرجل مخير من المرأة" یعنی تمام دھاتوں میں سے یہ دو مشہور دھاتیں اور حیوانات کی تمام اجناس میں سے یہ ایک جنس۔ یا تعریف عہد کے طور پر، جیسے تم اس شخص اور اس درہم کے بارے میں جس کا مصداق تمہارے اور تمہارے مخاطب کے ذہن میں پہلے سے معین ہوتا ہے، کہتے ہو: "ما فعل الرجل" آدمی نے نہیں کیا اور "انفقت الدرهم" میں نے درہم خرچ کر دیا۔

"مغنی اللیب" اس فن کے جلیل القدر امام ابن ہشام نے اس کے دو صدی بعد تصنیف کی ہے۔ لام تعریف کی بحث کا آغاز اس کتاب میں بھی اُس کی ان دو بڑی اصناف ہی کے ذکر سے ہوا ہے، لیکن ابن ہشام نے چونکہ حروف کے مباحث میں بطور تفصیل کا طریقہ اختیار کیا ہے، اس وجہ سے وہ صرف ان دو اصناف کے ذکر پر اکتفا نہیں کرتے، ان اصناف کی مختلف اقسام بھی دلائل و امثلہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ تعریف عہد کا الف لام اُن کے نزدیک حسب ذیل تین صورتوں میں آتا ہے: ایک یہ کہ کسی اسم نکرہ کا بعینہ اعادہ مقصود ہو، جیسے: "كما ارسلنا الى فرعون رسولا فعصى فرعون الرسول"،

دوسری یہ کہ اُس کے اسم کا مصداق مشکلم کے سامنے موجود ہو، مثال کے طور پر: "جاءني هذا الرجل" تیسری یہ کہ یہ مصداق مشکلم یا مشکلم اور مخاطب، دونوں کا معہود ذہنی ہو، مثلاً "اذ هما في الغار"، الف لام کی یہی تینوں اقسام ہیں جن کے لیے بعض دوسرے اہل نحو کے ہاں عہد خارجی کی اصطلاح مستعمل ہے۔ شارح "کافیہ" جامی، سید شریف جرجانی، عصام اسفرائینی، یہ سب ان اقسام کو عہد خارجی سے تعبیر کرتے ہیں۔ "الف لام" جس لفظ پر آتا ہے، اُس کے افراد مشکلم کے کلام میں اُس کے سامنے یا اُس کے ذہن میں اگر خارج میں متعین ہوں تو اُسے ان حضرات کی اصطلاح میں عہد خارجی کا الف لام قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ عصام اسفرائینی لکھتے ہیں۔ "واما ان يشار بها الى قسم من مفهوم اللفظ معهود بينك وبين مخاطبك يسبق فهمه اليه عند سماع اللفظ فهي لام العهد الخارجي". (حاشیہ عصام، شرح جامی ۳)

"الف لام" کے ذریعے سے اگر لفظ کے مفہوم میں سے اُس قسم کی طرف اشارہ کیا جائے جو تمہارے اور تمہارے مخاطب کے ذہن میں پہلے سے اس طرح معین ہو کہ اُس کا ذہن اُسے سنتے ہی اُس کے مفہوم کی طرف منتقل ہو جائے تو اہل نحو کی اصطلاح میں یہ عہد خارجی کا "الف لام" ہے۔

الف لام عہد ذکری کا بیان

وَإِذْ قَرَفْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ (البقرہ، ۵۰) البحر "میں الف لام عہد ذکری ہے جو دریائے مذکور کی طرف اشارہ ہے بہت سے مفسرین کے مطابق یہ دریائے نیل ہے بنی اسرائیل کی نجات اور دریا کے پھٹ جانے کے باعث فرعونوں کے غرق ہونے کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ فرعون بنی اسرائیل پر حملہ کرنے کے درپے تھا۔

الفصل الاول

﴿یہ فصل علم نحو کی تعریف کے بیان میں ہے﴾

فصل تعریف نحو کی مطابقت کا بیان

مصنف علیہ الرحمہ نے سب سے پہلی فصل میں علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض کو بیان کیا ہے کیونکہ کوئی بھی علم ہو یا کسی بھی چیز کی حقیقت کو جاننے کیلئے سب سے پہلے اس کی تعریف کا جانا لازم ہے۔ کیونکہ اشیاء کے حقائق کو جاننے کیلئے ان کی تعریقات کو جانا ضروری ہے۔

علم نحو کی تعریف کا بیان

هُوَ عِلْمٌ بِأُصُولٍ يُعْرَفُ بِهَا أَحْوَالُ أَوَاخِرِ الْكَلِمِ الثَّلَاثِ مِنْ حَيْثُ الْأَعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَكَيْفِيَّةِ تَرْكِيبِ بَعْضِهَا مَعَ بَعْضٍ -

وہ ایسے اصول کا علم ہے جس کے ذریعے کلمات ثلاثہ کے آخری احوال کو اعراب و بناء کی حیثیت سے پہچانا جائے اور ان میں سے بعض کو بعض کے ساتھ جوڑنے کا علم حاصل ہو جائے۔

علم نحو کی لغوی و اصطلاحی تعریف

علامہ عبد اللہ بن حسن عکبری لکھتے ہیں کہ نحو یہ نما نحو سے مصدر ہے جس کا معنی قصد یعنی ارادہ ہے۔ اور کلام عرب میں اعراب و بناء کی کیفیت کا نام نحو رکھا گیا ہے۔ (اللمباب علی البناء والاعراب، ص ۴۰، بیروت)

لغت میں نحو کے نو معانی آتے ہیں جن میں سے سات کو ایک فارسی شاعر نے اپنے اس شعر میں جمع کیا ہے۔

هفت معنی در بیان نحو اے جان من بحو قصد و مقدار و قبیلہ صرف و نوع شبہ و شو

لفظ نحو کو انہی معانی میں ایک عربی شاعر نے اپنے اس شعر میں استعمال کیا ہے۔

نَحْوُ نَا نَحْوُ نَحْوِكَ يَا حَبِيبِي

وَجَدْنَا هُمْ مَرِيضًا نَحْوَ قَلْبِي

نَحْوُ نَا نَحْوُ أَلْفٍ مِنْ رَقِيبٍ

تَمَنُّوْ مِنْكَ نَحْوًا مِنْ زَيْبٍ

آٹھواں معنی ہے اعراض کرنا، ہٹنا، جو فقہاء کے اس قول میں ہے (ثُمَّ يَتَّخِذُ عَنْ ذَلِكَ الْمَكَانِ)

نواں معنی ہے حفاظت کرنا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس مقولہ میں ہے۔
 إِذَا جَاءَ نَحْوُ يُونُسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَلْ فِي حَقِّهِمْ مِنْ جَانِبِ اللَّهِ تَعَالَى يَا مَلَكُوتِي اُنْحَوِهِمْ عَنِ النَّارِ
 كَمَا نَحَوُ كَلَامِي عَنِ الْخَطَايَا ...
 قیامت کے دن جب نحوی آئیں گے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے حق میں یہ ارشاد ہوگا اے فرشتو! حفاظت کرو ان کی
 آگ سے جیسے انہوں نے میرے کلام کو غلطیوں سے بچانے کی حفاظت کی ہے۔

علم نحو کی وجہ تسمیہ کا بیان

نحو کا ایک معنی "طریقہ" ہے۔ چونکہ متکلم اس علم کے ذریعے عرب کے طریقے پر چلتا ہے اس لیے اس علم کو "نحو" کہتے ہیں۔
 نحو کا ایک معنی "کنارہ" بھی ہے۔ چونکہ اس علم میں کلمے کے کنارے پر موجود (آخری حرف) سے بحث کی جاتی ہے اس لیے
 اسے "نحو" سے تعبیر کیا گیا۔
 اس کا ایک معنی "ارادہ کرنا" بھی ہے۔ جس نے سب سے پہلے اس علم کے قواعد کو جمع کرنے کا ارادہ کیا اس نے نکتات کا لفظ
 استعمال کیا۔ جس کا معنی ہے "میں نے ارادہ کیا" اس لیے اسے "نحو" کہا گیا۔
 اس کا ایک معنی "مثل" بھی ہے۔ چونکہ اس علم کا جاننے والا عربوں کی مثل کلام کرنے پر قادر ہو جاتا ہے اس لیے اسے
 "نحو" کا نام دیا گیا۔
 علم نحو وہ علم ہے جس کے ذریعے پہچانا جاتا ہے اسم فعل حرف کے آخر کو معرب اور جہنی کے اعتبار سے اور بعض کلمات کو بعض سے
 ملانے کی کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔

علم نحو کو علم الاعراب کہنے کا بیان

علم نحو کو علم الاعراب بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ عربی زبان کے الفاظ کا دار و مدار اعراب پر ہوتا ہے۔ اعراب کی معمولی تبدیلی سے
 الفاظ کے معانی میں نہایت بنیادی تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس علم کی مدد سے عربی زبان کے الفاظ کی حرکات، مرکب کلمات،
 ان کی ہیئت ترکیبی اور ان کے معانی پر بحث کی جاتی ہے۔

علم نحو کے واضع کا بیان

اس علم کے واضع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے حکم سے حضرت ابوالاسود علیہ الرحمۃ نے
 باقاعدہ اس علم کی تدوین کی۔ جب حضرت ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافی کچھ لکھ چکے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 فرمایا: مَا أَحْسَنَ هَذَا النَّحْوَ قَدْ نَحَوْتُ
 نحو کے واضع حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت ابوالاسود ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۶۹ھ) فرماتے

ہیں۔ میں نے ہاں مدینۃ العلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ کسی لکڑی میں داوہے ہوئے ہیں۔ وجہ یہ بھی تو فرمایا
میں نے ایک شخص کو ملا کر گفتگو کرتے ہوئے سنا ہے۔ میں پوچھا ہوں عربی کے قواعد پر کوئی کتاب لکھی جائے۔ تین دن کے بعد حاضر
ہوا تو آپ نے ایک صیغہ عنایت فرمایا جس میں اسم فعل اور حرف کی تعریف تھی اور فرمایا تم تلاش اور جستجو سے اس میں اضافہ
کر دو۔ "سیدنا ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں ہاں عطف، نعت، تعجب، اور حرف مشبہ بالفعل کا اضافہ کیا۔ جو کچھ لکھتے
اسے اصلاح کے لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیتے۔

یعنی تو نے کتنے اچھے طریقے کا قصد کیا۔ اسی بناء پر اس علم کا نام "نحو" قرار پایا۔ لفظ "نحو" کئی معنوں میں استعمال
ہوتا ہے۔ (۱) قصد (۲) جہت (۳) مثل (۴) نوع۔ اس علم کو پہلے معنی کے اعتبار سے "نحو" کہا جاتا ہے کیونکہ مصدر بعض اوقات
اسم مفعول کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے غلق بمعنی مخلوق اسی طرح قصد بمعنی مقصود ہے۔

علم نحو کی غرض کا بیان

صِبَاةُ الذَّهْنِ عَنِ الْخَطَايَا اللَّفْظِيَّةِ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ ۔
عربی زبان میں خطا لفظی سے ذہن کو بچانا ہے۔ (کیونکہ زبان ذہن کے تابع ہوتی ہے)

علم نحو کا موضوع

الْكَلِمَةُ وَالْكَلَامُ یعنی کلمہ اور کلام

نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہونے کا بیان

علمائے نحوات بیان کرتے ہیں کہ کسی بھی علم کا موضوع وہ چیز ہوا کرتی ہے جس کے ذاتی احوال سے بحث کی جائے۔ اور نحو کے
علم کا جب احاطہ کیا جائے تو اول سے آخر تک اس میں کلمہ و کلام کے ذاتی احوال سے بحث کی جاتی ہے۔ لہذا نحو کا موضوع بھی اسی
کلمہ اور کلام کو قرار دیا جائے گا۔



الفصل الثانی

﴿یہ فصل کلمہ و اقسام کلمہ کے بیان میں ہے﴾

فصل کلمہ و اقسام کلمہ کی نحوی مطابقت کا بیان

مصنف علیہ الرحمہ نے علم نحو کے تعارف کروانے کے بعد دوسری فصل میں کلمہ کی تعریف اور اس کی اقسام کو بیان کیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ نحو کا سارا علم کلمہ کی پہچان کا محتاج ہے۔ اور کوئی جملہ اور کوئی کلام عربی خواہ وہ کسی نوع یا قسم کو شامل ہو وہ کلمہ سے خالی نہ ہوگا۔ لہذا کلام کی اصل جزئی کلمہ ہوئی۔ پس کلام عرب میں اس کی حیثیت کے اصل ہونے کے سبب اس کو مقدم ذکر کیا گیا ہے۔

کلمہ کی وجہ تسمیہ کا بیان

کلمہ اس لفظ کا مادہ، ک، ل، م ہے۔ اس کا لغوی معنی زخم کرنا ہے۔ جس طرح کوئی شخص تلوار سے زخم کرتا ہے اسی طرح کلمہ یعنی گفتگو بھی انسان کے دل کو زخم پہنچا سکتی ہے۔ لہذا اس لفظ کا لغوی معنی ہی اس کے نام کی وجہ تسمیہ بننے والا ہے۔ (صراح)

کلمہ کی تعریف کا بیان

الْكَلِمَةُ: لَفْظٌ وَضِعَ لِمَعْنَى مُفْرَدٍ،
کلمہ وہ لفظ ہے جس کو مفرد معنی کیلئے بنایا گیا ہے۔

کلمہ اور کلم کے لغوی معنی کا بیان

کلم کا لغوی معنی زخمی کرنا ہے۔ جس طرح ہاتھ کا زخم ہوتا ہے اسی طرح یہ زبان کے ذریعے زخم کرنا ہے۔ یعنی ہاتھ کے ذریعے کسی دوسرے کو مارنے پینے سے زخم ہوتا ہے اسی طرح کلام کے ذریعے بھی کسی دوسرے کو سخت جملوں کے ساتھ زخمی کیا جاتا ہے۔ جس طرح زخم مجروح کے اندر اثر انداز ہوتا ہے اسی طرح کلام بھی سامع کے اندر اثر انداز ہوتا ہے۔

کلمہ کا فعل کے وزن پر ہونے کا بیان

علامہ ابو یحییٰ نحوی لکھتے ہیں کہ اہل حجاز کی لغت کے مطابق کلمہ یہ فعل کے وزن پر عین کے کسرہ کے ساتھ ہے جبکہ بنی طے کی لغت کے مطابق یہ فعل کے وزن پر قاء کے کسرہ اور عین کے سکون کے ساتھ ہے۔ (شرح المنصل، بحث کلمہ)

لفظ کے لغوی واصطلاحی معنی کا بیان

لفظ کے لغوی معنی ہیں السومنی یعنی پھینکا پھر وہ پھینکنا منہ سے ہو یا غیر منہ سے منہ سے ہوتا کلام ہو یا غیر کلام ہو، کلام جیسے ذہنہ و غیر اور غیر کلام ہو جیسے (اَكَلْتُ الْعُمُرَةَ وَلَقَطْتُ التَّوَالَعَ) یعنی میں نے کھجور کھائی اور گھسلی چبکی۔ غیر منہ سے ہو جیسے لَقَطْتُ الْمَرْحَى اللَّفِيقَ، یعنی چکی نے آٹا پھینکا۔ اور لفظ کے اصطلاحی معنی ہیں (مَا يَعْلَفُ بِهِ الْإِنْسَانُ حَقِيقَةً كَانَ أَوْ خُفْيَةً مُفْرَدًا كَانَ أَوْ مُرَكَّبًا مُهْمَلًا كَانَ أَوْ مُوَضَّوعًا) یعنی وہ چیز جس پر انسان لفظ کر کے حقیقی ہو یا عکسی مفرد ہو یا مرکب مہمل ہو یا موضوع ہو۔

دلالت کے اعتبار سے لفظ کی اقسام کا بیان

لفظ دال یعنی وہ لفظ جس کو کسی معنی پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا جاتا ہے، اس لفظ کی دو قسمیں ہیں۔ مفرد۔ مرکب مفرد: مَا لَا يُقْصَدُ بِجُزْئِهِ الدَّلَالَةُ عَلَى جُزْءٍ مَعْنَاهُ، "وہ لفظ جس کے جز سے اس کے معنی مرادی کے جز پر دلالت کا قصد نہ کیا جائے جیسے: زید۔

مرکب: "مَا يُقْصَدُ بِجُزْئِهِ الدَّلَالَةُ عَلَى جُزْءٍ مَعْنَاهُ، "وہ لفظ جس کے جز سے اس کے معنی مرادی کے جز پر دلالت کا قصد کیا جائے جیسے: عبد اللہ کی دلالت "اللہ کے بند ہے" پر، جبکہ یہ علم نہ ہو۔

وضع اور موضوع لہ کی تعریف

وضع کا لغوی معنی "رکھنا" ہے اور اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے: "تَخْصِصُ شَيْءٍ عَرَبِيٍّ مَتَى أُطْلِقَ الشَّيْءُ الْأَوَّلُ لَهُمْ مِنْهُ الشَّيْءُ الثَّانِي"

جیسے دھوئیں اور آگ کا آپس میں اس طرح کا تعلق ہے کہ جب بھی ہمیں کہیں سے دھواں اٹھتا ہوا نظر آئے تو ہمیں آگ کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ لہذا دھواں دال ہے اور آگ مدلول ہے۔ دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص کر دینا کہ پہلی چیز کے علم سے دوسری چیز کا علم حاصل ہو جائے وضع کہلاتا ہے۔ پہلی کو موضوع اور دوسری کو موضوع لہ کہا جاتا ہے۔

مفرد کا معنی واحتمالات ثلاثہ کا بیان

شیخ علامہ عبدالرحمن جامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مفرد اس کا لغوی معنی ہے اکیلا کیا ہوا اور اصطلاحی معنی ہیں لَفْظٌ وَضِعَ لِمَعْنَى مُفْرَدٍ یعنی لفظ جو ایک معنی پر دلالت کرے اس کو کلمہ بھی کہتے ہیں۔

یہاں مفرد کے اعراب میں تین احتمال ہیں۔ مفرد کو مجرد اس لئے پڑھ سکتے ہیں کہ یہ معنی کی صفت ہو۔ تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ

لفظ کی جز اس کے معنی کی جز پر دلالت نہ کرے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ مفرد کو لفظ کی صفت بناتے ہوئے مرفوع پڑھا جائے تو اس کا
معنی یہ ہوگا کہ اس کی جز اس کے معنی کی جز پر دلالت نہ کرے۔ اور تیسرا احتمال یہ ہے کہ یہ وضع سے حال ہو اور اس کو منصوب پڑھا
جائے یا یہ معنی سے لام کے واسطے سے مفعول بہ ہو۔ (فوائد ضیائیہ، ص ۲۲، مجتہائے دہلی)

کلمہ کی اقسام ثلاثہ کی وجہ حصر کا بیان

وہی مُنْعَصِرَةٌ فِی ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ، اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ، لَآئِهَا إِمَّا أَنْ لَا تَذُلَّ عَلَى مَعْنَى فِی نَفْسِهَا،
فَهِیَ الْحَرْفُ أَوْ تَذُلَّ عَلَى مَعْنَى فِی نَفْسِهَا، وَاقْتَرَنَ مَعْنَاهَا بِأَحَدِ الْاِزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ، فَهِیَ الْفِعْلُ، أَوْ
تَذُلَّ عَلَى مَعْنَى فِی نَفْسِهَا وَلَمْ يَقْتَرَنَ مَعْنَاهَا بِأَحَدِ الْاِزْمِنَةِ، فَهِیَ الْاِسْمُ.

اور وہ تین اقسام میں منحصر ہے۔ اسم فعل حرف۔ کیونکہ جب وہ کلمہ خود بہ خود اپنے معنی پر دلالت نہ کرے تو وہ حرف ہے۔ یا
پھر وہ اپنے معنی پر خود بہ خود دلالت کرتا ہے اور تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ بھی ملا ہوا ہے تو وہ فعل ہے یا پھر وہ
اپنے معنی پر خود بہ خود دلالت کرتا ہے لیکن وہ تینوں زمانوں میں کسی ایک زمانے کے ساتھ بھی ملا ہوا نہیں ہے تو وہ اسم ہے۔

کلمہ کی اقسام کو تین میں حصر کرنے کا بیان

مصنف علیہ الرحمہ اور کثیر کتب نجات میں کلمہ کی صرف تین اقسام بیان کی گئی ہیں اور ان تین اقسام کا بیان دلیل حصر کے ساتھ
ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ کلمہ کی تین اقسام کے سوا کوئی اقسام نہیں ہے۔ کیونکہ جب لفظ کلمہ جو ایک ذات یا ماہیت کی
حیثیت رکھتا ہے۔ اس پر کسی قسم کا اطلاق کیا جاتا ہے تو وہ صرف تین سے سمجھا جاتا ہے۔

اس کی دلیل مصنف خود لانا سے بیان کرتے ہیں کہ دلالت کا اطلاق اسم، فعل، حرف میں سے کسی ایک پر ہوتا ہے۔ اور یہی
دلالت کا اطلاق اس بات کی دلیل ہے کہ کلمہ تین اقسام میں منحصر ہے۔ کیونکہ دلالت کا ان تینوں کے سوا عدی ہونا ان کے وجودی
ہونے پر بھی ہے۔ کیونکہ اشیاء کے اپنے تقابل میں معدوم ہونا یہ ان کے وجود کا تقاضہ کرتا ہے۔ ورنہ موجود و معدوم میں فرق نہ
رہے گا۔

اقسام کلمہ میں اسم و فعل و حرف میں وجہ تقدم و تاخر کا بیان

مصنف علیہ الرحمہ اور کثیر علمائے نجات نے کلمہ کی تقسیم کرتے ہوئے اسم کو فعل پر مقدم کیا ہے اور فعل کو حرف پر مقدم کیا ہے اس
کا سبب یہ ہے۔ کہ اسم اصل ہے جبکہ فعل اور حرف یہ دونوں علی ترتیب فرع ہیں۔ کیونکہ فعل مصدر یعنی اسم سے مشتق ہے۔ اور مشتق
منہ اصل ہوتا ہے۔ پس اسم فعل سے اصل ہوا پس اس کو مقدم کر دیا۔ اور فعل حرف کے اعتبار سے اس طرح اصل ہے کہ فعل دلالت
اور اقتران زمانہ میں دو وجودی شرائط کا محتاج ضرور ہے لیکن ان شرائط کے بعد وہ معنی مستقل پر دلالت کرنے کے اہل بن جاتا ہے
بلکہ حرف نہ تو اسی طرح کی شرائط کو قبول کرتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی شرائط کے پائے جانے کے بعد مستقل معنی پر دلالت کرنے کی

الہیت رکھتا ہے۔ لہذا وہ اس کو سب سے سوا قرار کیا جائے گا۔

دلالت کے لغوی و اصطلاحی معنی کا بیان

دلالت کا لغوی معنی **الآرشاد** یعنی رہنمائی کرنا اور **الہدایہ** ہے اور اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے **تکوّن الشیء بخفیث**
یترجم من العلم بہ العلم بشیء آخر۔

یعنی کسی چیز کا اس طرح ہونا کہ اس چیز کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آئے دلالت کہلاتا ہے۔ پہلی چیز کو **الدالہ** اور
کرنے والی جبکہ دوسری چیز کو **مؤلوس** پر دلالت کی گئی کہتے ہیں۔

یوں تو اہل منطق کا اصل مقصد معانی کی بحث ہے لیکن منطق کی کتابوں کی ابتداء میں الفاظ اور دلالت کی بحث ضرورت کے
پیش نظر لائی جاتی ہے۔ الفاظ کی بحث اس لئے کہ معانی کا سمجھنا اور سمجھانا الفاظ پر موقوف ہے اور دلالت کی بحث اس لئے کہ الفاظ
سے صحیح معانی اسی صورت میں سمجھ آ سکتے ہیں جبکہ الفاظ کے اپنے معانی پر دلالت کی نوعیت معلوم ہو۔

دلالت تو وضع کے بغیر پائی جاسکتی ہے لیکن وضع دلالت کے بغیر نہیں پائی جاسکتی جیسے: لفظ **زید** کی دلالت **زید** کی ذات پر، یہاں
وضع بھی ہے اور دلالت بھی، جبکہ **دھواں** کی دلالت آگ پر یہاں صرف دلالت پائی جا رہی ہے وضع نہیں۔
جیسے لفظ **قلم** کے جاننے سے خود **قلم** کا علم حاصل ہوتا ہے اس مثال میں لفظ **قلم** موضوع اور خود **قلم** موضوع نہ ہے نیز خاص کرنے
والے کو **واضع** کہا جاتا ہے۔

وہ دلالت لفظیہ وضعیہ جس میں لفظ اپنے پورے معنی "موضوع" پر دلالت کرے جیسے: چاقو کی دلالت پھل اور دستے پر۔
یاد رہے کہ فن منطق میں پچھلے سبق میں ذکر کی گئی چھ دالتوں میں سے صرف دلالت لفظیہ وضعیہ ہی کا اعتبار ہے اور اسی سے
بحث کی جاتی ہے کیونکہ استاذ کے سمجھانے اور طالب علم کے سمجھنے میں آسانی اسی سے ہے۔ جبکہ دلالت غیر لفظیہ کی اقسام **لش لفظ**
ہی نہیں، حالانکہ افادہ غیر کو فائدہ پہنچانا اور استفادہ غیر سے فائدہ حاصل کرنا لفظ سے ہوتا ہے اور دلالت لفظیہ کی دو قسمیں طبعیہ اور
عقلیہ لفظ تو ہیں مگر ان سے بحث نہیں کی جاسکتی کیونکہ انسانی طبیعتیں اور عقلیں مختلف ہیں لہذا یہاں دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام کو
بیان کیا جاتا ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں۔

دلالت لفظیہ تضمینی

جس طرح کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے بازار سے چاقو خریدا تو اس وقت لفظ چاقو کی دلالت پورے چاقو پر ہوگی لہذا یہ دلالت
مطابق ہے اور اگر وہ یہ کہے کہ میں نے چاقو کو تیز کیا تو اس وقت لفظ چاقو کی دلالت صرف پھل پر ہوگی دستے پر نہیں۔ لہذا یہ
دلالت تضمینیہ ہے اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرے گھر میں شام تک سورج رہتا ہے تو اس وقت اس کی مراد یہ ہے کہ دھوپ میرے
گھر میں شام تک رہتی ہے اور دھوپ نہ تو سورج کا کل ہے نہ جزو بلکہ لازم ہے لہذا یہ دلالت التزامیہ ہے۔

"دلالت مطابقی والتزامی"

دلالت تضمینیہ اور التزامیہ کے بغیر پائی جاسکتی ہے لیکن یہ دونوں دلائل "دلالت مطابقیہ" کے بغیر نہیں پائی جاسکتیں۔ جس طرح: لفظ اللہ کی دلالت ذات ہاری تعالیٰ پر دلالت مطابقیہ تو ہے لیکن دلالت تضمینیہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا کوئی جزئی نہیں، اسی طرح اگر کسی شی کا لازم نہ ہو تو پھر دلالت التزامیہ نہیں بلکہ دلالت مطابقیہ پائی جائے گی مثلاً اگر فرض کر لیا جائے کہ زید کا کوئی لازم نہیں ہے تو اس وقت لفظ جس طرح: لفظ نبی کا معنی موضوع لہ مَخْبِرٍ عَنِ الْغَيْبِ، یعنی غیب کی باتیں بتانے والا ہے اور "غیب کی باتیں بتانے والے" کے لیے "غیب کی باتیں جاننے والا" ہونا لازم ہے، تو لفظ نبی کی دلالت "غیب جاننے والے" پر "دلالت التزامی" ہے اور جاننے والا مدلول التزامی ہے۔

زید کی دلالت ذات زید پر مطابقیہ تو ہوگی لیکن دلالت التزامیہ نہیں ہوگی کیونکہ زید کا کوئی لازم ہی نہیں ہے۔ اور اگر کوئی لازم ہے تو پھر دلالت مطابقیہ کے ساتھ ساتھ دلالت التزامیہ بھی پائی جائے گی جس طرح: سورج کی دلالت دھوپ پر دلالت التزامیہ ہے لیکن اس میں دلالت مطابقیہ بھی پائی جا رہی ہے کیونکہ دھوپ سورج کا لازم ہے اور قاعدہ ہے کہ لازم بغیر ملزوم کے نہیں پایا جاتا۔ اور یاد رہے کہ دلالت تضمینیہ بغیر دلالت مطابقیہ کے نہیں پائی جاسکتی جس طرح: چاقو کی دلالت صرف پھل پر دلالت تضمینیہ ہے اس میں دلالت مطابقیہ بھی پائی جا رہی ہے کیونکہ پھل چاقو کا جز ہے اور قاعدہ ہے کہ کل بغیر جز کے نہیں پایا جاتا۔

اسم کی تعریف کا بیان

حد الاسم : كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلَى مَعْنَى لِي نَفْسِهَا غَيْرِ مُقْتَرِنٍ بِأَحَدِ الْأَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ ، آغْنِي الْمَاضِيَ وَالْحَالَّ وَالْأَسْتِقْبَالَ نَحْوُ رَجُلٍ وَعِلْمٍ

اسم وہ کلمہ ہے جو خود بہ خود اپنے معنی پر دلالت کرے اور تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو۔ زمانوں سے مراد ماضی، حال اور استقبال ہے۔ جس طرح: رجل، آدمی اور علم، علم ہے۔

لفظ اسم کے مدلول کے مفہوم کا بیان

علامہ ابو بکر محمد بن سراج نحوی لکھتے ہیں کہ اسم کا معنی یہ ہے کہ وہ کسی معنی پر دلالت کرے خواہ اس کا مدلول شخص ہو یا غیر شخص ہو وہ اسم ہی ہوگا۔ شخص جس طرح: رجل کہ اس کا مدلول آدمی ہے۔ اور فرس کہ اس کا مدلول گھوڑا ہے۔ اور غیر شخص جس طرح: ضرب، علم، یوم، وغیرہ ہیں۔ لیکن یہ دونوں اسم ہیں۔ کیونکہ اسم کی دلالت سے یہی مراد ہیں۔ الاصول فی النحو، ج ۱، ص ۳، بیروت

اسم کی تعریف میں جنس، فصل ہونے کا بیان

مصنف کی بیان کردہ اسم کی تعریف میں، "تَدُلُّ عَلَى مَعْنَى" یہ جنس کے مرتبے میں ہے۔ یعنی اس میں اس کی اقسام ثلاثہ

شامل ہیں۔ اور اس کے بعد "فی نفسہا" اس سے حرف سے فعل واقع ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد "ظہر مفتقرین" کہنے سے فعل سے فعل واقع ہو جائے گا۔

لفظ اسم کے مادہ اشتقاق میں نحات بصرہ و کوفہ کے اختلاف کا بیان

علمائے نحات بصرہ کہتے ہیں کہ اسم کی اصل سمو سین کی کسرہ کے ساتھ ناقص واوی ہے۔ اور اس کا معنی علو اور بلندی ہے۔ اور اس کی وجہ تسمیہ یہی ہے اور مصنف کتاب ہدایہ نے بھی کہا ہے کہ اسم اپنی دونوں اقسام پر علو و بلندی رکھتا ہے۔ لہذا یہ سمو سے مشتق ہے۔ اس طرح واو کو حذف کر کے اس کے عوض میں شروع میں ہمزہ لائے۔ تو اسم بن جائے گا۔

علمائے نحات کوفہ لکھتے ہیں۔ یہ وسم، واو کے کسرہ کے ساتھ سے مشتق ہے اور وسم کا معنی علامت ہے۔ اور یہ لفظ چونکہ اپنے مسکنی پر بطور علامت کا اظہار ہے لہذا اس کی درست ہے۔ اور اس کی واو کو حذف کر کے اس کے بدلے میں ہمزہ لائیں گے تو یہ اسم بن جائے گا۔ مصنف کتاب ہدایہ نے علمائے بصرہ کے موقف کو ترجیح دیتے ہوئے اسم کو سمو سے مشتق جانا ہے۔ کیونکہ یہاں مقام اقسام کے درمیان دلیل کا ہونا ہے جو سمو سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

اسم کا لغوی معنی نشانی یا بلندی ہے، عرف میں بمعنی نام استعمال ہوتا ہے، بصریوں کے نزدیک یہ اصل میں "سمو" تھا بمعنی بلندی سمایہ سمو سے، واو پر ضمہ ثقل ہونے کی وجہ سے گر گیا، واو بھی اتھارے تنوین کے سبب گر گئی، اور اس واو کے عوض اول میں ہمزہ لائے اور سین کا کسرہ نقل کر کے ہمزہ کو دیا اور میم پر اعراب جاری ہوا، لہذا "اسم" بروزن "إفْع" ہے۔ اور کوفیوں کے نزدیک اس کی اصل "وَسْم" ہے بمعنی "نشانی" اور "داغ کرنا"، واو کو حذف کر کے اس کے عوض ہمزہ لائے۔ اس تقدیر پر "اسم" بروزن "فُعْلَن" ہوگا۔ بصریین کے نزدیک اسم کو اسم اس لیے کہتے ہیں کہ اسم کا لغوی معنی بلندی ہے اور اسم اصطلاحی بھی اپنے دونوں قسمین فعل اور حرف سے مرتبہ میں بلند ہے؛ کیونکہ اسم مسند الیہ اور مسند ہو سکتا ہے اور فعل مسند ہوتا ہے، مسند الیہ نہیں ہوتا اور حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ۔ اور کوفیین کے نزدیک اسم کو اسم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اسم کا لغوی معنی نشانی ہے اور اسم اصطلاحی بھی اپنے مسکنی پر علامت ہوتا ہے۔ اصطلاح میں اسم وہ کلمہ ہے جو مستقل معنی پر دلالت کرے اور باعتبار وضع اول تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ اس میں نہ ہو۔ جیسے رَجُلٌ، عَلِمَ۔

مفہوم تقسیم کا بیان

تقسیم کا مفہوم یہ ہے کہ جب کسی چیز کی تقسیم کی جاتی ہے تو اس تقسیم ہونے والی تمام انواع آپس میں تقسیم ہوا کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر جس طرح کلمہ کی تین اقسام ہیں۔ اسم ۲ فعل ۳ حرف۔ تو اب، اسم، فعل اور حرف کی تقسیم ہے اسی طرح فعل اسم کی تقسیم ہے اور فعل حرف کی تقسیم ہے اور ایسے ہی اسم، فعل اور حرف یہ تینوں آپس میں تقسیم ہیں۔ اور ان میں تقدم و تاخر کا سبب تقسیم کا مقسم کے زیادہ قریب ہونا ہے۔ اور ان کا مقسم کلمہ ہے۔ جو سب کو شامل ہے لیکن بعض میں قریب سے بعض میں دور سے ہے۔ انہی مراتب

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

علامات، علامتہ کی جمع ہے۔ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی علامت ہوتی ہے جس سے وہ چیز پہچانی جاتی ہے۔ لہذا اسم، فعل اور حرف کی علامات بیان کی جاتی ہیں۔

اخبار عنہ اور اخبار بہ کے اسم کی علامت ہونے کا بیان

مصنف علیہ الرحمہ نے یہاں یہ بیان کیا ہے کہ اسم کا خبر عنہ اور خبر بہ ہونا یہ اس کی علامت ہے۔ اخبار عنہ سے مراد مسند الیہ اور اخبار بہ سے مراد مسند ہونا ہے۔

علامات اسم گیارہ ہیں جو مثالوں کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ شروع میں الف لام کا داخل ہونا، جس طرح، اَلْحَمْدُ شروع میں حرف جر کا داخل ہونا، جس طرح، بِزَيْدٍ ۳ آخر میں تنوین کا ہونا، جس طرح زَيْدٌ ۴ مسند الیہ ہونا، جس طرح، زَيْدٌ قَائِمٌ ۵ مضاف ہونا، جس طرح، غُلَامٌ زَيْدٍ ۶ مصغر ہونا، جس طرح، قُرَيْشٌ ۷ منسوب ہونا، جس طرح، بَنُو إِدِيٍّ ۸ مثنیٰ ہونا، جس طرح، رَجُلَانِ ۹ مجموع ہونا، جس طرح، رَجُلَانِ ۱۰ موصوف ہونا، جس طرح، رَجُلٌ عَالِمٌ ۱۱ آخر میں تائے متحرکہ کا ہونا جو سکون کے وقت ہن جائے، جس طرح عَلَمَةٌ ضَارِبَةٌ

بقیہ علامات اسم یہ ہیں۔ ان تمام چیزوں کے نام، مکبر ہونا، مستثنیٰ ہونا، مستثنیٰ منہ ہونا، منصرف ہونا، غیر منصرف ہونا، معرفہ ہونا، نکرہ ہونا، مذکر ہونا، مؤنث ہونا، فاعل ہونا، مفعول ہونا، منلائی ہونا اور ذوالحال ہونا ہیں۔

خاصہ کی تعریف

اعلمہ کلام کے نزدیک خاصہ کی تعریف یہ ہے کہ "ما یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ" یعنی جو صفت جس کا خاصہ ہو اسی کے ساتھ خاص ہو اس کے غیر میں وہ چیز نہ پائی جائے۔

دخول لام کا اسم کی علامت ہونے کا بیان

علامہ ابن فلاح نحوی لکھتے ہیں کہ دخول لام یہ اسم کی علامت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ثقیل ہے اور اسم ثقیل کو قبول کر لیتا ہے جبکہ فعل کسی قسم کے ثقیل کو قبول نہیں کرتا لہذا یہ علامت اسم ہوئی۔ اس کو اسم کا خاصہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس لام کو لام تعریف بھی کہتے ہیں۔ (المغنی، ج ۲، ص ۶۲، مطبوعہ بیروت)

فعل کی تعریف کا بیان

حد الفِعلُ : کَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلَى مَعْنَى فِي نَفْسِهَا مُقْتَرِنِينَ بِأَحَدِ الْاِزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ ، نَحْوُ نَصَرَ ، يَنْصُرُ ،

اَنْصُرُ

فعل وہ کلمہ ہے جو خود بہ خود اپنے معنی پر دلالت کرے اور تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ ملا ہوا بھی ہو۔ جس طرح نصر اس ایک مرد نے مدد کی، مصدر وہ ایک شخص مدد کرتا یا کرے گا، النصر تو ایک شخص مدد کر۔

فعل کی علامات کا بیان

وَعَلَامَتُهُ أَنْ يَصْحَ الْإِنْخَبَارُ بِهِ لَا عَنَّهُ، وَذُخُولُ قَدْ، وَالتَّسِينُ، وَتَسْوُفٌ، وَالْجَازِمُ عَلَيْهِ، نَحْوُ قَدْ نَصَرَ، وَسَيَنْصُرُ، وَسَوْفَ يَنْصُرُ، وَلَمْ يَنْصُرْ. الضَّمَائِرُ الْبَارِزَةُ الْمَرْفُوعَةُ بِهِ نَحْوُ كَتَبْتُ وَتَأَمَّرَ التَّانِيثُ السَّائِكَةُ نَحْوُ كَتَبْتُ وَنُونُ التَّأَكِيدِ، نَحْوُ اكْتُبَنَّ فَإِنَّ كُلَّ هَذِهِ مِنْ خَوَاصِّ الْفِعْلِ، وَمَعْنَى الْإِنْخَبَارِ بِهِ أَنْ يَكُونَ مُحْكَمًا بِهِ،

اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس سے اخبار بہ کا ہونا درست ہو جبکہ اخبار عنہ درست نہ ہو اور قد، سین، سوف اور جازم کا داخل ہونا ہے۔ جس طرح نصر وغیرہ اور اس پر ضمائر بارزہ مرفوعہ کا داخل ہونا ہے۔ جس طرح کتبت اور تائے تانیث ساکنہ جس طرح کتبے اور نون تاکید کا داخل ہونا ہے جس طرح اکتبیں پس یہ سب فعل کے خواص ہیں۔ اور اخبار بہ کا معنی یہ ہے کہ وہ محکوم بہ ہو۔

شرح

علامات فعل آٹھ ہیں جو مثالوں کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

۱ شروع میں قَدْ ہونا، جس طرح قَدْ حَضَرْتُ ۲ شروع میں سین زائدہ کا ہونا جس طرح سَيَنْصُرُ

۳ شروع میں سَوْفَ کا ہونا جس طرح سَوْفَ يَنْصُرُ ۴ شروع میں حرف جزم کا ہونا جس طرح لَمْ يَنْصُرُ

۵ ضمیر مرفوع متصل کا ہونا، جس طرح حَضَرْتُ ۶ تائے ساکنہ کا آخر میں ہونا جس طرح حَضَرْتُ

۷ امر ہونا جس طرح اِخْرُجْ ۸ نئی کامیغ ہونا، جس طرح لَا تَنْصُرْ

بقیہ علامات فعل یہ ہیں۔ حروف ماضیہ کا شروع میں ہونا، حروف اتین کا شروع میں ہونا، ماضی ہونا، نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ کا آخر میں آنا ہیں۔

فعل کی وجہ تسمیہ کا بیان

ویسمی فعلاً باسم اصله وهو المصدر لان المصدر هو فعل الفاعل حقيقة، اور اس کا نام فعل اس کی اصل کی وجہ سے رکھا جاتا ہے اور وہ مصدر ہے کیونکہ حقیقت میں مصدر ہی فاعل کا فعل ہے۔

حرف کی تعریف کا بیان

حد الحرف : كَلِمَةٌ لَا تَدُلُّ عَلَى مَعْنَى فِي نَفْسِهَا، بَلْ فِي غَيْرِهَا، نَحْوُ مِنْ وَ إِلَى فَإِنَّ مَعْنَاهُمَا

الْإِبْدَاءُ وَالْإِنْقِصَاءُ، وَلَكِنْ لَا لَدُنْ عَلَي مَعْنَاهُمَا إِلَّا تَعْدِ ذِكْرَ مَا يَنْفَعُهُم مِّنَ الْإِبْدَاءِ وَالْإِنْقِصَاءِ، كَ
الْبَصْرَةِ وَالْكُوفَةِ هِيَ قَوْلُكَ مِسْرُثٌ مِّنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوفَةِ.

حرف کی تعریف یہ ہے کہ وہ کلمہ کو خود بہ خود کسی معنی پر دلالت نہ کرے بلکہ وہ کسی دوسرے میں ہو۔ جس طرح، من، اور، الیٰ پس
من ابتداءً غایت جبکہ الی انتہاء غایت کیلئے آتا ہے۔ لیکن یہ دلالت صرف اس وقت کرتے ہیں جب ان کو ایسے کلمے کے بعد
ذکر کیا جائے جس سے ابتداء و انتہاء کا مفہوم سمجھا جائے۔ جس طرح تیرے اس قول میں بصرہ اور کوفہ ہے مِسْرُثٌ مِّنَ الْبَصْرَةِ
إِلَى الْكُوفَةِ

شرح

مصنف علیہ الرحمہ نے کلمہ کی تیسری قسم حرف کی تعریف کو یہاں بیان کیا ہے۔

مِسْرُثٌ مِّنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوفَةِ

اس مثال میں "مِسْرُثٌ" میں چلا فعل ہے، اس لیے کہ یہ دوسرے کلمے سے ملے

حرف کی علامات کا بیان

وَعَلَامَةُ الْحَرْفِ أَنْ لَا يَصِحَّ الْإِخْبَارُ عَنْهُ، وَلَا بِهِ، وَأَنْ لَا يَقْبَلَ عِلَامَاتُ الْأَسْمَاءِ، وَلَا عِلَامَاتُ
الْأَفْعَالِ.

اور حرف کی علامت یہ ہے کہ اس سے اخبار عنہ اور اخبار بہ درست نہیں ہے اور وہ اسامی و افعال کی علامات کو قبول نہیں کرتا۔

حرف سے اخبار بہ اور اخبار عنہ کے درست نہ ہونے کا بیان

علامہ ابو بکر محمد بن سراج نحوی لکھتے ہیں کہ حرف کے ساتھ خبر دینا اور نہ ہی حرف سے خبر دینا درست ہے۔ اس کے ساتھ خبر دینا
درست نہیں ہے اس کی مثال یہ ہے کہ دجل منطلق کہنا درست ہے جبکہ الی منطلق کہنا درست نہیں ہے اور اخبار عنہ کی مثال یہ
ہے کہ زید ذاہب کہنا درست ہے جبکہ عن ذاہب کہنا درست نہیں ہے۔ الاصول فی النحو، ج ۱، ص ۴۱، بیروت

عربی کلام میں حرف کے کثیر فوائد کا بیان

وَلِلْحَرْفِ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ فَوَائِدٌ كَثِيرَةٌ، كَالرَّبْطِ بَيْنَ اسْمَيْنِ، نَحْوُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ أَوْ اسْمٍ وَفِعْلٍ
نَحْوُ كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ أَوْ جُمْلَتَيْنِ، نَحْوُ إِنْ جَاءَ زَيْدٌ فَافْتَرَمَهُ، وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْفَوَائِدِ الَّتِي سَيَأْتِي
تَعْرِيفُهَا فِي الْقِسْمِ الثَّالِثِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

کلام عرب میں حرف کے فوائد کثیر ہیں۔ جس طرح دو اسموں کے درمیان رابطہ ہے جس طرح زید فی الدار یا ایک اسم اور فعل
کے درمیان رابطہ ہے جس طرح کتب بالقلم یا پھر دو جملوں کے درمیان رابطہ ہے جس طرح "اگر" اور اسی طرح کئی دیگر فوائد ہیں جن

کی تعریفات کو ہم تیسری قسم میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حرف کے آٹھ مواقع و روابط کا بیان

علامہ ابو بکر محمد بن سراج نحوی لکھتے ہیں کہ حرف آٹھ ایسے مقامات پر داخل ہوتا ہے جہاں وہ بطور رابطے کے کام کرتا ہے۔ اور وہ مواقع حسب ذیل ہیں۔

۱ وہ صرف اسم پر داخل ہوتا ہے جس طرح الرجل ہے۔

۲ وہ صرف فعل پر داخل ہوتا ہے جس طرح سوف ہے۔

۳ وہ ایک اسم کا دوسرے اسم کے ساتھ رابطہ کر دینے کیلئے داخل ہوتا ہے جس طرح جاءني زيد وعمرو فالوا وربطت عمراً بزيد .

۴ وہ ایک فعل کا دوسرے فعل کے ساتھ رابطہ کر دینے کیلئے آتا ہے۔ قام وقعد واكل وشرب .

۵ وہ ایک فعل کا ایک اسم کے ساتھ رابطہ کر دینے کیلئے آتا ہے۔ مروت بزيد ومضيت الى عمرو .

۶ وہ کلام تام پر داخل ہوتا ہے۔ اعمرو اخوك وما قام زيد .

۷ وہ ایک جملے کا دوسرے جملے سے رابطہ کر دینے کیلئے آتا ہے۔ : ان يقيم زيد يقعد عمرو وكان اصل الكلام يقيم زيد

يقعد عمرو فيقوم زيد ليس متصلاً بيقعد عمرو .

۸ اور یہ بھی ہے کہ حرف کا داخل ہونا کبھی زائد ہوتا ہے۔ فيما رحمة من الله (الاسول في النحو، ج ۱ ص ۴۳، بیروت)

حرف کی وجہ تسمیہ کا بیان

ويسمى حرفاً لوقوعه في الكلام حرفاً اي طرفاً اذ ليس مقصوداً بالذات مثل المسند والمسد

اليه،

اور حرف کا نام حرف اس لئے رکھا جاتا ہے کیونکہ یہ کلام کی طرف میں واقع ہوتا ہے اور حرف کا معنی بھی طرف ہے۔ کیونکہ یہ

کلام ذاتی طور پر مقصود نہیں ہوتا۔ جس طرح کلام میں مسند اور مسند الیہ مقصود ہوتا ہے۔

الفصل الثانی

﴿ یہ فصل کلام کی تعریف کے بیان میں ہے ﴾

کلام کی تعریف کا بیان

الْكَلَامُ : لَفْظٌ تَضَمَّنَ الْكَلِمَتَيْنِ بِالْإِسْنَادِ ، وَالْإِسْنَادُ نِسْبَةُ إِحْدَى الْكَلِمَتَيْنِ إِلَى الْأُخْرَى : بِحَيْثُ تَلِيذُ الْمُخَاطَبِ فَإِنَّدَةً يَصِحُّ السُّكُوتُ عَلَيْهَا ، نَحْوُ : قَامَ زَيْدٌ .
کلام ایہ لفظ ہے جو دو کلموں کو اسناد کے ساتھ متضمن ہو۔ اور اسناد یہ ہے کہ ایک کلمہ کی نسبت دوسرے کلمہ کی جانب اس طرح ہو کہ وہ مخاطب کو ایسا فائدہ دے جس پر سکوت صحیح ہو۔ جس طرح قام زید۔

کلام کے لغوی معنی کا بیان

علامہ عبد اللہ بن حسن عسکری نحوی لکھتے ہیں کہ کلام جرح یعنی اس کا معنی زخم ہے۔ جس طرح کوئی زخم مجروح یعنی زخم شدہ عضو میں اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی طرح کلام بھی سامع کے نفس میں اثر انداز ہوتا ہے۔ اور یہ کلام تکلم و تکلیم کا نائب ہے۔ یعنی اس کی ترجمانی کرنے والا ہے۔ (اللباب علل البناء والاعراب، ج ۱، ص ۴۲، بیروت)

کلام کی تعریف میں قیود کے فوائد کا بیان

علامہ عبد الرحمن جامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کلام کی تعریف میں ”ما“ یہ مہملات، مفردات، مرکب کلامیہ وغیرہ کلامیہ سب کو شامل ہے۔ تضمن کلّ متضمن کی قید سے مہملات و مفردات خارج ہو گئے۔ اور اس کے بعد اسناد کی قید سے مرکبات غیر کلامیہ خارج ہو گئے۔ تو باقی مرکبات کلامیہ رہ جائیں گے خواہ وہ خبریہ ہوں یا وہ انشائیہ ہوں۔ (فوائد ضیائیہ، ص ۲۵، مجتہائی دہلی)

دو اسماء سے کلام حاصل ہونے کا بیان

فَعِلِمَ أَنَّ الْكَلَامَ لَا يَحْصِلُ إِلَّا مِنْ اسْمَيْنِ ، نَحْوُ زَيْدٌ وَاقِفٌ ، وَيُسَمَّى جُمْلَةً اسْمِيَّةً . أَوْ فِعْلٍ وَاسْمٍ ، نَحْوُ جَلَسَ زَيْدٌ ، وَيُسَمَّى جُمْلَةً فِعْلِيَّةً . إِذْ لَا يُوجَدُ الْمُسْنَدُ وَالْمُسْنَدُ إِلَيْهِ مَعًا فِي غَيْرِهِمَا ، فَلَا بُدَّ لِلْكَلَامِ مِنْهُمَا .

لَإِنْ قِيلَ : هَذَا يَنْتَقِضُ بِالنِّدَاءِ ، نَحْوُ يَا خَالِدُ قُلْنَا : حَرَفُ النِّدَاءِ قَائِمٌ مَقَامَ أَذْعُو ، وَاطْلُبُ وَهُوَ

الفعل ، فلا ينتقض بالنداء .

لہذا یہ جان لیا گیا ہے کہ کلام صرف دو اسموں سے حاصل ہوتا ہے جس طرح زید واقف اور اس کا نام جملہ اسمیہ رکھا جاتا ہے
پھر کلام ایک اسم اور ایک فعل سے حاصل ہوتا ہے جس طرح جلس سعید اور اس کا نام جملہ فعلیہ رکھا جاتا ہے۔ پس مسند الیہ اور من
یہ دونوں ان کے سوا میں نہیں پائے جاتے۔ کیونکہ کلام کے لئے لازم ہے کہ اس میں یہ دونوں پائے جائیں۔

اور جب یہ اعتراض کیا جائے تمہارا یہ قانون خدا کے ساتھ ٹوٹ جائے گا جس طرح یا خالد ہے تو اس کے جواب میں ہم نے یہ
ہے کہ حرف نداء یہ ادعویٰ اطلب کے قائم مقام ہے اور وہ فعل ہے لہذا ہماری تحقیق نہ ٹوٹے گی۔

نوع

دو اسموں پر مشتمل ترکیب، جیسا کہ مبتدا اور خبر سے مل کر بننے والی ترکیب، اس کی مثال اللہ احد، اللہ الصمد ہے۔
2۔ ایک فعل اور ایک اسم پر مشتمل ترکیب، جیسا کہ فعل اور فاعل سے مل کر بننے والی ترکیب، اس کی مثال جاء السوء
وزحق الباطل ہے۔

3۔ ایک اسم اور ایک حرف پر مشتمل ترکیب، جس طرح یا اللہ ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ تیسری ترکیب اصل میں دوسری ترکیب
ہی ہے کیونکہ اس میں موجود حرف فعل کا قائم مقام ہے۔ اسی طرح وہ اکیلا لفظ جو اپنے ضمن میں مفید کلام کا معنی لیے ہوئے ہوتا ہے،
اس سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے جس طرح حروف ایجاب ہیں، مثلاً نعم، ہاں، اسی طرح حرف نفی لا اور جیسا کہ فعل امر ہے، مثلاً:
استقم۔

کلام کے حصول سے جملہ بننے میں عقلی احتمالات حسب ذیل ہیں۔
اسم اسم ، فعل فعل ، حرف حرف ، اسم فعل ، فعل اسم ، حرف اسم ، حرف فعل ،
جملہ کے لئے مسند اور مسند الیہ دونوں کا ہونا ضروری ہے اور اسم مسند اور مسند الیہ دونوں بن سکتا ہے فعل مسند تو بن سکتا ہے لیکن
مسند الیہ نہیں بن سکتا اور حرف نہ تو مسند بن سکتا ہے اور نہ مسند الیہ اس لئے مذکورہ بالا اقسام میں تین تو متحقق ہو سکتی ہیں یعنی اسم اسم
، اسم فعل ، فعل اسم ، باقی چھ متحقق نہیں ہو سکتی۔

کلام کی وجہ تسمیہ کا بیان

کلام کے مادہ بھی وہی ہے جس کلمہ کا مادہ ہے اور اس کا معنی زخم کرنا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ بھی وہی ہے جس کو ہم کلمہ کی بحث میں
بیان کر آئے ہیں۔ یعنی زخم کرنے کی مناسبت کی وجہ سے اس لفظ کو کلمہ یا کلام سے تعبیر کرتے ہیں۔ شاعر اھل کلام کی حقیقت کو
بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

ان الکلام لفی القواد و انما جعل اللسان علی القواد دلیلا

یعنی کلام حقیقی تو نفس انسانی میں ہوتا ہے زبان تو صرف اس کلام نفسی کی نشاندہی کرتی ہے۔

جملہ خبریہ کے مفہوم کا بیان

وہ جملہ جس کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے۔ جیسے **زَيْنَدٌ قَائِمٌ** جب ہم کسی بھی جملہ خبریہ میں غور و فکر اور تحقیق کرتے ہیں تو ہمیں اس میں صرف نو چیزیں نظر آتی ہیں اور یہ نو چیزیں ایسی ہیں کہ جب بھی کسی چیز کو دوسری چیز کیلئے ثابت کرنا چاہیں یا ایک چیز کی دوسری سے نفی کرنا چاہیں تو ان نو چیزوں کا ہونا لازمی ہے۔

۱۔ جملے کے مفردات جن میں اس کے موارد اور ہیئت لفظیہ بھی شامل ہیں۔

۲۔ مفردات کے معانی اور ان کے مدلول۔

۳۔ جملے کی ہیئت ترکیبیہ۔

۴۔ وہ چیز جس پر ہیئت ترکیبیہ دلالت کرے۔

۵۔ خبر دینے والے شخص کا مادہ جملہ اور ہیئت جملہ کا تصور کرنا۔

۶۔ مادہ جملہ اور ہیئت جملہ کے مدلول کا تصور۔

۷۔ نسبت کا خارج کے مطابق ہونا یا نہ ہونا۔

۸۔ خبر کا اس مطابقت و عدم کا علم رکھنا یا شک کرنا۔

۹۔ متکلم کا مقدمات ارادہ کے بعد جملے کو خارج میں ایجاد کرنے کا ارادہ کرنا۔

جملہ اسمیہ خبریہ کے مفہوم کا بیان

اس جملہ کو کہتے ہیں جس کی دو مقصودی جزوں (یعنی مسند و مسند الیہ) میں سے پہلی جزو اسم ہو جیسے **(زَيْنَدٌ قَائِمٌ)** دوسری جزو عام ہے خواہ اسم ہو یا فعل ہو۔ اسم ہے جیسے **(زَيْنَدٌ عَالِمٌ)** فعل ہو جیسے **(زَيْنَدٌ ضَرْبٌ)** جملہ اسمیہ کی پہلی جزو کو مسند الیہ کہتے ہیں اور ترکیبی نام اس کا مبتدا ہے اور دوسری جزو کو مسند کہتے ہیں ترکیبی نام اس کا خبر ہے ان ناموں کے علاوہ مسند الیہ کو محمول علیہ مخبر عنہ اور موضوع بھی کہتے ہیں اس طرح مسند کو مسند بہ مخبر مخبر بہ محکوم محکوم بہ اور محمول بھی کہتے ہیں۔

جملہ فعلیہ خبریہ کے مفہوم کا بیان

اس جملہ کو کہتے ہیں جس کی دو مقصودی جزوں میں سے پہلی جزو فعل ہو اور دوسری جزو ہمیشہ اسم ہی ہوگی جیسے **(ضَرْبٌ زَيْنَدٌ)** جملہ فعلیہ کی پہلی جزو کو مسند کہتے ہیں اور ترکیبی نام اس کا فاعل ہے اور دوسری جزو کو مسند کہتے ہیں اور ترکیبی نام اس کا فاعل ہے یا نائب فاعل ہے

مسند و مسند الیہ کے مفہوم کا بیان
 مسند حکم کو کہتے ہیں اور مسند الیہ اس کو کہتے ہیں جس پر حکم لگایا جائے یعنی جس کے بارے میں کچھ کہا جائے وہ مسند الیہ ہوتا ہے اور جو کچھ کہا جائے وہ مسند ہوتا ہے

جملہ انشائیہ کے مفہوم کا بیان
 انشاء کے لغوی معنی از سر نو پیدا کرنے کے ہیں اور اصطلاح میں جملہ انشائیہ اس جملے کو کہتے ہیں جس کے کہنے والے کو سچا یا بھرا نہ کہا جاسکے جملہ انشائیہ کی پھر دس قسمیں ہیں جنکی تفصیل جملہ انشائیہ کی اقسام میں ملاحظہ فرمائیں۔

انشاء کی تعریف
 وہ کلام جس میں ذاتی طور پر سچ اور جھوٹ کا احتمال نہ ہو، جیسے، اَقِمِ الصَّلَاةَ (لقمان: 17) نماز قائم کر اور لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ (لقمان: 13) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔

اس کی دو قسمیں ہیں، طلبی، غیر طلبی
 طلبی، یہ انشاء کی وہ قسم ہے جس میں مطلوب کو طلب کیا جاتا ہے اور بوقت طلب مطلوب حاصل نہیں ہوا ہوتا۔ اس کی چند اقسام ہیں۔

امر انشائی کے مفہوم کا بیان
 امر کے لغوی معنی ہیں کسی کو کسی کام کا حکم کرنا اور اصطلاح میں امر اس صیغہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ فاعل مخاطب سے کوئی فعل طلب کیا جائے جیسے (اُخْرِبْ) تو مار پھر امر عام ہے اگر اعلیٰ ادنیٰ کو امر کرے تو حکم مراد ہوتا ہے جیسے (جِئِ بِالْمَاءِ) اور اگر ادنیٰ اعلیٰ کو امر کرے تو درخواست اور دعا مراد ہوتی ہے جیسے (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ) اور اگر اپنے مساوی کو امر کرے تو التماس مراد ہوتی ہے جیسے اِنِّتَ بِدَرِّ اَجْنِكَ،

نہی انشائی کے مفہوم کا بیان
 نہی کے لغوی معنی ہیں بازداشتن یعنی کسی کو کسی کام سے روکنا اور اصطلاح میں نہی اس صیغہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ فاعل سے کسی فعل کا ترک کرنا طلب کیا جائے جیسے (لَا تُضْرِبْ) تو مت مار،

استفہام انشائی کے مفہوم کا بیان
 اسکے لغوی معنی طلب فہم کے ہیں اور اصطلاح میں استفہام اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ ناواقف متکلم واقف کار مخاطب سے کسی انجان چیز بات کے سمجھنے کی خواہش ظاہر کرے حرف استفہام کے ساتھ جیسے (هَلْ ضَرَبَ دَيْدُ) کیا زید نے مارا ہے اس

جملہ میں متکلم مخاطب سے ایک نامعلوم بات کے سمجھنے کی طلب کر رہا ہے۔

تمنی انشائی کے مفہوم کا بیان

تمنی کا لغوی معنی ہے آرزو کرنا اور اصطلاح میں تمنی اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے کسی چیز کی آرزو ظاہر کی جائے جیسے (لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرًا) کاش کہ زید حاضر ہوتا۔

ترجی انشائی کے مفہوم کا بیان

ترجی کا لغوی معنی ہے امید کرنا اور اصطلاح میں اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے کسی چیز کی امید ظاہر کی جائے جیسے (لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبًا) امید ہے عمرو غائب ہوگا۔

تمنی اور ترجی میں فرق کا بیان

تمنی ممکن کی بھی کی جاسکتی ہے اور ناممکن کی بھی ممکن بھی پھر عام ہے اس کے حصول کی امید ہو یا نہ ہو امید ہو جیسے (لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرًا) اور امید نہ ہو جیسے یہی جملہ اگر وہ شخص کہ جس کو زید کے حاضر ہونے کی امید نہ ہو اور ناممکن کی مثال جیسے کوئی بوڑھا شخص کہے (لَيْتَ الشَّابَّ يَحُوذَ) کاش کہ جوانی لوٹ آئے جبکہ ترجی صرف ممکن کی کی جاسکتی ہے وہ بھی اس وقت جب اس کے حصول کی امید ہو (لَعَلَّ السُّلْطَانَ يُكْرِمُنِي) امید ہے کہ بادشاہ میرا اکرام کرے گا۔ ممکن غیر مرجو الحصول (یعنی جس کے حصول کی امید نہ ہو) اور ناممکن کی ترجی نہیں کی جاسکتی۔ اول کی مثال جیسے کوئی مجرم شخص جس کو بادشاہ کی طرف سے اکرام کی امید نہ ہو وہ یہ نہیں کہ سکتا (لَعَلَّ السُّلْطَانَ يُكْرِمُنِي) ثانی کی مثال جیسے کسی بوڑھے شخص کا یہ کہنا درست نہیں کہ (لَعَلَّ الشَّابَّ يَحُوذَ) امید ہے کہ جوانی لوٹ آئے۔

تمنی صرف امر محبوب کی کی جاتی ہے جبکہ ترجی امر محبوب اور غیر محبوب دونوں کی کی جاسکتی ہے۔

عقود انشائی کے مفہوم کا بیان

یہ عقد کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ہیں گرہ بستن یعنی گرہ لگانا اور اصطلاح میں عقود اس جملہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کوئی معاملہ طے کیا جائے جیسے خرید و فروخت کے وقت کہا جاتا ہے (يَبِيعُ وَاشْتَرَيْتُ) میں نے بیچا اور میں نے خریدا وغیرہ۔ یہ جملے خرید و فروخت کے وقت یعنی معاملہ کرتے وقت کہے جائیں پھر تو انشائیہ ہیں لیکن اگر معاملہ طے ہو جانے کے بعد کہے جائیں پھر یہ خبریہ ہونگے۔

ندا انشائی کے مفہوم کا بیان

ندا کے لغوی معنی ہیں پکارنا بلانا اور اصطلاح میں ندا اس جملہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعے متکلم مخاطب کو اپنی طرف متوجہ کرے۔

جیسے (يَا زَيْدُ) اے زید

فائدہ جہاں ندا ہو وہاں چار چیزیں ہوتی ہیں۔ (۱) منادی (۲) منلای (۳) حرف ندا (۴) مقصود بالندا
منادی پکارنے والے کو کہتے ہیں منلای جس کو پکارا جائے جیسے (يَا اَللّٰهُ اَغْفِرْ لِيْ) اس جملے میں متکلم منادی لفظ اللہ منلای یا
حرف ندا اور اغفر لے مقصود بالندا ہے حروف ندا پانچ ہیں يَا اَيُّهَا اَنِيْ اور اَمْرًا مفتوحہ۔

عرض انشائی کے مفہوم کا بیان

عرض کے لغوی معنی ہیں پیش کرنا اور اصطلاح میں عرض اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ متکلم مخاطب کو نرمی کیساتھ کوئی شے
حاصل کرنے کی رغبت دلائے جیسے (اَلَا تَنْزِلُ يٰنَا فَتُصِيبُ خَيْرًا) آپ ہمارے ساتھ کیوں نہیں آتے تاکہ آپ کو اچھائی
حاصل ہو۔

قسم انشائی کے مفہوم کا بیان

قسم لغت میں پختہ کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں قسم اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے متکلم اپنی بات کو حروف قسم کے
ساتھ پختہ کرے۔

فائدہ جہاں قسم ہو وہاں چار چیزیں ہوتی ہیں۔

(۱) مقسم (۲) مقسم بہ (۳) حرف قسم (۴) جواب قسم

مقسم قسم کھانے والے کو کہتے ہیں مقسم بہ اس کو کہتے ہیں جس کی قسم کھائی جائے حرف قسم اس حرف کو کہتے ہیں جس کے
ساتھ قسم کھائی جائے جواب قسم اس بات کو کہتے ہیں جس پر قسم کھائی جائے جیسے (وَاللّٰهُ لَا ضَرِيْنَ ذِيْنًا) اس جملہ میں متکلم مقسم
ہے لفظ اللہ مقسم بہ واؤ حرف قسم اور لا ضریٰ ہن جواب قسم ہے حروف قسم پانچ ہیں واؤ باء تاء لام فاء،

تعجب انشائی کے مفہوم کا بیان

تعجب لغت میں حیرانگی کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں تعجب اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے متکلم کسی نادرا وقوع چیز پر
تعجب کرے جیسے کشتی کے میدان میں کوئی چھوٹا بچہ بڑے پہلوان کو گرا دے یا ایک نا اہل طالب علم اچھے نمبر لے کر کامیاب ہو
جائے اس کے لئے عربی میں دو صیغے استعمال ہوتے ہیں اَيُّهَا اَفْعَلْ کے وزن پر دوسرا اَفْعَلْ بِہ کے وزن پر جیسے (مَا اَحْسَنَہ
وَ اَحْسِنَ بِہ) کس چیز نے اس کو حسین کر دیا اور کتنا ہی حسین ہے وہ۔

تخصیض انشائی کے مفہوم کا بیان

تخصیض جس میں مطلوب کو ابھار کر اور ترغیب دے کر طلب کیا جائے، جیسے: اَلَا تُقَالُوْنَ قَوْمًا نَّكَلُوْا اٰیْمَانَهُمْ وَ هُمْ

بِأَخْرَاجِ الرُّسُولِ وَلَهُمْ فِيهَا مَأْوًى مُّوَكَّلُونَ (العنكبوت 31)

تم ایسی قوم سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنے اعدوں کو قتل کیا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا، حالانکہ شرابگیزی کی ابتداء کرنے والے بھی وہی ہیں۔

مدح انشائی کے مفہوم کا بیان

اور مدح (تعریف بیان کرنے) کے صیغے، مثلاً: نِعَمَ الطَّالِبِ الْمُجِدِّدِ كُنَّا فِي أَهْلِ طَالِبِ مُلَمِّ ہے۔

ذم انشائی کے مفہوم کا بیان

اور اسی طرح ذم (نہدمت بیان کرنے) کے صیغے، مثلاً: بُسَّتِ الصِّفَةُ الْحَسَدُ حَسَدُ كُنَّا فِي بَرِي عَادَتِ ہے۔

کلام کے مدلول کے مختلف ہونے کا بیان

تمام اشاعرہ کا اتفاق ہے کہ عام اور مشہور کلام لفظی کے علاوہ بھی ایک کلام موجود ہے جس کا نام انہوں نے کلام نفسی رکھا ہے البتہ کلام نفسی کی حقیقت کے بارے میں ان سے اختلاف ہے بعض اشاعرہ کا کہنا ہے کہ کلام نفسی، کلام لفظی کے مدلول اور اس کے معنی کا نام ہے اور بعض اشاعرہ کا عقیدہ یہ ہے کہ کلام نفسی مدلول لفظی سے مختلف ہے اور لفظ اس کلام نفسی پر دلالت و وضعیہ نہیں کرتا بلکہ لفظ کی دلالت اس کلام پر ایسی ہے جیسے انسان کے اختیاری افعال ہیں جو فاعل کے ارادہ علم اور اس کی حیات پر دلالت کرتے ہیں۔

علماء میں مشہور یہی ہے کہ جملہ انشائیہ کو اس لئے وضع کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے عالم انشاء کے مناسب کوئی معنی ایجاد کیا جائے اور علماء کے کلام میں مکرر بیان کیا جاتا ہے کہ انشاء لفظ کے ذریعے معنی ایجاد کرنے کا نام ہے۔ اگرچہ لفظ اور معنی میں ایک عارضی اتحاد پایا جاتا ہے جس کا انشاء لفظ اور معنی کے درمیان وہ رابطہ ہے جو وضع کی وجہ سے قائم ہوا ہے۔ لفظ کا وجود اس کیلئے حقیقی و ذاتی ہے اور معنی کیلئے عارضی اور مجازی ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ معنی کا حسن و قبح لفظ تک سرایت کر جاتا ہے اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ لفظ کی وجہ سے معنی کو ایک وجود لفظی مل گیا ہے اگرچہ لفظ و معنی میں یہ اتحاد پایا جاتا ہے لیکن یہ جملہ انشائیہ سے مختص نہیں جملہ خبریہ اور مفردات میں یہ اتحاد پایا جاتا ہے۔



الباب الاول

﴿یہ باب اسم معرب کے بیان میں ہے﴾

الاسمُ الْمُعْرَبُ، وَلِيهِ مُقَدِّمَةٌ، وَثَلَاثَةُ مَقَاصِدَ، وَخَاتِمَةٌ. الْمَقَدِّمَةُ، وَلِهَا ثَلَاثَةُ فُصُولٍ.

مصنف علیہ الرحمہ یہاں سے پہلا باب معرب کے بیان میں ذکر کر رہے ہیں اور اس میں ایک مقدمہ، تین مقاصد اور ایک خاتمہ ہوگا۔ اور اس تین فصلیں ہیں۔

اسم معرب کو مقدم کرنے نحوی مطابقت کا بیان

علمائے نحوات نے اسم معرب کے بیان کو اسم جنی کے بیان پر مقدم کرنے کی چند وجوہات بیان کی ہیں۔ معرب کے مقدم ہونے کا پہلا سبب یہ ہے کہ معرب لفظی اعراب اور تقدیری اعراب دونوں کا محل بنتا ہے۔ جبکہ بنی صرف محلی اعراب کا محل بنتا ہے۔ اور اعراب محلی سے اعراب لفظی اور تقدیری یہ اصل ہے۔ کیونکہ جو محل میں اصل ہوتا ہے وہی اصل ہوتا ہے۔ اور اصل طبع کے اعتبار سے غیر اصل پر مقدم ہوا کرتی ہے۔ تقدم معرب کا دوسرا سبب یہ ہے کہ معرب کے افراد جنی کے افراد سے زیادہ ہیں۔ پس افراد کی کثرت کے سبب معرب کو مقدم ذکر کیا ہے۔

تیسرا سبب یہ ہے کہ معرب میں اسم منصرف بھی ہوتا ہے جو اسماء میں اصل ہے کیونکہ اسماء میں اصل ان کا انصراف ہے۔ لہذا اس اصل کے سبب بھی معرب کو مقدم ذکر کیا ہے۔

چوتھا سبب یہ ہے کہ الفاظ کی وضع سے یہ مقصد ہوتا ہے کہ مافی الضمیر کو ظاہر کیا جائے اور یہ مقصد اعراب کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا پس اس وجہ سے بھی معرب کو جنی پر مقدم ذکر کیا ہے۔ اور پانچواں سبب یہ ہے کہ معلوم کو ظاہری اعراب سے فاعل، مفعول وغیرہ کی سمجھ جلد آ جاتی ہے۔ پس غرض معلوم کے پیش نظر معرب کو مقدم ذکر کیا ہے۔

اسم معرب کی وجہ تسمیہ کا بیان

اسم معرب کو معرب کہنے کا سبب لفظ سے ظاہر ہے کیونکہ اس میں اعراب زیادہ طور پر ظاہری ہوتا ہے۔ اور اسم جنی کی بہ نسبت اظہار اعراب میں زیادہ واضح ہونے کی وجہ سے اس کو معرب کہتے ہیں۔ اور اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس اسم پر معانی معنورہ مختلف اعراب کے ذریعے پھرتے رہتے ہیں۔ جن کا سبب اعراب ہوتا ہے۔ اور معرب ایک ہی دے سے مختلف معانی دیکر اعراب کے اظہار کا بھی سبب بنتا ہے۔ لہذا اس سبب سے بھی کو معرب کہتے ہیں۔

الفصل الأول في الأسماء المعربة

﴿ یہ فصل اسم معرب کی تعریف و احکام کے بیان میں ہے ﴾

اسم معرب کی تعریف کا بیان

الْأَسْمُ الْمَعْرَبُ : هُوَ كُلُّ اسْمٍ رُكِبَ مَعَ غَيْرِهِ وَلَا يُشَبَّهُ مَنِيَّ الْأَصْلِ ، اغْنَى الْحَرْفُ ، وَالْفِعْلُ الْمَاضِي وَالْأَمْرَ الْحَاضِرَ ، نَحْوُ زَيْدٍ فِي جَاءَ زَيْدٌ لَا زَيْدٌ وَخَذَهُ ، لِعَدَمِ التَّرْكِيبِ وَلَا هَذَا فِي قَامَ هَذَا لِوُجُودِ الشَّبَهِ بِالْحَرْفِ وَيُسَمَّى مُتَمَكِّنًا لِقَبُولِهِ التَّنْوِينَ ، وَحُكْمُهُ أَنْ يَخْتَلِفَ آخِرُهُ بِاخْتِلَافِ الْعَوَائِلِ لَفْظًا ، نَحْوُ جَاءَ نَيْ زَيْدٌ ، وَرَأَيْتُ زَيْدًا ، وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ . أَوْ تَقْدِيرًا ، نَحْوُ جَاءَ نَيِّ قَتَّى ، رَأَيْتُ قَتَّى ، وَمَرَرْتُ بِقَتَّى .

ترجمہ

اسم معرب ہر وہ اسم ہے جس کو غیر کے ساتھ مرکب کیا گیا ہو اور وہ مبنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو یعنی حرف، فعل ماضی اور امر حاضر سے مشابہت نہ رکھے۔ جس طرح۔ سعید جب یہ اس مثال میں ہو جس طرح جاء سعید جبکہ اکیلا سعید نہیں کیونکہ اس وقت کو غیر کے ساتھ جوڑا نہیں گیا ہے۔

اور اسی طرح قام ہذا میں جو ہذا ہے نہ ہوگا کیونکہ یہ حرف کے مشابہ ہے اور اس کا نام متمکن رکھا جاتا ہے کیونکہ یہ تنوین کو قبول کرنے والا ہے۔

اور اسم معرب کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر اعراب کے مختلف ہو جانے کی وجہ سے مختلف ہو جاتا ہے اختلاف لفظی کی مثال جس طرح "جاء نئی زید"، و رَأَيْتُ زَيْدًا، وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ اور اختلاف تقدیری کی مثال جس طرح جاء نئی قَتَّى، رَأَيْتُ قَتَّى، وَمَرَرْتُ بِقَتَّى۔

معرب و مبنی کے اعتبار سے اسم کی تقسیم کا بیان

اسم، فعل اور حرف کے علاوہ کلمہ کی دوسری تقسیم معرب اور مبنی ہونے کے لحاظ سے ہے لہذا عرب کے تمام کلمات دو قسم پر ہیں

۱ معرب ۲ مبنی

معرب کا بیان

معرب اس کلمے کو کہتے ہیں جس کا آخر عوائل کے آنے سے تبدیل ہوتا ہے جس طرح جاء نئی زید، رَأَيْتُ زَيْدًا، وَمَرَرْتُ

یونہی میں لفظ زید جسکی وجہ سے تبدیلی ہو اس کو عامل کہتے ہیں اور جس کلمے کی حرکت تبدیل ہو اس کو معمول اور معرب کہتے ہیں جس حرف کی حرکت تبدیل ہوتی اس کو محل اعراب کہتے ہیں اور حرکت کو اعراب کہتے ہیں لہذا مذکورہ بالا مثالوں میں جَاءَ رَأَيْتُ اور بَا عامل ہیں لفظ زید معمول اور معرب ہے اور زید کی دال محل اعراب ہے اور ضمہ فتح اور کسرہ کی حرکات اعراب ہیں۔

بنی کا بیان

بنی اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کا آخر عوالم کے تبدیل ہونے سے نہ بدلے جس طرح جَاءَ بَنِي هُوْلَاءِ رَأَيْتُ هُوْلَاءِ مَرَوْتُ بِهَوْلَاءِ مذکورہ مثالوں میں عوالم کے مختلف ہونے سے هُوْلَاءِ بنی پر کوئی اثر نہیں پڑا وہ اپنی حالت پر برقرار رہا۔

مشابہ بنی الاصل کے مشابہ کا بیان

وہ اسم جو بنی الاصل کے مشابہ ہو۔ جس طرح: مَثْنَى، اُنْثَى وغیرہ کہ یہ حرف استفہام کے مشابہ ہیں؛ کیونکہ یہ معنی استفہام پر مشتمل ہیں۔ اسے "اسم غیر متمکن" بھی کہتے ہیں۔

اسم کے تین اعراب ہونے کا بیان

وَالْإِعْرَابُ : مَا بِهِ يَخْتَلِفُ أَجْرُ الْمُعْرَبِ ، كَالضَّمَّةِ ، وَالْفَتْحَةِ ، وَالْكَسْرِ ، وَالْوَاوِ ، وَالْيَاءِ ، وَالْأَلِفِ . وَإِعْرَابُ الْأَسْمِ ثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ :

1- رَفْعٌ ، 2- نَصْبٌ ، 3- جَرٌّ . وَالْعَامِلُ : مَا يَحْصُلُ بِهِ الرَّفْعُ ، وَالنَّصْبُ ، وَالْجَرُّ . وَمَحَلُّ الْإِعْرَابِ مِنْ الْأَسْمِ هُوَ الْحَرْفُ الْآخِرُ ، نَحْوُ : قَرَأَ خَالِدٌ فَإِنَّ قَرَأَ عَامِلٌ ، وَخَالِدٌ مُعْرَبٌ ، وَالضَّمَّةُ إِعْرَابٌ وَحَرْفُ الدَّالِ مِنْ خَالِدٍ مَحَلُّ الْإِعْرَابِ .

وَأَعْلَمُ أَنَّهُ لَا مُعْرَبَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ إِلَّا الْأَسْمُ الْمُتَمَكِّنُ وَالْفِعْلُ الْمُضَارِعُ . وَسَيَجِيءُ حُكْمُهُ فِي الْقِسْمِ الثَّانِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى .

ترجمہ

اور اعراب اس کو کہتے ہیں جس سے معرب کا آخر مختلف ہو جائے جس طرح ضمہ، فتح، کسرہ، واو، یاء اور الف ہے اور اسم کے اعراب کی تین اقسام ہیں۔ ارفع ۲ نصب ۳ جر۔

اور عامل کی تعریف یہ ہے کہ جس سے رفع، نصب اور جر حاصل ہو اور محل اعراب اسم کا آخری حرف ہے جس طرح قرأ خالد پس قرأ عامل ہے اور خالد معرب ہے اور ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے۔

جاننا چاہیے کہ کلام عرب میں اسم متمکن اور فعل مضارع کے کوئی معرب نہیں ہے۔ اور ان شاء اللہ عنقریب اس کا حکم دوسری قسم

میں آئے گا۔

شرح

کلام عرب میں صرف دو ہی چیزیں معرب ہیں۔ ۱۔ اسم متمکن لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ ترکیب میں واقع ہو۔
۲۔ فعل مضارع معلوم لیکن اس شرط کے ساتھ کہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید ثقیلہ و خفیفہ سے خالی ہو۔

بنی چھ چیزیں ہیں

۱۔ فعل ماضی مطلقاً یعنی عام ہے معروف ہو یا مجهول ۲۔ امر حاضر معروف ۳۔ تمام حروف خواہ عاملہ ہوں یا غیر عاملہ ۴۔ فعل مضارع کے وہ صیغے جن کے ساتھ نون جمع مؤنث اور نون تاکید ثقیلہ و خفیفہ ملے ہوں ۵۔ اسم متمکن جو ترکیب میں واقع نہ ہو یعنی عامل سے ملنا ہوا نہ ہو ۶۔ اسم غیر متمکن

بنی کی ان چھ اقسام میں سے پہلی تین جنی الاصل ہیں اور آخری تین کو بنی غیر اصل کہتے ہیں۔

رفع کی چار علامات ہونے کا بیان

علامہ ابن عبد الرحمن ریحانی محوی لکھتے ہیں کہ رفع کی علامات چار ہیں۔ (۱) ضمہ (۲) واو (۳) الف (۴) نون اور ان چاروں میں سے ضمہ اصل ہے اور بقیہ تینوں علامات ضمہ کی فرع ہیں۔ (متممة الاجرومید، بحث، اعراب، بیروت)

اعراب کے مفہوم کا بیان

اعراب عربی زبان کا لفظ ہے جو بطور جمع ہی مستعمل ہے، اس کی واحد اعراب ہوتی ہے اور یہ لفظ، عرب، سے ماخوذ ہے جس کے معنوں میں عام عرب قوم کے معنوں کے ساتھ ساتھ اس کے لفظی معنوں سے اعراب اور اعراب کے الفاظ ماخوذ کیے جاتے ہیں اور وہ لفظی معنی ہیں فصاحت اور زبان کی وضاحت کے ہوتے ہیں، جبکہ خود لفظ عرب کے بنیادی معنی صحرا کی سکونت رکھنے والے کے ہوتے ہیں اور آج کل یہ لفظ عام طور پر محض عرب قوم تک ہی مخصوص ہو چکا ہے۔ لہذا یوں کہا جاسکتا ہے کہ اعراب کا مطلب حروف پر لگائی جانے والی وہ علامات و آواز کی حرکات ہوتی ہیں جو کہ زبان کو عربی یعنی فصیح (بالعکس عجمی) بنانے کے لئے اختیار کی جاتی ہیں۔ اور ان کی مدد سے زبان میں موجود صوتی تراکیب و تغیرات الکلام واضح کیے جاتے ہیں۔ اعراب کو حرکات بھی کہا جاتا ہے جس کی واحد حرکتہ آتی ہے۔

لفظی عامل کی تعریف

وہ عامل جو لفظوں میں آ سکے۔ جیسے مذکورہ مثال میں وصل عامل لفظوں میں موجود ہے لہذا یہ "عامل لفظی" کہلائے گا۔

معنوی عامل کی تعریف

وہ عامل جو لفظوں میں نہ آ سکے۔ جیسے زید عالم، یعنی مبتداء و خبر کا عامل ہے۔ اس میں دونوں کا عامل ابتداء یعنی لفظی عوامل سے

خالی ہونا فکلوں میں نہیں آ سکتا لہذا یہ "عامل معنوی" کہائے گا۔

معمول کی تعریف

وہ جس پر عامل داخل ہو کر اپنا عمل کرے۔ جیسے: اقْتَرَحَ يَلْعِينُ میں يَلْعِينُ معمول ہے؛ کیونکہ اقْتَرَحَ عامل نے اس پر داخل ہو کر اپنا عمل کیا کہ اسے رفع دیدیا۔

اعراب کی تعریف

اعراب کا لغوی معنی "ظاہر کرنا" ہے جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد وہ حرف یا حرکت جس کے ذریعے معرب کے آخر میں تہدیلی آتی ہے۔ جیسے: میں زَيْد کی دال؛ کیونکہ زَيْد کا اعراب اسی پر ظاہر ہو رہا ہے۔
اعراب کی اقسام اعراب کی دو قسمیں ہیں:۔ اعراب بالحرکت۔ اعراب بالحرف۔۔

اعراب بہ حرکت کی تعریف

وہ اعراب جو زبر، زیر اور پیش یا دوزبر، دوزیر اور دوپیش کی صورت میں ہو۔ جیسے: أَفْشَى زَيْدٌ سِرٌّ، اسْتَظَرْتُ زَيْدًا، نَظَرْتُ إِلَى زَيْدٍ میں {-}۔۔۔ اور قَرِحَ أَبُوكَ، عَرَفْتُ أَبَاكَ، سَلَّمْتُ عَلَى أَبِيكَ میں و، ا، ی۔ نَجَعَ زَيْدٌ إِلَى الْأَمْتَحَانِ، جَاءَ الرَّجُلُ، رَأَيْتُ الرَّجُلَ، نَظَرْتُ إِلَى الرَّجُلِ، جَاءَ زَيْدٌ، رَأَيْتُ زَيْدًا، نَظَرْتُ إِلَى زَيْدٍ۔

اعراب بہ حرف کی تعریف

وہ اعراب جو واو، الف اور یاء کی صورت میں ہو۔ جیسے: جَاءَ أَبُوكَ، رَأَيْتُ أَبَاكَ ومرت بابيك،

محَل اعراب کی تعریف

اسم معرب کا وہ آخری حرف جس پر اعراب آتا ہے۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ، رَأَيْتُ زَيْدًا، نَظَرْتُ إِلَى زَيْدٍ۔ زید کی دال ہے۔

معرب کلمات کے اعراب کے نام

ایک پیش، دو پیش اور واو اعراب کو "رفع" کہتے ہیں اور جس معرب کے آخر میں رفع ہوا اسے "مرفوع" کہتے ہیں۔۔ ایک زیر، دوزبر اور الف کو "نصب" کہتے ہیں اور جس معرب کے آخر میں نصب ہوا اسے "منصوب" کہتے ہیں۔۔ ایک زیر، دوزیر اور یاء کو "جر" کہتے ہیں اور جس معرب کے آخر میں جر ہوا اسے "مجرور" کہتے ہیں۔۔ حرکت نہ ہونے کو "جزم" کہتے ہیں اور جس معرب پر جزم ہوا اسے "مجزوم" کہتے ہیں۔

مبنی کلمات کی حرکات کے نام

پیش کو "ضم" اور جس مبنی پر ضم ہوا اسے "مبنی بر ضم" یا "مبنی علی الضم" کہتے ہیں۔ جیسے: أَمَّا بَعْدُ میں دال کا پیش ضم اور بَعْدُ مبنی علی

انضم ہے۔۔۔ زیر کو "فتح" اور جس جنی پر فتح ہوا ہے "جنی بر فتح" یا "جنی علی اللتح" کہتے ہیں۔ جیسے: انا میں اُن کا زبر فتح اور انا جنی علی اللتح ہے۔۔۔ زیر کو "کسر" اور جس جنی پر کسر ہوا ہے "جنی بر کسر" یا "جنی علی الکسر" کہتے ہیں۔ جیسے: انا میں اُن کا زبر کسر اور انا جنی علی الکسر ہے۔

یعنی وہ الف اعرابی جو ثنی اور اس کے ملحقات کے علاوہ میں ہو؛ کیونکہ ان میں جو الف ہوتا ہے وہ "رفع" کہا جاتا ہے۔
حرکت نہ ہونے کو "سکون" اور جس جنی پر سکون ہوا ہے "جنی بر سکون" یا "جنی علی السکون" کہتے ہیں۔ جیسے: اذا جنی بر سکون ہے۔

اعتبار

ضمہ، فتح اور کسرہ کا اطلاق عموماً جنی کلمات کی حرکات پر ہوتا ہے لیکن قلیل طور پر ان کا اطلاق معرب کلمات کے اعراب پر بھی کیا جاتا ہے۔ یعنی رفع، نصب اور جر حرکات اور حروف اعرابیہ کے ساتھ خاص ہیں اور ضم، فتح اور کسر حرکات بنائیہ کے ساتھ خاص ہیں۔۔۔ معرب یا جنی کلمہ کے ابتدائی یا درمیانی حرف کے زیر، زیر اور پیش کو "ضم" "فتح" اور "کسر" کہا جاتا ہے اور خود اس حرف کو "مضموم"، "مفتوح" اور "مکسور" کہتے ہیں۔ لفظاً ظاہر ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے اعراب کی اقسام اس اعتبار سے اعراب کی دو قسمیں ہیں:۔۔۔ لفظی۔۔۔ تقدیری ہے۔

اعراب لفظی کی تعریف

وہ اعراب جو لفظوں میں ظاہر ہو۔ جیسے: رَبِّعٌ نَبَذَ فِيهِ جِبَارَتَهُ میں زید پر آنے والا اعراب لفظی ہے۔

اعراب تقدیری کی تعریف

وہ اعراب جو لفظوں میں ظاہر نہ ہو۔ جیسے: كَلَّمَ اللّٰهُ مُؤْمِنِيْ مِیْ مُؤْمِنِيْ کا اعراب تقدیری ہے؛ کیونکہ اس کا اعراب لفظوں میں ظاہر نہیں ہو رہا۔



الفصل الثانی

﴿یہ فصل اقسام معرب کے بیان میں ہے﴾

اقسام تسعہ کے معرب ہونے کے سبب کا بیان

اس فصل میں اعراب کے اعتبار سے معرب کی نو اقسام کو بیان کیا جائے گا جبکہ صاحب نحو میر نے ان اقسام کو اسم متکلم کی اقسام کا نام دیکر سولہ اقسام میں بیان کیا ہے۔ ان اقسام کے معرب ہونے کی دلیل واضح ہے۔ کیونکہ یہ تمام اقسام اعراب کو ظاہری و بعض تقدیری طور پر قبول کرتی ہیں۔ اور یہی اعراب ہی ان کے معرب ہونے کی دلیل ہے۔

احوال ثلثہ میں اعراب بہ حرکت لفظی ہونے کا بیان

الاول :- ان یكون الرفع بالضمة ، والنصب بالفتحة ، والجرح بالكسرة ، ويختص بما يلي ،
 ۱۔ بالاسم المفرد المنصرف الصحيح ، وهو عند النحاة : ما لا يكون آخره حرف علة نحو : اسد .
 ب۔ بالجاری مجزئ الصحيح ، وهو : ما يكون آخره واو ، او ياء ما قبلها ساكن ، نحو : دلو ،
 ظبی . ج۔ بالجمع المکسر المنصرف ، نحو رجال .
 تقول هاجمینی اسد ، وجرو ، وظبی ، ورجال ، ورائث اسدا ، وجروا وظبیا ورجالا ، ومررت
 بأسد ، وجرو ، وظبی ، ورجال .

ترجمہ

پہلی قسم یہ ہے کہ اس کی رفعی حالت ضمہ کے ساتھ ، نسی فتح کے ساتھ اور جری کسرہ کے ساتھ آئے گی۔ اور وہ مفرد منصرف صحیح ہے۔ علمائے نحوات کے نزدیک صحیح وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جس طرح لفظ اسد ہے۔

۲ جاری مجزئ صحیح ہے۔ اور وہ اسم جس کے آخر میں واویا یا ما قبل ساکن ہو جیسے دلو اور ظبی ہے۔ ۳ جمع مکبر منصرف ہے جیسے رجال ہے۔ هاجمینی اسد ، وجرو ، وظبی ، ورجال ، ورائث اسدا ، وجروا وظبیا ورجالا ، ومررت بأسد ، وجرو ، وظبی ، ورجال .

مفرد منصرف صحیح

وہ اسم جوثنی و مجموع نہ ہو، نہ غیر منصرف ہو اور نہ اس کے آخر میں حرف علت ہو۔ جس طرح : حاسوبہ۔

مفرد منصرف جاری مجری صحیح

وہ اسم مفرد منصرف جس کے آخر میں وا او یا یا ہوا اور اس کا ماقبل ساکن ہو۔ جس طرح: ذَلُو، ظَنُّی۔

جمع مکسر منصرف

وہ اسم جو جمع ہو مگر جمع سالم نہ ہو اور غیر منصرف بھی نہ ہو۔ جس طرح: رَجَالٌ۔ ان تینوں قسم کے اسم معرب کی حالت رفعی ضمہ سے، حالت نصبی فتح سے اور حالت جری کسرہ سے آتی ہے۔ جس طرح: حالت رفعی حالت نصبی حالت جری
جَاءَ زَيْدٌ وَظَلْبِي وَرِجَالٌ. رَأَيْتُ زَيْدًا وَظَلْبِي وَرِجَالًا. مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَظَلْبِي وَرِجَالٍ.

حالت رفعی میں ضمہ جبکہ نصبی و جری میں کسرہ ہونے کا بیان

الثَّانِي :- اَنْ يَكُونَ الَّرْفَعُ بِالضَّمَّةِ ، وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْكَسْرَةِ وَيَخْتَصُّ بِالْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ ، نَحْوُ مُسْلِمَاتٍ ، تَقُولُ : جَاءَ كُنَى مُسْلِمَاتٍ ، وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ ، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ .

ترجمہ

منصرف کے اعراب کی دوسری قسم یہ ہے کہ اس میں حالت رفعی ضمہ کے ساتھ جبکہ نصبی و جری کسرہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور یہ اعراب جمع مؤنث سالم کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے تو کہے، جَاءَ كُنَى مُسْلِمَاتٍ ، وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ ، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ .

حالت رفعی میں ضمہ جبکہ نصبی و جری میں فتح ہونے کا بیان

الثَّالِثُ :- اَنْ يَكُونَ الَّرْفَعُ بِالضَّمَّةِ ، وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ وَالْجَرُّ وَيَخْتَصُّ بِغَيْرِ الْمُنْصَرِفِ نَحْوُ اَحْمَدَ ، تَقُولُ : جَاءَ كُنَى اَحْمَدُ ، وَرَأَيْتُ اَحْمَدَ ، وَمَرَرْتُ بِاَحْمَدَ .

ترجمہ

اعراب کے اعتبار سے تیسری قسم یہ ہے کہ رفعی حالت ضمہ کے ساتھ جبکہ نصبی و جری حالت فتح کے ساتھ آئے گی۔ اور یہ اعراب غیر منصرف کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے تو کہے، جَاءَ كُنَى اَحْمَدُ ، وَرَأَيْتُ اَحْمَدَ ، وَمَرَرْتُ بِاَحْمَدَ ،

غیر منصرف

وہ اسم جس کے آخر میں کسرہ اور تین نہیں آتے۔ جس طرح: عَمْرٌ۔ اس کی حالت رفعی ضمہ سے اور حالت نصبی و جری فتح سے آتی ہے۔

احوال ثلاثہ میں اعراب بہ حرکت لفظی ہونے کا بیان

الرَّابِعُ :- أَنْ يَكُونَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ ، وَالنَّصْبُ بِالْأَلِفِ ، وَالْجَرُّ بِالْبَاءِ ، وَيَخْتَصُّ بِالْأَسْمَاءِ السُّمِّيَّةِ مُكَبَّرَةٌ غَيْرَ مُصَغَّرَةٍ مَفْرَدَةٌ غَيْرَ مُثَنَّى وَلَا جَمْعٌ مُضَافَةٌ إِلَى غَيْرِ بَاءٍ الْمُتَكَلِّمِ ، وَهِيَ : أَخُوكَ ، وَأَبُوكَ ، وَحَمُوكَ ، وَلُوكَ ، وَهَنُوكَ ، وَذُو مَالٍ ، تَقُولُ : جَاءَ كَيْ أَخُوكَ ، وَرَأَيْتُ أَخَاكَ ، وَمَرَرْتُ بِأَخِيكَ وَكَذَا الْبَوَاقِي .

ترجمہ

اعراب کے اعتبار معرب کی چوتھی قسم یہ ہے کہ رفعی حالت واؤ کے ساتھ، نصبی حالت الف کے ساتھ جبکہ جری حالت یاء کے ساتھ آئے گی اور یہ اعراب اسمائے ستہ مکبرہ کے ساتھ خاص ہے۔ جو مصغرہ اور ثنئیہ جمع نہ ہوں اور یائے متکلم کی جانب مضاف نہ ہو اور وہ یہ ہیں۔ أَخُوكَ ، وَأَبُوكَ ، وَحَمُوكَ ، وَلُوكَ ، وَهَنُوكَ ، وَذُو مَالٍ ، تَقُولُ : جَاءَ كَيْ أَخُوكَ ، وَرَأَيْتُ أَخَاكَ ، وَمَرَرْتُ بِأَخِيكَ وَكَذَا الْبَوَاقِي .

اسماء ستہ مکبرہ کے اعراب کی مختلف جہات کا بیان

اس سے مراد یہ چھ اسماء ہیں: أَبٌ، أَخٌ، قَمٌ، حَمٌ، هَنٌ، اور ذُو .

اول الذکر پانچ اسماء اصل میں بالترتیب أَبٌ، أَخٌ، قَمٌ، حَمٌ، اور هَنٌ، جَاءَ أَبٌ زَيْدٌ . رَأَيْتُ أَبَا زَيْدٍ . مَرَرْتُ بِأَبِي زَيْدٍ .

تنبیہ: ان اسماء کا یہ اعراب اس وقت ہوتا ہے جبکہ یہ مکبر ہوں ان کی تغیر نہ کی گئی ہو، موصد ہوں ثنئیہ یا جمع نہ ہوں اور یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف جَاءَ عُمَرُو . رَأَيْتُ عُمَرُو . مَرَرْتُ بِعُمَرُو . اسمائے ستہ مکبرہ جب غیر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں جیسے

أَبُوكَ ، أَخُوكَ ، حَمُوكَ ، لُوكَ ، هَنُوكَ ، ذُو عِلْمٍ . نَحْوُ : وَصَلَ أَبُوكَ مِنَ السَّفَرِ . وَصَافَحْتَ حَمَاكَ . وَالتَّقَيْتُ بِذِي فَضْلٍ . وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى : (وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ) وَقَوْلُهُ تَعَالَى : (وَإِذْ كَرَّ أَخَا عَادَ إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ) وَقَوْلُهُ تَعَالَى : (فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ)

جب یہ غیر یائے متکلم کی جانب مضاف ہوں اور ان کی اضافت اگر ختم کر دی جائے تو ان کو اس طرح پڑھا جائے گا۔ یعنی حرکات ثلاثہ کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

نَحْوُ : هَذَا أَبٌ حَلِيمٌ . وَرَأَيْتُ أَخَاكَ كَرِيمًا ، وَجَلَسْتُ مَعَ حَمٍ رَحِيمٍ .

وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى : (وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ) وَقَوْلُهُ تَعَالَى : (إِنَّ لَهُ أبا شَيْخًا كَبِيرًا) وَقَوْلُهُ تَعَالَى : (وَبَنَاتٍ

یاخ و ہیات الامت) و قوله تعالى : (قال العولی یاخ لکم)
اور جب ان کی اضافت یاے متکلم کی جانب کی جائے تو ان کا اعراب یا، ماقبل حرکات مقدرہ کے ساتھ آئے گا اور اس طرح
پڑھا جائے گا۔

نحو : ابی رجل فاضل . وأقدر أخی الأكبر . وسلمت علی حمی . ومنه قوله تعالى : (حتی یاذن
لی ابی) وقوله تعالى : (قالت إن ابی یدعوك) وقوله تعالى : (قال ربی اغفر لی ولاخی) وقوله تعالى :
(واغفر لأبی إنه کان من الضالین)

اور اسمائے ستہ مکبرہ جب مفرد ہوں یعنی یہ تشنیہ جمع نہ ہوں تو مفرد والا اعراب دیا جائے گا اور اگر تشنیہ ہوں تو ان کو تشنیہ والا
اعراب دیتے ہوئے اس طرح پڑھا جائے گا۔

نحو : أبواک یعطفان علیک . وأخوأك محبوبان ، ومنه قوله تعالى : (واما الغلام فكان أبواه
مؤمنین) وقوله تعالى : (فاصلحوا بین أخویکم)

اسمائے ستہ کے موحده، تشنیہ، جمع و مصغر ہونے کی حالت میں اعراب کا بیان

یہ اسماء موحده، مکبرہ ہوں اور یاے متکلم کے علاوہ کسی کی طرف مضاف ہوں۔ یعنی نہ تشنیہ ہوں نہ جمع، نہ ان میں یاے تصغیر
ہو اور نہ یاے متکلم کی طرف مضاف ہوں بلکہ اس کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں۔ اس صورت میں ان کی حالت رفعی
واو سے، حالت نصی الف سے اور حالت جری یاء سے آئے گی۔ جیسے : جَاءَ أَبُوكَ . رَأَيْتُ أَبَاكَ . مَرَرْتُ بِأَبِيكَ .

یہ اسماء تشنیہ ہوں۔ اس صورت میں ان کا اعراب وہی ہوگا جو تشنیہ کا ہوتا ہے۔ یعنی حالت رفعی الف سے، حالت نصی و جری یاء
ساکن ماقبل مفتوح سے۔ جیسے : جَاءَ أَبَوَانِ . رَأَيْتُ أَبَوَيْنِ . مَرَرْتُ بِأَبَوَيْنِ .

(تنبیہ) اگر اس صورت میں یہ یاے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں تو نون تشنیہ گر جائے گا۔ جیسے : جَاءَ
أَبُوكَ . رَأَيْتُ أَبُوكَ . مَرَرْتُ بِأَبُوكَ . اور اگر یاے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو حالت نصی و جری میں ادغام بھی
ہوگا۔ جیسے : جَاءَ أَبَوَايَ . رَأَيْتُ أَبَوَايَ . مَرَرْتُ بِأَبَوَايَ .

یہ اسماء جمع ہوں۔ اس صورت میں ان کی حالت رفعی، نصی اور جری حرکات ثلاثہ سے آئے گی۔ جیسے : جَاءَ آبَاءُكَ . رَأَيْتُ
آبَاءَكَ . مَرَرْتُ بِآبَائِكَ .

یہ اسماء مصغر ہوں۔ مثلاً : أَخ کی تصغیر اُخٌّ ہے۔ اس صورت میں بھی ان کی حالت رفعی، نصی و جری حرکات ثلاثہ سے آئے
گی۔ جیسے : جَاءَ أَخِيكَ . رَأَيْتُ أَخِيكَ . مَرَرْتُ بِأَخِيكَ .

انتباہ۔ لفظ "ذُو" کی تصغیر نہیں آتی باقی پانچ اسموں کی تصغیر آتی ہے۔ (۱) یہ اسماء یاے متکلم کی طرف مضاف ہوں۔ اس

صورت میں ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔ جیسے: هَذَا حِمِيّ - رَأَيْتُ حِمِيّ - مَرَرْتُ بِحِمِيّ - (۲) کیا اس مضاف ہی نہ ہوں۔ اس صورت میں ان کی حالت رفعی، نصی و جری حرکات ثلاث سے آئے گی۔ جیسے: جَاءَ آبٌ - رَأَيْتُ آبًا - مَرَرْتُ،

تثنیہ کے اعراب کا بیان

الخامس: أَنْ يَكُونَ الرَّفْعُ بِالْأَلِفِ، وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالنَّاءِ الْمَفْتُوحِ مَا قَبْلَهَا. وَيَخْتَصُّ بِالْمُثَنَّى وَكِلاَ وَكِلْتَا إِذَا كَانَا مُضَافَيْنِ إِلَى ضَمِيرٍ، وَالتَّانِ وَالتَّانِ تَقُولُ: جَاءَ كِى الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا، وَرَأَيْتُ الرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا، وَالتَّانِ، وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَالتَّانِ.

ترجمہ

پانچویں قسم یہ ہے کہ حالت رفعی الف کے ساتھ جبکہ نصی و جری حالت یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ آئے گی۔ اور یہ اعراب تثنیہ کے ساتھ خاص ہے اور اسی طرح جب کلا اور کلتا یہ دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔ اور ایسے اثنان اور اثنتان ہیں۔ جیسے تو کے، جَاءَ كِى الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا، وَالتَّانِ، وَرَأَيْتُ الرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا، وَالتَّانِ، وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَالتَّانِ،

تثنیہ اور اس کے ملحقات کا بیان

تثنیہ سے مراد وہ اسم ہے جو واحد میں الف اور نون یا یاء اور نون کے اضافے کی وجہ سے دو افراد پر دلالت کرے۔ جس طرح: رَجُلَانِ۔ اور اس کے ملحقات سے مراد وہ اسماء ہیں جو تثنیہ تو نہ ہو مگر لفظاً یا معنی تثنیہ کے مشابہ ہوں۔ ان کی حالت رفعی الف ماقبل مفتوح اور حالت نصی و جری یاء ساکن ماقبل مفتوح سے آتی ہے۔ جس طرح: حالت رفعی حالت نصی حالت جری، كِلَا، كِلْتَا، التَّانِ، التَّانِ.

جَاءَ رَجُلَانِ وَكِلاهُمَا وَالتَّانِ - رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَالتَّانِ - مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَالتَّانِ - تنبیہ: خیال رہے کہ کلا اور کلتا کا یہ اعراب اس وقت ہوتا ہے جبکہ یہ دونوں اسم ہوں۔

جمع مذکر سالم کے اعراب کا بیان

السادس: أَنْ يَكُونَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ الْمَضْمُونِ مَا قَبْلَهَا، وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالنَّاءِ الْمَكْسُورِ مَا قَبْلَهَا. وَيَخْتَصُّ بِالْجَمْعِ الْمَذْكَرِ السَّالِمِ، وَالْمُلْحَقُ بِهِ ك: أُولَى، وَعِشْرِينَ وَأَخَوَاتِهَا، تَقُولُ: جَاءَ بِنِ مُسْلِمُونَ، وَعِشْرُونَ رَجُلًا، وَأُولُو مَالٍ، وَرَأَيْتُ مُسْلِمِينَ، وَعِشْرِينَ رَجُلًا، وَأُولَى مَالٍ، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِينَ، وَعِشْرِينَ رَجُلًا، وَأُولَى مَالٍ.

ترجمہ یہ ہے کہ رلی حالت واؤ مائل مضموم کے ساتھ جبکہ نصی و جری حالت یاء مائل مکسور کے ساتھ آنے کی اور یہ اعراب تثنیٰ

یہ کرسالم کے ساتھ اور اس کے ساتھ ملحق ہونے والی عشرین واخوات کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے تو کہے،
جاءتہی مُسْلِمُونَ ، وَعِشْرُونَ رَجُلًا ، وَأُولُو مَالٍ ، وَرَأَيْتُ مُسْلِمِينَ ، وَعِشْرِينَ رَجُلًا ، وَأُولَى
مَالٍ ، وَمَرَزْتُ بِمُسْلِمِينَ ، وَعِشْرِينَ رَجُلًا ، وَأُولَى مَالٍ .

جمع مذکر سالم اور اس کے ملکحات
جمع مذکر سالم کی تعریف پہلے بیان ہو چکی ہے، اس کے ملکحات سے مراد وہ اسماء ہیں جو جمع تثنیٰ ہوں مگر لفظاً یا معنی جمع مذکر سالم
کے مشابہ ہوں۔ جس طرح: أُولُو اور عِشْرُونَ سے تَسْمُونَ تک کی دہائیاں۔ ان کی حالت رفعی واؤ مائل مضموم اور حالت نصی
و جری یاء ساکن مائل مکسور سے آتی ہے۔

نون جمع و تثنیہ میں فرق ہونے کا بیان
وَاعْلَمَ أَنَّ نُونَ التَّثْنِيَةِ مَكْسُورَةٌ أَبَدًا ، وَنُونُ الْجَمْعِ مَفْتُوحَةٌ أَبَدًا . وَهُمَا يَسْقُطَانِ عِنْدَ الْإِضَافَةِ ،
نَحْوُ جَاءَ كِي غُلَامًا زَيْدٌ ، وَمُسْلِمُو مِصْرَ .

نوٹ
یہ در ہے نون تثنیہ ہمیشہ مکسور ہوتا ہے جبکہ نون جمع ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں نون اضافت کے ساتھ ساقط ہو جاتے
ہیں۔ جیسے جَاءَ كِي غُلَامًا زَيْدٌ ، وَمُسْلِمُو مِصْرَ ،

احوال ثلاثہ میں اعراب تقدیری ہونے کا بیان
السَّابِعُ : أَنَّ يَكُونُ الرَّفْعُ بِتَقْدِيرِ الضَّمِّ ، وَالنَّصْبُ بِتَقْدِيرِ الْفَتْحَةِ ، وَالْجَرُّ بِتَقْدِيرِ الْكَسْرِ .
وَيَخْتَصُّ بِالْمَقْصُورِ ، وَهُوَ : مَا آخِرُهُ الْفَ مَقْصُورَةٌ نَحْوُ مُوسَى ، وَبِالْمُضَافِ إِلَى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ غَيْرِ
التَّثْنِيَةِ وَالْجَمْعِ الْمَذْكَرِ السَّالِمِ نَحْوُ غُلَامِي تَقُولُ : جَاءَ كِي مُوسَى وَغُلَامِي ، وَرَأَيْتُ مُوسَى
وَغُلَامِي ، وَمَرَزْتُ بِمُوسَى وَغُلَامِي .

ترجمہ
ساتویں قسم یہ ہے کہ حالت رفعی تقدیری ضمہ کے ساتھ جبکہ نصی حالت تقدیری فتح اور جری حالت تقدیری کسرہ کے ساتھ آئے
گی۔ اور یہ اعراب اسم مقصور کے ساتھ خاص ہے اور وہ ایسا اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے موسیٰ، اور جب وہ اسم غیر

یائے مکسر کی جانب مضاف ہو، بکہ تثنیہ و جمع مذکر سالم کی جانب مضاف نہ ہو جیسے نلای، اور تو کہے، جہاں کسی مؤنسی و غلامی
وَرَأَيْتُ مُؤَسًى وَغُلَامًى، وَمَرَزْتُ بِمُؤَسًى وَغُلَامًى،
اسم مقصور کی تعریف کا بیان

وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ جس طرح: مؤسی، جنلی وغیرہ۔ جمع مذکر سالم کے علاوہ جو اسم یائے مکسر کی طرف
مضاف ہو۔ جس طرح: مؤنسی وغیرہ۔ ان دونوں قسموں کی حالت رفعی تقدیر ضمہ سے، حالت نصبی تقدیر فتح سے اور حالت جری
تقدیر کسرہ سے آتی ہے۔

اسم منقوص کے اعراب کا بیان

الثَّامِنُ : أَنْ يَكُونَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيرِ الصَّعَةِ ، وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ ، وَالْجَرُّ بِتَقْدِيرِ الْكُسْرَةِ ، وَيَخْتَصُّ
بِالْمَنْقُوصِ ، وَهُوَ : مَا آخِرُهُ يَاءٌ مَكْسُورَةٌ مَا قَبْلَهَا نَحْوُ الْقَاضِي تَقُولُ : جَاءَنِي الْقَاضِي ، وَرَأَيْتُ
الْقَاضِي ، وَمَرَزْتُ بِالْقَاضِي .

ترجمہ

آٹھویں قسم یہ ہے کہ حالت رفعی تقدیری ضمہ کے ساتھ جبکہ نصبی فتح کے ساتھ اور جری تقدیری کسرہ کے ساتھ آئے گی اور یہ
اعراب اسم منقوص کے ساتھ خاص ہے۔ اور وہ ایسا اسم ہے جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو جیسے، قاضی اور تو کہے، جہاں کسی
القاضی، ورأيت القاضی، ومرزت بالقاضی،

اسم منقوص کی تعریف و استعمال کا بیان

اس سے مراد وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو۔ جس طرح: القاضی وغیرہ۔ اس کی حالت رفعی تقدیر ضمہ سے،
حالت جری تقدیر کسرہ سے اور حالت نصبی فتح لفظی سے آتی ہے۔

اسم منقوص منصرف ہے وہ اسم جس کا آخر یاء اور ماقبل مکسور ہو، یاء کبھی لفظاً ہوگی۔ جیسے: القاضی اور کبھی تقدیراً۔ جیسے: قاضی کہ
اصل میں قاضی تھا ضمہ یاء پر ثقیل تھا اگر گیا، دوسرا کن جمع ہو گئے یاء اور نون تنوین یاء مدہ کو حذف کر دیا۔ چونکہ الف لام کی موجودگی
میں تنوین نہیں ہوگی اور دوسرا کن بھی اکٹھے نہیں ہوں گے اس لیے یاء باقی رہے گی۔ (مثال: جاء القاضي رأيت
القاضي۔ مرزت بالقاضي۔ اس کا رفع ضمہ تقدیری، نصب فتح لفظی اور جری کسرہ تقدیری کیا تھا ہے۔

جمع مذکر سالم اضافی کے اعراب کا بیان

التَّاسِعُ : أَنْ يَكُونَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيرِ الْوَاوِ ، وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ لَفْظًا وَيَخْتَصُّ بِالْجَمْعِ الْمَذْكَرِ

السَّالِمِ مُضَافًا إِلَى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ ، تَقُولُ : جَاءَ كَيْ مُعَلِّمٍ أَضْلُهُ " مُعْلَمَوِي " ، اجْتَمَعَتِ الْوَاوُ وَالْيَاءُ عَلَى تَمْلِيقَةٍ وَاحِدَةٍ ، وَالْأُولَى مِنْهُمَا سَاكِنَةٌ ، فَكُلِبَتِ الْوَاوُ يَاءً ، وَأُذْهِمَتِ فِي الْيَاءِ وَأُبْدِلَتِ الضَّمَّةُ بِالسَّكْرَةِ ، مُنَاسَبَةً لِلْيَاءِ ، فَصَارَ " مُعَلِّمِي " تَقُولُ : جَاءَ كَيْ مُعَلِّمِي ، وَرَأَيْتُ مُعَلِّمِي ، وَمَرَرْتُ بِمُعَلِّمِي .

ترجمہ

نویں قسم یہ ہے کہ حالت رفعی تقدیری واؤ کے ساتھ جبکہ نصی و جری لفظی یاء کے ساتھ آئے گی اور یہ اعراب جمع مذکر سالم جب مضاف یا ئے متکلم کی جانب ہو اس کے ساتھ خاص ہے۔ مسلمی، یا معلی، جو اصل میں معلوی تھا واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہو گئی ہیں۔ ان میں سے پہلی ساکن ہے پس اس کو واؤ کو یاء سے بدل دیا اور پھر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو ضمہ کو کسرہ کے ساتھ تبدیل کر دیا تاکہ یاء سے مناسبت رہ جائے تو یہ معلی بن گیا جیسے تو کہے، جَاءَ نَبِيُّ مُعَلِّمِي ، وَرَأَيْتُ مُعَلِّمِي ، وَمَرَرْتُ بِمُعَلِّمِي ، جمع مذکر سالم جب یا ئے متکلم کی طرف مضاف ہو

وہ جمع مذکر سالم جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جس طرح: مُسْلِمِي۔ اس کی حالت رفعی واؤ تقدیری سے اور حالت نصی و جری یاء لفظی سے آتی ہے۔ جس طرح: حالت رفعی حالت نصی حالت جری

فائدہ

مُسْلِمِي حالت رفعی میں مُسْلِمُونِی تھا۔ نون اضافت کی وجہ سے گر گیا، مُسْلِمُونِی ہو گیا پھر واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو مُسْلِمِي ہو گیا۔ اور حالت نصی و جری میں مُسْلِمِيْنِی تھا۔ نون اضافت کی وجہ سے گر گیا، مُسْلِمِيْنِی ہوا، پھر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو مُسْلِمِي ہو گیا۔

اس کی حالت رفعی واؤ تقدیری سے اور حالت نصی و حالت جری یا ئے لفظی سے آتی ہے۔ جیسے: جَاءَ نَبِيُّ مُسْلِمِي رَأَيْتُ مُسْلِمِي مَرَرْتُ بِمُسْلِمِي



الفصل الثالث

﴿یہ فصل معرب کی اقسام کے بیان میں ہے﴾

معرب کی دو اقسام کا بیان

الْأَسْمُ الْمُعْرَبُ الْأَسْمُ الْمَعْرُوبُ ، نَوَعَان : اِسْمٌ مُنْصَرِفٌ ، وَهُوَ مَا لَيْسَ لَهُ سَبَبَانِ مِنَ الْأَسْبَابِ
التَّسْعَةِ الْآتِيَةِ ، نَحْوُ زَيْدٍ وَيُسَمَّى مُتَمَكِّنًا .

اسم معرب دو قسم پر ہے اول قسم منصرف ہے اور منصرف وہ اسم ہے جس میں دو سبب یا ایک سبب نہ پایا جائے تو اسباب میں سے جو قائم مقام ہو دو اسباب کے جیسے زید اور اس کا نام اسم متمکن رکھا جاتا ہے۔

اسم منصرف کی تعریف کا غیر منصرف پر مقدم ہونے کا بیان

فہو کا علم حاصل کرنے والوں کیلئے لازم ہے کہ وہ اس قانون کو اپنے ذہن میں نشین کر لیں کہ اسماء میں اصل انصراف ہوتا ہے۔
لہذا اسم منصرف اسی سبب کے پیش نظر غیر منصرف پر مقدم ہوا ہے۔

اسم معرب کے حکم کا بیان

وَحُكْمُهُ أَنْ تَدْخُلَهُ الْحَرَكَاتُ الثَّلَاثُ مَعَ التَّنْوِينِ ، مِثْلُ أَنْ تَقُولَ : جَاءَ زَيْدٌ ، وَرَأَيْتُ سَعِيدًا ،
وَمَرَدَّتْ بِسَعِيدٍ .

اسم معرب کا حکم یہ ہے کہ اس پر تینوں حرکات مع تنوین داخل ہوتی ہیں۔ جس طرح تو اس مثال میں کہے گا۔ جَاءَ زَيْدٌ ،
وَرَأَيْتُ سَعِيدًا ، وَمَرَدَّتْ بِسَعِيدٍ .

غیر منصرف کا بیان

اسم غیر منصرف کی تعریف و حکم کا بیان

وَهُوَ مَا لِيهِ سَبَبَانِ مِنَ الْأَسْبَابِ السَّعَةِ، أَوْ وَاحِدٌ مِنْهَا يَقُومُ مَقَامَهُمَا. وَحُكْمُهُ أَنْ لَا تَدْخُلَهُ الْكَسْرَةُ وَالتَّنْوِينُ، وَيَكُونُ فِي مَوْضِعِ الْجَرِّ مَفْتُوحًا، كَمَا مَرَّ.

اسم غیر منصرف کی تعریف

وہ اسم معرب جس میں منع صرف کے اسباب میں سے کوئی دو سبب یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو جس طرح: غَمَرٌ، غَائِثَةٌ، وغیرہ۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتی۔ اور یہ مقام جر میں مفتوح ہوتا ہے۔ جس طرح اس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسم غیر منصرف کا حکم

غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر نہ تنوین آتی ہے نہ کسرہ۔ جس طرح جَاءَ نِيْزِيْدٌ، وَرَأَيْتُ سَعِيْدًا، وَمَرَرْتُ بِسَعِيْدٍ

غیر منصرف کسرہ اور تنوین داخل ہونے کا بیان

علامہ عثمان بن جنی موصلی نحوی لکھتے ہیں کہ غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین داخل ہونے کا سبب یہ ہے کہ غیر منصرف فعل مضارع سے مشابہت رکھتا ہے۔ اور یہ اس کی دو طرح کی مشابہت ہے۔ (۱) جس طرح فعل مضارع پر ضمہ اور فتح داخل ہوتی ہے اسی طرح غیر منصرف پر ضمہ اور فتح داخل ہوتی ہے۔ (۲) جس طرح فعل مضارع پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتی اسی طرح غیر منصرف پر بھی کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتی۔ (کتاب لمع فی لغت، ص ۲، مکتبہ الاسلامیہ، بیروت)

اضافت اور دخول لام کا غیر منصرف سے ثقل کو دور کرنے کا بیان

علامہ عثمان بن جنی موصلی نحوی لکھتے ہیں کہ غیر منصرف کی جب اضافت کی جائے یا اس پر الف لام داخل ہو جائے تو اس پر کسرہ سے مانع ہونے والا ثقل دور ہو جاتا ہے۔ لہذا اب اس پر کسرہ کو داخل کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ کیونکہ عارض ختم ہو چکا ہے جس کے زائل ہوتے ہی اصل حکم لوٹ آئے گا۔ (کتاب لمع فی لغت، ص ۲، مکتبہ الاسلامیہ، بیروت)

وَالْأَسْبَابُ السَّعَةُ هِيَ: الْعَدْلُ، وَالْوَصْفُ، وَالتَّائِيْتُ، وَالْمَعْرِفَةُ، وَالْعُجْمَةُ، وَالْجَمْعُ، وَالتَّرْكِيْبُ، وَوَزْنُ الْفِعْلِ، وَالْأَلِفُ وَالتَّوْنُ الزَّائِلَتَانِ.

اسباب منع صرف کی تعداد کا بیان

اسباب منع صرف نو ہیں۔ عدل ۲ وصف ۳ تانیف ۴ تعریف ۵ مجرہ ۶ ترکیب وزن فعل ۸ الف نون زائد تان ۱۰ جمع۔ فائدہ:
ان اسباب میں سے دو سبب جمع اور تانیف بالالف ۱ دو اسباب کے قائم مقام ہیں۔

عدل کے سبب اسم کے غیر منصرف ہونے کا بیان

الْعَدْلُ : وَهُوَ تَغْيِيرُ اللَّفْظِ مِنْ صِيغَتِهِ الْأَصْلِيَّةِ إِلَى صِيغَةٍ أُخْرَى بِلا تَغْيِيرٍ فِي الْمَعْنَى ، وَهُوَ عَلَى قِسْمَيْنِ : اِسْتَحْقِيقِي نَحْوُ مَثْنَى ، ثَلَاثَ وَهُمَا مَعْدُولَانِ حَقِيقَةً عَنِ اثْنَيْنِ اِثْنَيْنِ ، وَثَلَاثَةٍ ثَلَاثَةٍ بِسْتَقْدِيرِي نَحْوُ عُمَرُ ، زُفَرٌ حَيْثُ قُدِّرَ فِيهِمَا الْعُدُولُ عَنْ عَامِرٍ وَزَافِرٍ لِيُوجَّهَ بِهِ مَنَعُ الصَّرْفِ . وَعُلِمَ مِنْ ذَلِكَ أَنَّ الْعَدْلَ يَجْتَمِعُ مَعَ الْوَصْفِ فِي الْأَوَّلِ ، وَمَعَ الْعَلَمِيَّةِ فِي الثَّانِي ، وَلَا يَجْتَمِعُ مَعَ وَزْنِ الْفِعْلِ أَصْلًا .

ترجمہ

پس عدل وہ لفظ ہے جس میں لفظ اپنے اصلی صیغہ کے دوسرے صیغہ کی جانب تبدیل ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ تبدیلی حقیقی ہو یا تقدیری ہو۔ اور عدل وزن فعل کے ساتھ جمع نہیں ہوتا جبکہ علیت کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔ جس طرح عمر اور زفر ہے۔ اور یہ عامر اور زافر سے معدول ہیں۔ اور اسی طرح یہ وصف کے ساتھ بھی جمع ہو جاتا ہے۔ جس طرح ثلاث اور مثلث ہے۔ اور آخر اور جمع ہے۔ جو وصف ہے وہ علیت کے ساتھ قطعاً جمع نہیں ہوتی۔

عدل کی تعریف

کسی اسم کا بغیر کسی قاعدہ صرفی کے اپنے صیغے سے دوسرے صیغے کی طرف پھیرا ہوا ہونا۔ جس طرح: ثَلَاثَتَيْنِ تَيْنِ ثَلَاثَةً سے اور عُمَرُ، نَامٌ، عَامِرٌ سے بغیر کسی قاعدہ صرفی کے پھیرا گیا ہے۔ فائدہ: جو اسم دوسرے صیغے سے پھیرا گیا ہو اسے "معدول" اور جس صیغے سے پھیرا گیا ہو یا بنایا گیا ہو اسے "معدول عنہ" کہتے ہیں۔ جس طرح مذکورہ مثالوں میں ثَلَاثٌ اور عُمَرُ معدول اور ثَلَاثَةٌ اور عَامِرٌ معدول عنہ ہیں۔

عدل کی دو قسمیں ہیں:۔ عدل تحقیقی۔ عدل تقدیری:۔

عدل تحقیقی کی تعریف

وہ اسم معدول جس میں غیر منصرف ہونے کے علاوہ اصلی صیغے سے معدول ہونے کی دلیل موجود ہو۔ جس طرح: ثَلَاثٌ۔ توضیح: ثَلَاثٌ کا معنی ہے: "تین تین" اس سے معلوم ہوا کہ اس کی اصل ثَلَاثَةٌ ثَلَاثَةٌ ہے؛ کیونکہ ثَلَاثٌ میں معنی کی تکرار ہے اور معنی کی

تکرار افذ کی تکرار پر دلالت کرتی ہے اس دلیل سے معلوم ہوا کہ

سے معدول ہے۔ قاعدہ: ایک سے لیکر دس تک کے اعداد جب افعال یا فاعل کے وزن پر ہوں تو ان میں عدل تحقیقی ہوگا۔ جس طرح: أَحَادٌ، مَوْحِدٌ، دُبَاعٌ، مَوْبِعٌ، عَشَارٌ، مَعَشَرٌ وغیرہ۔۔۔

عدل تقدیری کی تعریف

وہ اسم معدول جس میں غیر منصرف ہونے کے علاوہ اصلی صیغے سے معدول ہونے کی دلیل موجود نہ ہو۔ جس طرح: عَمَرٌ، زَافَرٌ۔

یہ دونوں عَمَرٌ اور زَافَرٌ سے معدول ہیں مگر ان میں غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ یہ عامر اور زافر سے معدول ہیں۔ مگر چونکہ اہل عرب ان کو غیر منصرف استعمال کرتے ہیں اور ان میں سوائے علیت کے اور کوئی دوسرا سبب بھی نہیں پایا جا رہا ہے اور ایک سبب سے کوئی اسم غیر منصرف نہیں ہوتا لہذا اس میں دوسرا سبب عدل فرض کر لیا گیا ہے اور عَمَرٌ کو عَمَامَرٌ سے اور زَافَرٌ کو زَافِرٌ سے معدول مان لیا گیا۔
تنبیہ: عدل کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے کوئی شرط نہیں۔

وصف کے ساتھ اسم کے غیر منصرف ہونے کا بیان

الْوَصْفُ : وَشَرْطُهُ أَنْ يَكُونَ وَضْعًا فِي أَصْلِ الْوَضْعِ ، فَإِنَّ أَسْوَدَ ، وَأَرْقَمَ غَيْرُ مُنْصَرَفَيْنِ ، وَإِنْ صَارَا اسْمَيْنِ لِلْحَيَّةِ . لِإِصْلَاحِهِمَا فِي الْوَصْفِ . وَارْتَبَعَ فِي قَوْلِكَ : مَرَرْتُ بِنِسْوَةِ ارْبَعٍ مُنْصَرِفٌ ، مَعَ أَنَّ لَهُ وَصْفِيَّةً وَوَزْنَ الْفِعْلِ ، لِعَدَمِ الْإِصْلَاحِ فِي الْوَصْفِ ، وَلَا يَجْتَمِعُ الْوَصْفُ مَعَ الْعَلَمِيَّةِ أَصْلًا .

ترجمہ

اور وصف ہے۔ اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اصل وضع کے اعتبار وصف ہو لہذا اسود اور ارقم یہ غیر منصرف ہیں۔ خواہ یہ دونوں سانپ کے نام بن چکے ہیں کیونکہ ان دونوں میں اصل وصف ہوتا ہے۔ اور ارتبع کا لفظ مررت بنسواء ارتبع میں منصرف ہے حالانکہ یہ وصفت واقع ہوا ہے۔ اور وزن فعل بھی ہے کیونکہ یہ اصل میں وصف نہیں ہے۔ اور وصف علیت کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔

وصف کی تعریف

اسم کا ایسی ذات پر دلالت کرنے والا ہونا جس کے ساتھ اس کی کوئی صفت بھی ماخوذ ہو۔ جس طرح: أَحْمَرٌ سرخ۔
توضیح:

لفظ أَحْمَرٌ ایک ایسی ذات پر دلالت کر رہا ہے جس کے ساتھ اس کی ایک صفت یعنی "سرخ ہونا" بھی ماخوذ ہے۔ اسی طرح

مصرف، اسود و غیرہ ہیں۔

وصف کی شرط

وصف کے لئے صرف کاسبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ اصل وضع میں وصف ہو۔ یعنی اس کی وضع ہی وصفی معنی کے لیے ہوگی۔
۱۔ بس طرح اسود و اسود و غیرہ۔

فائدہ جو اس اصل وضع میں وصف ہو جے ہیں وہ یہ ہیں: اصفت مشبہ۔ جس طرح: اَحْمَرُ، حَسَنٌ۔ اسم تفصیل۔ جس طرح: اَجْدَرُ، اَلْوَقْ۔ اسم فاعل۔ جس طرح: ذَاهِبٌ، قَائِمٌ۔ اسم مفعول۔ جس طرح: مَضْرُوبٌ، مَغْسُوقٌ۔ اسم سے لیکر اس تک دو اسماء اعداد جو فَعَالٌ یا مَفْعَلٌ کے وزن پر معدول ہوں۔ جس طرح: اُحَادٌ، مَوْحِدٌ، ثَنَاءٌ، مَثْنًی، ثَلَاثٌ، مَثَلٌ۔
مذکورہ تمام اسماء میں ایک سبب وصف پایا جا رہا ہے اور جن اسماء میں دوسرا سبب بھی پایا جا رہا ہے وہ غیر منصرف ہوں گے۔ جس طرح نمبر 2، نمبر 5 کی تمام مثالوں اور نمبر 1 کی پہلی مثال میں۔ اور جن میں دوسرا سبب نہیں پایا جا رہا وہ منصرف ہوں گے۔ جس طرح باقی مثالوں میں: کیونکہ ایک سبب سے اسم "غیر منصرف" نہیں ہوتا۔

تانیث بہ تاء کے ساتھ اسم کے غیر منصرف ہونے کا بیان

التَّانِثُ بِالتَّاءِ: وَشَرْطُهُ أَنْ يَكُونَ عَلَمًا، نَحْوُ طَلْحَةٍ وَقَاطِمَةٍ وَكَذَا الْمَعْنَى وَهُوَ مَا جُعِلَ عَلَمًا دُونَ عِلَامَةِ تَانِثٍ، مِثْلُ: زَيْنَبٌ.

ثُمَّ الْمُؤَنَّثُ الْمَعْنَوِيُّ إِنْ كَانَ ثَلَاثِيًّا سَاكِنَ الْوَسْطِ، غَيْرَ اعْجَمِيٍّ يَجُوزُ صَرْفُهُ مَعَ وُجُودِ السَّبَبَيْنِ، نَحْوُ هِنْدٍ لِأَجْلِ الْخَفَةِ، وَإِلَّا وَجِبَ مَنْعُهُ، نَحْوُ زَيْنَبٍ، وَسَقَرٍ، وَمَاهٍ وَجُورٍ،

وَالتَّانِثُ بِالْأَلِفِ الْمَقْصُورَةِ نَحْوُ حُبْلَى وَالْمَمْدُودَةِ نَحْوُ حَمْرَاءٍ مُنْتَعٍ صَرْفُهُ الْبَتَّةَ، لِأَنَّ الْأَلِفَ قَائِمٌ مَقَامَ السَّبَبَيْنِ: التَّانِثِ وَالزُّورِيَّةِ، فَكَانَتْ أَنْتَ مَرَّتَيْنِ. الْعُجْمَةُ: وَشَرْطُهَا أَنْ تَكُونَ عَلَمًا فِي الْعَجَمِيَّةِ غَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ، وَزَائِدًا عَلَى ثَلَاثَةِ أَحْرَافٍ نَحْوُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ، أَوْ ثَلَاثِيًّا مُتَحَرِّكًا الْوَسْطِ نَحْوُ لَمَكٍ (فَ لِحَامٍ مُنْصَرِفٍ مَعَ كَوْنِهِ اعْجَمِيًّا؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِعَلَمٍ، وَنُوحٍ، وَلُوطٍ مُنْصَرِفَانِ، لِسُكُونِ الْوَسْطِ فِيهِمَا،

ترجمہ

اور تانیث بہ تاء کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو جس طرح طلحہ ہے اور اسی طرح تانیث معنوی بھی ہے اور جب معنوی ثلاثی ساکن الاوسط ہو تو عجمہ نہ ہو تو اس کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ منصرف خفت کی وجہ سے جبکہ غیر منصرف دو اسباب پائے جانے کی وجہ سے پڑھیں گے۔ ورنہ اس کو غیر منصرف پڑھنا واجب ہوگا۔ جس طرح زینب اور سقر ہے اور ماہ اور

ہو رہے۔ اور ذب تانیث الف مقصورہ کے ساتھ جس طرح پہلی اور ذب الف ممدودہ کے ساتھ ہو جیسے حمراء والی دونوں کا تصرف ہونا منع ہے۔ کیونکہ الف دو اسباب کے قائم مقام ہے جو تانیث اور ذب تانیث کیلئے ہے۔ اور عجمہ کیلئے عجمہ میں علم ہونا شرط ہے اور یہ وصف کے سوا تمام اسباب کے ساتھ تثنیٰ ہو جاتا ہے۔ اور عجمہ کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ عجمی زبان میں علم اور تین حروف سے زائد ہو۔ جس طرح ابراہیم سے طائی ساکن الاوسط جیسے تثنیٰ نام نہاد ہے کیونکہ عبت نہیں ہے۔ اور نوح مشرف ہے کیونکہ ساکن الاوسط ہے۔

تانیث کی تعریف

کسی اسم کا مؤنث ہونا۔ جس طرح: طَلْعَةٌ، وَهْدٌ۔ وضاحت: علامت تانیث بھی افقاً ہوتی ہے اور کبھی معنی ماظناً علامت تانیث تین طرح کی ہوتی ہیں جیسا کہ تانیث کے سبق میں گزرا۔

اور معنی علامت تانیث صرف ایک ہوتی ہے اور وہ "ة" ہے۔ جس طرح: قَدْ مَ، وَذَرٌ وغیرہ۔ فائدہ: وہ تانیث جس میں علامت تانیث الف مقصورہ یا الف ممدودہ ہو اسے "تانیث بالالف" کہتے ہیں۔ اور جس میں علامت تانیث "ة" لفظاً ہو اسے "تانیث لفظی" کہتے ہیں۔ اور جس میں تقدیراً ہو اسے "تانیث معنوی" کہتے ہیں۔

تانیث کیلئے سبب ہونے میں شرائط کا بیان

۱۔ تانیث بالالف چاہے الف ممدودہ کے ساتھ ہو یا الف مقصورہ کے ساتھ دسبوں کے قائم مقام ہوتی ہے اور اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے کوئی شرط بھی نہیں ہے۔ ۲۔ تانیث لفظی کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے اسم مؤنث کا علم ہونا شرط ہے۔ جس طرح: طَلْعَةٌ، فَاطِمَةٌ۔ ۳۔ تانیث معنوی میں جواز منع صرف کے لیے مؤنث کا علم ہونا شرط ہے۔

اور اگر اس کے ساتھ درج ذیل تین چیزوں میں سے کوئی چیز پائی جائے تو اسے غیر منصرف پڑھنا واجب ہو جائے گا۔ وہ اسم تین حروف سے زائد حروف پر مشتمل ہو۔ جس طرح: زَيْنَبٌ۔ اگر وہ اسم تین حرفی ہو تو متحرک الاوسط ہو۔ جس طرح: بَسْمٌ۔ وہ اسم عجمہ ہو۔ جس طرح: عَمَاءُ، جُوزُ شہروں کے نام۔

معرفہ کا علمیت کے ساتھ معتبر ہونے کا بیان

المَعْرِفَةُ: وَلَا يُعْتَبَرُ لِي مَنَعِ الصَّرْفِ بِهَا إِلَّا الْعَلَمِيَّةُ وَتَجْمَعُ مَعَ غَيْرِ الْوَصْفِ، مِثْلُ: إِبْرَاهِيمَ وَآخَمَةَ۔

اور غیر منصرف میں معرفہ اس وقت معتبر ہوگا جب وہ علم ہو اور یہ وصف کے سوا میں جمع ہو جاتا ہے۔ جس طرح ابراہیم ہے اور احمد ہے۔

تعریف کی تعریف: کسی اسم کا معرفہ ہونا۔ جس طرح: آخَمَةُ، زَيْنَبٌ وغیرہ۔ تعریف کی شرط: تعریف کے منع صرف کا

جب بننے کے لیے اسم کا علم ہونا شرط ہے۔

علم کی تعریف

عزیز عبد الرحمن جرجانی نحوی لکھتے ہیں کہ علم ہر وہ اسم ہے جس کو پہلی وضع میں کسی معین چیز کیلئے رکھ دیا جائے اور اس کے بعد وہ اس کے مشابہ پر واقع نہ ہو۔ جیسے زید جب اس کو کسی شخص کیلئے بہ طور علم رکھ دیا جائے۔ تو اس کے بعد ہر وہ شخص جو زید کی طرح ہے اس کیلئے علم نہ ہوگا۔ کیونکہ علم پہلے شخص کے احوال اول کے ساتھ نام ہو چکا ہے۔ (جمل فی النحو، ص ۱۴، بیروت)

عجم کی تعریف

کسی اسم کا غیر عربی ہونا۔ جس طرح زابواہیم، اسمعیل وغیرہ۔

عجم کی شرط

لفظ کا عربی کے علاوہ کسی زبان میں معنی کے لیے موضوع ہونا۔ جیسے زابواہیم۔ اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط

یہ ہے کہ عربی زبان میں بہ طور علم مستعمل ہو۔
عجم کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں ہیں:۔ اسم، لغت عجم میں علم ہو۔ جس طرح زابواہیم۔۔۔ وہ اسم یا تو زائد علی المثلث ہو۔ جس طرح مثال مذکور میں، یا ثلاثی ہو تو متحرک الاوسط ہو۔ جس طرح بشر قلعہ کا نام۔ ترکیب کی تعریف: دو یا اس سے زائد اسماء کا ملکر ایک ہو جانا۔ جس طرح یغلبک، مغدینگر۔

وضاحت

اس میں بغل اور بگٹ اسی طرح مغدی اور گرب کو ملا کر ایک کلمہ بنا دیا گیا ہے۔ اول ایک شہر کا نام ہے اور ثانی ایک شخص کا نام ہے۔ شرائط: ترکیب کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے چند شرائط ہیں:۔ اسم مرکب کسی کا علم ہو۔۔ ترکیب بغیر اضافت اور بغیر اسناد کے ہو۔۔ دوسرا جزء حرف نہ ہو۔۔ دوسرا جزء حرف عطف کو متضمن شامل نہ ہو۔ مذکورہ بالا مثالوں میں یہ تمام شرائط موجود ہیں۔

جمع کا غیر منصرف کا سبب ہونے کا بیان

الْجَمْعُ : وَشَرْطُهُ أَنْ يَكُونَ عَلَى صِيغَةٍ مُنْتَهَى الْجُمُوعِ وَهُوَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ أَلِفِ الْجَمْعِ حَرْفَانِ مُتَحَرِّكَانِ نَحْوُ مَسَاجِدَ ، وَدَوَابٍ ، أَوْ ثَلَاثَةُ أَحْرَفٍ أَوْ سَطْحًا مَسَاكِنٌ غَيْرُ قَابِلٍ لِلتَّاءِ نَحْوُ مَصَابِيحَ ، وَإِنْ صَيَاقِلَةً وَفَرَاذِنَةً مُنْصَرِفَانِ لِقَبُولِهِمَا التَّاءَ .
وہو ایضاً قائم مقام السببین : الْجَمْعُ وَامْتِنَاعُهُ مِنْ أَنْ يُجْمَعَ مَرَّةً . أُخْرَى جَمْعُ التَّكْسِيرِ ، فَكَأَنَّهُ جَمِيعَ مَرَاتِبٍ .

ترجمہ
اور جمع کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ صیغہ ختمی المجموع ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ جمع کے الف کے بعد دو حرف ہوں۔ جس طرح مساجد یا ایل
حرف مشدد ہو جیسے دواب ہے یا تین حرف ہوں جن کے درمیان میں حرف ساکن ہو اور حا کو قبول کرنے والا نہ ہو جیسے مصابیح وہیں
میا قلد اور فرزانہ یہ منصرف ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں حا کو قبول کرنے والے ہیں۔ یہ بھی دونوں اسباب کے قائم مقام ہونا ہے۔ یعنی جمع
ہونا اور جمع کو لازم کرنا ہے اور اس کی دوبارہ جمع تکسیر ہونا منع ہے۔ یعنی یہ دوبار جمع بنائی جا چکی ہے۔

جمع کی تعریف

وہ اسم جو مفرد میں کچھ زیادتی کے ساتھ دو سے زائد افراد پر دلالت کرے۔ جس طرح: مَسَاجِدُ، مَصَابِيحُ وغیرہ۔
شرائط: جمع کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ جمع ختمی المجموع کے صیغے پر ہو۔ جس طرح مذکورہ مثالیں۔

ترکیب کیلئے سبب ہونے کی شرط کا بیان

الترکیب: وَشَرْطُهُ أَنْ يَكُونَ عَلَمًا بِلَا إِضَافَةٍ وَلَا إِسْنَادٍ، نَحْوُ بَعْلِكَ، وَإِنْ عَبْدَ اللَّهِ مُنْصَرِفٌ،
لِلإِضَافَةِ، وَإِنْ شَابَ قَرْنَاهَا مَبْنِيٌّ لِلْإِسْنَادِ.
الْأَلِفُ وَالسُّونُ الزَّائِدَتَانِ: وَشَرْطُهُمَا - أَنْ كَانَتَا فِي اسْمٍ - أَنْ يَكُونَ الْاسْمُ عَلَمًا نَحْوُ عِمْرَانَ،
وَعُثْمَانَ. وَ سَعْدَانِ مُنْصَرِفٌ، لِأَنَّهُ اسْمُ نَبٍ، وَلَيْسَ عَلَمًا. وَإِنْ كَانَتَا فِي الصِّفَةِ فَشَرْطُهُمَا أَنْ
يَكُونَ مُؤَنَّثًا فَعَلَانَةً، نَحْوُ نَشْوَانٍ وَنَشْوَى، وَ نَدْمَانٍ مُنْصَرِفٌ لِيُجُودَ نَدْمَانَةٌ،

ترجمہ

اور ترکیب کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ اضافت اور اسناد کے بغیر علم ہو جیسے بعل بک پس عبد اللہ منصرف ہے اور معدی کرب
غیر منصرف ہے اور شاب قرناھا مبنی ہے۔

اور الف نون زائدتان جب یہ دونوں اسم میں واقع ہوں۔ تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو جیسے عمران اور عثمان ہے۔ جبکہ
سعدان جنگلی گھاس کا نام ہے منصرف ہے کیونکہ علیت اس میں نہیں ہے۔ اور جب الف نون زائدتان صفت کے آخر میں ہوں تو
اس کیلئے شرط یہ ہے اس کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہ آتی ہو۔ جس طرح سکران ہے۔ جبکہ ندمان منصرف ہے کیونکہ ندمانۃ اس کی
مؤنث آتی ہے۔

الف نون زائدتان کی تعریف

وہ الف نون جو کسی اسم کے آخر میں زائد ہوں۔ جس طرح: عثمان، ندمانم نشین شرائط: الف نون زائدتان اگر اسم محض

مفت نہ ہوئے آخر میں ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو۔ جس طرح: عُفْمَانُ، عِصْرَانُ،

سَلْمَانُ وغیرہ۔ اور اگر اسم مفت کے آخر میں ہوں تو شرط یہ ہے کہ اس پر تائید نہ آتی ہو۔ جس طرح: سَلْرَانُ کہ اس کے آخر میں تائید نہیں آتی، کیونکہ اس کی تائید تنزی ہے۔

وزن فعل کیلئے غیر منصرف کا سبب ہونے کا بیان

وَزْنُ الْفِعْلِ: وَشَرْطُهُ أَنْ يَخْتَصَّ بِالْفِعْلِ نَحْوُ ضَرَبَ، وَشَمَرَ، وَإِنْ لَمْ يَخْتَصَّ بِهِ لِيَجِبُ أَنْ يَكُونَ لِي أَوَّلِهِ إِخْدَى حُرُوفِ الْمُضَارَعَةِ، وَلَا يَدْخُلَهُ الْهَاءُ نَحْوُ أَحْمَدُ وَيَشْكُرُ، وَتَغْلِبُ، وَتَرَجِسُ. وَيَعْمَلُ مُنْصَرِفٌ، لِقَبُولِهِ التَّاءَ كَقَوْلِهِمْ نَاقَةٌ يَعْمَلَةٌ،

ترجمہ

اور وزن فعل کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ وزن فعل کے ساتھ ہو جیسے ضرب شمر اور جب وہ فعل کے ساتھ خاص نہ ہو تو اس کے شروع میں علامات مضارع میں کوئی حرف پایا جاتا ہو۔ اور اس پر حاء داخل نہ ہوتی ہو۔ جیسے احمد، يشكر، اور تغلب، نز جس جبکہ یہ عمل منصرف ہے کیونکہ وہ حاء کو قبول کرنے والا ہے۔ اور اہل عرب کا قول ہے۔ ناقة بعمله،

وزن فعل کی تعریف

وزن فعل سے مراد اسم کا کسی ایسے وزن پر ہونا جسے فعل کا وزن شمار کیا جاتا ہو۔ جس طرح فَمَرٌ وضاحت: فَمَرٌ اس نے دامن سمیٹنا اصل میں فعل تھا، بعد میں اسے اسم کی طرف منتقل کیا گیا اور یہ ایک شخص کا نام ہو گیا۔ اسم کا اوزان فعل میں سے کسی وزن پر ہونا۔ جس طرح: فَمَرٌ گھوڑے کا نام فَمَرٌ، فَعْلٌ کے وزن پر ہے اور فَعْلٌ فعل کے اوزان میں سے ایک وزن ہے۔

شرائط

وزن فعل کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ وزن فعل ہی کے ساتھ خاص ہو۔ اور اگر وہ وزن فعل کے ساتھ خاص نہ ہو تو یہ شرط ہے کہ اسم کے شروع میں حروف اتیناء، ت، ی، نہیں سے کوئی حرف ہو۔ جس طرح: أَحْمَدُ، يَشْكُرُ وغیرہ۔ فائدہ: چھ اوزان ایسے ہیں جنہیں فعل کے ساتھ خاص مانا جاتا ہے: فَعْلٌ، فَعْلٌ، فَعْلٌ، تَفْعِلٌ، تَفْعِلٌ، (الْمُقَدَّمَةُ الْبَاسُولِيَّةُ)

شرط علمیت والے اسباب منع صرف کا بیان

وَأَعْلَمُ أَنَّ كُلَّ مَا يُشْتَرَطُ فِيهِ الْعِلْمِيَّةُ - وَهُوَ: التَّائِيْتُ بِالتَّاءِ، وَالْمَعْنَوِيُّ وَالْعُجْمَةُ، وَالتَّرْكِيْبُ،

وَالْإِسْمُ الْيَدَى لِهِيَ الْإِلْفُ وَالرُّنُّ الرَّالِدَتَانِ - وَمَا لَمْ يُشْتَرَطْ لِهِيَ ذَلِكَ وَلَكِنْ اجْتَمَعَ مَعَ سَبَبِ الْآخَرِ ،
فَلَفْظُ - وَهُوَ : الْعَدْلُ ، وَوَزْنُ الْفِعْلِ - إِذَا لُكِّرَتْهُ ، انْصَرَفَ .
أَمَّا فِي الْقِسْمِ الْأَوَّلِ ، فَلِبَقَاءِ الْإِسْمِ بِالسَّبَبِ ، وَأَمَّا فِي الْقِسْمِ الثَّانِي فَلِبَقَائِهِ عَلَى سَبَبٍ وَاحِدٍ ،
نَقُولُ : جَاءَ طَلْحَةُ وَطَلْحَةُ آخَرُ ، وَقَامَ عُمَرُ وَعُمَرُ آخَرُ ، وَقَامَ أَحْمَدُ وَأَحْمَدُ آخَرُ ،
وَتَكْمِلُ مَا لَا يَنْصَرِفُ إِذَا أُضِيفَ ، أَوْ دَخَلَتْهُ اللَّامُ دَخَلَتْهُ الْكُسْرَةُ فِي حَالَةِ الْجَرِّ ، نَحْوُ مَرَزَتْ
بِأَخْتِدِ كُمْ وَبِالْأَحْمَدِ .

ترجمہ

یاد رہے کہ وہ اسباب جن میں علیت شرط ہے وہ تائے تانیف بہ تاء ہے اور تانیف معنوی ہے عجمہ ہے اور ترکیب ہے اور وہ اسم
ہے جس میں الف نون زائد تان ہیں۔ اور وہ اسباب جن میں علیت شرط قرار نہیں دی گئی ہے بلکہ علیت ایک سبب کے طور پر ان
کے ساتھ جمع ہوتی ہے۔ وہ عدل اور وزن فعل ہیں۔ اور جب ان کو کمرہ کر دیا جائے تو وہ منصرف ہو جائیں گے۔ کیونکہ دوسری
صورت میں اب باقی صرف ایک سبب رہ جائے گا جس طرح تو کہہ دے جاؤنی طلحہ وطلحہ آخر دو مقام عمرو عمر آخر اور جرب احمد، واحد آخر،
اور ہر وہ اسم جب غیر منصرف ہے جب اس کی اضافت کی جائے یا اس پر الف لام داخل ہو جائے تو اس پر کسرہ داخل کرنا جائز
ہو جاتا ہے جیسے مررت باحمد کم اور مررت بالاحمد،

شرح

غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے دو سبب یاد کے قائم مقام ایک سبب یا یا جائے۔ (حکم) غیر منصرف پر کسرہ اور
توین نہیں آئے گی۔ ہاں اگر غیر منصرف مضاف یا معرف باللام ہو اور اس سے پہلے جردینے والا کوئی عامل ہو تو اس پر کسرہ
آجائے گا۔ جیسے: مَرَزَتْ بِالْأَحْمَدِ وَأَخْتِدِ كُمْ،



الْمَقْصِدُ الْأَوَّلُ فِي الْأَنْبَاءِ الْكَلِمَاتِ

﴿پہلا مقصد مرفوعات کے بیان میں ہے﴾

مرفوعات کو مقدم کرنے کی نحوی مطابقت کا بیان

علمائے نحوات لکھتے ہیں کہ مرفوعات کو منصوبات اور مجرورات پر مقدم کرنے کا سبب یہ ہے کہ مرفوع کلام میں مسند الیہ کے مرتبے میں ہے۔ اور مسند الیہ مبتداء ہوتا ہے جو کلام میں عمدہ ہے۔ اور اسی عمدیت کے سبب مرفوعات کو بقیہ دونوں مقاصد سے مقدم ذکر کیا ہے۔ اور تقدیم مرفوعات کی دوسری علت یہ ہے کہ فاعل مرفوع ہوتا ہے۔ جو کلام میں اصل ہے۔ اور بقیہ کلام کے تمام حصے واجزا، اس اصل کی فرع بنتے ہیں۔ اور اصول یہ ہے کہ اصل ہر طرح سے اپنی فرع پر تقدم کا درجہ رکھتی ہے۔ لہذا مرفوعات بہ اتباع مرفوع اصل ہونے کے اس کو تمام مقاصد پر مقدم ذکر کیا ہے۔ کیونکہ یہی ان کا مقام و مرتبہ ہے۔

اسم مرفوع کی تعریف کا بیان

علامہ ابو بکر محمد بن سراج نحوی لکھتے ہیں کہ اکثر علمائے نحوات نے کہا ہے کہ مرفوع وہ اسم ہے جو علامت فاعلیت پر مشتمل ہو۔ اور جب مصنف نے علم فاعلیت کہا ہے تو اس سے خیال ہوا کہ شاید اسم مرفوع صرف ہے۔ لیکن مصنف نے مرفوعات کو جمع ذکر کر کے یہ بیان کیا ہے کہ مرفوعات متعدد ہیں۔ الاصول فی نحو، ص ۲، بیروت

آٹھ اسماء کے مرفوعات ہونے کا بیان

وہی ثَمَانِيَةٌ أَقْسَامٌ : 1- الْفَاعِلُ . 2- الْمَفْعُولُ الَّذِي لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ 3. 17 و- 4- الْمُبْتَدَأُ وَالْخَبَرُ . 5- خَبَرُ إِنَّ وَآخَوَاتِهَا . 6- اِسْمُ كَانَ وَآخَوَاتِهَا . 7- اِسْمُ مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِ- لَيْسَ . 8- خَبَرُ لَا الَّتِي لِنَفِي الْجَنْسِ .

کلام کے دار و مدار کے سبب رفع، نصب اور جر کا بیان

علامہ عبدالرحمن جرجانی نحوی لکھتے ہیں کہ کلام کا دار و مدار تین معانی پر ہے۔ ۱- فاعلیت اس کو رفع دے گیا ہے۔ ۲- مفعول اس کو نصب دے دیا گیا ہے۔ ۳- اضافت، اس کو جر دے دی گئی ہے۔ اسی طرح اعراب کے اعتبار سے یہ تینوں یعنی فاعل، مفعول اور مضاف الیہ یہ مرفوعات، منصوبات اور مجرورات میں اصل ہیں اور بقیہ تمام ان کی تینوں کی فرع ہیں۔ پس وہ موخر بھی اسی سبب کی وجہ سے ہیں۔ جمل فی النحو، بتصرف رضوی، ص ۴۳، بیروت

القسم الاول الفاعل

﴿ یہ سبق مرفوع کی قسم اول فاعل کے بیان میں ہے ﴾

۱۔ عمل کو تمام مرفوعات پر مقدم کرنے کا بیان

فاعل کو مرفوعات کی بحث میں تمام مرفوعات سے مقدم ذکر کرتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ فاعل کلام میں اصل ہے اور فاعل پر ہوا عراب ہے وہ اعراب میں اعلیٰ ہے۔ لہذا فاعل کی اصلیت اور اس کے اعراب کی عمدیت کے سبب اس کو تمام مرفوعات سے مقدم ذکر کیا ہے۔ اگرچہ رفع میں بقیہ تمام مرفوعات بھی مشترک ہیں لیکن اصلیت میں وہ سب فاعل کے تابع ہیں۔ کیونکہ فاعل اسناد کی اصل ہے اور اسناد ہی سب میں معتبر ہے۔

فاعل اور اسم فاعل میں فرق کا بیان

اسم فاعل عامل ہوتا ہے۔ جبکہ فاعل عامل نہیں ہوتا۔ فاعل سے پہلے فعل کا ہونا ضروری ہے مگر اسم فاعل سے پہلے ضروری نہیں۔ فاعل کا مرفوع ہونا ضروری ہے جبکہ اسم فاعل کا مرفوع ہونا ضروری نہیں۔ فاعل کا مشتق ہونا ضروری نہیں جبکہ اسم فاعل کا مشتق ہونا ضروری ہے۔ اسم فاعل جو ہے یہ فاعل کے وزن پر آتا ہے جبکہ فاعل کیلئے لازم نہیں ہے کہ وہ فاعل کے وزن پر آئے کیونکہ جس طرح ضرب زید میں زید ہے یہ فاعل ہے یہ اسم فاعل نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ فاعل کے وزن پر نہیں ہے۔ اور یہ ثلاثی مجرد میں ہے بقیہ کے احکام مختلف ہیں۔

وَهُوَ : كُلُّ اسْمٍ قَبْلَهُ فِعْلٌ ، أَوْ شِبْهُهُ يَقُومُ بِهِ الْفِعْلُ ، وَيُسْنَدُ إِلَيْهِ ، نَحْوُ قَامَ خَالِدٌ ، خَالِدٌ قَائِمٌ أَبُوهُ ، مَا زَارَ سَعِيدٌ خَالِدًا .

وَكُلُّ فِعْلٍ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ فَاعِلٍ مَرْفُوعٍ ، مُظْهِرًا كَانَ نَحْوُ ذَهَبَ سَعِيدٌ أَوْ مُضْمَرًا نَحْوُ زِيدٌ ذَهَبَ ، وَإِنْ كَانَ مُتَعَدِّيًّا كَانَ لَهُ أَيْضًا مَفْعُولٌ بِهِ مَنصُوبٌ نَحْوُ خَالِدٌ زَارَ سَعِيدًا .

فَبِإِنْ كَانَ الْفَاعِلُ اسْمًا ظَاهِرًا ، وَخُذَ الْفِعْلُ أَبَدًا ، نَحْوُ : دَرَسَ زَيْدٌ ، وَدَرَسَ الزَّيْدَانِ وَدَرَسَ الزَّيْدُونَ ، وَإِنْ كَانَ الْفَاعِلُ مُضْمَرًا ، وَخُذَ الْفِعْلُ لِلْفَاعِلِ ، الْوَاحِدِ ، نَحْوُ زَيْدٌ دَرَسَ ، وَيَشْنَى ، لِلْمُتَشْنَى ، نَحْوُ : الزَّيْدَانِ دَرَسَا ، وَيُجْمَعُ لِلْجَمْعِ ، نَحْوُ : الزَّيْدُونَ دَرَسُوا .

وَإِنْ كَانَ الْفَاعِلُ مَوْثِقًا حَقِيقِيًّا ، وَهُوَ مَا يُوجَدُ بِإِزَائِهِ مَذَكَّرٌ مِنَ الْحَيَوَانَاتِ - أَنْتَ الْفِعْلُ أَبَدًا إِنْ لَمْ يَفْعَ الْفَصْلُ بَيْنَ الْفِعْلِ وَالْفَاعِلِ ، نَحْوُ قَامَتْ هِنْدٌ ، وَإِنْ لَمْ يَتَّصِلْ ، جَارَ التَّذَكُّيرُ وَالتَّانِيثُ نَحْوُ

دَرَسَ الْيَوْمَ هِنْدٌ ، وَإِنْ شِئْتَ تَقُولُ : دَرَسَتِ الْيَوْمَ هِنْدٌ ، وَكَذَلِكَ يَجُوزُ التَّذَكُّيرُ وَالتَّنَائُلُ
 الْمُؤَنَّثِ غَيْرِ ، الْحَقِيقِيُّ ، نَحْوُ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ طَلَعَ الشَّمْسُ ، هَذَا إِذَا كَانَ الْفِعْلُ
 مُقَدِّمًا عَلَى الْفَاعِلِ ، وَأَمَّا إِذَا كَانَ مُتَّخِرًا أَنْتَ الْفِعْلُ ، نَحْوُ الشَّمْسُ طَلَعَتْ .
 وَجَمْعُ التَّكْسِيرِ كَالْمُؤَنَّثِ غَيْرِ ، الْحَقِيقِيُّ ، تَقُولُ : قَامَ الرُّجَالُ ، وَقَامَتِ الرُّجَالُ .
 وَيَجِبُ تَقْدِيمُ الْفَاعِلِ عَلَى الْمَفْعُولِ إِذَا كَانَا مَقْصُورَيْنِ ، وَخِيفَ اللَّبْسُ ، نَحْوُ نَصَرَ مُؤَنَّثُ
 عَيْسَى ، وَيَجُوزُ تَقْدِيمُ الْمَفْعُولِ عَلَى الْفَاعِلِ إِذَا كَانَتْ قَرِينَةً تُوجِبُ عَدَمَ اللَّبْسِ ، سَوَاءٌ كُنَا
 مَقْصُورَيْنِ ، أَوْ لَا ، نَحْوُ أَكَلَ الْكُثْرَى يَحْيَى ، وَنَصَرَ خَالِدًا زَيْدٌ .
 وَيَجُوزُ حَذْفُ الْفِعْلِ حَيْثُ كَانَتْ قَرِينَةً ، نَحْوُ زَيْدٌ فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ : مَنْ جَاءَ ؟ وَكُلُّ
 حَذْفِ الْفَاعِلِ وَالْفِعْلِ مَعًا ، نَحْوُ نَعَمْ فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ : أَقَامَ زَيْدٌ ؟ .

ترجمہ

فاعل ہر وہ اسم جس سے پہلے فعل ہو یا ایسی صفت ہو جو اس اسم کی طرف منہ ہو اس معنی کے اعتبار سے کہ یہ صفت اس اسم کے
 ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو جیسے قام زید اور زید ضارب ابوہ عمر اور ما ضرب زید عمر اور ہر فعل کیلئے فاعل ہونا ضروری ہے جو
 مرفوع ہو اور اسم ظاہر ہو جیسے ذهب زید یا ضمیر بارز ہو جیسے ضربت زید یا ضمیر مستتر ہو جیسے زید ذهب اور اگر فعل متعدی ہو تو اس کا
 مفعول بہ بھی ہوگا جیسے ضرب زید عمر اور اگر فاعل اسم ظاہر تو فعل ہمیشہ واحد لایا جائے گا جیسے ضرب ید ، ضرب الزیدان ، ضرب
 الزیدون ، اور اگر فاعل ضمیر ہو تو فاعل واحد کیلئے فعل واحد لایا جائے گا جیسے زید ضرب اور فاعل تشبیہ کیلئے فعل تشبیہ لایا جائے گا جیسے
 الزیدان ضربا اور فاعل جمع کیلئے فعل جمع لایا جائے گا جیسے الزیدون ضربوا اور فاعل موصوف ہو اور موصوف حقیقی وہ ہے جس کیلئے مقابلہ
 میں کوئی جاندار نہ ہو تو فعل کو ہمیشہ موصوف ہی لایا جائے گا اگر فعل اور فاعل کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو جیسے قامت ہند اگر تو فاصلہ
 لائے تو تجھے فعل کے مذکر اور موصوف لانے میں اختیار ہے جیسے ضرب الیوم ہند اگر تو چاہے تو ضربت الیوم ہند کہے اسی طرح فاعل
 موصوف غیر حقیقی کا حکم ہے جیسے طلعت الشمس اگر تو چاہے تو کہے طلعت الشمس یہ اس وقت ہے جبکہ فعل اسم ظاہر کی طرف منہ ہو اگر فعل
 کی است ضمیر کی طرف کی گئی ہو تو فعل کو ہمیشہ موصوف لایا جائے گا جیسے الشمس طلعت اور جمع مکسر موصوف غیر حقیقی کی طرح ہے فعل کو
 مذکر اور موصوف لانے میں تو کہے قام الرجال اگر تو چاہے تو کہے قامت الرجال اور الرجال قامت اور جائز ہے الرجال قاموا کہنا بھی
 اور فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے جبکہ دونوں اسم مقصورہ ہوں اور تو التباس کا خوف کرے جیسے ضرب موسیٰ عیسیٰ اور جائز ہے
 مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا اگر التباس کا خوف نہ ہو جیسے اکل الکثری عیسیٰ اور ضرب عمر زید اور فعل کا حذف کرنا جائز ہے جبکہ قرینہ
 موجود ہو جیسے زید اس شخص کے جواب میں جس نے کہا من ضرب اور اس طرح جائز فعل اور فاعل دونوں کو اکٹھا حذف کر دینا جیسے

نہ اس میں جس کے جواب میں جس نے کہا اقام نہ۔
اور بعض دفعہ فاعل کو حذف کر دیا جائے اور مفعول کو اس کے قائم مقام بنادیا جاتا ہے اور اس کا نام نائب فاعل رکھا جاتا ہے
جیسے ضرب زید اور یہ مرفوعات کی دوسری قسم ہے۔

فاعل کی تعریف

وہ اسم جس سے پہلے کوئی فعل یا شبہ فعل اسم فاعل، اسم مفعول، مفت مشبہ، اسم تفضیل یا مصدر آ جائے اور وہ فعل یا شبہ فعل اس
اسم کے ساتھ قائم ہو۔ جس طرح جَاءَ زَيْدٌ، زَيْدٌ ضَارِبٌ آهُوهُ، شَرِبَ الْوَلَدُ اللَّبَنَ .
إِذْ قَالَ اللَّهُ (55) سُوْرَةُ آلِ عِمْرَانَ قَالَ رَجُلَانِ 23 سُوْرَةُ الْمَالِدَةِ وَجَاءَ الْمُعَذَّرُونَ 90 سُوْرَةُ التَّوْبَةِ
يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (6) سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِينَ،

فاعل کی اقسام

بعض اوقات فاعل لفظاً مجرور ہوتا ہے مگر محلاً وہ مرفوع ہی کہلائے گا۔ جس طرح: تَكْفَى بِاللهِ شَيْئِدَاً۔ اس میں لفظ "الله"
فاعل ہے جو لفظی طور پر مجرور ہے لیکن محل کے اعتبار سے مرفوع ہے۔

جملہ فعلیہ کی تعریف

وہ جملہ جو فعل اور فاعل سے مرکب ہو۔ جس طرح: جَاءَ زَيْدٌ۔ فائدہ: فعل کو "مسند" اور فاعل کو "مسند الیہ" کہتے ہیں۔ ہر فعل
چاہے لازم ہو یا متعدی اپنے فاعل کو رفع دیتا ہوا اور متعدی ہو تو فاعل کو رفع دینے کے ساتھ ساتھ مفعول بہ کو نصب بھی دیتا ہے۔
جس طرح: ضرب زید عمراً

فاعل کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے۔ جس طرح: لَمَعَ الْبُرْقُ فِي الْبُرْقِ اسے "منظہر" بھی کہتے ہیں۔ کبھی اسم ضمیر ہوتا ہے خواہ
بارز ہو یا مستتر۔ جس طرح: ضَرَبْتُ فِي ضَمِيرٍ بَارِزٍ فاعل ہے اور زَيْدٌ ضَرَبْتُ میں ہو ضمیر مستتر فاعل ہے، اسے "مضمر" بھی کہتے
ہیں۔ اور کبھی فاعل مصدر کی تاویل میں ہوتا ہے۔ جس طرح: اَعْجَبْنِي اَنْ تَجْتَهِدَ۔ جَاءَ الْيَوْمَ قَاطِمَةُ،

اس میں اَنْ تَجْتَهِدَ مصدر کی تاویل میں ہو کر فاعل واقع ہو رہا ہے۔ اسی طرح بَلَّغْنِي اَنْكَ عَالِمٌ۔ اس میں اَنْ حرف مشبہ
بافعل اپنے اسم اور خبر کے ساتھ مل کر فاعل بن رہا ہے۔ فعل کی فاعل کے ساتھ مطابقت کا بیان درج ذیل صورتوں میں فعل کو مذکر
لانا واجب ہے:- جب فعل مذکر ہو۔ جس طرح: جَلَسَ وَلَدٌ۔ جب فاعل مؤنث حقیقی ہو لیکن فعل اور فاعل کے درمیان اِلَّا کا
فاصلہ آ جائے جس طرح: مَا نَصَرَ اِلَّا قَاطِمَةُ۔ درج ذیل صورتوں میں فعل کو مؤنث لانا واجب ہے:- جب فاعل مؤنث حقیقی
ہو اور فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ جس طرح: قَالَتْ امْرَاَةٌ۔ جب فاعل ضمیر ہو اور مؤنث حقیقی یا غیر حقیقی کی طرف
لوٹ رہی ہو۔ جس طرح: هِنْدٌ قَامَتْ، اور الشَّمْسُ طَلَعَتْ۔

درج ذیل صورتوں میں فعل کو مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے:-

جب فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل وقاعل کے درمیان الہ کے علاوہ کسی اور کلمے سے فاصلہ آجائے۔ جس طرح: **جَسَاءَتْ** **النَّوْمَ فَاطِمَةُ**۔

جب فاعل مؤنث معنوی ہو۔ جس طرح: **طَلَعَ الشَّمْسُ** اور **طَلَعَتِ الشَّمْسُ**۔

جب فاعل جمع مکسر ہو۔ جس طرح: **جَاءَ الرُّجَالُ** اور **جَاءَتِ الرُّجَالُ**۔

جب فاعل ضمیر ہو اور اس کا مرجع مذکر عاقل کی جمع مکسر ہو۔ جس طرح: **الرُّجَالُ ذَقِبْنَ** اور **الرُّجَالُ ذَقِبُوا**۔ **مَعْبِيہ**: اس صورت میں فعل واحد مؤنث بھی آسکتا ہے۔ جس طرح: **الرُّجَالُ ذَقِبَتْ**۔ جب فاعل اسم جمع ہو۔ جس طرح: **جَاءَ الْقَوْمُ** اور **جَاءَتِ الْقَوْمُ**۔

اختیار:

اجزاء کلام کی ترتیب میں اصل یہ ہے کہ پہلے فعل آئے پھر فاعل اور اس کے بعد مفعول آئے۔ جس طرح: **أَتَكَلَّمْتُ الْخُبْرَ**۔

مگر کبھی مفعول کو جواز آیا و جو با فاعل پر مقدم کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح: **أَتَكَلَّمْتُ عَنْهُمْ وَأَزِيدُ**۔ **وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النَّذْرُ ۖ ۴۱ سُوْرَةُ الْقَمَرِ ۖ وَوَجَّوْنَا نَحْرَ شَعَلَاتِ أَمْوَالِنَا ۖ ۱۱ سُوْرَةُ النِّحْلِ ۖ وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ ۖ ۱۲۴ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ**۔

اور کبھی فعل پر بھی مقدم کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح: **زَيْدٌ أَكَلَتْ** پر فاعل کی تقدیم جائز نہیں۔ **فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ۖ ۷۰ سُوْرَةُ الْعَانَةِ**۔

درج ذیل صورتوں میں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا ضروری ہے

جب فاعل ضمیر مرفوع متصل ہو۔ جس طرح: **أَتَكَلَّمْتُ خُبْرًا**۔ جب فاعل اور مفعول میں اعراب اور قرینہ دونوں منہمی ہوں جو ان میں سے کسی ایک کے فاعل اور ایک کے مفعول ہونے پر دلالت کرے۔ جس طرح: **سَلَّمَ مُوسَىٰ عِيسَى**۔

قرینہ وہ چیز کہلاتی ہے جو بغیر وضع کے کسی شے پر دلالت کرے۔ جس طرح: **أَكَلْتُ الْكُمَثْرَىٰ بَنِي**۔ میں الْكُمَثْرَىٰ كُ ا از قبیل ماکول اور تَخِي کا از قبیل اکل ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تَخِي فاعل ہے اور الْكُمَثْرَىٰ مفعول ہے۔ اسی طرح صورت **الْفَتَىٰ الْمُجَلْنَىٰ**۔ میں فعل کا مؤنث ہونا اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ فاعل الْمُجَلْنَىٰ ہے اور مفعول الْفَتَىٰ ہے۔ یہی مثال میں قرینہ معنویہ ہے اور

یہاں مُوسَىٰ کو فاعل بنانا واجب ہے۔ جب مفعول اِنَّا کے بعد واقع ہو رہا ہو۔ جس طرح: **عَا كَلَّ زَيْدًا**۔

درج ذیل صورتوں میں مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا ضروری ہے

ب۔ مفعول ضمیر منصوب متصل ہو اور فاعل اسم ظاہر ہو۔ جس طرح: جَاءَ كُمْ رَسُولٌ۔ جب فاعل اُن کے بعد واقع ہوگا۔ اس طرح: مَا لَطَفَ إِلَّا ذَهَابَ إِلَّا الْوَلَدُ۔

ب۔ فاعل کے ساتھ ایسی ضمیر متصل ہو جو مفعول کی طرف راجع ہو۔ جس طرح: ضَرَبَ لِحْصًا وَلَيْقَهُ۔ فائدہ: جب فاعل یا مفعول میں سے کسی کو جو ہر مقدم کرنے کی صورتوں میں سے کوئی بھی صورت نہ پائی جائے تو ان دونوں میں قدیم و تاخیر جائز ہے۔ جس طرح: رَأَى زَيْدٌ الْجَامُوسَ يَأْرَى الْجَامُوسَ زَيْدًا، أَكَلَ يَنْحِي الكُمَثَرَى يَأْكُلُ الكُمَثَرَى يَنْحِي، ضَرَبَتِ الحُبْلَى الْفَتَى يَأْضَرِبُ الْفَتَى الْحُبْلَى۔

فعل، فاعل اور مفعول کا حذف

جب حذف فعل پر کوئی قرینہ ایسا امر جو فعل محذوف پر دلالت کرے پایا جائے تو فعل کو حذف کرنا جائز ہے۔ جس طرح کوئی سوال کرے: مَنْ جَاءَ؟ اور اس کے جواب میں صرف: زَيْدٌ کہا جائے تو اس سے پہلے جَاءَ فعل محذوف ہوگا اور زَيْدٌ اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔ اور فعل محذوف پر قرینہ سوال ہوگا؛ کیونکہ جو چیز سوال میں مذکور ہوتی ہے وہ جواب میں بھی ملحوظ ہوتی ہے۔ اگر فاعل ایسے کلمہ کے بعد آجائے جو صرف فعلوں پر داخل ہوتے ہیں تو فعل کا حذف کرنا واجب ہے۔ جس طرح آیت کریمہ: وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ

یہاں أَحَدٌ سے پہلے اسْتَجَارَكَ فعل محذوف ہے جس کی تفسیر بعد والا اسْتَجَارَكَ کر رہا ہے۔ جب سوال کے جواب میں صرف نَعَمْ یا بَلَىٰ کہا جائے تو سوال میں جو فعل، فاعل اور مفعول مذکور ہوں گے سب محذوف مانے جائیں گے۔ جس طرح: أَيْقَظَ زَيْدٌ بَكْرًا لِّلصَّلَاةِ الْفَجْرِ؟ کے جواب میں نَعَمْ یا بَلَىٰ کہا تو فعل، فاعل اور مفعول تینوں محذوف ہوں گے۔

چند ترکیبی قواعد نحویہ کا بیان

بذریعہ عطف ایک فعل کے کئی فاعل ہو سکتے ہیں۔ جس طرح: جَاءَ زَيْدٌ وَبَكْرٌ وَخَالِدٌ۔ میں جَاءَ فعل، زَيْدٌ معطوف حبیب، وَادَّعَا طِفْلٌ، بَكْرٌ معطوف اول، وَادَّعَا طِفْلٌ، خَالِدٌ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔ فعل کا فاعل کبھی مفرد ہوتا ہے اور کبھی مرکب تو صیغی و اضافی وغیرہ۔ جس طرح: جَاءَ زَيْدٌ میں جَاءَ فعل، زَيْدٌ فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

جَاءَ طَعَامٌ زَيْدٌ میں جَاءَ فعل طَعَامٌ مضاف، زَيْدٌ مضاف الیہ دونوں ملکر مرکب اضافی ہو کر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ جَاءَ اس سے مراد حروف تخصیض اور کلمات شرط و جزاء ہیں۔ جس طرح: هَلَّا، أَلَّا، لَوْ مَا اور إِنْ، لَوْ وغیرہ۔

رَجُلٌ عَالِمٌ میں جَاءَ فعل، رَجُلٌ موصوف، عَالِمٌ صفت، دونوں ملکر مرکب توصیفی ہو کر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

سبق پندرہم فی التنازع

دو افعال کے تنازع کی چار صورتوں کا بیان

اذا تنازع الفعلان فی اسم ظاهر بعد ہما ای اراد کل واحد من الفعلین ان يعمل فی ذلک الاسم
فیہذا انما یکون علی اربعة اقسام ،

الاول ، ان يتنازعا فی الفاعلية ، فقط ، نحو ضربنی واکرمنی زید ، والثانی ، ان يتنازعا فی
المفعولية فقط ، نحو ضربت واکرمت زیدا ، الثالث ان يتنازعا فی الفاعلية والمفعولية ، ویقتضی
الاول الفاعل والثانی لمفعول نحو ضربی واکرمت زیدا ، الرابع عکسہ نحو ضربت واکرمنی زید

ترجمہ

جب دو افعال میں باہم اسم ظاہر کے بارے میں جھگڑا ہو جائے اور ان میں سے ہر ایک فعل بعد میں آنے والے اسم ظاہر میں
عمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ تو اس کی چار صورتیں بنتی ہیں۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ دونوں افعال فاعلیت میں تنازع رکھتا ہے۔ جیسے ضربنی واکرمنی زید۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں افعال صرف مفعولیت میں تنازع کرنے والا ہیں۔ جیسے ضربت واکرمت زیدا۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ پہلا فاعل کا تقاضہ کرتا ہے جبکہ دوسرا مفعول کا تقاضہ کرنے والا ہے جیسے ضربنی واکرمت زیدا۔

(۴) چوتھی صورت یہ ہے کہ پہلا مفعول کا تقاضہ کرنے والا ہے جبکہ دوسرا فاعل کا تقاضہ کرنے والا ہے۔ جیسے ضربت واکرمنی

زید۔

واعلم ، ان فی جمیع هذه الاقسام یجوز اعمال الفعل الاول واعمال الفعل الثانی خلافا للفرء
فی الصورة الاولى والثالثة ، ان يعمل الثانی اور دلیلہ لزومہ احد الامرین اما حذف الفاعل
والاضمار قبل الذکر وکلاهما محظوران و هذه الجواز واما الاختیار ففيہ خلاف البصریین فانهم
یختارون اعمال الفعل الثانی للقرب والجوار والکوفیون یختارون اعمال الفعل الاول مراعاة
للتقدم والاستحقاق فان عملت الثانی ، فانظر ان کان الفعل الاول یقتضی الفاعل اضمرتہ فی
الاول کما تقول فی المتوافقین ، ضربنی واکرمنی زید ، ضربانی واکرمنی زیدان وضربونی
واکرمنی زیدون ، وفی المتخالفین ، ضربنی واکرمت زیدا ، ضربانی واکرمت الزیدین ، وضربونی

واكرمت الزيدين، وان كان الفعل الاول يقتضى المفعول ولم يكن الفعل من افعال القلوب حذفت
المفعول من الفعل كما تقول فى المتوافقين ضربت واكرمت زيداً، وضربت واكرمت الزيدين،
وضربت واكرمت الزيدون، وفى المتخالفين ضربت واكرمنى زيد، وضربت واكرمنى الزيدان،
وضربت واكرمت الزيدون،

ترجمہ

یاد رہے ان تمام صورتوں پہلے فعل کو مکمل دینا اور دوسرے فعل مکمل دینا یہ جائز ہے۔ جبکہ امام فراء نے اختلاف کیا ہے ان کے
زودیک جب پہلی اور تیسری صورت میں مکمل دیا جائے دوسرے فعل کو تو اس دلیل کے مطابق دو کاموں میں سے ایک کام کا ہونا
لازم ہے۔ فاعل کا حذف لازم آئے گا یا پھر اضمار قبل الذکر لازم آئے گا اور یہ دونوں منع ہیں۔ اور ان کا یہ اختلاف جوازی ہے۔
علمائے نحوات بصرہ کا اختلاف اس میں مختار ہے کیونکہ وہ دوسرے فعل کو مکمل دینا اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ پڑوسی ہونے اور
قریب ہونے کو اختیار کرتے ہیں۔

علمائے نحوات کوفہ پہلے فعل کو مکمل دیتے ہیں۔ پس وہ مقدم ہونے اور حقدار ہونے کی رعایت کرتے ہیں۔
پس جب تو دوسرے فعل کو مکمل دے تو دیکھ اگر فعل اول فاعل کا تقاضہ کرتا ہے تو فعل اول میں فاعل کی ضمیر لیکر آ جا۔ جس طرح تو
متوافقین میں کہے گا۔ ”ضربنى واكرمنى زيد، ضربانى واكرمنى زيدان وضربونى واكرمنى زيدون“ اور
متخالفین میں کہے گا۔ ”ضربنى واكرمت زيداً، ضربانى واكرمت الزيدين، وضربونى واكرمت الزيدون“
اور جب فعل اول مفعول کا تقاضہ کرتا ہے اور وہ دونوں افعال، افعال قلوب میں ہیں تو مفعول کو حذف سمجھ لے۔ پہلے فعل سے
جس طرح تو متوافقین میں کہے ”ضربت واكرمت زيداً، وضربت واكرمت الزيدين، وضربت واكرمت الزيدون“
اور متخالفین میں تو کہے ”ضربت واكرمنى زيد، وضربت واكرمنى الزيدان، وضربت واكرمت الزيدون“

متنازع افعال کے افعال قلوب سے ہونے کا بیان

وان كان الفعلان من افعال القلوب يجب اظهار المفعول للفعل الاول كما تقول حسبنى منطلقاً
وحسبت زيداً منطلقاً، اذ لا يجوز حذف المفعول من افعال القلوب و اضمار المفعول قبل الذكر
هذا هو مذهب البصريين،

واما ان اعملت الفعل الاول على مذهب الكوفيين فانظر ان كان الفعل الثانى يقتضى الفاعل
اضمرت الفاعل فى الفعل الثانى كما تقول فى المتوافقين ضربنى واكرمنى زيد، ضربنى واكرمانى
الزيدان، ضربنى واكرمونى الزيدون، وفى المتخالفين ضربت واكرمنى زيداً وضربت واكرمانى

الزیدان، ضربت واکرمونی الزیدون، وان كان العمل الثانی یقتضی المفعول ولم یکن الفعلان من
الضمان المطلوب جاز لیه الوجهان حذف المفعول والاضمار والثانی هو المختار لیکون المفعول
مطابقاً للمراد،

اما الحذف فکما نقول فی المتوائقین ضربت واکرمت زیدا، ضربت واکرمت الزیدین
، ضربت واکرمت الزیدین، وفی المتخالفین ضربنی واکرمت زیدا، ضربنی واکرمت الزیدان
، ضربنی واکرمت الزیدون،
واما الاضمار کما نقول فی المتوائقین ضربت واکرمته زیدا، ضربت واکرمتهما الزیدین
، ضربت واکرمتهما الزیدین، وفی المتخالفین ضربنی واکرمته زید وضربنی واکرمتهما الزیدان
وضربنی واکرمتهما الزیدون،

ترجمہ

جب دونوں افعال، افعال قلوب میں سے ہیں۔ تو پہلے کیلئے مفعول کو ظاہر کرنا لازم ہے۔ جس طرح تو کہے "حسبى منطلقاً
وحسب زيدا منطلقاً" کیونکہ افعال قلوب کے مفعول کو حذف کرنا جائز نہیں ہے اور اضمار قبل الذکر بھی جائز نہیں ہے۔ اور
علمائے بصرہ کا مذہب ہے۔

علمائے نحوات کوفہ کے مذہب کے مطابق جب تو پہلے فعل کو عمل دیتا ہے تو دیکھ کہ اگر دوسرا فعل فاعل کا تقاضہ کرتا ہے تو فعل ثانی
کے اندر ضمیر لیکر آ جا جس طرح متوائقین میں کہنے والا ہوگا۔ "ضربنی واکرمنی زید، ضربنی واکرمانی الزیدان
، ضربنی واکرمونی الزیدون" اور متخالفین میں کہنے والا ہوگا "ضربت واکرمنی زیدا وضربت واکرمانی
الزیدان، ضربت واکرمونی الزیدون"،

اور جب فعل ثانی مفعول کا تقاضہ کرتا ہے اور وہ دونوں افعال بھی افعال قلوب میں سے نہیں ہیں۔ تو اس میں دو وجوہات جائز
ہیں۔ (۱) مفعول کو حذف کرنا ہے (۲) ضمیر کو لیکر آ جانا ہے۔ مختار دوسری صورت ہے۔ تاکہ تلفظ کردہ معنی کے مطابق ہو جائے۔
تو حذف کی صورت میں تو متوائقین میں کہے گا۔ "ضربت واکرمت زیدا، ضربت واکرمت الزیدین، ضربت
واکرمت الزیدین" اور متخالفین میں تو کہے گا۔ "ضربنی واکرمت زیدا، ضربنی واکرمت الزیدان، ضربنی
واکرمت الزیدون"،

اور جب تو ضمیر لیکر آ جائے تو متوائقین میں تو کہے گا "ضربت واکرمته زیدا، ضربت واکرمتهما الزیدین، ضربت
واکرمتهما الزیدین"، اور متخالفین میں تو کہے گا "ضربنی واکرمته زید وضربنی واکرمتهما الزیدان وضربنی

راکو معلوم الیہدون

افعال قلوب میں ایک مفعول پر اقتصار کے عدم جواز کا بیان

واما اذا كان الفعلان من افعال القلوب فلا بد من اظهار المفعول كما نقول حسبنی وحسبتهما منطلقین الزیدان منطلقا، وذلك لان حسبنی وحسبتهما تنازعا فی منطلقا، واعملت الاول وهو حسبنی واظهرت المفعول فی الثانی، فان حذفنا منطلقین وقلت حسبنی وحسبتهما الزیدان منطلقا، يلزم الاقتصار علی احد المفعولین فی افعال القلوب وهو غیر جائز، وان اضمرت فلا یخلو من ان تضمر مفردا ونقول حسبنی وحسبتهما ایاه الزیدان منطلقا وحینئذ لا یكون المفعول الثانی مطابقا للمفعول الاول، وهو هما فی قولك حسبتهما ولا یجوز ذلك او ان اضمر متنی ونقول حسبنی وحسبتهما ایاهما الزیدان منطلقا وحینئذ يلزم عود الضمیر المتنی الی اللفظ المفرد وهو منطلقا الذی وقع فیہ التنازع وهذا ایضا لا یجوز واذا لم یجز الحذف الاضمار كما عرفت وجب الاظهار .

ترجمہ

اور جب دونوں افعال بھی افعال قلوب سے ہیں۔ تو مفعول کا ظاہر کرنا لازم ہے۔ الفاظ میں تو کہے گا ”حسبنی وحسبتهما منطلقین الزیدان منطلقا“ کیونکہ حسبنی اور حسبتهما ان دونوں نے منطلقا میں تنازع پیدا کیا ہے۔ اور تو نے فعل اول کو عمل دیا ہے۔ اور وہ حسبنی ہے۔ اور دوسرے فعل میں تو نے مفعول کو ظاہر کر دیا ہے۔ لہذا جب تو منطلقین کو حذف کر دے اور اس طرح کہے ”حسبنی وحسبتهما الزیدان منطلقا“ تو اب افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے کسی ایک مفعول پر اقتصار کرنا لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے۔ اور جب تو ضمیر لائے تو یہ معاملہ اس سے بچر نہ ہوگا کہ وہ ضمیر مفرد سے لائے اور کہے ”حسبنی وحسبتهما ایاه الزیدان منطلقا“ تو اس صورت میں دوسرا مفعول پہلے کے مطابق نہ ہوگا اور وہ مما ہے۔ تمہارے اس قول حسبتهما میں اور یہ بھی جائز نہیں ہے۔ اور جب تو حثنیہ کی ضمیر لائے اور اس طرح کہے ”حسبنی وحسبتهما ایاهما الزیدان منطلقا“

تو اب حثنیہ کی ضمیر کا مرجع مفرد لازم آئے گا اور وہ مطلقا ہے جس میں تنازع واقع ہوا ہے۔ اور ایسا بھی جائز نہیں ہے اور جب حذف کرنا اور ضمیر لانا یہ دونوں ناجائز ہو گئے ہیں تو پس تمہیں یہ سمجھ آگئی ہے کہ اظہار کرنا واجب ہے۔

تنازع فعلان کے ارکان کا بیان

تنازع فعلان کے دو ارکان ہیں۔ دونوں فعل یا ان کے مشابہ جو اپنے عاملین میں تنازع کرتے ہوں۔ ۲۔ دوسرا رکن وہ معمول

جو تنازع فیہ ہے یعنی جس میں تنازع فعلان یا مشابہ واقع ہوا ہے۔ ان دونوں ارکانوں میں سے ہر ایک کیلئے عام شرائط ہیں۔ ان شرائط کی تعداد جمہور علمائے نہات کے نزدیک چار ہے۔

تنازع فعلان میں پہلی شرط کا بیان

پہلی شرط یہ ہے کہ دونوں عالموں کے درمیان ربط ہونا چاہیے بغیر ربط جائز نہ ہوگا جس طرح تو کہے "کَسَمَ قَعْدَ أَخُوکَ" کیونکہ یہاں دونوں الحال کے درمیان ربط کوئی نہیں ہے۔ اور یہ ربط دونوں عالموں کے درمیان تین اشیاء میں سے کسی ایک سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(۱) پہلا رابطہ یہ ہے کہ دوسرے عالم کا پہلے عالم پر حرف عطف میں سے کسی حرف کے ذریعے عطف ڈالنا ہے۔ "کَسَمَ وَ قَعْدَ أَخُوکَ"

(۲) دوسرا رابطہ یہ ہے کہ ان دونوں عالموں میں سے پہلا دوسرے کیلئے عالم ہو جیسے "وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَسَا ظَنُّنَا أَن لَّنْ يَسْعَ اللَّهُ أَحَدًا الْجَن 7 پ س اس میں یہ دونوں یعنی ظنوا و ظننم اور ان کا معمول ان لَّنْ يَسْعَ اللَّهُ أَحَدًا کما ظننم

پس یہاں چار مجرور مصدر کیلئے صفت واقع ہوا ہے جو مفعول مطلق نامہ ہے۔ اور تقدیری عبارت ظنوا ظننا مما لا لظنکم ان لا یسْعَ اللَّهُ أَحَدًا۔

(۳) تیسرا رابطہ یہ ہے کہ دوسرا عالم پہلے عالم کیلئے بہ طور جواب ہوا اگرچہ یہ معنوی طور پر جیسے "يُسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ النِّسَاء 176" را اگرچہ منافی طور پر ہو۔ جیسے، قَالَ أَتُونِي الْفِرْعَ عَلَيْهِ قَطْرًا الْكَهْف 28

تنازع فعلان میں دوسری شرط کا بیان

جمہور نہات کے نزدیک جب معمول دونوں عالموں پر مقدم ہو تو ان میں کوئی تنازع نہیں ہے۔ جیسے زَيْدٌ قَامَ وَقَعْدَ، جبکہ اس کہنا درست نہ ہوگا۔ زَيْدًا لَقِيْتُ وَ انْكَرَفْتُ،

بعض مغاز بہ نے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ "بِالْمُؤْمِنِينَ رَءَوْفٌ رَّحِيمٌ التَّوْبَة : 128" سے استدلال کرتے ہوئے عالم پر معمول کے تقدم کو جائز قرار دیا ہے۔

علامہ ازہری نے اس کو رد کر دیا ہے وہ اس کو حجت نہیں مانتے کیونکہ دوسرا عالم نہیں آیا بلکہ وہ پہلے کو مکمل کرنے کیلئے ہے اور معمول ثانی کا حذف معمول اول پر دلالت کرتا ہے۔

تنازع فعلان میں تیسری شرط کا بیان

تیسری شرط یہ ہے کہ دونوں عالموں میں سے ہر ایک معمول کو لفظی و معنوی فساد کے بغیر متوجہ کرنے والا ہو تو اس وقت بھی ان

میں کوئی تنازع نہ ہوگا۔ جیسے یہ آیت مہار کہ ہے۔ **وَاللّٰهُ عَمَّا يُكْذِبُ سَوِيَّةٌ عَلَى الْكُفْرِ قَطْعًا** الجن، ۴ کیونکہ احتمال ہے کہ کان کا عمل ضمیر شان میں ہے۔ لہذا وہ مسہبہا کی جانب متوجہ نہ ہوگا۔ جبکہ مثال میں جواز تنازع فعلان ہے اور یہ ظاہر ہے۔

تنازع فعلان میں چوتھی شرط کا بیان

چوتھی شرط یہ ہے کہ دونوں عامل ذکر کیے گئے ہوں پس دونوں محذوف عاملوں کے درمیان کوئی تنازع نہ ہوگا جس زید ہے معمول ہے جبکہ یہ اس شخص کے جواب میں بولا جائے جو کہے "من ضربت واکرمت" علامہ ودائی نے کہا ہے کہ زید اس مثال میں تنازع نہیں ہے کیونکہ جواب سوال کے طریقے پر ہے اور "ضربت واکرمت" ان دونوں تنازع نہ ہوگا کیونکہ ان سے مقدم "من" لہذا پہلے کو مل دیں گے۔ اور دوسرے کے عمل میں ضمیر محذوف ہو گی اور یہ اس طرح ہو جائے گا۔ "ضربت زیداً، واکرمت زیداً"

تنازع فعلان کے عاملوں کی مختلف جہات کا بیان

۱۔ دونوں عامل فعل ہوں۔ جیسے "كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ الْبَقَرَةُ 60: قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّي عَلَيْكُمْ الْأَنْعَامَ 151: أَتُونِي أَقْرِغْ عَلَيْهِ قَطْرًا الْكَهْفُ 96:"

۲۔ دونوں عامل اسم تفضیل ہوں جیسے زید احبط الناس و اجمعهم للعلم

۳۔ دونوں عامل صفت مشبہ ہوں جیسے "وَإِنْ أَقْرَبُ أَقْرَبُ أَمْ يَحْتَدِ مَا تَوْعَلُونَ الْأَنْبِيَاءُ ۱۰۹۰"

۴۔ دونوں عامل مصدر ہوں جیسے "وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ الْبَقَرَةُ 36: وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ،

یا تمین مصادر ہوں، جیسے "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ النحل 89:"

۵۔ جب دونوں عامل مختلف ہوں تو اس کی چند صورتیں ہیں۔ جب ایک فعل ہو اور دوسرا اسم فعل ہو، جیسے "هَلَلُوا الْقُرْآنَ وَاجْتَمِعُوا الْعَاقِلَةُ 19:" یا ان میں سے ایک فعل ہو اور دوسرا اسم فاعل ہو جیسے "فَتَأْتِيهِ الْمَلَائِكَةُ وَمِنْ قَائِمٍ يَخْلُقُ فِي الْمَنَارِ آلِ عِمْرَانَ 39:" یا ان میں سے ایک فعل ہو اور دوسرا مصدر ہو جیسے "مُبَاحَةٌ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ النحل 1:" یا تنازع فعل اور مصدر ہوں جیسے "فَأَقْرَيْتَا بِهِمَا الْقَبْلَةَ وَالْبَيْتَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ"

المائدہ، ۱۳

تنازع فعلان کے عاملین میں اعتناء کا بیان

تنازع فعلان کے عاملین کیلئے شرط ہے کہ وہ فعل ہوں یا مشابہ فعل ہوں۔ کیونکہ دو حروف کے درمیان کوئی تنازع واقع نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح دو ایسے عاملوں کے درمیان بھی تنازع واقع نہیں ہوتا جو جامد ہوں۔

عالمین کو عمل دینے میں علمائے نجات کے اتفاق کا بیان

تمام علمائے بصرہ و کوفہ اور جمہور نجات کے نزدیک دونوں عالموں میں سے جس کو چاہیں عمل دینا جائز ہے۔ جبکہ مختار طور پر عمل دینے میں اختلاف ہے۔ تو اس میں علمائے کوفہ کے نزدیک پہلے عامل کو عمل دینا جبکہ علمائے بصرہ کے نزدیک دوسرے عامل کو عمل دینا اولیٰ ہے۔

علمائے نجات کوفہ کی دلیل یہ ہے کہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے پہلے عامل کو عمل دینا چاہے کیونکہ ان کے نزدیک کلام عرب میں کثیر مقامات پر فعل اول کو عمل دیا گیا ہے۔ جیسے امرء القیس کا یہ شعر ہے: **فَلَسَوْا أَنْ مَا أَسْعَى لَا ذَنْبِي مَعِيشَةٍ كَفَّائِي وَكَمْ أَطْلُبُ، قَلِيلٌ مِنَ الْمَالِ** ”

یہاں پہلے فعل کو عمل دیا گیا ہے کیونکہ اگر دوسرے فعل کو عامل بنایا جاتا تو لفظ قلیل یہ منصوب ہو جاتا تھا۔ علمائے نجات بصرہ کے نزدیک مختار دوسرے فعل کو عامل بنایا جائے گا۔ اور نقلی دلیل یہ ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **آتُونِي أَفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا الْكَهْفُ : 96**، فاعمل الفعل الثانی و هو افرغ، و لو اعمل الفعل الاول لقال افرغه عليه، و قال ايضا هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَةَ الْحَاقَّةِ 19: فاعمل الثانی و هو اقرءوا، و لو اعمل الاول لقال: اقرءوا، و قال الفرزدق (65):

بَنُو عَدِيٍّ خَمْسٍ مِنْ مَنَافٍ وَهَاجِمٍ وَلَكِنْ نَفْطًا لَوْ سَبَّحْتُ وَمَتَّيْنِ

فاعمل الثانی، و لو اعمل الاول لقال: سببت و متونی بنی عبد خمس بنصب بنی و اظهار الضمیر فی سببی، و قال طغتل القنوی (66):

اور قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ دوسرا فعل اسم معمول کے زیادہ قریب ہے لہذا اس کو عامل بنایا جائے گا۔



القسم الثانی مشغول کما لَمْ یَسْمَعْ لِقَائِهِ

﴿یہ سبق نائب فاعل کے بیان میں ہے﴾

وَهُوَ كُلُّ مَفْعُولٍ حَذَفَ فَاعِلُهُ، وَالْقِيمَ الْمَفْعُولُ مَقَامَهُ وَيُسَمَّى نَائِبَ الْفَاعِلِ، أَيْضاً تَخَوُّ: نُصِرَ زَيْدٌ. وَحُكْمُهُ فِي تَوْحِيدِ فِعْلِهِ، وَتَثْنِيَّتِهِ، وَجَمْعِهِ، وَتَذَكُّيرِهِ، وَتَأْنِيهِ عَلَيْهِ عَلَى قِيَاسٍ مَا عَرَفْتَ فِي الْفَاعِلِ.

ترجمہ

مفعول مالم۔ اسم فاعلہ ہر وہ مفعول ہے جس کے فاعل کو حذف کر دیا گیا ہو اور اس مفعول کو اس کی فاعل کی جگہ قائم مقام کر دیا گیا ہو جیسے ضرب زید اور اس کا حکم اس کے فعل کو واحد اور ثنئیہ اور جمع اور مذکر اور مؤنث لانے میں اسی قیاس پر ہے جیسا تم نے فاعل کی بحث میں پہچان لیا۔

شرح

فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو یعنی فعل کی نسبت مفعول کی طرف کی گئی ہو۔ جیسے ضرب تلمیذ (شاگرد کو مارا گیا)۔ ضروری وضاحت: فعل مجہول فعل لازم سے نہیں بنتا اس لئے کہ فعل مجہول میں فعل کی نسبت مفعول کی طرف ہوتی ہے اور فعل لازم کا مفعول آتا ہی نہیں۔ البتہ اگر فعل لازم سے فعل مجہول بنانا ہو تو فعل کو مجہول ذکر کر کے اس کے بعد ایسا اسم ذکر کر دیا جاتا ہے۔ جس پر حرف جر باء داخل ہو۔ جیسے تکریم بزید۔ فائدہ: جاء اور دخل اگرچہ لازم ہیں مگر متعدی کی طرح بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: جاء رسی زید، دخل زیدن المسجدة۔

فعل مجہول کا عمل کا بیان

فعل مجہول فاعل کے بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے اور اس مفعول بہ کو نائب الفاعل کہتے ہیں۔ جیسے اُكل رمان (انار کھایا گیا)، اور بقیہ اسماء کو نصب دیتا ہے جیسے وُزِعَ الكُتُبَاتُ وَالْعِمَامَاتُ تَوَزِيْعًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْمَسْنُولِ تَالِيْفًا لِّلْقُلُوبِ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا، وَلُفِضِيَ الْأَمْرُ (210) سورة البقرة؛ قَتَلَ الْخَوَاصُّونَ (10) سورة الداريات؛ يُعْرِفُ الْمُجْرِمُونَ (41) سورة الرحمن؛

القسم الثالث (الجزء الثالث) من التمهيد

﴿ یہ سبق مبتداء و خبر کے بیان میں ہے ﴾

وَمَا اسْمَانِ مُجَرَّدَانِ عَنِ الْعَوَائِلِ اللَّفْظِيَّةِ، أَحَدُهُمَا مُسْنَدٌ إِلَيْهِ وَيُسَمَّى الْمُبْتَدَأَ، وَالثَّانِي مُسْنَدٌ بِهِ، وَيُسَمَّى الْخَبَرَ، نَحْوُ زَيْدٍ وَاقِفٌ، وَعَامِلُ الرَّفْعِ فِيهِمَا مَعْنَوِيٌّ، وَهُوَ الْإِبْتِدَاءُ، وَأَصْلُ الْمُبْتَدَأِ أَنْ يَكُونَ مَعْرِفَةً، وَأَصْلُ الْخَبَرِ أَنْ يَكُونَ نِكْرَةً، وَالنِّكْرَةُ إِذَا وُصِفَتْ جَارًا أَنْ تَقَعَ مُبْتَدَأً، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى: وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ، وَكَذَا إِذَا تَخَصَّصَتْ بِوَجْهِ آخَرَ، نَحْوُ: أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ أَمِ امْرَأَةٌ؟ وَمَا أَحَدٌ خَيْرًا مِنْكَ، وَفَرَحَ عَمَّ الْعَائِلَةِ، وَلِي الدَّارِ رَجُلٌ، وَسَلَامٌ عَلَيْكَ، وَإِنْ كَانَ أَحَدُ الْأَسْمَيْنِ مَعْرِفَةً، وَالْآخَرُ نِكْرَةً فَاجْعَلِ الْمَعْرِفَةَ مُبْتَدَأً، وَالنِّكْرَةَ خَبَرًا، كَمَا مَرَّ، وَإِنْ كَانَا مَعْرِفَتَيْنِ فَاجْعَلِ أَيْهَمَهُمَا مُبْتَدَأً وَالْآخَرَ خَبَرًا، مِثْلُ اللَّهِ إِلَهَنَا، وَآدَمُ أَبُونَا، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ نَبِينَا.

وَلَقَدْ يَكُونُ الْخَبَرُ جُمْلَةً اسْمِيَّةً، نَحْوُ زَيْدٍ أَبُوهُ صَانِمٌ، أَوْ فِعْلِيَّةً، نَحْوُ زَيْدٌ قَامَ أَبُوهُ، أَوْ شَرْطِيَّةً، نَحْوُ زَيْدٍ إِنْ جَاءَ بِي فَاتَّكِرْمُهُ، أَوْ ظَرْفِيَّةً، نَحْوُ خَالِدٌ خَلْفَكَ، وَزَيْدٌ فِي الدَّارِ، وَالظَّرْفُ يَتَعَلَّقُ بِجُمْلَةٍ عِنْدَ الْأَكْثَرِ، وَهِيَ: اسْتَقَرَّ، لِأَنَّ الْمُسْتَقَرَّ عَامِلٌ فِي الظَّرْفِ وَالْأَصْلُ فِي الْعَمَلِ الْفِعْلِ، فَقَوْلُكَ زَيْدٌ فِي الدَّارِ تَقْدِيرُهُ زَيْدٌ اسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ.

وَلَا بُدَّ مِنْ ضَمِيرٍ فِي الْجُمْلَةِ لِيَعُودَ إِلَى الْمُبْتَدَأِ، كَالهَاءِ فِي مَا مَرَّ، وَيَجُوزُ حَذْفُهُ عِنْدَ وُجُودِ قَرِينَةٍ، نَحْوُ اللَّبَنُ الْأَرْقِيُّ بِدِرْهَمٍ، وَالْحَنْطَةُ الْكِيلُ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمٍ، أَيْ مِنْهُ. وَقَدْ يَتَقَدَّمُ الْخَبَرُ عَلَى الْمُبْتَدَأِ إِنْ كَانَ ظَرْفًا، نَحْوُ فِي الدَّارِ حَمِيدٌ.

وَيَجُوزُ أَنْ يُؤْتَى لِلْمُبْتَدَأِ الْوَاحِدِ بِأَخْبَارٍ كَثِيرَةٍ نَحْوُ زَيْدٌ فَاضِلٌ، عَالِمٌ عَاقِلٌ.

وَأَعْلَمُ أَنَّ لِلنُّحَاةِ قِسْمًا آخَرَ مِنَ الْمُبْتَدَأِ، لَيْسَ بِمُسْنَدٍ إِلَيْهِ وَهُوَ صِفَةٌ وَلَقَدْ بَعْدَ حَرْفِ النِّفْيِ، نَحْوُ مَا رَاجِعَ زَيْدٌ، أَوْ بَعْدَ حَرْفِ الاسْتِفْهَامِ نَحْوُ الْقَادِمُ خَالِدٌ؟ وَهَلْ قَائِمٌ زَيْدٌ؟ وَشَرْطُهُ أَنْ تَرْفَعَ تِلْكَ الصِّفَةَ اسْمًا ظَاهِرًا بَعْدَهُ، نَحْوُ مَا صَانِمُ الرُّجُلَانِ، وَأَصَانِمُ الرُّجُلَانِ؟ بِخِلَافِ أَصَانِمِ الرُّجُلَانِ؟ فَإِنَّ الْوَصْفَ لَمْ يَرْفَعْ الْأِسْمَ الظَّاهِرَ بَعْدَهُ، وَإِلَّا كَمَا جَارَ تَشْبِيهُهُ صَانِمِ خَبَرٍ مُقَدَّمٍ وَ

الْوَحْلَانِ مُبْتَدَأٌ مَقْلُوعَةٌ

شرح

مبتداء اور خبر وہ اسم ہیں جو مواصل لفظیہ سے خالی ہوتے ہیں ان میں سے ایک مسند الیہ ہوتا ہے اس کا نام مبتداء کہلاتا ہے اور دوسرا مسند بہ ہوتا ہے اس کا نام خبر کہلاتا ہے جیسے زید قائم اور عامل ان دہوں میں معنوی ہوتا ہے اور وہ ابتداء ہے اور مبتداء کی اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو اور خبر کی اصل یہ ہے کہ وہ مکرر ہو اور مکرر کی جب ملت لائی جائے تو جائز ہے کہ وہ مکرر مبتداء واقع ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "وَلَقَبْتَهُ مُلْكًا مِنْ غَمَرٍ مِّنْ مُّشْرِكٍ" اور اسی طرح جب تخصیص کی جائے کسی دوسرے طریقہ سے جیسے ارجل فی الدار امراء اور ما احد غیر منک اور شر اھو ذالاب اور فی الدار رجل اور سلام علیک اور اگر دہوں میں سے ایک معرفہ ہو اور دوسرا مکرر ہو تو معرفہ کو مبتداء بناؤ اور مکرر کو خبر یعنی طور جیسا کہ گزر چکا ہے اور اگر دہوں اسم معرفہ ہوں تو دہوں میں سے جس کو تم چاہو مبتداء بنا لو اور دوسرے کو خبر جیسے اللہ تعالیٰ الھنا محمد نبی آدم ابو الناس اور کبھی خبر جملہ اسمیہ ہوتی ہے جیسے زید یا وہ قائم یا جملہ فعلیہ ہوتی ہے جیسے زید قائم الیہ یا جملہ شرطیہ ہوتی ہے جیسے زید ان جاءنی فاکرت یا ظرفیہ ہوتی ہے جیسے زید خلفک وعمرو فی الدار اور ظرف متعلق ہوتا ہے جملہ اکثر نحو یوں کے نزدیک اور وہ استقرا ہے جیسے تو کہہ دینی الدار اس کی اصل زید استقرانی الدار ہے اور جملہ میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتداء کی طرف راجع ہو کبھی اس ضمیر کو حذف کر دیتے ہیں قرینہ کے پائے جانے کے وقت اور کبھی خبر مبتداء پر مقدم ہوتی ہے اور ایک مبتداء کیلئے اخبار کثیرہ کا ہونا جائز ہے۔

مبتداء و خبر کی تعریف کا بیان

علامہ ابو بکر محمد بن سراج نحوی لکھتے ہیں کہ مبتداء وہ اسم ہے جو مواصل لفظیہ سے خالی ہو اور اس سے کلام تام نہ ہو بلکہ خبر سے کلام مکمل ہوتا ہے جس مبتداء میں بیان کردہ حکم کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (الاصول فی النحو، ج ۱، ص ۵۹، بیروت)

مبتداء اور خبر وہ اسم ہوتے ہیں جو مواصل لفظیہ سے خالی ہوں، ان میں سے ایک مسند الیہ ہوتا ہے جسے مبتداء کا نام دیا جاتا ہے اور دوسرا مسند بہ ہوتا ہے جسے خبر کہا جاتا ہے۔ مثلاً زَيْدٌ قَائِمٌ،

مذکورہ مثال میں زَيْدٌ اور قَائِمٌ دو ایسے اسم ہیں جو مواصل لفظیہ سے خالی ہیں۔ ان میں سے زَيْدٌ مسند الیہ ہے اسی وجہ سے مبتداء ہے اور قَائِمٌ مسند بہ ہے اسی لئے خبر ہے۔ جس کے قائل کو حذف کر کے اس مفعول کو اس قائل کا نائب بنا دیا گیا ہو۔ جس طرح ضَرْبٌ زَيْدٌ مبتداء کی قسم ثانی سے مراد ہر وہ صیغہ مفت ہے جو کی حرف نفی یا استفہام کے بعد واقع ہو اس شرط کے ساتھ کہ وہ صیغہ مفت اسم ظاہر کو رفع دے۔ جس طرح مَا قَاتَمَ الزَّيْدَانِ وَمَا قَاتَمَ الزَّيْدُونَ،

جملہ اسمیہ کی تعریف

وہ جملہ جو مبتداء اور خبر سے مرکب ہو۔ جس طرح: زَيْدٌ عَائِلٌ، زَيْدٌ لَحْصَ الْمَرِيضِ

مبتدا و خبر کے بعض احکام کا بیان

وہ اسم جو مائل لفظ سے خالی ہو اگر مبتدا ہے تو اسے "مبتدا" اور اگر مسند ہو تو اسے "خبر" کہتے ہیں۔ جسے مذکورہ بالا مثالوں میں لفظ زَيْدٌ مَعْدَا جِسْمِہ غَائِلٌ اور لَحْصَہ الثَّوْنِ خبر ہیں۔۔۔ مبتداء اکثر معرفہ اور خبر اکثر مکررہ ہوتی ہے۔ جس طرح: زَيْدٌ غَائِلٌ، کبھی مکررہ مخصوصہ بھی مبتدا بن جاتا ہے۔ جس طرح: يَطْفُلٌ حَبِيبٌ جَمِيلٌ۔ ایک مبتداء کی کئی خبریں بھی ہو سکتی ہیں۔ جس طرح: زَيْدٌ غَائِلٌ لَاحِظٌ صَالِحٌ۔

فعل مضارع اُن کے ساتھ ہو اور اس کے بعد کوئی اسم مکرر آ جائے تو فعل مضارع کو مصدر کی تاویل میں کر کے مبتدا بنائیں گے اور اسم مکرر کو خبر۔ جس طرح: اَنْ تَصُوْمُوْا اَحَبُّ لَكُمْ۔

مبتداء کی خبر کبھی مفرد ہوتی ہے اور کبھی جملہ۔ جس طرح: زَيْدٌ غَائِلٌ، اَلْفِئْدَةُ اَبْنَةُ اَخْتِجَزَ الْعَلَانِيَةِ لِيْنِ مَطَاوِرَ جَانِبِہَا۔

خبر اگر جملہ ہو تو اس میں عائد کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے، یہ عائد عموماً ضمیر ہوتی ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ تہ کیر و تانیث اور افراد و تشبیہ جمع میں مبتدا کے مطابق ہو۔ جس طرح: زَيْدٌ حَسْبٌ، اَلزَّيْنِدَانِ حَسْبَاءُ، اَلزَّيْنِدُونَ حَسْبُوْا، ہُنْدٌ حَسْبَتْ۔

خبر کبھی ظرف یا جار مجرور بھی ہوتی ہے۔ جس طرح: زَيْدٌ فِي الدَّارِ، اَلْكِتَابُ فَوْقَ الثُّوْلَابِ۔ اگر ظرف یا جار مجرور کا حلق مہارت میں لفظاً موجود ہو انہیں "ظرف لغو" اور اگر لفظاً موجود نہ ہو تو انہیں "ظرف مستقر" کہتے ہیں۔ اگر جملے کے شروع میں ظرف یا جار مجرور آ جائیں اور بعد میں اسم آ رہا ہو تو ظرف یا جار مجرور "خبر مقدم" اور اسم "مبتدا مؤخر" کہلائے گا۔ جس طرح: فِي الدَّارِ رَجُلٌ۔

مبتدا و خبر میں مطابقت کی شرائط کا بیان

درج ذیل شرائط کے ساتھ مبتدا و خبر میں تہ کیر و تانیث، وحدت و تشبیہ و جمع کے اعتبار سے مطابقت ضروری ہے:- جب خبر اسم مشتق یا اسم منسوب ہو۔ جس طرح: زَيْدٌ غَائِلٌ، زَيْدٌ مَدَنِيٌّ۔

خبر میں ایسی ضمیر ہو جو مبتدا کی طرف راجع ہو۔ جس طرح مذکورہ مثالوں میں۔ خبر اسم تفضیل مستعمل بہمن نہ ہو۔ خبر ایسا صیغہ نہ ہو جو مؤنث کے ساتھ خاص ہو۔ خبر ایسا صیغہ نہ ہو جو مذکر و مؤنث میں مشترک ہو۔ لہذا درج ذیل صورتوں میں مطابقت ضروری نہیں:- خبر اسم مشتق یا اسم منسوب نہ ہو۔ جس طرح: اَلزَّجَلُ اَسَدٌ، اَلْاَمْرَاةُ اَسَدٌ۔

خبر میں ایسی ضمیر نہ ہو جو مبتدا کی طرف راجع ہو۔ جس طرح: اَلْكِلِمَةُ اِسْمٌ۔ خبر اسم تفضیل مستعمل بسمین ہو۔ جس طرح: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ میں لفظ خیر۔ خبر ایسا صیغہ ہو جو صرف مؤنث کے ساتھ خاص ہو۔ جس طرح: اَلْمَرْأَةُ طَالِقٌ۔

لہر ایسا مید ہو جو نہ کرواؤ نہ میں مشترک و یکساں مشتمل ہو۔ جس طرح: **أَلَا مَرَأَةٌ جَبِينَتْ**۔

تقدیم مبتدا کی وجوہی صورتیں

درج ذیل صورتوں میں مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہے:- جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں۔ جس طرح: **ذُنْبُ الْمُنْطَلِقِ**۔ جب مبتدا خبر دونوں مکرر مخصوصہ ہوں۔ جس طرح: **غَلَامٌ مِّنْ قَامٍ وَجَلِي صَالِحٍ خَيْرٌ مِنْكَ**۔ جب خبر جملہ فعلیہ ہو۔ جس طرح: **قِيْلَ لَمَّا أَهْوَاهُ**۔ جب مبتدا ایسے کلمے پر مشتمل ہو جسے ابتداء کلام میں لانا واجب ہے جس طرح: **مَنْ أَهْوَاكَ؟**

وہ کلمات جن کو مقدم لانا واجب ہے

اسمائے استفہام، جس طرح: **مَنْ أَهْوَاكَ؟**۔ اسمائے شرط۔ جس طرح: **مَنْ جَاءَ فَهَوَ مُكْرَمٌ**۔ جب اسم کسی ایسے لفظ کی طرف مضاف ہو جس کے لیے صدر کلام ضروری ہے۔ جس طرح: **غَلَامٌ مِّنْ قَامٍ؟** کس کا غلام کہرا ہوا؟۔ وہ مبتداء جسے ایسی چیز کے درجے میں اتار دیا گیا ہو جس کے لیے صدر کلام ضروری ہو۔ جس طرح: **الَّذِي يَمِينِي فَلَهُ يَرْهَمُ**۔ اس میں اسم موصول کو شرط کے درجے میں اتارا گیا ہے اور شرط کے لیے صدر کلام ضروری ہوتا ہے۔

ضمیر شان اور ضمیر قصہ

جس طرح: **هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ هِيَ هِنْدٌ عَالِيَةٌ**۔ ما تعجبه۔ جس طرح: **مَا أَحْسَنَ زَيْدًا**۔ وہ مبتداء جس پر لام ابتداء سیہ داخل ہو۔ جس طرح: **لَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ**۔

مبتداء و خبر کے حذف کرنے کا بیان

علامہ عثمان بن جنی موصلی نحوی لکھتے ہیں کہ کبھی کبھی مبتداء کو حذف کر دیتے ہیں۔ اور اسی طرح کبھی کبھی خبر کو بھی حذف کر دیتے ہیں۔ خبر کو حذف کرنے کی مثال یہ ہے کہ جس کسی کہنے والے نے کہا۔ **مَنْ عِنْدَكَ؟** قلت زید، ای، زید عندي، فحذفت عندي وهو الخبر،

اور مبتداء کو حذف کرنے کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے کہا ہے "کیف انت؟ قلت، صالح، ای، انا صالح فحذفت انا وهو المبتداء، قال الله سبحانه طاعة وقول معروف سورت محمد، ۲۱ ای، طاعة وقول معروف امثل من غيرهما، وإن شئت كان التقدير امرنا طاعة وقول معروف۔ ان مثالوں میں واضح ہے کہ بعض اوقات مبتداء اور بعض اوقات خبر کو بھی حذف کر دینا درست ہے۔ (کتاب لمع فی لغت، ص ۲، مکتبہ الاسلامیہ، بیروت)

الفصل فی التسمی بالمشبہ

﴿یہ سبق اسم ان واخوات کے بیان میں ہے﴾

وَمِنْ: اَنَّ، وَكَانَ، وَلَيْتَ، وَلَكِنْ، وَلَعَلَّ، وَتُسَمَّى الحُرُوفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالفِعْلِ.
وَهَذِهِ الحُرُوفُ تَدْخُلُ عَلَى الْمُبْتَدَأِ وَالْخَبَرِ، تَنْصِبُ الْمُبْتَدَأَ، لِيَكُونَ اسْمًا لَهَا تَرْفَعُ الْخَبَرَ،
وَيَكُونُ خَبْرًا لَهَا، نَحْوُ: وَحُكْمُ خَبَرَ اَنَّ لِي كَرِيهِ مُفْرَدًا اَوْ جُمْلَةً، مَعْرِفَةٌ اَوْ لِكْرَهٍ كَحُكْمِ خَبَرَ
الْمُبْتَدَأِ، وَلَا يَجُوزُ تَقْدِيمُهُ عَلَى اسْمِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ ظَرْفًا نَحْوُ اَنَّ لِي الدَّارَ سَعِيدًا.

ترجمہ

ان اور اس کی ہم مثلوں کی خبر کے بیان میں اور ان کے ہم مثل یہ ہیں اَنَّ، كَانَ، لَيْتَ، وَلَكِنْ، وَلَعَلَّ اور لعل پس یہ حروف مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں مبتداء کو نصب دیتے ہیں اور اس کا نام رکھا جاتا ہے اَنَّ کا اسم اور خبر کو رفع دیتے ہیں اور اس کو ان کی خبر کہا جاتا ہے پس ان کی خبر مسند ہوتی ہے اَنَّ کے داخل ہونے کے بعد جس طرح اَنَّ حَسْبُ الدَّارِ اَلْعَالَمِ اور اس کا حکم اس کے مفرد یا جملہ یا معرفہ یا نکرہ ہونے میں مبتداء کی خبر کے حکم کی طرح ہے اور جائز نہیں ان کی خبر کو مقدم کرنا ان کے اسماء پر مگر جبکہ وہ ظرف ہوں اَنَّ لِي الدَّارِ سَعِيدًا جیسے اس لئے کہ ظرف میں توسع کی گنجائش ہوتی ہے۔

شرح

حروف مشبہ بالفعل: وہ حروف جو فعل کے مشابہ ہیں۔ یہ چھ حروف ہیں۔
اَنَّ، اَنَّ، كَانَ، لَيْتَ، وَلَكِنْ، وَلَعَلَّ.

حروف مشبہ بفعل کے استعمال کا بیان

یہ تمام حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، مبتداء کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔ مبتداء کو "حرف مشبہ بالفعل کا اسم" اور خبر کو "حرف مشبہ بالفعل کی خبر" کہتے ہیں۔ جس طرح اَنَّ زَيْنًا زَيْنًا عَالِمًا، اَنَّ لِي الدَّارِ زَيْنًا۔
میں اَنَّ حرف مشبہ بالفعل ہے، زَيْنًا اس کا اسم ہے اور اسی بناء پر منصوب ہے، اور عَالِمًا اَنَّ کی خبر ہے اور اسی بناء پر مرفوع ہے۔
اچونکہ حروف مشبہ بالفعل، تعداد حروف میں، جنی بر فتح ہونے میں، فعل کا معنی دینے میں، نیز دو اسموں پر داخل ہونے میں فعل کی طرح ہوتے ہیں اس لیے انہیں "حروف مشبہ بالفعل" کہتے ہیں۔ اور اسی مشابہت کی بناء پر یہ عمل کرتے ہیں۔

۲ حروف مشبہ بالفعل کے اسم اور خبر کے وہی احکام ہیں جو مبتدا و خبر کے ہیں۔ سوائے اعراب کے؛ کہ مبتدا و خبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں جبکہ حروف مشبہ بالفعل کا اسم منصوب اور ان کی خبر مرفوع ہوتی ہے۔ نیز حروف مشبہ بالفعل کی خبر کو نہ تو خود ان حروف پر مقدم کرنا جائز ہے اور نہ ان کے اسماء پر۔ مگر جب خبر ظرف یا جار کا مجرد ہو تو اسماء پر مقدم ہو سکتی ہے۔ جس طرح:

بعض اوقات ان حروف کے بعد لفظ "ما" بھی آ جاتا ہے جو ان کو عمل سے روک دیتا ہے، نیز اس صورت میں یہ فعلوں پر بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ جس طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے: قُلْ إِنَّمَا يُؤْمِلُ بِإِلْهِكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ اِسے "ما الکلمۃ" کہا جاتا ہے۔

ان حروف کا استعمال کا بیان

اِنْ: بے شک یہ مضمون جملہ کی تاکید اور اسے پختہ کرنے کے لیے لایا جاتا ہے۔ جس طرح: اِنْ زَيْنًا قَائِمًا، بے شک زید کھڑا ہے اسے "حرف تاکید" بھی کہتے ہیں۔

اَنَّ: کہ، بے شک یہ جملے کو مفرد کی تاویل میں کرنے کے لیے لایا جاتا ہے۔ عَلِمْتُ اَنَّ زَيْنًا قَائِمًا میں نے جان لیا کہ زید کھڑا ہے اسے "موصول حرفی" بھی کہتے ہیں۔

فائدہ:

اَنْ اپنے اسم و خبر سے ملکر چونکہ مفرد کی تاویل میں ہوتا ہے اس لیے یہ ترکیب میں اپنے اسم و خبر سے ملکر کبھی قائل، کبھی نائب الفاعل اور کبھی مفعول وغیرہ بنتا ہے۔ جس طرح: بَلَغْنِي اَنَّ زَيْنًا خَاصِرًا، مجھے خبر پہنچی ہے کہ زید شاعر ہے، اُغْلِنَ اَنَّ زَيْنًا، کسی جملے کے مسند کے مصدر کو مسند الیہ کی طرف مضاف کر دینے سے جو معنی حاصل ہوتا ہے اسے "مضمون جملہ" کہتے ہیں۔ جس طرح: زَيْنًا قَائِمًا کا مضمون جملہ ہے قیام زید۔

اگر مسند اسم جامد ہو تو اس کا مصدر جعلی بنا کر اسے مسند الیہ کی طرف مضاف کر دیں گے۔ جس طرح: زَيْنًا بِسَرَّاجٍ کا مضمون جملہ ہے: بِسَرَّاجِيَّةً زَيْنًا زید کا چراغ ہونا فاجح اعلان کر دیا گیا کہ زید کامیاب ہے، طَسْتُ اَنَّ زَيْنًا جَاهِلٌ میرا گمان تھا کہ زید جاہل ہے۔

اَنَّ، گویا کہ یہ ایک شیء کو دوسری شیء کے ساتھ تشبیہ دینے کے لیے لایا جاتا ہے۔ جس طرح: تَكُنَّ زَيْنًا قَمَرًا گویا کہ زید چاند ہے اسے "حرف تشبیہ" بھی کہتے ہیں۔

لیکن:

لیکن یہ استدراک کے لیے لایا جاتا ہے۔ یعنی سابق کلام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنے کے لیے آتا ہے۔ جس طرح: غَابَ زَيْنًا لَكِنَّ صَدِيقَهُ، حَاضِرٌ زید غائب ہے لیکن اس کا دوست حاضر ہے اسے "حرف استدراک" بھی کہتے ہیں۔

نَسَبَ:

کاش یہ کسی چیز کی تمنا آرزو ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے۔ جس طرح: لَيْتَ زَيْدًا مَوْجُودًا کاش ازید موجود ہوتا اسے "حرف تمنی" بھی کہتے ہیں۔

لَعَلَّ:

شاید یہ کسی چیز کی امید ظاہر کرنے کے لیے لایا جاتا ہے۔ جس طرح: لَعَلَّ الْمَطَرُ يَنْزِلُ شاید بارش ہو اسے "حرف سہتری" بھی کہتے ہیں۔

ان اور ان کے فرق کا بیان

چونکہ ان اور ان کے استعمال کی جگہیں مختلف ہیں اس لیے ان دونوں کے استعمال کے بعض مقامات ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ عربی عبارت پڑھنے میں سہولت رہے۔

ان پڑھنے کے مواقع کا بیان

درج ذیل صورتوں میں ان بکسر ہمزہ پڑھا جائے گا:۔ جملے کی ابتداء میں۔ جس طرح: اِنَّ اللَّهَ هَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

قول اور اس کے مشتقات کے بعد۔ جس طرح: يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ۔

اسم موصول کے بعد۔ جس طرح: مَا رَاَيْتُ الَّذِي اِنَّهٗ، فِي الْمَسْجِدِ۔

جب اس کی خبر پر لام مفتوح آجائے۔ جس طرح: اِنَّ زَيْدًا لَّقَائِمٌ۔

هَلِمْ، شَهِدَ اور ان کے مشتقات کے بعد جبکہ ان کی خبر پر لام مفتوح آجائے۔ جس طرح: وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهُ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكَاذِبُوْنَ

حروف اختیاء کے بعد۔ جس طرح: اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

جب یہ اپنے اسم و خبر سے ملکر حیث کا مضاف الیہ واقع ہو۔ جس طرح: ذَهَبَ التِّلْمِيْذُ حَيْثُ اِنَّ الْاُسْتَاذَ مَوْجُوْدٌ۔

جواب قسم کے شروع میں۔ جس طرح: وَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ان پڑھنے کے مواقع کا بیان

جب یہ اپنے اسم اور خبر سے ملکر فاعل یا نائب الفاعل بنے۔ جس طرح: يَلْعَنِيْ اَنْ زَيْدًا عَالِمٌ۔

جب یہ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مفعول بنے۔ جس طرح: كَرِهْتُ اَنَّكَ جَاهِلٌ۔

جب یہ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مبتدا بنے۔ جس طرح: عِنْدِيْ اَنَّكَ قَائِمٌ۔

جب یہ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مضاف الیہ بنے۔ جس طرح: عَجِبْتُ مِنْ طَوْلِ اَنَّكَ قَائِمٌ۔

جب یہ غلیم، شہید یا ان کے مشتقات کے بعد آئے اور اس کی خبر پر لام معنوح نہ ہو۔ جس طرح: **أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ**۔
 جب یہ حرف کے بعد آئے۔ جس طرح: **أَعْلَمْتُهُ، لِأَنَّهُ، جَاهِلٌ**۔
 فائدہ: ان اپنے اسم و خبر سے ملکر مکمل جملہ بن جاتا ہے۔ اور جملہ میں تاکید کے علاوہ کوئی اور تہدیلی نہیں کرتا، جبکہ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر مکمل جملہ نہیں بنتا بلکہ جملے کا جزو بنتا ہے۔

انما کی حصر پر دلالت ہونے کا بیان

علمائے لغت اور ادبیات نے اس بات کی تاکید کی ہے کہ لفظ انما حصر پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی عربی لغت میں یہ لفظ حصر کے لئے وضع کیا گیا ہے۔
 ابن منظور نے کہا ہے: اگر ان پر ما کا اضافہ ہو جائے تو تعین و تخیض پر دلالت کرتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ**۔ چونکہ اس کی دلالت اس پر ہے کہ حکم مذکور کو ثابت کرتا ہے اور اس کے غیر کی نفی کرتا ہے۔

جوہری نے بھی اسی طرح کی بات کہی ہے۔

فیروز آبادی نے کہا ہے: **إِنَّمَا، إِنَّمَا** کے مانند مفید حصر ہے۔

اور یہ دونوں لفظ آریہ شریفہ: **قُلْ إِنَّمَا يُوحِي إِلَيَّ إِلَهٌ وَاحِدٌ** میں جمع ہوئے ہیں۔

ابن ہشام نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ اس لئے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ لغت کے اعتبار سے لفظ انما کو حصر کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ اگر کوئی قرینہ موجود ہو تو اس قرینہ کی وجہ سے غیر حصر کے لئے استفادہ کیا جاسکتا ہے، لیکن اس صورت میں انما کا استعمال مجازی ہوگا۔ (صحاح لغت، ۵، ۲۰۳)



القسم الثاني من الأفعال الناقصة

چھٹی قسم اسم کان واخوات کے بیان میں ہے ﴿

وَمِنْ: صَارَ، وَأَصْبَحَ، وَأَمْسَى وَأَضْحَى، وَكُلَّ، وَبَاتَ، وَأَضَى، وَعَادَ، وَغَدَا، وَرَاحَ، وَمَا زَالَ، وَمَا لَتْ، وَمَا انْفَلَكَ، وَمَا دَامَ، وَلَيْسَ، وَمَا بَرَحَ، وَتُسَمَّى الْأَفْعَالُ النَّاقِصَةُ. وهذه الأفعال الناقصة تدخل على المبتدأ والخبر، فترفع المبتدأ فيكون اسماً لها وتنصب الخبر، وتكون خبراً لها، نحو: كَانَ خَالِدٌ قائماً.

وَيَجُوزُ فِي الْكُلِّ تَقْدِيمُ أَخْبَارِهَا عَلَى أَسْمَائِهَا، نَحْوُ: كَانَ قَائِماً خَالِدٌ، كَمَا يَجُوزُ تَقْدِيمُ أَخْبَارِهَا عَلَى نَفْسِ الْأَفْعَالِ مِنْ: كَانَ إِلَى رَاحَ، نَحْوُ: قَائِماً كَانَ زَيْدٌ، وَلَا يَجُوزُ ذَلِكَ فِيمَا أَوَّلُهُ مَا 29 (لَا يُقَالُ قَائِماً مَا زَالَ سَعِيدٌ. وَلَيْسَ خِلَافَ. وَبَاقِي الْكَلَامِ فِي هَذِهِ الْأَفْعَالِ يَأْتِي فِي الْقِسْمِ الثَّانِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

ترجمہ

کان اور اس کے ہم مثلوں کا اسم ہے اور وہ کان کے ہم مثل یہ ہیں صار، أصبح، امسى، اضحى، ظل، بات، راح، آض، عاد، غدا، مازال، ما برح، ما فتى، ما انفك، مادام اور ليس پس یہ افعال بھی مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں مبتداء کو رفع دیتے ہیں اور اس کا نام رکھا جاتا ہے کان کا اسم اور خبر کو نصب دیتے ہیں اور اس کا نام رکھا جاتا ہے کان کی خبر پس کان کا اسم وہ مسند الیہ ہوتا ہے کان کے داخل ہونے کے بعد جس طرح کان زید قائم اور جائز ہے۔

ان تمام میں ان کی خبروں کی تقدیم ان کے اسموں پر جس طرح کان قائم زید اور تقدیم خبر پہلے نو میں تو نفس افعال پر بھی جائز ہے جس طرح قائم کان زید اور جائز نہیں ہے تقدیم خبر ان افعال پر جن افعال کے شروع میں حرف ما آتا ہے پس نہیں کہا جائے گا قائم ما زال زید اور ليس میں اختلاف ہے اور باقی کلام ان کے افعال کے بارے میں قسم ثانی میں ان شاء اللہ آئے گی۔

افعال ناقصہ کی تعریف

وہ افعال فقط فاعل کے ساتھ ملکر مکمل جملہ نہ بنتے ہوں بلکہ فاعل کے بارے میں خبر کی بھی ضرورت ہو۔ جس طرح: كَانَ زَيْدٌ

ایسر اُسرہ لہدی لہا، صَارَ بَکْرًا هَيْئًا بکر مالدار ہو گیا۔
توضیح:

ان مثالوں میں اگر صرف "کان زید" زید تھا یا "صار بکر" بکر ہو گیا کہا جاتا تو یہ جملے مکمل نہ ہوتے لیکن ہر جملہ فاعل کے بارے میں خبر بھی دیدی گئی ہیں اس لیے یہ مکمل ہو گئے۔ افعال ناقصہ کا مکمل: یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ مبتدا کو "فعل ناقص کا اسم" اور خبر کو "فعل ناقص کی خبر" کہتے ہیں۔ جس طرح پہلی مثال میں کان فعل ناقص ہے اور زید فعل ناقص کا اسم ہے اور اسی بناء پر وہ مرفوع ہے۔ اور ایسر فعل ناقص کی خبر ہے اور اسی بناء پر وہ منصوب ہے۔ اسی طرح دوسری مثال میں۔ فائدہ: چونکہ یہ افعال لازم ہونے کے باوجود فقط اپنے فاعل کے ساتھ ملکر مکمل جملہ نہیں بنتے بلکہ فاعل کے بارے میں خبر کے محتاج ہوتے ہیں اور یہ محتاجی نقص ہے اس لیے ان افعال کو "افعال ناقصہ" نامکمل افعال کہا جاتا ہے۔ اور جو افعال اپنے فاعل سے مل کر مکمل جملہ بن جاتے ہیں انہیں "افعال تامہ" کہتے ہیں۔ جس طرح: قَامَ زَيْدٌ، فَارَ خَالِدٌ

افعال ناقصہ سترہ ہیں

كَانَ. صَارَ. ظَلَّ. بَاتَ. أَصْبَحَ. أَضْحَى. أَقْسَى. عَادَ. اَضَرَّ. • غَدَا. رَاحَ. مَا زَالَ. مَا انْقَلَبَ. مَا بَرَحَ. مَا لَيْسَ. مَا دَامَ. لَيْسَ۔

کان کے چار طریقوں سے استعمال ہونے کا بیان

کان: یہ چار طریقوں سے استعمال ہوتا ہے: فعل ناقص کے طور پر جبکہ یہ اپنے فاعل سے ملکر مکمل جملہ نہ بن رہا ہو۔ جس طرح: كَانَ الشَّارِعُ مُزْدَحِمًا۔

۲ فعل تام کے طور پر جبکہ یہ صرف اپنے فاعل سے مل کر مکمل جملہ بن جائے، اس صورت میں یہ فصل اور جُف کے معنی میں ہوتا ہے۔ جس طرح: كَانَ مَطَرٌ بَارِشٌ هَوِيَّ

۳ بطور زائد کہ اگر اسے عبارت سے نکال بھی دیا جائے تو اصل معنی میں کوئی فرق نہ آئے۔ جس طرح: كَيْفَ نَكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا۔ وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے۔

۴ کان بمعنی صار۔ جس طرح: كَانَ الشَّجَرُ مُشِعِرًا وَدُرَّتْ بَهْلُ دَارٌ ہو گیا۔

صار: یہ اپنے اسم کی حالت یا صفت کو تبدیل کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح: صَارَ الْمَاءُ بَارِدًا۔ پانی ٹھنڈا ہو گیا۔ أَصْبَحَ، أَضْحَى، أَقْسَى، ظَلَّ، بَاتَ:

یہ پانچوں اس بات پر دلالت کرتے ہیں ان کا اسم ان کی خبر کے ساتھ ان کے اوقات میں متصف ہیں۔ جس طرح: أَصْبَحَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (۱) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَقُّ الْمُبِينُ بِالسَّمِيعِ

﴿یہ سبق اسم ما ولا مشبہتین بہ لیس کے بیان میں ہے﴾

وَمِمَّا تَدْعُلَانِ عَلَى الْمُتَكَلِّمِ وَالْغَيْرِ، وَتَعْمَلَانِ عَمَلٍ لَيْسَ نَحْنُ مَا زَيْدٌ قَائِمًا، لَا رَجُلٌ أَفْعَلٌ مِنْكَ، وَتَدْعُلُ مَا عَلَى الْمَعْرِفَةِ وَالنِّكَرَةِ، وَتَخْتَصُّ لَا بِالنِّكَرَاتِ خَاصَّةً.

ترجمہ

ماولا کا اسم جو لیس کے مشابہ ہو اور وہ مسند الیہ ہوتا ہے ان کے داخل ہونے کے بعد جس طرح ما زید قائما اور لا رجل الفضل منك اور لا خاص ہوتا ہے نکرہ کے ساتھ اور ما عام ہوتا ہے نکرہ اور معرفہ دونوں کیلئے۔

شرح

وہ ما اور لا جوئی کا معنی دینے اور مبتدا و خبر پر داخل ہونے میں لیس کے مشابہ ہوتے ہیں۔ جس طرح۔ مَا زَيْدٌ قَائِمًا، لَا شَجَرٌ مُثْمِرٌ أَيْ حَيٌّ يَقْتِنَا۔ چونکہ یہ دونوں مبتدا و خبر پر داخل ہونے اور نفی کا معنی دینے میں لیس کی طرح ہوتے ہیں اس لیے انہیں "ما ولا مشبہتان بلیس" کہا جاتا ہے۔ اور اسی لیے یہ دونوں لیس کا سائل بھی کرتے ہیں یعنی مبتدا کو رفع دیتے ہیں جسے "تمایلا کا اسم" کہا جاتا ہے اور خبر کو نصب دیتے ہیں جسے "تمایلا" کی خبر کہا جاتا ہے۔ درج ذیل صورتوں میں ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے:- ما اور لا کی خبر ان کے اسم سے پہلے آ جائے۔ جس طرح: مَا قَائِمٌ زَيْدٌ۔

ان کی خبر لا کے بعد واقع ہو۔ جس طرح: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ۔ ما اور اس کے اسم کے درمیان ان زائدہ سے فاصلہ آ جائے۔ جس طرح: مَا إِنْ أَتَيْتُمْ ذَاهِبُونَ۔

ما اور لا میں فرق

لا نکرہ کے ساتھ خاص ہے یعنی صرف نکرہ میں عمل کرتا ہے صرف میں نہیں کرتا۔ جس طرح: لَا شَجَرٌ مُثْمِرٌ أَيْ حَيٌّ يَقْتِنَا۔ لَا زَيْدٌ شَاعِرٌ۔

اور ما دونوں میں عمل کرتا ہے۔ جس طرح: مَا هَذَا بَشَرًا، مَا رَجُلٌ قَائِمًا۔ ما صرف زمانہ حال میں کسی چیز کی نفی کرتا ہے جبکہ لا مطلقاً نفی کے لیے ہے۔۔۔ کبھی لیس کی طرح ما کی خبر پر بھی باء زائدہ آ جاتا ہے۔ جس طرح: مَا هُوَ عَلَى الْقَبْرِ بِضَيِّينَ۔ البتہ لا کی خبر پر باء کا دخول جائز نہیں۔

قائدہ:- کبھی لا کے آخر میں ت بڑھادی جاتی ہے اس صورت میں اس کا اسم محذوف ہوتا ہے۔ جس طرح: فَنَسَادُوا وَلَاتٌ حِينَ مَنَاصٍ (اصل میں لَات الْحَيْنُ حِينَ مَنَاصِهَا حرف ابن بھی نفی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ بالکل ما کی طرح ہے۔

القسم الثانی منہج القرآن فی بیان الجنس

﴿یہ سبق لائے نفی جنس کی خبر کے بیان میں ہے﴾

وہی تَذَلُّ عَلَى نَفْيِ الْخَبَرِ عَنِ الْجَنْسِ الْوَاقِعِ بَعْدَهَا عَلَى سَبِيلِ الْاِسْتِفْرَاقِ ، تَنْحُو لَا رَجُلًا قَائِمًا
وہو المسند بعد دخولها ،

ترجمہ

اور وہ لا جو خبر کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ اس لا کی خبر جو جنس کی نفی کیلئے آتا ہے اور وہ اس کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتی ہے
جس طرح لا رجل قائم

شرح

مگر اس کے اسم کی تین صورتیں ہیں :- مضاف ہو۔۔ مشابہ مضاف ہو۔۔ مفرد مکرر ہو۔ مضاف ہونے سے مراد یہ ہے کہ کسی
دوسرے کلمہ کی طرف اس کی اضافت کی گئی ہو۔ جس طرح : لَا غَلَامَ رَجُلٍ ظَرِيفٌ معنی دینے میں مضاف کی طرح مابعد کا محتاج
ہو۔

لائے نفی جنس کی تعریف

وہ حرف جو اپنے بعد واقع ہونے والی جنس سے خبر کی نفی کرتا ہے۔ جس طرح لَا نَسَبَ فِيهِ اس میں کوئی شک کی جگہ نہیں اس
آیت کریمہ میں لفظ "لا" نے قرآن کریم سے جنس ریب کی نفی کر دی اور ظاہر کر دیا کہ یہ کتاب عظیم اصلاً مکمل شک نہیں۔
اس کے اسم اور خبر کے احکام :- لائے نفی جنس جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے مبتدا کو "اَکَا" کا اسم "اور خبر کو "اَکَا" کی خبر کہتے ہیں۔
جس طرح : آیت کریمہ میں "نَسَبٌ" لائے نفی جنس کا اسم اور "خَبْرٌ" اس کی خبر ہے۔۔ اس کے اسم اور خبر کے وہی احکام ہیں
جو مبتدا و خبر کے ہیں۔

اس کی خبر ہمیشہ مرفوع ہوتی ہے۔ جس طرح رد کا کوئی غلام ذہین نہیں اس صورت میں یہ بغیر تنوین کے منصوب ہوگا، کیونکہ
مضاف پر تنوین نہیں آتی۔

مشابہ مضاف ہونے سے مراد یہ ہے کہ مضاف تو نہ ہو لیکن وہ ایسا کلمہ ہو جو اپنا، لَا زَيْدٌ شَاعِرٌ وَلَا بَكْرٌ، لَا رَقَّتْ وَلَا
فُسُوقٌ اے لَا رَقَّتْ وَلَا فُسُوقٌ

بھی پڑھ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
 میں پانچ صورتیں جائز ہیں۔ اگر پہلے اسم نکرہ کو فتح دیں تو دوسرے پر فتہ، نصب اور رفع تینوں جائز ہیں۔ جس طرح:
 لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ، قُوَّةٌ، قُوَّةٌ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ،
 اور اگر پہلے اسم کو رفع دیں تو دوسرے کو رفع اور فتح دینا جائز ہیں۔ جس طرح: لَا مَالًا جَبَلًا مَوْجُودٌ لَا رَجُلٌ مَوْجُودٌ
 کوئی بھی مرد موجود نہیں یہاں صورت میں یہ جتنی بڑھ ہوگا۔

اگر اس کا اسم معرفہ ہو تو دوسرے معرفہ کے ساتھ لا کا تکرار ضروری ہے۔ جس طرح: کوئی بھی پہاڑ پر چڑھنے والا موجود
 نہیں اس صورت میں یہ تینوں کے ساتھ منصوب ہوگا۔

نکرہ ہونے سے مراد یہ ہے معرفہ نہ ہو اور مفرد ہونے سے مراد یہ ہے کہ مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو۔ جس طرح: نہ زید
 شاعر ہے اور نہ بکر اس صورت میں لا کوئی عمل نہیں کریگا اور اس کے بعد آنے والے دونوں اسم مبتدا و خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع
 ہوں گے۔

اگر لائے نفی جنس کے بعد اسم نکرہ ہو اور دوسرے نکرہ کے ساتھ لا کا تکرار ہو تو ما بعد اسم کو مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھنا
 جائز ہے۔ جس طرح: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ، قُوَّةٌ إِلَّا بِاللّٰهِ .

جب بھی لا کے بعد لفظ "ہم" آجائے تو وہ "لا" لائے نفی جنس اور ہم اس کا اسم ہوگا۔ جس طرح: لَا بُدَّ لِلْعَالَمِ مِنَ الْعِلْمِ .
 قرینہ موجود ہو تو لا کے اسم کو حذف کر دینا جائز ہے۔ جس طرح: لَا عَلَيْكَ بِهِ اَصْلٌ مِّنْ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ ہے، حذف اسم
 پر قرینہ یہ ہے کہ لائے نفی جنس اسم پر داخل ہوتا ہے جبکہ یہاں حرف "علی" پر داخل ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس کا اسم محذوف
 ہے۔

اس کی خبر کو اکثر حذف کر دیا جاتا ہے، جبکہ وہ معلوم ہو۔ جس طرح: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 یہاں مؤنث خبر محذوف ہے۔ یعنی لَا إِلَهَ مَوْجُودٌ إِلَّا اللَّهُ .

درج ذیل صورتوں میں لام نفی عن العمل ہوگا یعنی اس کا عمل باطل ہو جائے گا: جب اس کا اسم معرفہ آجائے۔ جس طرح: لَا
 زَيْدٌ عِنْدِي وَلَا بَكْرٌ، لَا الرَّجُلُ فِي الدَّارِ وَلَا ابْنُهُ، جب لا اور اس کے اسم کے درمیان فاصلہ آجائے۔ جس طرح: لَا
 فِي الدَّارِ رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ۔ جب اس سے پہلے حرف جر آجائے۔ جس طرح: ضَرَبَنِي زَيْدٌ بِكَوْجِيہ .

قاعدہ نحویہ

عربی زبان میں یہ قاعدہ بالکل مسلمہ ہے کہ معرف باللام کا اعادہ اگر معرف باللام کی صورت میں کیا جائے تو پہلا بعینہ
 دہرایا جائے گا۔

المقصد الثانی فی الاسماء المنصوبہ

﴿ مقصد ثانی میں اسمائے منصوبہ کا بیان ﴾

اسمائے منصوبات کی نحوی مطابقت کا بیان

علمائے نحوات مرفوعات کے بعد منصوبات کو لاتے ہیں اور مجردات سے پہلے منصوبات لاتے ہیں۔ اس کی چند وجوہ سے مطابقت و مناسبت ہے۔ ایک سبب یہ ہے۔ مرفوع اور منصوب عامل واحد ہونے کی وجہ ہم شریک ہیں لہذا ان کو اکٹھا یہ ترتیب لاتے ہیں۔ دوسرا سبب یہ ہے۔ جو اسم تلفظ میں منصوب ہے وہ بلفظ اوقات مرفوع میں بھی آتا ہے۔ اس لئے بھی مناسبت ہوئی اور اسی طرح فاعل اور مفعول یہ کلام کی ترتیب اصلی ہے اس لحاظ سے بھی مرفوع کے قریب منصوبات آتے ہیں پس ان کو مرفوعات کے بعد ذکر کیا جائے گا۔

اسم منصوب کی تعریف کا بیان

وہ اسم ہے جو اسم کے مفعول ہونے کی علامت پر مشتمل ہو اس کا یہ مشتمل ہونا خواہ حقیقی ہو جس طرح مفاعیل خمسہ ہیں اور خواہ حکمی طور پر جس طرح دوسرے منصوبات ہیں۔

وہی اثنا عشر قسماً : ۱- المفعول المطلق . ۲- المفعول بہ . ۳- المفعول فیہ . ۴- المفعول لہ . ۵- المفعول معہ . ۶- الحال . ۷- التسمیہ . ۸- المستثنی . ۹- خبر کان و نحو ایہا . ۱۰- اسم ان و نحو ایہا . ۱۱- المنصوب بہ لا الی نفی الجنس . ۱۲- خبر ما و لا المشبہتین بہ کہیں .

مقصد ثانی منصوبات کے بیان میں ہے وہ اسماء جن کو نصب دیا جاتا ہے ان کی بارہ قسمیں ہیں مفعول مطلق، ۲ مفعول بہ، ۳ مفعول فیہ، ۴ مفعول لہ، ۵ مفعول معہ، ۶ حال، ۷ تسمیہ، ۸ مستثنی، ۹ ان اور اس کے ہم مثلوں کا اسم، ۱۰ کان اور اس کے ہم مثلوں کی خبر، ۱۱ اور وہ جو لائے نفی جنس کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے ۱۲ اور ما و لا کی خبر جو یس کے مشابہ ہو۔

الْبَيْتُ الْأَوَّلُ الْمَعْنَى الْمَطْلُوقُ

﴿قسم اول مفعول مطلق کے بیان میں ہے﴾

وَهُوَ مَصْدَرٌ بِمَعْنَى فِعْلٍ مَذْكُورٍ قَبْلَهُ ، وَيَذْكُرُ لِلْعَاكِدِ ، نَعُو وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا 33 ، وَلِئْتَانِ النَّوْعِ ، نَعُو وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا 34 ، وَلِئْتَانِ الْعَدِيدِ ، نَعُو جَلَسْتُ جَلَسَةً أَوْ جَلَسْتُمْ أَوْ جَلَسْتُمْ .

وَقَدْ يَكُونُ مِنْ غَيْرِ لَفْظِ الْفِعْلِ ، نَعُو قَعَدْتُ جُلُوسًا ، وَقَدْ يُحذفُ فِعْلُهُ لِقِيَامِ قَرِينَةِ جَوَازًا ، تَقُولُكَ لِلْقَادِمِ : خَيْرَ مَقْدَمٍ ، أَيْ قَدِمْتُ قَدُومًا فـ خَيْرَ اسْمٍ تَفْضِيلٍ ، وَمَصْدَرِيَّةٌ بِاعْتِبَارِ الْمَوْصُوفِ أَوْ الْمُضَافِ إِلَيْهِ ، وَهُوَ "مَقْدَمٌ" أَوْ "قَدُومًا" . وَوُجُوبًا ، وَهُوَ سَمَاعِيٌّ نَعُو شُكْرًا ، وَنَسْتًا .

ترجمہ

مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو اس فعل کے ہم معنی ہو جو اس سے پہلے مذکور ہو اور مفعول مطلق تاکید کیلئے ذکر کیا جاتا ہے جیسے ضربت ضربا ، وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا یا نوع بیان کرنے کے لیے آتا ہے جلست جلست القاری یا عدد بیان کرنے کے لیے آتا ہے جیسے جلست جلسته یا جلستین یا جلستات اور کبھی مفعول مطلق فعل مذکورہ کے لفظ کے علاوہ بھی آتا ہے جیسے قعدت جلوسا اور انہت نبتا اور کبھی مفعول مطلق کا فعل حذف کر دیا جاتا ہے قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے جوازی طور پر جیسا تیرا قول آنے والے کے لیے خیر مقدم یعنی قعدت قدوما خیر اسم تفضیل اور اس کا مصدر موصوف یا مضاف الیہ کے اعتبار سے ہے۔۔۔۔۔ اور وجوباً سماعی جیسے شکرًا ، حمدًا ، اور رعیا ، یعنی سفاک الله سقیا ، شکرک شکرًا ، حمدک حمدًا ، اور رعاک الله رعیا ،

مفعول مطلق کی تعریف

وہ مصدر منصوب جو ما قبل فعل کا ہم معنی ہو۔ جس طرح وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا ، النساء، ۱۶۳ فَلَآتِمِیلُوا كُلَّ الْمِیْلِ . النساء، ۱۲۹ ضَرَبْتُ ضَرْبًا ، قَعَدْتُ جُلُوسًا .

مفعول مطلق کی اقسام

اس کی تین اقسام ہیں۔ ۱۔ مفعول مطلق تاکیدی۔ ۲۔ مفعول مطلق نوعی۔ ۳۔ مفعول مطلق عددی۔

مفعول مطلق تاکیدی کی تعریف: وہ مفعول مطلق جو ماقبل فعل کی تاکید کے لیے لایا جائے۔ جس طرح: وَرَزَّسِلِ الْفُسْرَانَ قُرَيْشًا اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

مفعول مطلق نوعی کی تعریف

وہ مفعول مطلق جو ماقبل فعل کی حالت و نوعیت بیان کرنے کے لیے لایا جائے۔ جس طرح: جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِي فِي قَارِي کے بیٹھنے کی طرح بیٹھا ملائی مجھ سے یہ عموماً غلغلہ کے وزن پر آتا ہے۔

مفعول مطلق عددی کی تعریف

وہ مفعول مطلق جو ماقبل فعل کی تعداد بیان کرنے کے لیے لایا جائے۔ جس طرح: أَكَلْتُ أَكْلَةً فِي يَوْمٍ مَرْتَبَةٍ كَهَا۔
مفعول مطلق تاکیدی و نوعی کیلئے انتباہ کا بیان

اگر مفعول مطلق فعل کے معنی میں کوئی زیادتی نہ کرے بلکہ وہی مصدر ہو جس پر فعل دلالت کر رہا ہے تو وہ تاکید کے لیے ہوگا جس طرح: ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

اگر مفعول مطلق مضاف ہو یا اس کی صفت ذکر کی گئی ہو تو وہ نوعیت کے لیے ہوگا۔ جس طرح: ضَرَبْتُ ضَرْبَ الْقَارِي، یا ضَرَبْتُ ضَرْبًا شَدِيدًا۔ اور اگر غلغلہ کے وزن پر ہو یا اس کا تثنیہ ہو یا اسم عد مضاف بمصدر ہو تو وہ عدد کے لیے ہوگا۔ جس طرح: ضَرَبْتُ ضَرْبَةً يَا ضَرْبْتُ ضَرْبَتَيْنِ يَا ضَرْبْتُ ثَلَاثَ ضَرْبَاتٍ۔

مفعول مطلق کے فعل عامل کا حذف

مفعول مطلق کے فعل عامل کو کبھی جوازاً اور کبھی وجوباً حذف کر دیا جاتا ہے۔ جوازاً حذف کی صورت: جب فعل محذوف پر کوئی قرینہ موجود ہو تو اسے حذف کرنا جائز ہے۔ جس طرح کسی آنے والے سے خَيْرٌ مَقْدَمٌ کہا جائے تو اس سے پہلے قَدِمْتُ فعل محذوف ہوگا، اصل عبارت یوں ہوگی۔ قَدِمْتُ قَدْوَمَا خَيْرٌ مَقْدَمٌ۔

وجوباً حذف کی صورت

خیال رہے کہ مفعول مطلق کے فعل عامل کا وجوباً حذف دو طرح ہے: سماعاً قیاساً۔

سماعاً وجوب حذف کا مفہوم

جس مفعول مطلق کے فعل عامل کو ذکر کرنا اہل عرب سے اصلاً مسموع نہ ہو وہاں اس کا حذف کرنا سماعاً واجب ہوتا ہے۔ یہ

چند الفاظ میں ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں۔

مَسْقَاً یعنی سَقَاكَ اللّٰهُ مَسْقَاً اللّٰهُ تعالیٰ تجھے میرا ب کرے۔

رَغِيّاً یعنی رَغَاكَ اللّٰهُ رَغِيّاً اللّٰهُ تعالیٰ تیری رعایت فرمائے۔

خَبَابٌ الرّٰجُلُ خَبَابٌ مرد ناامید ہو گیا۔

جَدَعاً یعنی جَدَعَ جَدَعَا اس کے ناک کان کاٹ دیے گئے۔

حَمْدٌ یعنی حَمِدْتُ اللّٰهُ حَمْدًا میں نے اللّٰہ تعالیٰ کی حمد کی۔

شُكْرٌ یعنی شُكْرْتُ شُكْرًا میں نے تیرا شکر یہ ادا کیا۔

عَجَبٌ یعنی عَجَبْتُ عَجَبًا میں نے تعجب کیا۔

قیاساً وجوب حذف کا مفہوم

اگر فعل محذوف پر قرینہ اور قائم مقام دونوں پائے جائیں تو وہاں پر مفعول مطلق کے فعل عامل کا حذف کرنا قیاساً واجب

ہوتا ہے۔ اس کے بھی چند مخصوص مواقع ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔

جب مفعول مطلق مکرر واقع ہو۔ جس طرح: زَيْدٌ مَسِيرًا مَسِيرًا یعنی یَسِيرُ مَسِيرًا زید چلنے والا ہے

جب مفعول مطلق بصیغہ تثنیہ واقع ہو۔ جس طرح: لَتَيْتُكَ یعنی اَلْبُ لَكَ اِلْتَابَتِیْنِ میں تیری خدمت کے لیے ہر وقت حاضر

ہوں بھی مفعول مطلق محذوف ہوتا ہے، اور اس کی صفت وغیرہ اس کے نائب کے طور پر ذکر کی جاتی ہے۔ جس طرح: اَذْكُرُوا

اللّٰہَ کَثِیْرًا یعنی ذِکْرًا کَثِیْرًا، جَوْرَى التَّلْمِیْذِ سَرِیْعًا یعنی جَوْرًا سَرِیْعًا،



القسم الثاني المفعول به

﴿قسم ثانی مفعول بہ کے بیان میں ہے﴾

وَهُوَ اسْمٌ يَقَعُ عَلَيْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ ، نَحْوُ أَكْرَمْتُ زَيْدًا وَقَدْ يَتَقَدَّمُ عَلَى الْفَاعِلِ ، نَحْوُ نَصَرَ عُمَرُو زَيْدًا ، وَقَدْ يُحَذَفُ فِعْلُهُ لِقِيَامِ قَرِينَةٍ عَلَيْهِ :

۱۔ جَوَازًا ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى : خَيْرًا فِى الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؟ قَالُوا : خَيْرًا 35 ائِى : أَنْزَلَ خَيْرًا . بـ سَوْجُوبًا ، فِى أَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ : أَوَّلُهَا بِسْمَاعِي ، وَالثَّوَانِي قِيَابَةُ .

الْأَوَّلُ : نَحْوُ أَمْرًا وَنَفْسَهُ ، ائِى دَعَا وَنَفْسَهُ ، وَانْتَهَوْا خَيْرًا لَكُمْ 36 ائِى التَّهْوَا عَنْ التَّكْلِيفِ ، وَتَحَذُّوا إِلَهَ وَالْقَصْدُ خَيْرًا لَكُمْ . وَاهْلَا وَسَهْلًا ائِى آتَيْتَ قَوْمًا اهْلًا ، وَآتَيْتَ مَكَانًا سَهْلًا ، وَنَحْوَهَا مِمَّا اشْتَهَرَ بِحَذْفِ الْفِعْلِ .

الثَّانِي : التَّحْذِيرُ ، مِثْلُ : ائِىكَ وَالْأَسَدَ أَصْلُهُ : قِى نَفْسِكَ مِنَ الْأَسَدِ ، أَوْ تَكَرَّرَ الْمُتَحَذَّرُ بِهِ ، نَحْوُ الطَّرِيقِ الطَّرِيقَ ، فَالْعَامِلُ فِى بَابِ التَّحْذِيرِ هُوَ الْفِعْلُ الْمُقَدَّرُ ، مِثْلُ تَوَقَّى ، وَاحْذَرْ ، وَتَجَنَّبَ الْخ .

الثَّالِثُ : اسْمٌ أَضْمَرَ عَامِلُهُ بِشَرْطِ تَفْسِيرِهِ بِفِعْلِ يَذْكُرُ بَعْدَهُ ، يَشْتَغِلُ ذَلِكَ الْفِعْلُ عَنْ ذَلِكَ الْإِسْمِ بِتَفْسِيرِهِ ، بِحَيْثُ لَوْ سُلِطَ عَلَيْهِ هُوَ مُنَاسِبَةٌ لِنَصْبِهِ ، نَحْوُ زَيْدًا أَكْرَمْتُهُ فَإِنَّ زَيْدًا مَنصُوبٌ بِفِعْلِ مَحْذُوفٍ ، وَهُوَ أَكْرَمْتُ وَيُفَسِّرُهُ الْفِعْلُ الْمَذْكُورُ بَعْدَهُ ، وَهُوَ أَكْرَمْتُهُ . وَلِهَذَا الْبَابُ فُرُوعٌ كَثِيرَةٌ

ترجمہ

مفعول بہ ہے اور وہ اسم ہے جس پر قائل کا فعل واقع ہو جیسے ضرب زید عمر و اور کبھی مفعول بہ قائل پر مقدم ہوتا ہے جیسے ضرب عمر زید اور کبھی اس کا فعل حذف کر دیا جاتا ہے کسی قرینہ کی وجہ سے جو اُڑا جیسے زید اس شخص کے جواب میں جو کہے من اضر ب اس کا فعل اضر ب محذوف ہے۔

اور وہ جو باچار جگہوں میں سے پہلی جگہ سائی ہے جیسے امر و نفسہ ، وانتھو غیر الکم ، اھلا و سھلا اور باقی قیاسی ہیں۔

دوسری جگہ تحذیر ہے اور وہ معمول ہے اتق کی تقدیر کے ساتھ مابعد سے ڈرانے کے لیے آتا ہے ایاک والاسد اس کی اصل التک والاسد تھی یا جب محذوم نہ کو تکرار کے ساتھ ذکر کیا جائے جیسے الطریق الطریق ۔

تیسری ماضی عالمہ الخ علی شریط التفسیر ہے اور ماضی وہ اسم ہے جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم میں

میں کرنے سے امتراز کرتا ہو بوجہ فعل کرنے اس کے اسم کی ضمیر یا اس کے متعلق میں اس کیفیت سے کہ اگر مسلط کرنا یا جانے اس میں اس کے مناسب کو اس اسم پر وہ اسم کو نصب دے جیسے زید اضربتہ میں بے شک زید منصوب ہے فعل مضاف مقدر کی وجہ سے وہ ضربت ہے اس فعل کی تفسیر کرتا ہے وہ فعل جو اس کے بعد مذکور ہے اور وہ ضربت ہے اور اس باب کی بہت سی فروع ہیں۔

مفعول بہ کی تعریف

وہ اسم جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جس طرح: ضَرَبْتُ زَيْدًا، أَكَلْتُ عُذْرًا، رَأَيْتُهُ۔

غیر صریح الہی تعبیر یافتہ

وہ اسم جو بتاویل یا بواسطہ حرف جر مفعول بہ واقع ہو۔ اس کی چند صورتیں ہیں:- جملہ مفرد کی تاویل میں ہو کر مفعول بہ بنے۔ جس طرح: عَلِمْتُ أَنَّكَ عَالِمٌ۔

جملہ مصدر کی تاویل میں ہو کر مفعول بہ بنے۔ جس طرح: زَعَمْتُ أَنَّ تَقْوَزَ۔

کوئی اسم حرف جر کے واسطے سے مفعول بن رہا ہو۔ جس طرح: میں نے زید کو مارا۔ مفعول بہ کی اقسام اس کی دو قسمیں ہیں:- صریح۔ غیر صریح۔

صریح کی تعریف:

وہ اسم جو بغیر تاویل کے اور بلا واسطہ حرف جر مفعول بہ واقع ہو۔ جس طرح: أَلْعَمْتُ عَلَيْهِمُ۔

فائدہ:- مفعول صریح و غیر صریح بعض اوقات ایک ہی جملے میں اکٹھے آ جاتے ہیں۔ جس طرح: أَذْوَ الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا اس میں أَمَانَاتِ مفعول بہ صریح اور أَهْلِهَا مفعول بہ غیر صریح ہے۔ ایک فعل کے ایک سے زائد مفعول بہ بھی ہو سکتے ہیں۔ جس طرح: أَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا، أَعْلَمْتُ زَيْدًا بِكُرٍّ فَاصِلًا۔

جس فعل کے دو یا تین مفعول ہوں اسے مجہول بنانے کی صورت میں پہلے مفعول کو نائب الفاعل اور باقی کو مفعول بہ بتایا جاتا ہے۔ جس طرح: أُعْطِيَ زَيْدٌ دِرْهَمًا، أُعْلِمَ زَيْدٌ بِكُرٍّ فَاصِلًا۔

مفعول بہ کی تقدیم

اصل یہ ہے کہ مفعول بہ فعل اور فاعل کے بعد آئے۔ مگر کبھی یہ فاعل سے اور کبھی فعل سے بھی پہلے آ جاتا ہے۔ جس طرح: ضَرَبَ عُمَرُو زَيْدًا اور زَيْدًا ضَرَبَتْ۔

جن صورتوں میں اسے فاعل پر مقدم کرنا واجب ہے

جب فاعل کے ساتھ ایسی ضمیر متصل ہو جو مفعول بہ کی طرف لوٹ رہی ہو۔ جس طرح: رَأَيْتُنِي أَبَوَاهِمَا زَيْدًا اِبْرَاهِيمَ كَوَانِ کے

رب نے آزمایا۔ جب مفعول پہ ضمیر متصل اور فاعل اسم ظاہر ہو۔ جس طرح: ضَرَبْتُ زَيْدًا۔

جب مفعول پہ ایسا کلمہ ہو جسے کلام کی ابتداء میں لانا ضروری ہو۔ مثلاً استفہام اور شرط۔ جس طرح: مَنْ رَأَيْتَ؟ مَنْ لَعَنَهُ؟

بَنُو مَكٍّ جَسَّ كَيْ تَوْعِزْتَ كَرِيحًا وَتِيرِي عِزْتَ كَرِيحًا

مفعول پہ کے فعل کا حذف

مفعول پہ کے فعل عامل کو بھی جواز اور کبھی وجوباً حذف کر دیا جاتا ہے۔ جوازاً حذف کی صورت: جب فعل محذوف پر قرینہ موجود ہو مگر اس کا قائم مقام نہ پایا جائے تو اس کا حذف جوازی ہوتا ہے۔ جس طرح: کَوْنِي كَيْ: مَنْ مَرَّ بِكَ؟ تو جواب میں کہا جائے: زَيْدًا۔ یہاں زید اسے پہلے مَرَّ بِكَ فعل محذوف ہے اور اس پر قرینہ سائل کا سوال ہے؛ کیونکہ جو چیز سوال میں مذکور ہوتی ہے وہ جواب میں بھی ملحوظ ہوتی ہے۔ وجوباً حذف کی صورت: اس کی تین صورتیں ہیں۔

مُنَادِي رَاغِرَاءَ وَتَحْذِيرُ مَا أَضْعَفَ عَامِلُهُ عَلَى شَرِّ نَبْطَةِ التَّفْسِيرِ .

اغراء کی تعریف

اغراء کے لغوی معنی ابھارتا، اکسانا، آمادہ کرنا کے ہیں، جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد مخاطب کو کسی اچھے و پسندیدہ کام پر آمادہ کرنا یا اکسانا ہے۔ جس کام کے لئے اکسایا جائے اس کو منصوب ذکر کیا جاتا ہے۔ جس طرح: لَا اسْتِقَامَةَ اسْتِقَامَتِ اخْتِيَارِ كَرُو، الْقَضِجَ لَازِمَ كَرُو۔ یہ اصل میں: اَلْزَمَ الصَّدَقَ اور اَلْزَمَ الاسْتِقَامَةَ تھے۔ ان سے پہلے اَلْزَمَ فعل کو محذوف کر دیا گیا۔

تحذیر کی تعریف

تحذیر کے لغوی معنی ڈرانا، متنبہ کرنا ہیں، جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد مخاطب کو کسی ناپسندیدہ و بری چیز سے ڈرانا اور اس سے بچنے کے لیے متنبہ کرنا ہے۔ جس طرح: اَلْأَسَدُ، اَلْأَسَدُ وَغَيْرُهُ۔ یہ اصل میں: اِخْتَرِ اَلْأَسَدَ، اِخْتَرِ اَلْأَسَدَ شِرِّ سے بچ۔ تھا پھر اِخْتَرِ فعل کو حذف کر دیا گیا۔ تحذیر کے مفعول کو مَحْذُور منہ اور اغراء کے مفعول کو مغری بہ کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا مثالوں میں اَلْأَسَدُ اسْتِقَامَةُ اور اَلْصَّدَقُ مغری بہ ہیں اور اَلْأَسَدُ مَحْذُور منہ ہے۔ مَحْذُور منہ سے پہلے اَتَّقِ، بَاعِذْ، اِخْتَرِ وغیرہ افعال محذوف نکالے جاتے ہیں۔ ان دونوں کے استعمال کی متعدد جداول تین صورتیں ہیں۔ ایک ہی اسم کو مکرر ذکر کرنا جس طرح: اَلْصَّارُوخَ، اَلْصَّارُوخَ

تحذیر کی مثال

اَلْمَدَاوِمَةُ عَلَى الدَّرُوسِ، اَلْمَدَاوِمَةُ عَلَى الدَّرُوسِ

اغراء کی مثال

اغراء اور تحذیر کے لیے لائے جانے والے اسموں کو حرف عطف واو کے ذریعے ذکر کرنا جائز ہے۔ جس طرح: اَلْعَمَلُ وَ

الاختسان کام اور احسان کو لازم کر، اغراء کی مثال۔ اَلْبَرْدُ وَالْمَطَرُ اِيَّاكَ وَالْعُكْلُ مِنْ يَدِ اِيَّاكَ بِاِعْذِ وَ اِخْلُدِ الْعُلَمَ،
بارش اور سردی سے بچ۔

تخذیر کی مثال

جو اسم اغراء و تخذیر کے لیے لائے جائیں انہیں اکیلے ہی ذکر کرنا۔ جس طرح اِلَاخْصَانِ احسان کو لازم کر (اغراء کی مثال، الاخذ
شیر سے بچ) تخذیر کی مثال۔ اغراء کی مثالوں میں پہلی دونوں صورتوں میں فعل کو حذف کرنا واجب ہے اور آخری صورت میں جائز
اور تخذیر کی مثالوں میں تینوں صورتوں میں فعل کو حذف کرنا واجب ہے۔ تخذیر کے استعمال کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ محذوم
سے پہلے ضمیر منصوب متصل ذکر کر دی جاتی ہے۔ جس طرح محذوم سے پہلے ضمیر ہو تو اسکے استعمال کے تین طریقے ہیں اور تینوں
میں فعل کو حذف کرنا واجب ہے۔ محذوم مصدر موصول ذکر کیا جائے۔ جس طرح اِيَّاكَ اَنْ تَكْسُلَ اصل میں اِيَّاكَ بِاِعْذِ وَ
اِخْلُدِ الْاَسَدُ تھا۔ محذوم مصدر موصول ذکر کیا جائے۔ جس طرح اِيَّاكَ اَنْ تَكْسُلَ اصل میں اِيَّاكَ بِاِعْذِ وَ
محذوم کو حرف جر کے بعد ذکر کیا جائے۔ جس طرح اِيَّاكَ مِنَ الشَّرِّ اصل میں اِيَّاكَ بِاِعْذِ مِنَ الشَّرِّ تھا۔

اشتغال کی تعریف

اشتغال کا لغوی معنی فارغ ہونا، مصروف ہونا، مشغول ہونا ہے، جبکہ اصطلاح میں جب کسی اسم کے بعد کوئی فعل یا شبہ فعل
ہو اور یہ فعل یا شبہ فعل اپنے مابعد ضمیر یا اس سے متصل اسم میں اس طرح عمل کر رہا ہو کہ اگر اسکے مابعد معمول کو حذف کر دیا جائے تو یہ
فعل یا شبہ فعل ماقبل اسم کو نصب دے اس عمل کو نحو یوں کی اصطلاح میں اشتغال کہتے ہیں، اور فعل یا شبہ فعل سے ماقبل آنیوالے
اسم کو مشغول عنہ کہتے ہیں۔ جس طرح زَيْدًا ضَرْبَتْہُ، میں نے زید کو مارا زَيْدًا ضَرْبَتْہُ اَخَاهُ، میں نے زید کے بھائی کو مارا۔
ان مثالوں میں زَيْدًا مشغول عنہ ہے۔ اور اس کے مابعد فعل بھی ہے جو ضمیر یا اس سے متصل اسم میں اس طرح عمل کر رہا ہے کہ
اگر اسکے مابعد معمول کو حذف کر دیا جائے تو یہ ماقبل اسم کو نصب دے گا۔ اصل عبارت اس طرح تھی ضَرْبَتْہُ زَيْدًا
ضَرْبَتْہُ، اور ضَرْبَتْہُ زَيْدًا ضَرْبَتْہُ اَخَاهُ،

پھر زَيْدًا سے پہلے ضربت کو حذف کر دیا گیا، کیونکہ مابعد فعل اس کی تفسیر بیان کر رہا ہے۔ اسے اضممار علی شریطة
التفسیر بھی کہتے ہیں، یہاں پہلے فعل کو حذف کرنا واجب ہے۔

مشغول عنہ کے اعراب کی مختلف صورتیں ہیں کبھی رفع واجب کبھی نصب واجب اور کبھی دونوں جائز۔ رفع واجب: اِسْمُ
مشغول عنہ سے پہلے ایسے حروف آجائیں جو حروف اسماء ہی پر داخل ہوتے ہوں، اَنْ، لَوْ، حَيْثُمَا، مَتَى، وغیرہ جس طرح اِنْ
اَلْبُسْتَانُ دَخَلْتَهٗ، فَلَا تَقْطِفِ الْاَزْهَارَ۔



﴿ یہ سبق منادی کے بیان میں ہے ﴾

وَهُوَ اسْمٌ مَدْعُوٌّ بِأَحَدِ حُرُوفِ النِّدَاءِ التَّالِيَةِ : يَا ، وَأَيَّا ، وَهَيَّا ، وَآيْ ، وَالْهَمْزَةُ الْمَفْتُوحَةُ ، نَحْوُ يَا عَبْدَ اللَّهِ ، أَيْ أَدْعُو عَبْدَ اللَّهِ . وَحَرْفُ النِّدَاءِ قَائِمٌ مَقَامَ أَدْعُو ، وَأَطْلُبُ .
وَلَقَدْ يُحذف حَرْفُ النِّدَاءِ لَفْظًا ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى : يُوسُفُ أَغْرِضْ عَنْ هَذَا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنبِكِ
إِنَّكَ كُنْتَ مِنَ النَّاعِطِينَ (39.)

أقسامُ المُنَادَى ، يُنقسمُ المُنَادَى إِلَى الْأقسامِ التَّالِيَةِ :

1- الْمَفْرُودُ الْمَعْرِفَةُ ، وَيَبْنَى عَلَى عِلَامَةِ الرَّفْعِ 40 ، كَالضَّمَّةِ نَحْوُ يَا زَيْدُ وَالْإِلِفِ ، نَحْوُ يَا زَيْدَانِ
وَالْوَاوِ ، نَحْوُ يَا زَيْدُونَ وَيُخَفَضُ بِلَامِ الاسْتِغْنَاءِ ، نَحْوُ يَا لَزَيْدٍ ، وَيُفْتَحُ بِالْحَاقِ إِلَيْهَا ، نَحْوُ يَا زَيْدَاهُ
وَالْمُنَادَى الْمَعْرِفَةُ إِنْ كَانَ مُعْرِفًا بِاللَامِ فَيُصَلِّ بَيْنَ حَرْفِ النِّدَاءِ بِأَيِّهَا لِلْمَذْكُورِ أَيْتُهَا
لِلْمُؤَنَّثِ ، فَتَقُولُ : يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ 41 (و يَا أَيُّهَا الْمَرْأَةُ .

2- الْمُضَافُ ، وَيُنصَبُ ، نَحْوُ يَا عَبْدَ اللَّهِ .

3- الْمُشَابَهُ لِلْمُضَافِ ، وَهُوَ أَنْ يَتَّصِلَ بِهِ شَيْءٌ لَا يَتِمُّ الْمَعْنَى إِلَّا بِهِ كَمَا لَا يَتِمُّ الْمُضَافُ إِلَّا
بِالْمُضَافِ إِلَيْهِ ، وَحُكْمُهُ النَّصَبُ ، مِثْلُ يَا حَسَنًا أَدَبُهُ ، يَا طَالِعًا جَبَلًا .

4- النِّكَرَةُ غَيْرُ الْمَقْصُودَةِ ، وَحُكْمُهُ النَّصَبُ أَيْضًا مِثْلُ قَوْلِ الْأَعْمَى : يَا رَجُلًا خُذْ بِيَدِي .

تَرْخِيمُ الْمُنَادَى : وَيَجُوزُ تَرْخِيمُ الْمُنَادَى ، وَهُوَ حَذْفُ فِي آخِرِهِ لِلتَّخْفِيفِ بِشَرْطِ أَنْ يَكُونَ
عِلْمًا غَيْرَ مُرَكَّبٍ بِالْإِضَافَةِ وَالْإِسْنَادِ ، وَزَائِدًا عَلَى ثَلَاثَةِ أَحْرَافٍ ، أَوْ مَخْتُومًا بِتَاءِ التَّانِيثِ ، كَمَا
تَقُولُ فِي يَا مَالِكَ : يَا مَالٍ ، وَفِي يَا مَنْصُورَ : يَا مَنْصُ ، وَفِي يَا عُثْمَانَ يَا عُثْمَ ، وَفِي فَاطِمَةَ : يَا فَاطِمَ .
وَيَجُوزُ فِي آخِرِ الْمُرَخِّمِ الضَّمَّةُ أَوْ بَقَاءُ الْحَرَكَةِ الْأَصْلِيَّةِ كَمَا تَقُولُ فِي يَا حَارِثًا يَا حَارِ ، يَا حَارَ .
الْمَنْدُوبُ ، وَاعْلَمْ أَنَّ يَا مِنْ حُرُوفِ النِّدَاءِ ، وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ فِي الْمَنْدُوبِ أَيْضًا ، وَهُوَ الْمُتَفَجِّعُ
عَلَيْهِ بِ يَا أَوْ وَ ، وَيُقَالُ يَا زَيْدَاهُ ، وَوَا زَيْدَاهُ فَهَ وَ تَخْتَصُّ بِالْمَنْدُوبِ وَ يَا مُشْتَرَكَةٌ بَيْنَ النِّدَاءِ وَ

اور منادی پر ترخیم جائز ہے اور حذف کرنا ہے اس کے آخر میں تخفیف کی غرض سے جیسے کہے مالک میں یا مال اور منصور میں یا
میں اور یا عثمان میں مضم اور جائز ہے منادی مرخم کے آخر میں ضمہ اور حرکت اصل یہ جیسے تو کہے یا حارث میں یا حار اور یا حار اور تو
جان ہے شک یا حروف ندا میں سے کبھی استعمال ہوتا ہے مندوب میں بھی اور مندوب وہ ہے جس پر درد مندی کا اظہار کیا جائے ،
یا ، یا ، وا ، کے ذریعے جیسے کہا جاتا ہے یا زید اہ ، وازید اہ پس وامنندوب ہی کے ساتھ خاص ہے اور یا مندوب اور ندادونوں کے
درمیان مشترک ہے اور اس کا حکم معرب اور مبنی ہونے میں منادی کے حکم کی طرح ہے۔

منادی کے آخری حرف کو تخفیف کے لئے گرا دینے کو ترخیم کہتے ہیں۔ اور ایسے منادی کو منادی مرخم کہتے ہیں۔ جس طرح
يَا مَالِكُ سے يَا مَالٍ اور يَا حَارِثُ سے يَا حَارُ ۔

ترخیم کی شرائط یہ ہیں۔ منادی مضاف نہ ہو۔ تین حروف سے زائد ہو۔ چنانچہ عَزَّ میں ترخیم نہیں ہو سکتی۔۔۔ منی برضہ ہو۔ منادی مرغم کا اعراب، ترخیم کے بعد منادی کو اصل حرکت کے مطابق مضموم بھی پڑھ سکتے ہیں اور اس حرکت کے ساتھ بھی جو فی الحال آخری حرف پر موجود ہے۔ جس طرح یا فاطمۃ کو یا فاطمہ اور یا فاطمہ۔

منادی کی صورتیں: منادی کی دو صورتیں اور ہیں۔۔۔ استغاثہ۔ ندبہ۔

معصیت کے وقت کسی کو بد کیلئے نداء کرنا، استغاثہ کہلاتا ہے۔ جس طرح بِالْقَوِي لِلضَّعِی قاتل قوت والے ضعیف کی

خبر لیا اور جس سے مدد طلب کی جائے اسے مستغاث کہتے ہیں۔

مستغاث کا اعراب

جب مستغاث سے پہلے لام استغاثہ ہو تو مستغاث مجرور ہوتا ہے۔ جس طرح تَعَالَا مَبْرُورٌ لِلْفَقِيرِ۔

فائدہ:

یاد رہے کہ لام استغاثہ مفتوح ہوتا ہے بشرطیکہ یہ حرف غداء کے ساتھ ہو ورنہ مجرور ہوگا۔ کبھی لام استغاثہ کی بجائے مستغاث کے آخر میں الف استغاثہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس وقت مستغاث مفتوح ہوتا کیونکہ الف اپنے باقی فتح چاہتا ہے۔ مجرور۔

مندوب

کسی مردے یا مصیبت پر پکار کر رونے کو مندوب کہتے ہیں۔ جس طرح وَادَّجُلًا بَاءُ مَرَدٍ۔ جس پر رویا جائے اسے مندوب کہتے ہیں۔ کبھی مندوب کے آخر میں بَاءُ دَفْعِ الْوَدَّی جاتی ہے۔ جس طرح وَامْعِيْنًا بَاءُ مَصِيْبَتِ حَرْفِ مَدِيْدٍ وَامْعِيْنٍ کے ساتھ ہی ختم ہے۔ جبکہ یا مَدِيْدٍ اور مندوب دونوں میں مستقل ہے۔



القسم الثالث من التفسير

﴿تیسری قسم مفعول فیہ کے بیان میں ہے﴾

المَفْعُولُ فِيهِ : هُوَ الْأِسْمُ الَّذِي يَقَعُ فِيهِ مِنَ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ ، وَيُسَمَّى ظَرْفًا . وَظَرْفُ الزَّمَانِ عَلَى فِئَتَيْنِ - 1 مَبْهَمٌ ، وَهُوَ مَا لَا يَكُونُ لَهُ حَدٌّ مُعَيَّنٌ نَحْوُ دَهْرٍ ، حِينٍ . - 2 مَحْدُودٌ ، وَهُوَ مَا يَكُونُ لَهُ حَدٌّ نَحْوُ يَوْمٍ ، وَشَهْرٍ ، وَسَنَةٍ .

وَكُلُّهَا مَنْصُوبَةٌ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ وَتَتَضَمَّنُ مَعْنَى فِي نَقُولُ ، صُمْتُ دَهْرًا وَسَافَرْتُ شَهْرًا آيُ ، فِي دَهْرٍ ، وَفِي شَهْرٍ .

وَظَرْفُ الْمَكَانِ - كَذَلِكَ - مَبْهَمٌ ، وَهُوَ مَنْصُوبٌ - أَيْضًا - مِثْلُ جَلَسْتُ خَلْفَكَ وَأَمَامَكَ . وَمَحْدُودٌ ، وَهُوَ مَا لَا يَكُونُ مَنْصُوبًا بِتَقْدِيرِ فِي ، بَلْ لَا بُدَّ مِنْ ذِكْرِ فِي مِثْلُ جَلَسْتُ فِي الدَّارِ ، وَفِي السُّوقِ ، وَفِي الْمَسْجِدِ .

ترجمہ

مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہو زمان اور مکان میں اور اس کا نام رکھا جاتا ہے ظرف، اور ظرف زمان دو قسم پر ہیں مبہم اور وہ ہے جس کی کوئی حد متعین نہ ہو جیسے دہر اور حین اور محدود وہ ہے جس کی کوئی حد متعین جیسے یوم، لیلہ، شہر اور سنہ اور تمام منصوب ہوتے ہیں فی کی تقدیر کے ساتھ جیسے تو کہے صمت دہر مسافرت شہر یعنی اصل میں فی دہر اور فی شہر تھے اور ظروف مکان بھی اسی طرح مبہم ہوتا ہے اور وہ بھی منصوب ہوتا ہے فی کی تقدیر کے ساتھ جیسے جلست خلفک و امامک اور مکان محدود وہ ہے جو فی کی تقدیر کے ساتھ منصوب نہ ہو بلکہ اس میں کا ذکر ضروری ہے جیسے جلست فی الدار و فی السوق و فی المسجد،

مفعول فیہ کی تعریف

وہ اسم جو اس زمان یا مکان پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہو۔ جس طرح: دَخَلْتُ الْمَدِينَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ اسے "ظرف" بھی کہتے ہیں۔ ظرف کی اقسام ظرف کی دو قسمیں ہیں: - ظرف زمان۔ ظرف مکان

ظرف زمان کی تعریف
وہ اسم جو اس زمانے پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہو۔ جس طرح: ضَرَبْتُ زَيْدًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

ظرف مکان کی تعریف
وہ اسم جو اس مکان پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہو۔ جس طرح: دَخَلْتُ الْمَدِينَةَ۔

ظرف زمان کی اقسام ظرف
زمان کی دو قسمیں ہیں:- ظرف زمان غیر محدود۔ ظرف زمان محدود۔ ظرف زمان

غیر محدود کی تعریف
وہ اسم جو ایسے زمانے پر دلالت کرے جس کی کوئی حد معین نہ ہو۔ جس طرح: ضُمْتُ ذَهْرًا۔ میں نے ایک زمانے تک روزے رکھے اے "ظرف مبہم" بھی کہتے ہیں۔

ظرف زمان محدود کی تعریف
وہ اسم جو ایسے زمانے پر دلالت کرے جس کی کوئی حد معین ہو۔ جس طرح: ضُمْتُ شَهْرًا۔ میں نے ایک ماہ تک روزے رکھے

ظرف زمان کے احکام
۱ ظرف زمان اگر مبہم غیر محدود ہو تو اس پر فنی کے حذف کے ساتھ نصب واجب ہے۔ جس طرح: ضُمْتُ ذَهْرًا۔
۲ ظرف زمان اگر محدود ہو تو اس پر فنی کے حذف کے ساتھ نصب بھی جائز ہے اور فنی کے ذکر کے ساتھ جر بھی جائز ہے۔ جس طرح: قُمْتُ يَوْمًا، اَنَا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

ظرف مکان کی اقسام
ظرف مکان کی بھی دو قسمیں ہیں:- غیر محدود۔ محدود

ظرف مکان غیر محدود کی تعریف
وہ اسم جو ایسی جگہ پر دلالت کرے جس کی کوئی حد معین نہ ہو۔ جس طرح: جَلَسْتُ أَمَامَ الْأَمِيرِ میں امیر کے سامنے بیٹھا

ظرف مکان محدود کی تعریف
وہ اسم جو ایسی جگہ پر دلالت کرے جس کی کوئی حد معین ہو۔ جس طرح: دَخَلْتُ الْمَدْرَسَةَ۔

ظرف مکان کے احکام

۱ اگر ظرف مکان غیر محدود ہو توئی کے حذف کے ساتھ منصوب ہوگا۔ جس طرح: جَعَلْتُ أَقَامَ الْإِيمَانَ .
 ۲ اگر ظرف مکان محدود ہو توئی کے ذکر کے ساتھ مجرور ہوگا۔ جس طرح: ذَهَبْتُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ . معنی صُنْتُ؟ تو جواب میں کہا جاسکتا ہے: يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ یہاں یَوْمَ سے پہلے صُنْتُ فعل محدود ہوگا۔

المتابہ

لفظ لَدَى اور عِنْدَ وغیرہ اگر چہ ظرف مکان محدود ہیں مگر پھر بھی ان پر کثرت استعمال کی وجہ سے نصب پڑھی جاتی ہے۔
 بوقت قرینہ مفعول فیہ کے عامل کو حذف کرنا جائز ہے۔ جس طرح کوئی کہے

القسم الثاني من المفعول

﴿چوتھی قسم مفعول لہ کے بیان میں ہے﴾

المَفْعُولُ لَهُ ، وَهُوَ اسْمٌ لَا جِلْبَ يَقَعُ الْفِعْلُ الْمَذْكُورُ قَبْلَهُ ، وَيُنْصَبُ بِتَقْدِيرِ اللَّامِ ، نَحْوُ ضَرَبْتُهُ تَأْدِيَةً أَيْ لِلتَّأْدِيَةِ ، وَ قَعَدَ الْمُتَخَاذِلُ عَنِ الْحَرْبِ جُهْنًا أَيْ لِلْجُهْنِ .

مفعول لہ کی تعریف

وہ مفعول ہے جو فعل مذکور کے واقع ہونے کا سبب بنے۔ جس طرح ضَرَبْتُهُ، تَأْدِيَةً میں نے اسے ادب سکھانے کے لیے مارا اس مثال میں تَأْدِيَةً مفعول لہ ہے جو فعل ضرب کے واقع ہونے کا سبب بنا۔ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً إِمْلَاقٍ ، الْإِسْرَاءُ ، الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتٍ (265) سورة البقرة؛

مفعول لہ کے چند ضروری قواعد

مفعول لہ کو مَفْعُولُ لَا جِلْبَ بھی کہتے ہیں۔۔ مفعول لہ کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ ایسا مصدر ہوتا ہے جو ماقبل فعل کے متعلق سوال کا جواب ہوتا ہے۔ جس طرح جب یہ کہا جائے ضَرَبْتُهُ، میں نے اسے مارا تو اگر سوال کیا جائے لِمَاذَا ضَرَبْتُهُ؟ کہ تو نے کیوں مارا؟ تو جواب میں تَأْدِيَةً بٹا کہیں گے۔

مفعول لہ منصوب اسی صورت میں ہوگا جب مصدر ہوگا۔ اگر مصدر نہیں ہوگا تو منصوب بھی نہیں ہوگا، جس طرح وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ اللہ نے زمین کو مخلوق کے لئے بنایا۔ اس مثال میں 'لِلْأَنَامِ' مصدر نہ ہونے کی وجہ سے منصوب نہیں

مفعول لہ کے منصوب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ فعل اور مفعول کا زمانہ ایک ہو نیز دونوں کا فاعل بھی ایک ہی ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو مفعول لہ منصوب نہیں ہوگا۔ جس طرح اَنْكَرَ مُنْتَكَ الْيَوْمَ لَوْ غَدِي بِذَلِكَ اَمْسِ۔ میں نے آج آپ کی عزت کی کیونکہ کل میں نے اس کا وعدہ کیا تھا اس مثال میں فعل کا زمانہ آج ہے اور مفعول لہ وعدی بذلک اَمْسِ کا زمانہ گزشتہ ہے۔ اَنْكَرَ مُنْتَكَ لَا اَنْكَرَ اِمْبِ اَيْحٰی میں نے اس کی عزت کی اس لیے کہ اس نے میرے بھائی کی تعظیم کی اس مثال میں فعلاً کر مت کا فاعل متکلم ہے جبکہ مفعول لہ لا کر امہ کا فاعل غائب ہے۔ لہذا ان دونوں مثالوں میں مفعول لہ منصوب نہیں ہو سکتا۔

مفعول لہ کی صراحت و عدم صراحت کا بیان

علامہ عثمان بن جنی موصلی نحوی لکھتے ہیں کہ اگر مفعول لہ منصوب ہو تو اسے مفعول لہ صریح کہتے ہیں۔ اور اگر مجرد ہو تو اسے مفعول لہ غیر صریح کہتے ہیں۔ جس طرح يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْ اُذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاِيعِ حَذَرَ الْمَوْتِ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں، کڑک کے سبب، موت کے ڈر سے۔ اس مثال میں حَذَرَ الْمَوْتِ مفعول لہ صریح ہے اور مِنَ الصَّوَاِيعِ مفعول لہ غیر صریح ہے۔ کتاب المع فی لغت، ص ۵۰، بیروت

الْمَفْعُولُ الْمَنْصُوبُ

﴿پانچویں قسم مفعول معہ کے بیان میں ہے﴾

الْمَفْعُولُ مَعَهُ ، مَا يُذَكَّرُ بَعْدَ وَاوٍ بِمَعْنَى مَعَ لِمَصَاحِبِهِ مَفْعُولٌ فِعْلِي ، نَحْوُ جَاءَ الْبَرْدُ وَالْمِعْطَفُ ، وَجِئْتُ اَنَا وَسَعِيدًا اَي مَعَ الْمِعْطَفِ ، وَمَعَ سَعِيدٍ .
فَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ لَفْظًا ، وَجَارَ الْعَطْفُ يَجُوزُ فِيهِ الرَّفْعُ وَالنَّصْبُ ، نَحْوُ جِئْتُ اَنَا وَزَيْدًا وَزَيْدًا وَإِنْ لَمْ يَجْزِ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ النَّصْبُ ، نَحْوُ جِئْتُ وَزَيْدًا ، وَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ مَعْنًى ، وَجَارَ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ الْعَطْفُ ، نَحْوُ مَا لِسَعِيدٍ وَخَالِدٍ ؟ وَإِنْ لَمْ يَجْزِ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ النَّصْبُ ، نَحْوُ مَا لَكَ وَسَعِيدًا وَ مَا شَانَكَ وَعَمْرًا لِأَنَّ الْمَعْنَى ، مَا تَصْنَعُ ؟

ترجمہ

مفعول معہ وہ اسم ہے جو واؤ کے بعد ذکر کیا جائے اور وہ واؤ مع کے معنی میں ہو اور فعل کے معمول کی مصاحبت کے لیے ہو جیسے، پس اگر فعل لفظوں میں مذکور ہو اور عطف کرنا جائز ہو تو اس میں دو وجہ جائز ہیں یعنی نصب اور رفع جیسے جئت انا زید وزید اور اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب متعین ہے جیسے جئت وزید اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو عطف ہی متعین ہوگا جیسے،

اور اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب متعین ہوگا جیسے، مَالِكٌ وَمَعْبُدٌ اور مَا شَانِكَ وَعَمْرٌ اس لیے کہ اس کا معنی ہے مَا نَصَع

مفعول معہ کی تعریف

وہ اسم جو ایسی راۓ کے بعد واقع ہو جو جمع کے معنی میں ہو۔ یہ راۓ معاجبت کے لیے ہوتی ہے یعنی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کا مفعول ماقبل فعل کے معمول کے ساتھ ہے۔ جس طرح: جَاءَ الْبُرْدُ وَالْجُبَابُ سر دی جہوں کے ساتھ آئی۔ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ، سورۃ یونس

مفعول معہ کا اعراب

اگر مفعول معہ کا فعل لفظاً عبارت میں موجود ہو اور عطف بھی جائز ہو تو مفعول معہ پر معطوف علیہ کے مطابق اعراب اور نصب دونوں پڑھ سکتے ہیں۔ جس طرح: جِئْتُ أَنَا وَزَيْدٌ اور زَيْدٌ۔

اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو معطوف علیہ کے مطابق ہی اعراب آئے گا۔ جس طرح: مَا لَزَيْدٍ وَعَمْرٍو۔ کیونکہ اس کا معنی ہے: مَا يَصْنَعُ زَيْدٌ وَعَمْرٌو یعنی زید اور عمرو کیا کرتے ہیں۔

اور اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب ضروری ہوگا خواہ ماقبل فعل لفظاً ہو یا معنی۔ جس طرح: جِئْتُ وَزَيْدٌ، مَا لَكَ وَزَيْدٌ۔ اگر کوئی اسم لفظ مع کے بعد آئے گا تو وہ مفعول معہ نہیں ہوگا۔ جس طرح: ذَهَبْتُ مَعَ زَيْدٍ۔

الْقِسْمُ السَّادِسُ: الْحَالُ

﴿چھٹی قسم حال کے بیان میں ہے﴾

الْحَالُ: لَفْظٌ يَدُلُّ عَلَى بَيَانِ هَيْئَةِ الْفَاعِلِ، أَوِ الْمَفْعُولِ بِهِ، أَوْ كِلَيْهِمَا، مِثْلُ جَاءَ نَيْ حَمِيدٌ رَاكِبًا وَاسْتَقْبَلْتُ سَعِيدًا قَارِئًا، وَلَقِيتُ حَمِيدًا رَاكِبِينَ، وَالْعَامِلُ فِي الْحَالِ هُوَ فِعْلٌ لَفْظًا، مِثْلُ رَأَيْتُ سَعِيدًا رَاكِبًا، أَوْ مَعْنَى، مِثْلُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ قَائِمًا فَإِنَّ مَعْنَاهُ أَتَيْتُهُ وَأَشِيرُ إِلَى زَيْدٍ حَالٌ كَوْنِهِ قَائِمًا. وَالْحَالُ نَكْرَةٌ أَبَدًا، وَذُو الْحَالِ مَعْرِفَةٌ غَالِبًا، كَمَا رَأَيْتُ فِي الْأَمْثَلَةِ، فَإِنْ كَانَ ذُو الْحَالِ نَكْرَةً وَجَبَ تَقْدِيمُ الْحَالِ عَلَيْهِ، نَحْوُ جَاءَ نَيْ رَاكِبًا رَجُلٌ، لِئَلَّا يَلْتَبَسَ بِالصِّفَةِ فِي حَالَةِ النَّصْبِ فِي قَوْلِكَ رَأَيْتُ رَجُلًا رَاكِبًا. وَقَدْ يَكُونُ الْحَالُ جُمْلَةً خَبَرِيَّةً، نَحْوُ جَاءَ نَيْ زَيْدٌ وَغُلَامُهُ رَاكِبٌ، وَرَأَيْتُ سَعِيدًا يَرْكَبُ فَرَسَهُ. وَقَدْ يُحذفُ الْعَامِلُ لِقَرِينَةٍ كَمَا تَقُولُ لِلْمُسَافِرِ: سَالِمًا غَانِمًا، أَيْ تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا.

27

حال وہ لفظ ہے جو دلالت کرے قائل اور مفعول یا دونوں کی حالت بیان کرنے پر جیسے جَاءَ نَسِيحٌ رَاكِبًا، وَلَقِيَ نَسِيحٌ رَاكِبًا، میں حمید سے ملا اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے اور کبھی قائل معنوی ہوتا ہے جیسے زَيْدٌ فِي الدَّارِ قَائِمًا اس لیے کہ اس کا معنی ہے زید مستقر فی الدار اسی طرح مفعول بہ بھی یعنی مَعْنَى ہوتا ہے جیسے هَذَا زَيْدٌ قَائِمًا اس لیے کہ اس کے معنی ہیں مِثَارِ الیہ کھڑا ہونے والا زید ہے حال میں عامل فعل یا معنی فعل ہوتا ہے۔

اور حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال اکثر معرّفہ ہوتا ہے جیسا کہ تم نے مذکورہ مثالوں میں دیکھ لیا پس اگر ذوالحال نکرہ ہو تو اس پر حال کو مقدم کرنا واجب ہے جیسے جاء فی را کبار جل تا کہ حال کا مفت کے ساتھ التباس نہ ہو حالت نصب میں جیسے تیرا قول رایت رجلاً اکباً جیسی مثالوں میں اور کبھی حال جملہ خبریہ ہوتا ہے جیسے جاء یبی ذبذ وَ غَلامُهُ رَاکِبٌ ، اور مثال اس حال کی جس کا عامل معنی فعل ہو جیسے هذا زید قائماً اس کا معنی انبہ اور اثیر کے معنی کے ہیں اور کبھی قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے حال کے عامل کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے تم مسافر سے کہو سالماً غانماً کہ تم سلامتی کے ساتھ کامیاب ہو کر واپس آئے ہو۔

حال کی تعریف

علامہ عبداللہ بن حسن عکرمی لکھتے ہیں کہ لفظ حال یہ مؤنث ہے کیونکہ اس کی تصغیر حولیۃ آتی ہے اور کا مفہوم یہ ہے کہ حال وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت فاعلی یا مفعولی کو بیان کرے۔ جس طرح جاءَ یَیْ ذَیْنَدٌ وَ اَیْکَبَا زید میرے پاس آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا اس مثال میں وَ اَیْکَبَا حال ہے۔ اور یہ زَیْنَدٌ حالت فاعلی کو بیان کر رہا ہے۔ مَرَبْتُ زَیْنَدًا مَشْدُوذًا میں نے زید کو مارا اس حال میں کہ وہ بندھا ہوا تھا اس مثال میں مَشْدُوذًا حال ہے اور یہ زید مفعول کی حالت مفعولی کو بیان کر رہا ہے۔ نَحْوُ لَہِ تَعَالٰی: فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا سُوْرَةُ اَتَمُّص ۲۱ ہُوَ لَا تَمُشِیْ فِی الْاَرْضِ مَرَّحًا سُوْرَةُ الْاِسْرَاءِ ۳۱۔

(ملفوظات مولانا خلیل الرحمن، ج ۱، ص ۲۸۵، بحوالہ)

نوٹ

جس کی حالت بیان کی جائے اس کو ذوالحال کہتے ہیں، جس طرح مذکورہ مثالوں میں زید ذوالحال ہے کیونکہ پہلی مثال میں اس کی حالت فاعلی اور دوسری مثال میں اس کی حالت مفعولی کو بیان کیا گیا ہے۔

حال کے چند ضروری قواعد

حال ہمیشہ نگرہ اور ذوالحال اکثر معرّفہ یا نگرہ مخصوص ہوتا ہے۔۔ اگر کبھی حال معرّفہ ہو تو یہ نگرہ کی تاویل میں ہوگا۔ جس طرح اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَخَذَهُ مِنْ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لایا اس حال میں کہ وہ ایک ہے

اس مثال میں دُخدا حال ہے جو کہ حَسْرَتٌ وَنَدَا هُوَ فَلَا يَهَاسُ میں غلطی پیدا کرنے کیلئے موجود ہے۔
 حال بھی جملہ فعلیہ ہوتا ہے اور کبھی جملہ اسمیہ۔ اگر حال جملہ فعلیہ ہو اور ماضی ہو تو اس سے پہلے قَدْ کا ہونا ضروری ہے۔ جس طرح جَاءَ الْمُصَلَّى وَلَقَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ تَمَازِیَ آیا اس حال میں کہ جماعت کھڑی ہو چکی تھی
 معروف ہے لیکن یہ مُتَفَرِّقًا کی تاویل میں ہے۔ اور مُتَفَرِّقًا کمرہ ہے۔ اگر ذوالحال کمرہ ہو تو حال کو اس پر مقدم کریں گے۔ جس طرح
 جَاءَ نَبِیُّ رَاکِبًا رَجُلٌ، مَكْرَعًا عَلَیَّ اَسَلًا۔ علی نے شیر کی طرح حملہ کیا اس مثال میں نَسَدًا حال واقع ہو رہا ہے جو کہ اسم جامد ہے۔
 کبھی جملہ خبریہ بھی حال واقع ہوتا ہے۔ جس طرح رَاٰیْتُ الْاَمِيرَ وَهُوَ رَاکِبٌ، لَا تَضْرِبُ الرَّجُلَ وَهُوَ مَظْلُومٌ آدمی
 کو نہ مار اس حال میں کہ وہ مظلوم ہے اس مثال میں تعلق کیلئے واو اور ضمیر دونوں موجود ہیں۔ اور کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَيْنَ السَّاءِ وَ
 الطَّيِّبِ میں نبی تھا اس حال میں کہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے اس مثال میں تعلق پیدا کرنے کیلئے واو موجود ہے۔
 اس مثال میں رَاکِبًا رَجُلٌ کا حال واقع ہو رہا ہے۔ اور رَجُلٌ کیونکہ کمرہ ہے۔ اس لئے رَاکِبًا حال کو ذوالحال پر مقدم کیا گیا۔
 حال عموماً اسم مشتق ہوتا ہے لیکن کبھی اسم جامد بھی حال واقع ہوتا ہے۔ جس طرح میں نے امیر کو سواری کی حالت میں دیکھا۔
 جب جملہ حال بن رہا ہو تو اس صورت میں حال اور ذوالحال کے درمیان تعلق پیدا کرنے کیلئے ایک رابطے کا ہونا ضروری ہے
 اور یہ رابطہ واو یا ضمیر یا دونوں ہو سکتے ہیں۔ جس طرح

اگر حال مضارع ہو اور مثبت ہو تو اس میں صرف ضمیر کافی ہے۔ جس طرح ذَهَبَ السَّارِقُ يَوْتُكُ جُورِ گیا اس حال میں کہ وہ
 سوار تھا۔ کبھی کبھی حال کا عامل حذف کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح رَاٰیْتُ مَهْدِيٍّ اَصْلٌ میں بِسْرٌ رَاٰیْتُ مَهْدِيًّا تھا پھر حال کے
 عامل بِسْرٌ کو حذف کر دیا گیا۔

اگر حال مفرد ہو تو واحد، ثنّیہ اور جمع اور تذکیر و تانیث میں ذوالحال سے مطابقت ضروری ہے۔ جس طرح جَاءَ زَيْنٌ وَرَاکِبًا
 جَاءَ الرَّجُلَانِ رَاکِبَيْنِ، جَاءَتِ الْعَرَاتَانِ رَاکِبَتَيْنِ۔
 اگر جملہ خبریہ درمیان کلام یا آخر کلام میں معرفہ کے بعد واقع ہو تو وہ حال واقع ہوگا۔ جس طرح جَاءَ الْقَائِدُ هُوَ
 مَضُورٌ قَائِدٌ لَوْثَا اس حال میں کہ وہ کامیاب تھا

بن بیان سے پہلے کوئی اسم معرفہ ہو تو وہ ذوالحال اور من بیان سے اپنے مدخول سے مل کر حال بنے گا۔ جس طرح
 فَاجْتَنِبُوا الرَّجْسَ مِنَ الْاَوْتَانِ۔ اس مثال میں الرَّجْسُ ذوالحال اور مِنَ الْاَوْتَانِ حال ہے۔ وَخَذَهُ، کالفظ جہاں بھی آئے
 گا حال ہی بنے گا۔ جس طرح نَعْبُدُ اللَّهَ وَخَذَهُ۔

حال کو مقدم کرنے یا نہ کرنے کے قانون کا بیان

علامہ عثمان بن جنی نحوی لکھتے ہیں کہ حال کا جب عامل متصرف ہو تو اس کو مقدم کرنا جائز ہے جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاکِبًا، وَجَاءَ
 رَاکِبًا زَيْدٌ، وَرَاکِبًا جَاءَ زَيْدٌ، تمام صورتیں جائز ہیں کیونکہ جَاءَ عامل متصرف ہے۔ لَمَعَ فِي لُغَتِ، مَسَّ، بِيْرُوت

اور جب حال میں عامل متصرف نہ ہو تو اس کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

الْقِسْمُ الثَّانِي فِي التَّمْيِيزِ

﴿ساتویں قسم تمیز کے بیان میں ہے﴾

التَّمْيِيزُ : اِسْمٌ نَكْرَةً يُذَكَّرُ بَعْدَ مِقْدَارٍ أَوْ كَيْلٍ أَوْ وَزْنٍ أَوْ مِسَاحَةٍ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا فِيهِ إِبْهَامٌ، لِيَرْفَعَ ذَلِكَ الْإِبْهَامَ، مِثْلُ عِنْدِي عِشْرُونَ كِتَابًا، وَقَفِيزَانِ بُرًّا، وَمَنَوَانِ سَمْنًا، وَجَرِيْبَانِ قُطْنًا، وَمَا فِي السَّمَاءِ قَدْرٌ رَاحَةٍ سَحَابًا، وَعَلَى التَّمْرَةِ مِثْلَهَا زُبْدًا.

وَقَدْ يَكُونُ مِنْ غَيْرِ مِقْدَارٍ، نَحْوُ عِنْدِي سِوَارٌ ذَهَبًا، وَهَذَا خَاتَمٌ حَدِيدًا، وَالْخَفْضُ فِيهِ أَكْثَرُ، مِثْلُ خَاتَمٍ حَدِيدٍ.

وَقَدْ يَقَعُ التَّمْيِيزُ بَعْدَ الْجُمْلَةِ، لِيَرْفَعَ الْإِبْهَامَ عَنْ نِسْبَتِهَا نَحْوُ طَابَ زَيْدٌ عِلْمًا، أَوْ أَبَا، أَوْ خُلُقًا

ترجمہ

تمیز وہ نکرہ ہے جس کو مقدار کے بعد ذکر کیا جائے مقدار عدد سے ہو یا کیل سے یا وزن سے یا مساحت سے یا ان کے علاوہ سے جس میں ابہام ہو تمیز اس کے ابہام کو دور کرے جیسے عندی عشرون درہما اور قفیزان برآ، منوان سمناء، جریبان قطناء، علی التمرۃ مثلھا زبد اور تمیز کبھی غیر مقدار سے بھی ہوتی ہے جیسے ہذا خاتم حدید سوار ذہباً اور اس میں اکثر مجرور ہوتی ہے اور تمیز کبھی جملہ کے بعد واقع ہوتی ہے اس ابہام کو اٹھانے کے لیے جو جملہ کی نسبت سے واقع ہو جیسے طاب زید نفساً او علماً او اباً او خلقاً،

تمیز کی تعریف

تمیز وہ اسم نکرہ ہے جو کسی مقدار یعنی عدد، کیل، وزن یا مساحت وغیرہ کے بعد ابہام کو دور کرنے کے لئے ذکر کیا جائے۔ جس طرح عِنْدِي عِشْرُونَ دِرْهَمًا اس مثال میں عِشْرُونَ میں ابہام تھا کہ اس سے مراد کیا ہے لہذا دِرْهَمًا لا کر اس ابہام کو دور کیا گیا ہے۔ وَاشْتَغَلَ الرَّأْسُ شَيْئًا (4) سورة مريم، وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا (12) سورة القمر، أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا (34) سورة الكهف،

تمیز کی تعریف کا بیان

علامہ عبد اللہ بن حسن عکرمی نحوی لکھتے ہیں کہ تمیز اس کو اسم کو کہتے ہیں جو تمیز سے حاصل ہو۔ اور اس کی مثال کو سمجھنے کیسے تمیز؟

مثال میں غور و فکر کرنا چاہیے۔ (المہاب علل البناء والاعراب، ج ۱، ص ۲۹۷، بیروت)

حال اور تمیز کے درمیان فرق ہونے کا بیان

شیخ سعید افغانی لکھتے ہیں کہ حال اور تمیز کے درمیان فرق یہ ہے کہ غالب طور پر حال ”فی“ کے معنی میں آتا ہے جبکہ تمیز ”من“ کے معنی میں آتی ہے جس طرح یہ مثال ہے۔ جنت راکباً، اصل میں جنت فی رکوبی، اور اللہ درہ فارساً، بہت ثلاثہ عشر کتاباً، اصل میں اللہ درہ من فارس، بہت ثلاثہ عشر من الکتاب، اس کی مزید مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُوماً فَتَرَى الْقَوْمَ لِيهَا ضَرْعَى كَأَنَّهُمْ أُغْجَارٌ نَحْلٍ
خَاوِيَةِ الْحَقَاةِ: 69/7 قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ الْمُؤْمِنِينَ: 23/112

لَوْ أَطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَاراً وَلَمَلِئْتَ مِنْهُمْ رُغْباً الْكَهْفِ: 18/18 وَكَأَيُّنَ مِنْ نَبِيِّ قَاتَلَ مَعَهُ
رَبُّيُونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ هَالِ عَمْرَانَ: ۱۳۶

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَا فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ
الصَّالِحِينَ الْبَقَرَةُ: 2/130

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا فَبَلَكَ مَسَاكِينُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكُنَّا نَحْنُ
الْوَارِثِينَ الْقَصَصِ: 28/58

قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيئاً مَرْيَمَ: 19/3
(الموجز فی قواعد اللغة العربية)

القِسْمُ الثَّالِثُ، الْمُسْتَشْتَى

﴿آٹھویں قسم مستثنیٰ کے بیان میں ہے﴾

الْمُسْتَشْتَى، لَفْظٌ يُذَكَّرُ بَعْدَ إِلَّا وَآخَوَاتِهَا، لِيُعْلَمَ أَنَّهُ لَا يُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا يُنْسَبُ إِلَى مَا قَبْلَهَا.
وَالْمُسْتَشْتَى عَلَى قِسْمَيْنِ:

1- مُتَّصِلٌ، وَهُوَ مَا كَانَ مِنْ جِنْسِ الْمُسْتَشْتَى مِنْهُ، مِثْلُ جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا.

2- مُنْقَطِعٌ، وَهُوَ مَا لَا يَكُونُ الْمُسْتَشْتَى مِنْ جِنْسِ الْمُسْتَشْتَى مِنْهُ مِثْلُ جَاءَ الْمُسَافِرُونَ إِلَّا أَمِيتَهُمْ.

إِعْرَابُ الْمُسْتَشْتَى: إِعْرَابُ الْمُسْتَشْتَى عَلَى أَنْوَاعٍ:

۱- النَّصْبُ ، وَيَكُونُ فِي أَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ كَمَا يَلِي - 1 الْمُسْتَنَى الْمُتَّصِلُ التَّامُّ الْمُوجِبُ بَأَن لَّا يَكُنْ فِي الْكَلَامِ نَفْيٌ ، وَلَا نَهْيٌ ، وَلَا اسْتِفْهَامٌ وَيَكُونُ الْمُسْتَنَى مِنْهُ مَذْكُورًا مِثْلُ جَاءَ الْقَوْمُ إِلَّا سَعِيدًا

2- الْمُسْتَنَى الْمُقَطَّعُ ، مِثْلُ رَأَيْتُ الْمُسَافِرِينَ إِلَّا أَمِيتَهُمْ .

3- الْمُسْتَنَى الْمُتَقَدِّمُ عَلَى الْمُسْتَنَى مِنْهُ ، مِثْلُ مَا جَاءَنِي إِلَّا أَخَاكَ أَحَدٌ .

4- الْمُسْتَنَى بِعَدَا ، وَخَلَا عَلَى الْكَثِيرِ وَبِ مَا خَلَا ، وَمَا عَدَا ، وَلَيْسَ ، وَلَا يَكُونُ مِثْلُ خَرَّ

الطَّلَابُ الدَّرْسَ عَدَا خَالِدًا ، وَمَا خَلَا خَالِدًا .

ب- جَوَازُ النَّصْبِ وَالِاتِّبَاعِ عَلَى الْبَدَلِيَّةِ . وَذَلِكَ إِذَا كَانَ الْمُسْتَنَى فِي كَلَامٍ غَيْرِ مُوجِبٍ ، وَالْمُسْتَنَى مِنْهُ مَذْكُورًا ، مِثْلُ مَا جَاءَ أَحَدٌ إِلَّا سَعِيدًا ، وَإِلَّا زَيْدٌ فَيَجُوزُ فِيهِ النَّصْبُ عَلَى الْإِسْتِثْنَاءِ وَالِاتِّبَاعِ عَلَى الْبَدَلِيَّةِ .

ج- الْإِغْرَابُ حَسَبَ الْقَوَامِلِ . وَذَلِكَ إِذَا كَانَ الْمُسْتَنَى مُفْرَغًا ، بَأَن يَكُونُ بَعْدَ إِلَّا فِي كَلَامٍ غَيْرِ مُوجِبٍ ، وَالْمُسْتَنَى مِنْهُ غَيْرَ مَذْكُورٍ ، تَقُولُ : مَا جَاءَنِي إِلَّا زَيْدٌ ، وَمَا رَأَيْتُ إِلَّا سَعِيدًا ، وَمَا مَرَرْتُ إِلَّا بِسَعِيدٍ .

وَأِنْ كَانَ الْمُسْتَنَى بَعْدَ غَيْرِ ، وَيَسُو ، وَسَوَاءٌ ، وَخَاشَا كَانَ مَجْرُورًا عِنْدَ الْجَمِيعِ فِي غَيْرِ وَيَسُو وَسَوَاءٌ وَفِي خَاشَا عِنْدَ الْكَثِيرِ نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ مَجِيدٍ ، وَيَسُو مَجِيدٍ وَخَاشَا مَجِيدٍ .

إِغْرَابُ لَفْظٍ غَيْرٍ . يُغْرَبُ غَيْرُ إِغْرَابِ الْمُسْتَنَى بِ إِلَّا تَقُولُ : جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ ، وَغَيْرَ حِمَارٍ ، وَمَا جَاءَنِي أَحَدٌ غَيْرَ سَعِيدٍ ، وَمَا رَأَيْتُ غَيْرَ سَعِيدٍ ، وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ سَعِيدٍ . وَلَفْظٌ غَيْرُ مَوْضُوعٍ لِلصِّفَةِ ، وَقَدْ يُسْتَعْمَلُ لِلْإِسْتِثْنَاءِ ، كَمَا أَنَّ لَفْظَةَ إِلَّا مَوْضُوعَةٌ لِلْإِسْتِثْنَاءِ ، وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ لِلصِّفَةِ ، كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ، أَيْ غَيْرُ اللَّهِ ، كَذَلِكَ قَوْلُكَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ .

ترجمہ

مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو الا اور اس کے ہم ثنوں کے بعد ذکر کیا جائے تاکہ یہ جانا جائے کی اس کی جانب وہ چیز منسوب نہیں کی گئی جو اس کے قبل کی طرف منسوب کی گئی ہے اور وہ دو قسم پر ہے متصل اور وہ یہ ہے جو الا اور اس کے ثنوں کے ذریعہ متعدد سے نکال لیا گیا ہو جیسے جاء نی القوم الا زید .

اور دوسری قسم منقطع ہے اور وہ یہ ہے کہ الا اور اس کے شکلوں کے بعد مذکور ہو اور متعدد سے نکالا گیا ہو بوجہ اس کے مستثنیٰ منہ میں داخل نہ ہونے کے جیسے جاء نی القوم الاحمارا ،

اور تو جان بے شک مستثنیٰ کا اعراب چار قسموں پر ہے اگر مستثنیٰ متصل ہو الا کے کلام موجب میں واقع ہو یا مستثنیٰ منقطع ہو جیسا کہ مذکور پہلے ہے یا مستثنیٰ مقدم ہو مستثنیٰ منہ پر جیسے ، یا مستثنیٰ خلا اور عدا کے بعد واقع ہو اکثر کے نزدیک یا ما خلا ما عدا لیس اور لا یكون کے بعد واقع ہو جیسے ، وغیرہ تو مستثنیٰ منصوب ہو گا اور اگر مستثنیٰ الا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو۔

اور کلام غیر موجب ہر وہ کلام ہے جس میں نفی اور نہی اور استغناء ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں نصب اور اپنے ماقبل سے بدل جس طرح ما جاء احدٌ الاّ سعیداً ، والاّ زید ،

اور اگر مستثنیٰ مفرغ ہو اس طرح کہ الا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو اس کا اعراب عوازل کے مطابق ہو گا جیسے تو کہے ما جاء لی الاّ زید اور ما رايت الاّ زید اور ما مررت الاّ بزید ،

اور اگر مستثنیٰ غیر اور سوئی اور سواء اور حاشا کے بعد واقع ہو تو وہ اکثر نحو یوں کے نزدیک مجرور ہو گا جیسے جاء نی القوم غیر نجد ، ویسوی معجید و حاشا معجید ،

اور تو جان بے شک غیر کا اعراب مستثنیٰ بالا کے اعراب کی طرح ہے جیسے تو کہے ، جاء نی القوم غیر زید ، وغیرہ حمار ، وما جاء نی احدٌ غیر سعید ، وما رايت غیر سعید ، وما مررت غیر سعید ،

اور تو جان بیشک لفظ غیر صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے اور کبھی استثناء کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جس طرح لفظ الا اصل میں استثناء کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر کبھی صفت کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ، یعنی غیر اللہ اس طرح تیرا قول لا اله الاّ اللہ ،

استثناء کی تعریف

استثناء کا لغوی معنی کسی چیز کو الگ کرنا ہے ، جبکہ اصطلاح میں حرف استثناء کے ساتھ کسی کو ماقبل کے حکم سے نکال دینا استثناء کہلاتا ہے۔ جس طرح جاء نی القوم الاّ زید میرے پاس قوم آئی سوائے زید کے اس مثال میں زید کو حرف استثناء الا کے ذریعے ماقبل کے حکم سے خارج کیا گیا ہے۔ جس کو خارج کیا جائے اس کو مستثنیٰ اور جس سے خارج کیا جائے اس کو مستثنیٰ منہ اور حرف جس کے ذریعے استثناء کیا جائے اس کو حرف استثناء کہتے ہیں۔ جس طرح کہ مذکورہ بالا مثال میں القوم مستثنیٰ منہ اور زید مستثنیٰ اور الا حرف استثناء ہے۔

حروف استثناء

حروف استثناء گیارہ ہیں ۔ الا ۔ غیر ۔ یسوی ۔ مواء ۔ خلا ۔ ما خلا ۔ عدا ۔ ما عدا ۔ حاشا ۔

لَيْسَ لَا يَكُونُ .

مستثنیٰ کی اقسام

مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں . مستثنیٰ متصل . مستثنیٰ منقطع .

مستثنیٰ متصل کی تعریف

مستثنیٰ متصل اسے کہتے ہیں جو مستثنیٰ منہ کے حکم میں داخل ہو لیکن حرف استثناء کے ذریعے اسے نکال دیا گیا ہو۔ جس طرح جَاءَ الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا، زید قوم کے حکم میں داخل تھا لیکن اِلَّا حرف استثناء کے ذریعے اس کو نکال دیا گیا۔

مستثنیٰ منقطع کی تعریف

مستثنیٰ منقطع اسے کہتے ہیں جو مستثنیٰ منہ کے حکم میں داخل نہ ہو۔ جس طرح جَاءَ الْقَوْمُ إِلَّا جَمَارًا، اس مثال میں جَمَارًا مستثنیٰ ہے جو کہ مستثنیٰ منہ الْقَوْمُ کے حکم میں داخل نہیں۔ جس کلام میں استثناء ہو اس کی دو قسمیں ہیں، کلام موجب۔ کلام غیر موجب۔

کلام موجب: جس میں نفی، نفی یا استفہام نہ پایا جائے۔ جس طرح جَاءَ الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا .

کلام غیر موجب: جس میں نفی، نفی یا استفہام ہو۔ جس طرح مَا جَاءَ الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا .

مستثنیٰ کا اعراب

مستثنیٰ کے اعراب کی چار صورتیں ہیں۔ منصوب۔ منصوب یا ماقبل کے مطابق۔ عامل کے مطابق۔ مجرور

منصوب

جب مستثنیٰ اِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو، جس طرح جَاءَ نَبِيُّ الْقَوْمِ إِلَّا زَيْدًا .

جب مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے پہلے اور کلام غیر موجب میں واقع ہو، جس طرح مَا جَاءَ نَبِيُّ إِلَّا زَيْدًا أَحَدًا . جب مستثنیٰ منقطع ہو۔ جس طرح جَاءَ الْقَوْمُ إِلَّا جَمَارًا .

جب مستثنیٰ مَا خَلَا، مَا عَدَا، لَيْسَ یا لَا يَكُونُ کے بعد واقع ہو۔ جس طرح جَاءَ الْقَوْمُ مَا خَلَا زَيْدًا .

جب مستثنیٰ خَلَا اور عَدَا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء کے مذہب پر منصوب ہوگا۔ جس طرح جَاءَ الْقَوْمُ عَدَا زَيْدًا .

منصوب یا ماقبل کے مطابق:

جب مستثنیٰ کلام غیر موجب میں اِلَّا کے بعد واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور اور مقدم ہو تو دو طرح سے پڑھنا درست ہے منصوب اور ماقبل کے مطابق، جس طرح مَا انْعَمَرَتِ الاَشْجَارُ إِلَّا شَجْرَةً، شَجْرَةٌ درخت پھل نہیں لائے سوائے ایک درخت کے

عامل کے مطابق
جب مستثنیٰ مفرغ ہو یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو اور کلام غیر موجب میں واقع ہو تو اس صورت میں اس کا اعراب عامل کے مطابق ہوگا۔ جس طرح مَا جَاءَ نَبِيٍّ إِلَّا زَيْدٌ۔

مجرور
جب مستثنیٰ لفظ غَيْرٌ، سِوَى، سِوَاءَ کے بعد واقع ہو تو مستثنیٰ کو مجرور پڑھیں گے۔ اور اکثر نحو یوں کے نزدیک حاشا کے بعد بھی مجرور پڑھیں گے۔ جس طرح جَاءَ نَبِيٍّ الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ، جَاءَ نَبِيٍّ الْقَوْمُ سِوَى زَيْدٍ، جَاءَ نَبِيٍّ الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدٍ۔

غیر کے اعراب
لفظ غَيْرٌ کا اعراب إِلَّا کے بعد واقع ہونے والے مستثنیٰ کی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح جَاءَ نَبِيٍّ الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ

ترکیب
جَاءَ نَبِيٍّ الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا جَاءَ فعل، نون و قایہ، ضمیر متکلم مفعول بہ، الْقَوْمُ مستثنیٰ منہ، إِلَّا حرف استثناء، زَيْدًا مستثنیٰ۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر جَاءَ فعل کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو جائے گا۔
ترکیب: لَوْ كُنَّا فِيهِمَا إِلَهًا إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا: لو: حرف شرط بنی بر سکون، کان: (میضہ؟) فعل ناقص، نی: حرف جار، ہا، ہا: ضمیر مجرور متصل مجرور جار، میم: حرف عداد، الف: علامت تنبیہ، مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق متصرفہ، اور وہ میضہ مفت، می: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل راجع بسوئے آلہ، میضہ مفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، الہ: جمع مکسر منصرف مرفوع لفظا موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف مرفوع محلا، اللہ اسم جلال: مجرور تقدیر مضاف الیہ، جو رفع الّا پر آتا تھا وہ اسم جلال پر لفظ آگیا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفت، موصوف اپنی مفت سے مل کر اسم مؤخر، فعل ناقص اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام: جوابیہ، فسدتا: (میضہ؟) فعل، تاء: علامت تانیث، الف: ضمیر مرفوع متصل بارز ذل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

الْقِسْمُ الْخَامِسُ خَمِيرٌ كَالْكَافِ وَالْأَسْمَاءُ

﴿نویں قسم کان واخوات کی خبر کے بیان میں ہے﴾

وَحُكْمُهُ كَحُكْمِ خَبَرِ الْمُبْتَدَأِ، نَحْوُ كَانَ مَعِيذُ مُنْطَلِقًا، إِلَّا أَنَّهُ يَجُوزُ تَقْدِيمُهُ عَلَى اسْمِهَا مَعَ

كَوْنِهِ مَعْرِفَةً بِخِلَافِ خَبَرِ الْمُبْتَدَأِ، نَحْوُ، وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ، (الروم / 47).

ترجمہ

کان اور اس کے اخوات کی خبر کا حکم وہی ہے جو مبتداء کی خبر کا حکم ہے جیسے کان سعید مطلقا ہاں البتہ اس کی خبر کو اس کے حکم پر مقدم کرنا جائز ہے جب وہ معرفہ ہو جبکہ مبتداء کی خبر میں ایسا نہیں ہے جیسے وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ، نوٹ اس کی وضاحت افعال ناقصہ کے ساتھ گزر چکی ہے۔ مناسب ہوگا ہم یہاں پر خبر سے متعلق کچھ مفہوم بیان کر دیں۔

خبر کے مفہوم کا بیان

جس کلام میں ذاتی طور پر سچ اور جھوٹ کا احتمال ہو، اسے خبر کہتے ہیں۔

ہمارا قول ما احتمل الصدق والكذب کہنا دراصل انشاء سے بچنا ہے کیونکہ اس میں سچ اور جھوٹ کا احتمال نہیں ہوتا۔ اور ہم نے لذا بتہ اس لیے کہا ہے تاکہ اس تعریف میں کلام اللہ اور بدیہی امور بھی شامل رہیں۔

کلام اللہ کی مثال، أَلَهَاكُمْ التَّكَاثُرُ، حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (التكاثر: 1، 2)

تمہیں کثرت نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبروں جا پہنچے۔

بدیہی امور کی مثال: ایک، دو کا آدھا ہوتا ہے اور کل، جزء سے بڑا ہوتا ہے۔

سچی خبر کی دو اقسام کا بیان

(۱) وہ خبر ہے جو اتنی بڑی جماعت کی زبان سے سنی جائے جس کا جھوٹ پر متفق ہونا تصور میں نہ آئے، یعنی ان کا جھوٹ پر جمع ہونا عاداتاً محال ہو، یہ خبر بدیہی علم، یقین، کافائدہ دیتی ہے جیسے گزرے ہوئے زمانوں اور دور دراز کے شہروں کے گزرے ہوئے بادشاہوں کا علم خبر متواتر سے حاصل ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر جس کی تائید معجزہ سے کی گئی ہو، یہ خبر علم استدلالی کافائدہ دیتی ہے (اور وہ اس طرح کہ یہ اس ہستی کی خبر ہے جس کی تائید معجزہ سے کی گئی ہے اور ایسی خبر ضروری اور سچی ہوگی اور اس کا مضمون واقع میں ثابت ہوگا) اس خبر سے ثابت ہونے والا علم یقینی اور ثابت ہونے میں علم بدیہی کے مشابہ ہے۔

رہی عقل تو وہ بھی علم کا سبب ہے جو علم عقل کے سبب پہلی توجہ سے ثابت ہو وہ ضروری ہے جیسے اس بات کا علم کہ شی کا کل اس کے جزء سے بڑا ہے اور جو علم عقل کے استدلال (دلیل) میں نظر کرنے سے ثابت ہو وہ کسی ہے۔

اہل حق کے نزدیک الہام، کسی شے کی صحت کی معرفت کا سبب نہیں ہے عالم (اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے موجودات ہیں) اپنے تمام اجزاء سمیت حادث (عدم کے بعد موجود) ہے کیونکہ عالم کی دو قسمیں ہیں۔ ۱، اعیان جواہر ۲، اعراض۔

القسم العاشر اسم ان کے اسرار

﴿دسویں قسم ان کے اسم و اخوات کے بیان میں ہے﴾

وَهُوَ الْمَسْنَدُ بَعْدَ دُخُولِهَا ، نَعْوُ : اِنْ زَيْدًا جَالِسٌ .

اور دخول کے بعد مسند ہوتا ہے جیسے ان زید اجالس،

نوٹ اس کی وضاحت حروف مشبہ بہ بالفعل کی خبر کے ساتھ گزر چکی ہے۔ حروف مشبہ بہ فعل کی فعل کے ساتھ تشبیہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کو مشابہ بہ فعل کہتے ہیں۔ لہذا مناسب ہوگا یہاں ہم تشبیہ سے متعلق کچھ مختصر لکھ دیں درج ذیل میں ملاحظہ کریں۔

تشبیہ کے مفہوم کا بیان

تشبیہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے لغوی معنی مشابہت، تمثیل اور کسی چیز کو دوسری چیز کی مانند قرار دینا ہیں۔ علم بیان کی رو سے جب کسی ایک چیز کو کسی خاص صفت کے اعتبار سے یا مشترک خصوصیت کی بنا پر دوسری کی مانند قرار دے دیا جائے تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔

بنیادی طور پر تشبیہ کے معنی ہیں مثال دینا۔ چنانچہ کسی شخص یا چیز کو اس کی کسی خاص خوبی یا صفت کی بنا پر کسی ایسے شخص یا چیز کی طرح قرار دینا، جس کی وہ خوبی سب کے ہاں معروف اور مانی ہوئی ہو۔۔۔ تشبیہ کہلاتا ہے۔ مثلاً ہم یہ کہیں کہ بچہ چاند کی مانند حسین ہے، تو یہ تشبیہ کہلائے گی کیونکہ چاند کا حسن مسلمہ ہے۔ اگرچہ یہ مفہوم بچے کو چاند سے تشبیہ دیے بغیر بھی ادا کیا جاسکتا تھا کہ بچہ تو حسین ہے، لیکن تشبیہ کی بدولت اس کلام میں فصاحت و بلاغت پیدا ہو گئی ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ عبداللہ شیر کی طرح بہادر ہے بھی تشبیہ کی ایک مثال ہے کیونکہ شیر کی بہادری مسلمہ ہے اور مقصد عبداللہ کی بہادری کو واضح کرنا ہے جو عبداللہ اور شیر دونوں میں پائی جائے۔ تشبیہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مشبہ کی کسی خاص خوبی یا خامی مثلاً بہادری، خوب صورتی، سخاوت، بزدلی یا کجی کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس وصف کی شدت کو بھی بیان کیا جائے۔ اس سے مشبہ کی تعریف یا تذلیل مقصود ہوتی ہے۔

ارکان تشبیہ، تشبیہ کے مندرجہ ذیل پانچ ارکان ہیں

مشبہ کے مفہوم کا بیان

جس چیز کو دوسری چیز کے مانند قرار دیا جائے وہ مشبہ کہلاتی ہے۔ جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں بچہ اور عبداللہ مشبہ ہیں۔

مشبہ بہ کے مفہوم کا بیان

وہ چیز جس کے ساتھ کسی دوسری چیز کو تشبیہ دی جائے یا مشبہ کو جس چیز سے تشبیہ دی جائے، وہ مشبہ بہ کہلاتی ہے۔ مثلاً چاند اور شیر مشبہ بہ ہیں۔ ان دونوں یعنی مشبہ اور مشبہ بہ کو طرفین تشبیہ بھی کہتے ہیں۔

حرف تشبیہ کے مفہوم کا بیان

وہ لفظ جو ایک چیز کو دوسری چیز جیسا ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے حرف تشبیہ کہلاتا ہے۔ مثلاً اوپر کے جملوں میں مانند اور طرح حروف تشبیہ ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی حروف تشبیہ ہیں جیسا کہ مثل، ہو، ہو، صورت، گویا، جوں، سا، سی، سے، جیسا، جیسے، جیسی، بعینہ، مثال، یا، کہ وغیرہ، انہیں ادات تشبیہ بھی کہتے ہیں۔

وجہ شبہ کے مفہوم کا بیان

وجہ شبہ سے مراد وہ خوبی ہے جس کی بنا پر مشبہ کو مشبہ بہ سے تشبیہ دی جا رہی ہے۔ مثلاً: چاند کی مانند حسین میں وجہ شبہ حسن ہے۔ اسی طرح شیر کی طرح بہادر میں وجہ شبہ بہادری ہے۔

غرض تشبیہ کے مفہوم کا بیان

وہ مقصد یا غرض جس کے لیے تشبیہ دی جائے، غرض تشبیہ کہلاتا ہے۔ اس کا تشبیہ میں ذکر نہیں ہوتا۔ صرف قرائن سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ تشبیہ کس غرض یا مقصد سے دی گئی ہے۔ مثلاً بچے کے حسن کو واضح کرنا غرض تشبیہ ہے۔ اسی طرح عبداللہ کی بہادری کو واضح کرنا بھی غرض تشبیہ ہے۔

﴿الْمُسْنَدُ إِلَيْهِ بَعْدَ دُخُولِهَا . وَتَلِيهَا نِكْرَةٌ مُضَافَةٌ نَحْوُ : لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ أَوْ مُشَابَهَةً بِالْمُضَافِ نَحْوُ : لَا عِشْرِينَ دِرْهَمًا فِي الْكَيْسِ .

﴿گیارہویں قسم لائے نفی جنس کے اسم کے بیان میں ہے﴾

وَأِنْ كَانَ مَا بَعْدَ لَا نِكْرَةً مُفْرَدَةً يُبْنَى عَلَى الْفَتْحِ نَحْوُ لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ وَإِنْ كَانَ مُفْرَدًا مَعْرِفَةً أَوْ نِكْرَةً مَفْصُولًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ لَا كَانَ مَرْفُوعًا لَأَنَّهَا تُلْفَى عَنِ الْعَمَلِ ، وَيَجِبُ حِينَئِذٍ تَكْرِيرُ لَا مَعَ الْأَسْمِ الْآخِرِ ، تَقُولَ ، لَا حَمِيدٌ وَلَا مُجِيدٌ وَلَا فِيهَا رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ .

وَإِذَا تَكَرَّرَتْ لَا عَلَى سَبِيلِ الْعَطْفِ ، وَجَاءَ بَعْدَهَا نِكْرَةٌ مُفْرَدَةً بِلا فَضْلِ ، مِثْلَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

إِلَّا بِاللَّهِ يَجُوزُ فِيهَا خَمْسَةٌ أَوْجُهُ:

لَفَتْحُهُمَا وَرَفْعُهُمَا، وَفَتْحُ الْأَوَّلِ وَنَصْبُ الثَّانِي، وَفَتْحُ الْأَوَّلِ وَرَفْعُ الثَّانِي، وَرَفْعُ الْأَوَّلِ وَفَتْحُ الثَّانِي، وَقَدْ يُحذفُ اسْمُ لَا لِقَرِينَةٍ، نَحْوُ لَا عَلَيْكَ أَيُّ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ.

ترجمہ

وہ اسم جو لائے نفی جنس کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے وہ مسند الیہ ہوتا ہے اس کے داخل ہونے کے بعد اس حال میں کہ اس کے ایسا نکرہ ملا ہوا ہو جو مضاف ہو جیسے لا غلام رجل فی الدار یا اس کے مشابہ ہو جیسے لا عشرين درهما فی الکعبس پس اگر لا کے بعد نکرہ مفردہ ہو تو وہ فتح پر مبنی ہوگا جیسے لا رجل فی الدار اگر لا کے بعد نکرہ معرفہ یا نکرہ ہو لیکن اس کے اور لائے نفی جنس کے درمیان ماضیہ لایا گیا ہو تو وہ مرفوع ہوگا اور دوسرے اسم کے ساتھ لا کا تکرار بھی واجب ہوگا جیسے تو کہے لا فیہا رجل ولا امرأة

ایسی مثالوں میں پانچ وجہیں جائز ہیں۔

ادوں کا فتح ۲ دونوں کا رفع ۳ اول کا فتح دوسرے کا نصب ۴ اول کا فتح دوسرے کا رفع ۵ اول کا رفع دوسرے فتح اور کبھی لا کے اسم کو قرینہ کی وجہ سے حذف بھی کر دیا جاتا ہے،

لائے نفی جنس کی تعریف کا بیان

وہ حرف جو اپنے بعد واقع ہونے والی جنس سے خبر کی نفی کرتا ہے۔ جیسے: (لَا رَبَّ إِلَهِ) (اس میں کوئی شک کی جگہ نہیں) اس آیت کریمہ میں لفظ "لا" نے قرآن کریم سے جنس رب کی نفی کر دی اور ظاہر کر دیا کہ یہ کتاب عظیم اصلاً محل شک نہیں۔ اس کے اسم اور خبر کے احکام:۔ لائے نفی جنس جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے مبتداً کو لا کا اسم "اور خبر کو لا کی خبر" کہتے ہیں۔ جیسے: آیت کریمہ میں "تَسْبُ" لائے نفی جنس کا اسم اور "تَنِیہ" اس کی خبر ہے۔ اس کے اسم اور خبر کے وہی احکام ہیں جو مبتداً و خبر کے ہیں۔ اس کی خبر ہمیشہ مرفوع ہوتی ہے۔ جیسے: (مرد کا کوئی غلام ذہین نہیں) اس صورت میں یہ بغیر تنوین کے منصوب ہوگا؛ کیونکہ مضاف پر تنوین نہیں آتی۔

نکرہ کا عموم میں نص اور ظاہر ہونے کا بیان

آنے والے حالات میں نفی کے سیاق میں نکرہ عموم میں نص مرتع ہوتا ہے۔

1۔ جب نکرہ لائے نفی جنس کا اسم ہو۔ جیسے لا إله إلا الله اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے۔

2۔ جب نکرہ سے پہلے من کا اضافہ کیا جائے، اور یہ زیادتی تمن جگہوں پر ہوتی ہے۔

فاعل سے پہلے۔ مثلاً لَتَسْلِيَنَّ قَوْمًا مَّا أَنَا هُمْ مِّنْ نَّلِيٍّ مِّنْ قَلْبِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (القصاص 46:) تاکہ آپ؟ ایسی

تو کوارائیں جن کی پاس اس سے پہلے کوئی بھی ڈرانے والا نہیں آیا، شاید کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔
منقول سے پہلے۔ مثلاً وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ (الانبیاء 25:) ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی
رسول نہیں بھیجا۔

مبتدا سے پہلے۔ مثلاً وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهٌ وَاحِدٌ (المائدہ 73:) ایک الہ کے علاوہ کوئی اور الہ ہے ہی نہیں۔
3۔ ایسا نکرہ جو نفی کو لازم ہو۔ جیسے: دیا رلفظ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نوح علیہ السلام سے نقل کیے ہوئے قول میں ہے۔ لَا تَسْأَلُ
عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَهْرًا (نوح 26:) اے اللہ از میں پر کافروں کا کوئی بھی گھرنہ چھوڑ۔
ان مقامات کے علاوہ باقی جگہوں پر نکرہ ظاہر تو ہوتا ہے لیکن نص نہیں ہوتا، جیسے لامشاہ بلیس کا اسم۔ مثال کے طور پر آپ کا یہ
قول: لَا رَجُلٌ فِي الدُّارِ آدَى كَهْرٍ مِثْلِي نہیں ہے۔

لا الہ میں لا لائے نفی جنس ہے اور الہ اس کا اسم ہے اور خبر مخذوف ہے، یعنی لا الہ حق (نہیں ہے کوئی معبود برحق) الا اللہ (مگر
اللہ) یہ خبر (حق) سے استثناء ہے۔ الہ کے معنی ہیں، وہ ذات جس کی عبادت میں دل وارفتہ ہو۔ یعنی اس کی طرف دل مائل ہوں
اور حصول نفع یا دفع ضرر کے لئے اسی کی طرف رجوع اور رغبت کریں۔ یہ کلمہ اثبات اور نفی دونوں کا مجموعہ ہے۔ تمام مخلوقات سے
الوہیت کی نفی اور اللہ کے لئے الوہیت کا اثبات۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور اس کے سوا، مشرکین نے جتنے بھی معبود بنا
رکھے ہیں سب باطل ہیں۔

جنس کے مفہوم کا بیان

"هُوَ كَلِمَةٌ مَقُولَةٌ عَلَى كَثِيرٍ مِنْ مُخْتَلِفِينَ بِالْحَقَائِقِ فِي جَوَابِ مَا هُوَ" یعنی جنس وہ کلمی ہے جو ماہوں کے جواب میں
ایسے بہت سارے افراد پر بولی جائے جن کی حقیقتیں مختلف ہوں۔ جیسے: حیوان۔
جیسے انسان اور فرس ان دونوں کی حقیقتیں مختلف ہیں جب ہم ان کے بارے میں ماہ سے سوال کریں گے تو جواب میں حیوان
آئے گا لہذا حیوان جنس ہے۔

جنس قریب کے مفہوم کا بیان

کسی ماہیت کی جنس قریب وہ جنس ہے کہ اس جنس کے جس کسی فرد کو بھی اس ماہیت کے ساتھ ملا کر ماہا؟ کے ذریعہ سوال کیا
جائے تو جواب میں وہ جنس بولی جائے۔ جیسے: انسان کی جنس قریب حیوان ہے کیونکہ حیوان کے جس فرد کو انسان کے ساتھ ملا کر
ماہا؟ سے سوال کریں تو جواب میں حیوان واقع ہوگا۔ مثلاً الانسان والاسد ماہما؟ الانسان والحصار ماہما؟ الانسان
والبغل ماہما؟ ان سب سوالوں کا جواب "حیوان" آئے گا۔ لہذا ثابت ہوا کہ انسان کی جنس قریب حیوان ہے۔

وَمُتَّفَهًفٍ كَالْبَرْقِ فَلْتَلْ لَهٗ انْتِيبَ
 حرام کے رفع کے ساتھ کہا ہے۔ لفظ مانے لیس کے مشابہ ہو کر عمل نہیں کیا۔

ماولا مشابہ بہ لیس کے استعمال کا بیان

وما اور لا جوئی کا معنی دینے اور مبتدا و خبر پر داخل ہونے میں لیس کے مشابہ ہوتے ہیں۔ جیسے: مَا زَيْدٌ قَالِيسًا، لَا شَجَرَ مُشِعْرًا لِي حَيْدِيقَتَا۔

چونکہ یہ دونوں مبتدا و خبر پر داخل ہونے اور لئی کا معنی دینے میں لیس کی طرح ہوتے ہیں اس لیے انہیں "ما و لا معیہان" کہا جاتا ہے۔

اور اسی لیے یہ دونوں لیس کا سا عمل بھی کرتے ہیں یعنی مبتدا کو رفع دیتے ہیں جسے "مایالا کا اسم" کہا جاتا ہے اور خبر کو نصب دیتے ہیں جسے "مایالا" کی خبر کہا جاتا ہے۔ درج ذیل صورتوں میں ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے: ما اور لا کی خبر ان کے اسم سے پہلے آ جائے۔ جیسے: مَا قَانِمٌ زَيْدٌ۔

ان کی خبر لا کے بعد واقع ہو۔ جیسے: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ۔

ما اور اس کے اسم کے درمیان ان زائدہ سے فاصلہ آ جائے۔ جیسے: مَا اِنْ اَنْتُمْ ذَاهِبُوْنَ۔

ما اور لا میں فرق

لا نکرہ کے ساتھ خاص ہے یعنی صرف نکرہ میں عمل کرتا ہے معرفہ میں نہیں کرتا۔ جیسے: لَا شَجَرَ مُشِعْرًا لِي الْحَيْدِيقَةِ، لَا زَيْدٌ شَاعِرٌ۔ اور ما دونوں میں عمل کرتا ہے۔

الْمَجْمُوعُ فِي الْاَلْفَاظِ وَالْمَعْنَى

﴿تیسرا مقصد مجرورات کے بیان میں ہے﴾

مجرورت کو مؤخر ذکر کرنے کی نحوی مطابقت کا بیان

مصنف علیہ الرحمہ اور علمائے نحوات نے مرفوعات اور منصوبات کے بعد مجرورات کو ذکر کیا ہے۔ اس کی نحوی مطابقت یہ ہے کہ تمام مرفوعات و منصوبات اور مجرورات یہ اعراب کے سبب سے ہیں۔ رفع اعراب ہونے میں اپنی دونوں قسیموں پر فضیلت رکھتا ہے جس کے سبب وہ مقدم ہوا اور نصب خفت میں جر پر برتری رکھتی ہے جس کے سبب سے وہ جر سے مقدم ہوئی اور اعراب کی تیسری قسم جر رہ گئی ہے، جو بہ ترتیب مقام سوئم پر آئے گی۔ لہذا مرفوعات، منصوبات اور مجرورات کی ترتیب رفع، نصب اور جر کے

مطابق ہوگی۔
اس کا دوسرا سبب یہ ہے کہ فاعل کلام میں اصل جبکہ مفعول فضله اور مجرور متعلق فعل ہوتا ہے۔ لہذا اس سبب سے بھی یہی نحوی ترتیب بنتی ہے۔ جس کا علمائے نحوات لحاظ کیا ہے۔

اسم مجرور کی تعریف کا بیان
اسم مجرور وہ اسم ہے جس کی طرف کسی شے کی نسبت حرف جر کے واسطے سے کی جائے۔ اگر حرف جر لفظاً ہو تو یہ ترکیب جار مجرور کہلاتی ہے جس طرح مَرَّوْث بِزَيْدٍ اور اگر حرف جر تقدیراً ہو تو اس ترکیب کو مضاف، مضاف الیہ کہا جاتا ہے۔ جس طرح غُلامُ زَيْدٍ

1- السَّجَرُورُ بِحَرْفِ الْجَرِّ، وَهُوَ كُلُّ اسْمٍ إِلَيْهِ شَيْءٌ بِوَاسِطَةِ حَرْفِ الْجَرِّ لَفْظًا، نَحْوُ مَرَّوْثٍ بِزَيْدٍ، وَيُعْبَرُ عَنْ هَذَا التَّرَكِيبِ فِي الإِصْطِلَاحِ بِالْجَارِّ وَالْمَجْرُورِ.

2- الْمُضَافُ إِلَيْهِ، نَحْوُ غُلَامُ زَيْدٍ لِأَنَّهُ مَجْرُورٌ بِحَرْفِ جَرٍّ مُقَدَّرٍ، وَيُعْبَرُ عَنْهُ فِي الإِصْطِلَاحِ بِأَنَّهُ مُضَافٌ وَمُضَافٌ إِلَيْهِ. وَيَجِبُ تَجْرِيدُ الْمُضَافِ عَنِ التَّوْبِينِ، وَمَا يَقُومُ مَقَامَهُ، نَحْوُ كِتَابٍ سَعِيدٍ وَكِتَابِي حَمِيدٍ، وَمُسْلِمِي مِصْرَ.

الإِضَافَةُ عَلَى قِسْمَيْنِ:

1- مَعْنَوِيَّةٌ، وَهِيَ أَنْ لَا يَكُونَ الْمُضَافُ صِفَةً 58 مُضَافَةً إِلَى مَعْمُولِهَا، وَهِيَ إِذَا بِمَعْنَى اللّامِ نَحْوُ صَلَاةِ اللَّيْلِ.

وَالْبَاقِيَةُ هَذِهِ الإِضَافَةُ تَعْرِيفُ الْمُضَافِ أَنْ أُضِيفَ إِلَى مَعْرِفَةٍ - كَمَا مَرَّ - وَتَخْصِيصُهُ أَنْ أُضِيفَ إِلَى نِكْرَةٍ، نَحْوُ غُلَامُ رَجُلٍ.

2- لَفْظِيَّةٌ: وَهِيَ أَنْ يَكُونَ الْمُضَافُ صِفَةً مُضَافَةً إِلَى مَعْمُولِهَا وَهِيَ فِي تَقْدِيرِ الْإِنْفِصَالِ فِي اللَّفْظِ، نَحْوُ زَائِرُ مَعِيدٍ - لَكِنَّ الْمُضَافَ مُنْفَصِلٌ عَنِ الْمُضَافِ إِلَيْهِ، وَلَئِنْ تَنَاقَضَتْ فِي اللَّفْظِ فَقَطْ.

وَإِذَا أُضِيفَ الْأَسْمُ الصَّحِيحُ، أَوِ الْجَارِي مَجْرَى الصَّحِيحِ إِلَى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ، كُسِرَ آخِرُهُ، وَأُسْكِنَتِ الْيَاءُ، أَوْ فُتِحَتْ، مِثْلُ غُلَامِي وَذُلُّوِي، وَطَبِئِي أَنْ كَانَ آخِرُ الْأَسْمِ الْفَاءُ ثَبَتَ كَعَصَايَ وَرَحَايَ حَلَاظًا لِلْهَذِيلِ كَعَصَى، وَرَحَى،

وَأَنْ كَانَ آخِرُ الْأَسْمِ يَاءٌ مَكْسُورَةً مَا قَبْلَهَا أُدْغِمَتِ الْيَاءُ فِي الْيَاءِ وَفُتِحَتِ الْيَاءُ الثَّانِيَةُ لِنَلَا

بَقُولِ الشَّاعِرِ ، كَمَا نَقُولُ لِي الْقَاضِي قَاضِي وَلِي الرَّامِي رَامِي .

وَإِنْ كُنْتَ لِي أَحْمَرُ وَأَوْ مُضْمَرٌ مَا قَبْلَهَا قَلْبَهَا يَاءٌ ، وَعَمِلْتَ كَمَا مَرَّ ، نَقُولُ ، جَاءَ كَيْسُ مَقْلَبِي .

وَنَقُولُ لِي الْأَسْمَاءُ السَّنِيَّةُ ، اِبْنِي وَاحِي ، وَحَمِي ، وَهَيَّي وَ لَمَّى عِنْدَ قَوْمٍ وَذُو لَا يُضَافُ إِلَى مُضْمَرٍ أَصْلًا وَقَوْلُ الشَّاعِرِ : إِنَّمَا يَعْرِفُ ذَا الْقَضِي مِنَ النَّاسِ ذُوهُ شَاذٌ .

وَإِذَا قُطِعَتْ هَذِهِ الْأَسْمَاءُ عَنْ الْإِضَافَةِ قُلْتُ ، أَخْ ، وَآبْ ، وَحَمْ ، وَهَنْ ، وَلَمْ ، وَتَجَرُّو الْحَرَكَاتُ الثَّلَاثُ ، وَ ذُو لَا يَقْطَعُ عَنْ الْإِضَافَةِ أَصْلًا . هَذَا كُلُّهُ فِي الْمَجْرُورِ بِتَقْدِيرِ حُرُوفِ الْمَجْرُورِ ، أَمَّا مَا يُدْكَرُ فِيهِ حَرْفُ الْمَجْرُورِ لَفْظًا فَسَيَأْتِيكَ فِي الْقِسْمِ الثَّالِثِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى .

ترجمہ

اسماء مجرورہ وہ صرف مضاف الیہ ہے اور مضاف الیہ وہ اسم ہے جس کی طرف کسی شئی کی نسبت گئی ہو حرف جر کے واسطے سے چاہے حرف جر لفظوں میں مذکور ہو جیسے مررت بزید اور اس ترکیب کو اصطلاح میں تعبیر کیا جاتا ہے کہ وہ جار اور مجرور ہیں یا حرف جار تقدیراً ہو جیسے غلام زید اس کی تقدیر غلام لڑی تھی اور اصطلاح میں اس کو تعبیر کیا جاتا ہے کہ وہ مضاف اور مضاف الیہ ہیں اور واجب ہے مضاف کو تثنوین سے خالی کرنا اور اس سے جو اس کے قائم مقام ہو اور وہ تشبیہ اور جمع کے فون ہیں جیسے ،

اور تو جان کہ بے شک اضافت دو قسم پر ہے ایک معنوی اور دوسری لفظی بہر اضافت معنویہ وہ یہ ہے کہ مضاف ایسا صفت کا صیغہ نہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور وہ اضافت معنوی یا بمعنی لام ہوگی جیسے غلام زید یا بمعنی من ہوگی جیسے خاتم فضضہ یا بمعنی فی ہوگی جیسے صلوة اللیل

اور اس اضافت کا فائدہ یہ ہے کہ مضاف معرفہ بنانا ہے اگر معرفہ کی طرف اضافت کی گئی ہو جیسے کہ پہلے گزر چکا یا مضاف کو خاص کرنا ہے اگر اس کی اضافت کی گئی ہو مکرہ کی طرف جیسے غلام رجلا اور بہر حال اضافت لفظیہ پس وہ یہ ہے کہ مضاف صفت کا صیغہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور وہ اضافت لفظیہ انفصال کی تقدیر میں ہوتی ہے جیسے ضارب زید اور حسن الوجه اور اس کا فائدہ صرف لفظ میں ہوتا ہے ۔

اور تو جان بیشک جب تو اسم صحیح یا جاری مجری صحیح کو یا ئے مکلم کی طرف مضاف کرے تو اس کے آخر کو کسرہ دیدے اور تو یا ئے کو ساکن کر دے یا اس کو فتح دیدے جیسے غلامی و دُلوی ، و ظہبی اور اگر اسم کے آخر میں الف ہو تو وہ الف ثابت رہتا ہے جیسے عصای ورحای

اور یہ حدیل کے خلاف ہے جیسے مہسی، وری،

اور اگر اسم کے آخر میں یاء مائل نکسور ہو تو یاء کو یاء میں ادغام کر دیا جائے گا اور تو دوسری یاء کو لقمہ دیدے تاکہ دونوں میں
الفاظ کے ساکنین لازم نہ آئے جیسے تو قاضی میں کہے۔

اور اگر اس آخر میں واو مائل مضموم ہو تو اس واو کو یاء سے بدل دے اور تو وی عمل کر جو ابھی اوپر کیا ہے یعنی یاء کو یاء میں ادغام
کر کے دوسری یاء کو قفہ دیدے جیسے تو کہے، جاء مسلمی اور اسماء مستمکمرہ جب یائے حکلم کی طرف مضاف ہوں تو کہے اہی،
اہی، حمی، ہنی، فی اکثر نحو یوں کے نزدیک اور فی ایک قوم کے نزدیک ہے اور ذؤمیر کی طرف بالکل مضاف نہیں ہوتا ہمیشہ
اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے اور شاعر کا قول لَلْمَا يَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذُوْهُ

ذو وہ ملاذ ہے شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ لوگوں میں سے فضیلت والے اور کمال والے آدمی کو فضیلت اور کمال والے ہی پہچانتے ہیں
اور جب تو ان اسماء مستمکمرہ کو اضافت سے جدا کرے تو کہے اخ، اب، حم، ہن، فہم اور ذؤ کو اضافت سے جدا نہیں کیا جائے گا یقیناً
مذکورہ تمام استعمال حرف جر مقدر ہونے کی صورت میں ہے بہر حال وہ اسم جس میں حرف جر لفظوں میں مذکور ہو تو اس کا بیان
تمہارے سامنے قسم ثالث میں یعنی حرف کی بحث میں ان شاء اللہ آئے گا۔

انتہاء

اضافت معنویہ میں مضاف الیہ سے پہلے حروف جارہ من، فی یا لام میں سے کوئی ایک مقدر ہوتا ہے اس اعتبار سے اضافت کی
تین قسمیں ہیں۔

اضافت کے تفصیلی احکام مرکب اضافی کے بیان میں گزر چکے۔ یہاں اضافت کی اقسام و فوائد ذکر کیے جائیں گے۔
اضافت کی اقسام تعریف و تخصیص حاصل ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے اضافت کی دو اقسام ہیں۔ اضافت لفظیہ۔
اضافت معنویہ۔

اضافت لفظیہ

وہ اضافت ہے جس میں صفت کا صیغہ اپنے معمول کی طرف مضاف ہو۔ جس طرح ضاربٌ ذَیْدٌ

اضافت معنویہ

وہ اضافت ہے جس میں مضاف صفت کا صیغہ نہ ہو اور اگر ہو تو مضاف الیہ اس کا معمول نہ ہو۔ جس طرح

اضافت لامیہ۔ اضافت متیہ۔ اضافت فیویہ۔

اضافت لامیہ

وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر لام مقدر ہو، اس صورت میں مضاف الیہ نہ طرف ہوتا ہے اور نہ ہی

مضاف کی جنس سے۔ جس طرح کُتَابُ اللّٰهِ، غُلَامٌ وَنَدِیَا صِل میں کُتَابٌ لِلّٰهِ اور غُلَامٌ لِنَدِیْد،

اضافت منیہ

وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر من مقدّر ہو اس صورت میں مضاف مضاف الیہ کی جنس سے ہوتا ہے۔
جس طرح عَمَاتَمَ لِعُضْبَةٍ چاندی کی انگلی یہ اصل میں عَمَاتَمَ مِنْ لِعُضْبَةٍ تھا۔

اضافت لویہ

وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر فی مقدّر ہو اس صورت میں مضاف الیہ مضاف کیلئے ظرف ہوتا ہے۔
جس طرح صَلَوةُ اللَّیْلِ رات کی نماز اصل میں صَلَوةٌ فِی اللَّیْلِ تھا۔

اضافت کا فائدہ

اضافت اگر لفظیہ ہو تو فقط تخفیف کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ یعنی مضاف کے آخر سے تین اور نون تثنیہ جمع کر جاتے ہیں، اور اگر معنویہ ہو تو تعریف و تخصیص کا فائدہ دیتی ہے۔ یعنی مضاف الیہ معرفہ ہو تو تعریف کا۔ جس طرح غُلَامٌ ذُنُوبٌ اور اگر مکرر ہو تو تخصیص کا فائدہ دیتی ہے۔ جس طرح غُلَامٌ وَجُلُ

اضافت کے چند ضروری قواعد

مضاف پر الف لام نہیں آتا لیکن چونکہ اضافت لفظیہ تعریف کا فائدہ نہیں دیتی اس لئے اس اضافت میں مضاف پر الف لام کا دخول جائز ہے۔ اسکی چند صورتیں درج ذیل ہیں۔ جب مضاف تثنیہ یا جمع مذکر سالم کا میثد ہو۔ جس طرح الضَّارِبُ غُلَامٌ اور الضَّارِبُ وَ غُلَامٌ۔

جب مضاف الیہ معرف باللام ہو جس طرح الضَّارِبُ الْغُلَامُ۔۔ جب مضاف الیہ ایسے اسم کی طرف مضاف ہو جو معرف باللام ہو۔ جس طرح الضَّارِبُ غُلَامٌ الرَّجُلُ،

یہاں الضَّارِبُ پر اس لئے الف لام کا دخول جائز ہے کیونکہ اس کا مضاف الیہ غُلَامٌ معرف باللام الرَّجُلُ کی طرف مضاف ہے۔

جب اسم مفرد صحیح یا جاری مجرئی صحیح کی اضافت یا عے متکلم کی طرف کی جائے تو ی پر جزم اور فتح دونوں پڑھ سکتے ہیں۔ جس طرح کِتَابِی، کِتَابِی اور دَلِی، دَلِی،

اور ایسا لفظ اگر جملے کے آخر میں واقع ہو تو اس کے ساتھ بھی بڑھادینا جائز ہے۔ جس طرح کِتَابِیہ میری کتابِ حسّابیہ میرا حساب۔

اگر ہائے عظم کی طرف اسم متصور یا محسوس یا تشبیہ یا جمع نہ کر سالم کی اضافت کی جائے تو اس وقت یہ فتح علیہ چاہئے گا۔ جس طرح قضائی، قاضی اور قسلیبی۔

جب اسمائے مکمرہ کی اضافت ہائے عظم کی طرف کی جائے تو حذف حرف کو نہیں ہوا میں کے۔ جس طرح قسلیبی، قسلیبی

بدلیہ
مضاف ہمیشہ اسم ہوتا ہے جبکہ مضاف الیہ اسم ہونے کے ساتھ ساتھ جملہ فعلیہ بھی ہو سکتا ہے۔ جس طرح قسلیبی، قسلیبی
الجناب جس دن حساب قائم ہوگا۔

شاذ کا لغوی مفہوم

شاذ لغت میں شذ (ضرب یضرب) اور شذ (نصر یضرب) ہے جس کا مفہوم ہرگز، وقت استعمال اور جمہور سے ہٹ کر رائے اختیار کرنے کا ہے۔ علماء نحو کے ہاں کوئی مسئلہ جو پورے باب سے الگ ہو اور منفرد ہو، شاذ کہلاتا ہے۔ رجل شاذ اس آدمی کو کہا جاتا ہے جو اپنے ساتھیوں سے الگ تھلگ ہو جائے۔ کہ شاذ ہو کہ ہوگا ہے جو پورے جملے میں منفرد معلوم ہو۔

اہل لغت کے ہاں شاذ کا اطلاق

لغویوں میں سے خصوصاً صرفیوں اور نحویوں کے ہاں اس کا استعمال بکثرت ہے چنانچہ جب وہ قاعدہ بیان کرتے ہیں تو جس مثال پر وہ قاعدہ منطبق نہ ہو اس کو شاذ کہتے ہیں۔

ذو کے شاذ استعمال کا بیان

(۱) نحوی قاعدہ یہ ہے کہ ذو جو اسماء سے مکمرہ میں سے ایک ہے صرف اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے جیسے ذوالی، ذوالبد وغیرہ ضمیر کی طرف اس کی اضافت درست نہیں لیکن درج ذیل مثالوں میں شاذ ہے۔

انما یصطنع المعروف فی الناس ذو وہ انما یعرف ذا الفضل من الناس ذو وہ
صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

وذو لا یضاف الی مضمرا صلاً و قول القائل: انما یعرف ذا الفضل من الناس ذو وہ، شاذ



الاعراب والتوابع

﴿یہ خاتمہ توابع کے بیان میں ہے﴾

خاتمہ توابع کی نحوی مطابقت کا بیان

مصنف علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں مقاصد ثلاثہ کو بیان کرنے کے بعد خاتمہ کو ذکر کیا ہے اس کی نحوی مطابقت یہ ہے کہ اس خاتمہ میں توابع کا بیان ہے جو مرفوعات، منصوبات اور مجرورات کے توابع ہیں۔ اور یہ اصول ہے کہ تابع ہمیشہ متبوع کے بعد آتا ہے۔ لہذا اسی مطابقت کے پیش نظر توابع یعنی توابع اعراب کو اعراب کی اقسام ثلاثہ یعنی مرفوعات، منصوبات اور مجرورات کے بعد ذکر کیا ہے۔

اعْلَمُ أَنَّ الْأَسْمَاءَ الْمُفْرَبَةَ الَّتِي مَرَّ ذِكْرُهَا كَانَتْ إِغْرَابًا بِالْأَصَالَةِ، بِأَنَّ دَخَلَهَا الْعَوَامِلُ، فَأَوْجَبَتْ لَهَا الرُّفْعَ، وَالنَّصْبَ، وَالْجَرَّ بِأَوَاسِطَةٍ، وَقَدْ يَكُونُ إِغْرَابُ الْأَسْمِ بِتَبَعِيَّةٍ مَا قَبْلَهُ، وَ يُسَمَّى التَّابِعَ لِأَنَّهُ يَتَّبِعُ مَا قَبْلَهُ فِي الْإِغْرَابِ. فَالتَّابِعُ، كُلُّ قَانٍ مُغْرَبٍ بِأَغْرَابٍ سَابِقِهِ مِنْ جِهَةٍ وَاحِدَةٍ

ترجمہ

یاد رہے کہ پیچھے جتنے بھی اسمائے معربہ گزرے ان کا اعراب بالاصالت تھا۔ اس طور پر کہ ان پر رفع نصب یا جر دینے والے عوامل داخل تھے۔ لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اسم پر اپنے ماقبل کی وجہ میں اعراب ظاہر ہوتے ہیں اور بذات خود اس پر کوئی عامل داخل نہیں ہوتا۔ ایسے اسم کو تابع کہتے ہیں۔ تابع وہ دوسرا اسم ہے جس کا اعراب ایک ہی جہت سے پہلے اسم کے مطابق ہو۔ جس طرح جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ عَالِمٌ۔ متبوع وہ اسم جو تابع سے پہلے ہو

تابع کی تعریف

ہر وہ اسم جسے ایک ہی جہت سے اپنے ماقبل کا اعراب دیا گیا ہو۔ جس طرح جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ۔ اس مثال میں رَجُلٌ اور عَالِمٌ کا اعراب ایک ہے اور ان دونوں پر اعراب کا سبب بھی ایک ہے یعنی رَجُلٌ کا فاعل ہونا۔ اس مثال میں عالم تابع ہے۔ جسے ماقبل رَجُلٌ کا اعراب دیا گیا ہے۔

والتوابع خمسة: 1- النعت. 2- العطف بالحروف. 3- التأكيد. 4- عطف البيان. 5- البدل. تابع کی اقسام تابع کی پانچ اقسام ہیں۔ ۱۔ صفت۔ ۲۔ بدل۔ ۳۔ تاکید۔ ۴۔ عطف بحرف۔ ۵۔ عطف بیان۔

﴿یہ سبق تابع صفت کے بیان میں ہے﴾

النَّعْتُ ، تَابِعٌ يَذُلُّ عَلَى مَعْنَى فِي مَتَّبِعِهِ ، نَحْوُ جَاءَ نِي رَجُلٌ عَالِمٌ وَيُسَمَّى النَّعْتُ الْحَقِيقِيُّ ، أَوْ مُتَّعِلٌ بِمَتَّبِعِهِ ، نَحْوُ جَاءَ نِي رَجُلٌ عَالِمٌ أَبَوْهُ وَيُسَمَّى النَّعْتُ السَّبَبِيُّ . وَالنَّعْتُ الْحَقِيقِيُّ إِنَّمَا يَتَّبِعُ مَتَّبِعُهُ فِي أَرْبَعَةٍ مِنْ عَشْرَةِ أُمُورٍ .

الْأَوَّلُ وَالثَّانِي وَالثَّلَاثُ : فِي الْإِعْرَابِ الثَّلَاثُ ، الرَّفْعُ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ ، الرَّابِعُ وَالْخَامِسُ ، فِي التَّعْرِيفِ ، وَالتَّنْكِيرِ . السَّادِسُ وَالسَّابِعُ وَالثَّامِنُ : فِي الْإِفْرَادِ ، وَالتَّثْنَةِ ، وَالْجَمْعِ . التَّاسِعُ وَالْعَاشِرُ ، فِي التَّذْكِيرِ وَالتَّنْثِيثِ . نَحْوُ جَاءَ نِي رَجُلٌ عَالِمٌ ، وَامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ ، وَامْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ ، وَرِجَالٌ عُلَمَاءُ ، وَنِسَاءٌ عَالِمَاتُ ، وَزَيْدٌ الْعَالِمُ ، وَالزَّيْدَانِ الْعَالِمَانِ وَالزَّيْدُونَ الْعَالِمُونَ ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا عَالِمًا ، وَكَذَا الْبَوَاقِي .

وَالنَّعْتُ السَّبَبِيُّ إِنَّمَا يَتَّبِعُ مَتَّبِعُهُ فِي الْخَمْسَةِ الْأَوَّلِ ، أَعْنَى حَالَاتِ الْإِعْرَابِ الثَّلَاثِ ، وَالتَّعْرِيفِ ، وَالتَّنْكِيرِ ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى ، أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا (النساء / 75) . وَفَالِيسَةُ النَّعْتِ تَخْصِيصُ الْمَنْعُوتِ إِنْ كَانَ نَكْرَتَيْنِ ، مِثْلُ جَاءَ نِي رَجُلٌ عَالِمٌ ، وَتَوْضِيحُ مَعْنَاهُ إِنْ كَانَ مَعْرِفَتَيْنِ : مِثْلُ جَاءَ نِي زَيْدٌ الْفَاضِلُ .

وَلَقَدْ يَكُونُ لِلشَّاءِ وَالْمَدْحِ ، نَحْوُ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ، وَلَقَدْ يَكُونُ لِلتَّأْكِيدِ ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى نَفْخَةً وَاحِدَةً الْحَافَةَ . (13)

وَلَقَدْ يَكُونُ لِلدَّمِّ نَحْوُ : أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَ النِّكَرَةِ تُوصَفُ بِالْجُمْلَةِ الْخَبَرِيَّةِ ، نَحْوُ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَبَوْهُ قَائِمٌ ، أَوْ قَامَ أَبَوْهُ . (وَالضَّمِيرُ لَا يُوصَفُ ، وَلَا يُوصَفُ بِهِ .

ترجمہ

صفت وہ تابع ہے جو اپنے متبوع میں موجود معنی پر دلالت کرے جیسے ”جاء نِي رَجُلٌ عَالِمٌ“ اور اس کا نام بھی صفت حقیقی رکھا جاتا ہے۔ یا اپنے متبوع کے متعلق کے معنی پر دلالت کرے۔ جیسے، جاء نِي رَجُلٌ عَالِمٌ أَبَوْهُ،

اور پہلی قسم تابع ہوتی ہے اپنے متبوع کے ساتھ دس چیزوں میں اعراب، افراد، تنکیر، ثنیہ، جمع، تذکیر، اور تانیث میں جیسے ”جاء نِي رَجُلٌ عَالِمٌ ، وَامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ ، وَامْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ ، وَرِجَالٌ عُلَمَاءُ ، وَنِسَاءٌ عَالِمَاتُ“

وَرَبُّهُ عَالِمٌ . وَالْمُرِيدُ الْعَالِمُ وَالْمُرِيدُ الْعَالِمُ . وَرَبُّهُ عَالِمٌ .

دوسری جگہ اپنے متبوع کے تابع ہوتی ہے صرف پانچ امور میں یعنی اعراب اور تعریف اور تکبیر میں جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے "تَخْبِرُ خَسًا مِنْ هَدْيِهِ الْقُرَيْشُ الْعَالِمِ أَهْلُهَا" اور صفت کا فائدہ موصوف کی تخصیص ہے اگر دونوں اسم مکرر ہوں جیسے "نَعَاءُ لِي دَخَلَ غَدَلٌ" اور اس کی توجیح ہے اگر دونوں معرف ہوں جیسے "جَاءَ كَيْ دَبْدَبُ الْفَاضِلِ" اور کبھی محض تعریف اور مدح کے لیے ہوتی ہے جیسے بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" اور کبھی مذمت کے لیے ہوتی ہے جیسے "أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" اور کبھی تاکید کے لیے ہوتی ہے جیسے "نَفْخَةُ وَاحِدَةٍ" اور تو جان کہ بے شک مکرر کی صفت جملہ خبریہ کے ساتھ لائی جاتی ہے جیسے "مَرَدُّهُ بِرَجُلٍ أَبَوْهُ لَانِمَ ، أَوْ لَانِمَ أَبَوْهُ" اور ضمیر نہ موصوف بنتی ہے اور نہ اس کے ساتھ صفت لائی جاتی ہے۔

صفت

ایسا تابع جو اپنے متبوع یا اس کے متعلق میں موجود وصف پر دلالت کرے۔ متبوع کی جہت ایک ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر پہلے اسم پر فاعل ہو نیکی وجہ سے رفع ہو تو دوسرے پر بھی اسی وجہ سے رفع ہو اسی طرح نصب و جر میں بھی۔ موصوف اور تابع کو صفت کہتے ہیں۔ صفت کی اقسام صفت کی دو اقسام ہیں۔۔۔ صفت حقیقی۔ صفت سببی۔

صفت حقیقی

وہ صفت جو اپنے متبوع موصوف میں موجود وصف پر دلالت کرے۔ جس طرح جَاءَ دَخَلَ عَالِمٌ ، یہاں عالم صفت حقیقی ہے جس نے اپنے متبوع موصوف رَجُلٌ میں موجود وصف علم پر دلالت کی۔

صفت سببی

وہ صفت جو اپنے متبوع موصوف میں موجود وصف پر دلالت نہ کرے۔ بلکہ متبوع موصوف کے متعلق میں جو وصفی معنی پائے جاتے ہوں ان پر دلالت کرے۔ جس طرح جَاءَ دَخَلَ عَالِمٌ أَبَوْهُ ، یہاں عالم صفت سببی ہے۔ جس نے رَجُلٌ کے متعلق لَوْہ ، میں موجود وصف علم پر دلالت کی۔ لیکن یاد رہے کہ ترکیب میں دونوں جگہ عَالِمٌ کو رَجُلٌ ہی کی صفت بنایا جائے گا۔ موصوف صفت میں مطابقت: صفت کا اپنے موصوف کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ اگر صفت حقیقی ہو تو وہ اپنے موصوف سے دس چیزوں میں موافقت رکھے گی۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔ رفع۔ نصب۔۔۔ جر۔ افراد۔ ثنیہ۔ جمع۔ تعریف۔ تکبیر۔ تذکیر۔ تانیث اس کی مثالیں مرکب توصیفی کے بیان میں گزر چکی ہیں۔ مذکورہ بالا دس چیزوں میں سے بیک وقت چار چیزوں میں موافقت ضروری ہے۔ جس طرح قصور عظیم۔ عظیم چار چیزوں یعنی مرفوع، مفرد، مذکر اور مکرر ہونے میں موصوف کے مطابق ہے۔ اور اگر صفت سببی ہو تو اس کا اپنے موصوف

مُعْذَرَةٌ، أَشْجَارٌ مُنِيرَةٌ .

اس میں ہا ہنٹ : سب کسی کی صفت واقع ہوں تو موصوف سے توین گر جاتی ہے نیز ابن اور ہنٹ سے بھی توین گر جاتی ہے کیونکہ یہ مابعد کے لیے مضاف واقع ہوتے ہیں جس طرح زیند بن عمرو اور ہنڈ ہنٹ زیند .

اس کمرہ کے بعد لفظ غیر آجائے تو عموماً یہ کمرہ کی صفت واقع ہوتا ہے جس طرح اِنَّہ، عَمَلٌ غَيْرٌ صَالِح .

اسی طرح اسم کمرہ کے بعد لفظ ذات آجائے تو یہ بھی کمرہ کی صفت بنتا ہے جس طرح لَسِي كُلُّ صَلَوةٍ ذَاتِ رُكُوعٍ وَرُكُوعٍ .

العطف بالانحراف

یہ سبق تابع عطف بہ حروف کے بیان میں ہے ﴿

الْمَعْطُوفُ بِالْخُرُوفِ ، تَابِعٌ يُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا نُسِبَ إِلَى مَتَّبِعِهِ ، وَكِلَاهُمَا مَقْصُودَانِ يَتْلُكَ النَّسْبُ وَيُسَمَّى عَطْفَ النَّسَقِ أَيْضاً ، وَشَرْطُهُ أَنْ يَتَوَسَّطَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَتَّبِعِهِ أَحَدُ خُرُوفِ الْعَطْفِ مِثْلُ قَامَ سَعْدٌ وَخَالِدٌ ، وَمِنْ خُرُوفِ الْعَطْفِ الْوَاوُ وَالْفَاءُ ثُمَّ وَ أَوْ وَسَيَاتِي ذِكْرُهَا فِي الْقِسْمِ الثَّالِثِ ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى .

وَإِذَا عُطِفَ عَلَى ضَمِيرٍ مَرْفُوعٍ مُتَّصِلٍ يَجِبُ تَأْكِيدُهُ بِضَمِيرٍ مُنْفَصِلٍ ، نَحْوُ جَلَسْتُ أَنَا وَزَيْدٌ . إِذَا فُصِّلَ ، نَحْوُ كَتَبْتُ الْيَوْمَ وَخَالِدٌ .

وَإِذَا عُطِفَ عَلَى الضَّمِيرِ الْمَجْرُورِ الْمُتَّصِلِ يَجِبُ إِعَادَةُ حَرْفِ الْجَرِّ فِي الْمَعْطُوفِ ، نَحْوُ مَرَرْتُ بِكَ وَبِسَعِيدٍ .

وَالْمَعْطُوفُ فِي حُكْمِ الْمَعْطُوفِ عَلَيْهِ ، أَيْ إِذَا كَانَ الْأَوَّلُ صِفَةً ، أَوْ خَبَرًا ، أَوْ صِلَةً ، أَوْ حَالًا ، فَالثَّانِي كَذَلِكَ ، وَالضَّابِطَةُ فِيهِ أَنَّهُ إِذَا جَازَ أَنْ يَقُومَ الْمَعْطُوفُ مَقَامَ الْمَعْطُوفِ عَلَيْهِ ، جَازَ الْعَطْفُ ، وَإِلَّا قَلَا . وَالْعَطْفُ عَلَى مَعْمُولِي عَامِلَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ جَائِزٌ إِذَا كَانَ الْمَعْطُوفُ عَلَيْهِ مَجْرُورًا وَمُقَدِّمًا عَلَى الْمَرْفُوعِ . وَالْمَعْطُوفُ كَذَلِكَ ، أَيْ مَجْرُورٌ ، نَحْوُ فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَالْحُجْرَةَ عَمْرُو ، وَفِي هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ مَذْهَبَانِ آخَرَانِ وَهُمَا يَجُوزُ مطلقاً عِنْدَ الْفَرَاءِ وَلَا يَجُوزُ مطلقاً عِنْدَ سِيبَوِيهِ ،

ترجمہ

عطف بحرف وہ تابع ہے کہ نسبت کی جائے اس کی طرف اس چیز کی جس کی اس کے متبوع کی طرف نسبت کی گئی ہو اور وہ

دونوں اس نسبت سے مقصود بھی ہوں اور اس کا نام عطف النسق بھی رکھا جاتا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے اور اس کے متبوع کے درمیان حروف، عاطفہ میں کوئی ایک حرف ہو اور ان کا ذکر قسم ثالث میں انشاء اللہ آئے گا جیسے "فَإِنَّمَا سَعِدٌ وَخَالِدٌ" اور جب ضمیر مرفوع متصل پر عطف کیا جائے تو اس کی تاکید ضمیر متفصل کے ساتھ لانا ضروری ہے جیسے "جَلَسْتُ أَنَا وَرَبِّدٌ" اور جب دونوں کے درمیان فصل کر دیا جائے جیسے "كَتَبْتُ الْيَوْمَ وَخَالِدٌ"

اور جب ضمیر مجرور پر عطف کیا جائے تو حرف جر کا اعادہ ضروری ہے جیسے "قَسَرْتُ بِكَ وَبِسَيِّدِي" اور تو جان کہ بے شک معطوف، معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے یعنی اول جب کسی شئی کی مفت یا کسی امر کی خبر یا صلہ یا حال واقع ہو تو ثانی یعنی معطوف بھی ایسا ہی ہوگا۔

اور نہ بطہ اس میں یہ ہے کہ جہاں جائز ہو کہ معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ قائم کیا جاسکے تو اس پر عطف جائز ہے اور جہاں ایسا نہ ہو تو عطف بھی جائز نہ ہوگا۔ اور دو مختلف عاطفوں کے معمولوں پر عطف کرنا جائز ہے اگر معطوف علیہ مجرور مقدم ہو اور معطوف بھی ایسا ہی ہو جیسے "فِي الدَّارِ زَيْنَةُ وَالْحَبْرَةُ عَمْرُو" اس مسئلہ میں دو مذہب اور ہیں اور وہ یہ ہے کہ فراء کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور سیبویہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے۔

تابع معطوف کی تعریف کا بیان

معطوف وہ تابع ہے جو حرف عطف کے بعد واقع ہو اور تابع و متبوع دونوں مقصود بالنسبہ ہوں۔ تابع کو معطوف اور متبوع کو معطوف علیہ کہتے ہیں، جس طرح جَاءَ يَنِي زَيْنَةُ وَعَمْرُو۔ میں زینہ معطوف علیہ اور عمرز و معطوف ہے۔

نوٹ

تابع اور متبوع دونوں مقصود بالنسبہ تو ہونگے لیکن ضروری نہیں کہ دونوں کی طرف نسبت کی نوعیت بھی ایک ہو جس طرح جَاءَ يَنِي زَيْنَةُ لَا عَمْرُو، یہاں زینہ کی طرف آنے کی اور عمرز کی طرف نہ آنے کی نسبت کی گئی ہے۔ اور یہاں یہ مقصود بھی تھا کہ زینہ کی طرف آنے کی نسبت کی جائے اور عمرز سے اس کی نفی کی جائے لہذا یہ دونوں مقصود بالنسبہ ہوئے اگرچہ نسبت کی نوعیت مختلف ہے۔

حرف عطف دس ہیں

واو . فاء . ثم . حتی . او . اما . ام . لا . بل . لکن .

معطوف سے متعلق قواعد نحو یہ کا بیان

اسم کا عطف اسم پر، فعل کا فعل، حرف کا حرف، مفرد کا مفرد، جملے کا جملے، نیز عامل کا عامل، اور معمول کا معمول پر ہوتا ہے۔ جملہ اسمیہ کا عطف جملہ اسمیہ پر اور فعلیہ کا فعلیہ پر مناسب ہوتا ہے لیکن برعکس بھی جائز ہے۔ جس طرح جَاءَ زَيْنَةُ وَعَلِيٌّ

ذَقَبَ .

اسم ظاہر کا عطف اسم ظاہر یا اسم ضمیر پر اور اسم ضمیر کا عطف اسم ضمیر یا اسم ظاہر پر جائز ہے۔ جس طرح جَاءَ زَيْدٌ وَهَمَزٌ جَاءَ زَيْدٌ وَأَنْتَ ، مَا جَاءَ كَيْنٌ إِلَّا أَنْتَ وَعَلِيٌّ اور أَنَا وَأَنْتَ صَدِيقَانِ .

بسا اوقات جملے کے شروع میں واقع ہونے والی واؤ عطف کی غرض سے نہیں آتی بلکہ استئناف کیلئے آتی ہے۔ جس طرح وَلَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا، اس وقت اسے واؤ مستانفہ اور جملے کو جملہ مستانفہ کہتے ہیں۔

ضمیر مرفوع متصل ہارز یا مستتر پر عطف کرنا ہو تو پہلے ضمیر مرفوع متصل کے ساتھ اس کی تاکید لانا ضروری ہے۔ جس طرح نَجَّوْنَكُمْ أَنْتُمْ وَمَنْ مَعَكُمْ، تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے نجات پائی، اِنْ شَكَنْتَ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ .

ضمیر مجرور پر عطف کرنا ہو تو عموماً حرف جر کا اعادہ کیا جاتا ہے۔ جس طرح مَرَزْتُ بِهِ وَبِزَيْدٍ اور بعض اوقات اعادہ نہیں کیا جاتا، جس طرح قرآن پاک میں وَكُفِّرْ بِهِ وَالْمَسْجِدَ الْحَرَامَ آیا ہے۔

فائدہ

بعض عبارتوں میں عطف کی یہ نشانیاں ہوتی ہیں۔ عط عط یا عطف عطف۔

عطف بیان کے چند ضروری قوانین کا بیان

اگر کسیت اور علم ایک ساتھ آجائیں تو ان میں سے مشہور کو عطف بیان بنائیں جس طرح مذکورہ بالا مثالوں میں پہلی میں عُزْر اور دوسری میں اَبُو هُرَيْرَةَ عطف بیان ہیں۔

اگر متبوع معرفہ ہو تو عطف بیان اس کی وضاحت کرتا ہے جس طرح مذکورہ مثالیں اور نکرہ ہو تو اس کی تخصیص کا فائدہ دیتا ہے۔ جس طرح وَيُسْقَى مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ۔ اس مثال میں صمدید عطف بیان نے ماء متبوع کی تخصیص کی۔

عطف بیان تخصیص اور ازالہ وہم کیلئے بھی آتا ہے جس طرح اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ اور اَمَّا يَرْبُ الْعَالَمِينَ، رَبُّ مُوسَى وَهَارُونَ . طَعَامُ مَسْكِينٍ نے کفارہ کی اقسام میں طعام کو خاص کر دیا ہے اور لفظ رَبُّ مُوسَى وَهَارُونَ نے فرعون پر ایمان لانے اور اس کے دعوائے ربوبیت کا ازالہ کیا ہے۔



التأکید

﴿یہ سبق تابع تاکید کے بیان میں ہے﴾

التَّأْكِيدُ ، هُوَ تَابِعٌ يَدُلُّ عَلَى تَقْرِيرِ الْمَتْبُوعِ لِمَا نُسِبَ إِلَيْهِ ، نَحْوُ جَاءَ يَی زَيْدٌ نَفْسُهُ أَوْ يَدُلُّ عَلَى سُؤْلِ الْحَكَمِ لِكُلِّ أَفْرَادِ الْمَتْبُوعِ ، مِثْلُ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ الْحَجَّ ر. (30) والتَّأْكِيدُ عَلَى فِئَتَيْنِ

۱- لَفْظِيٌّ ، وَهُوَ تَكْرِيرُ اللَّفْظِ الْأَوَّلِ بِعَيْنِهِ ، نَحْوُ جَاءَ يَی زَيْدٌ زَيْدٌ ، جَاءَ يَی جَاءَ يَی زَيْدٌ ، قَامَ قَامَ زَيْدٌ ، وَتَجَوَّزَ فِي الْحُرُوفِ أَيْضًا نَحْوُ إِنْ زَيْدًا قَاتِمٌ .
ب- مَعْنَوِيٌّ : وَهُوَ بِالْفَاظِ مَعْدُودَةٌ ، وَهِيَ كَمَا يَلِي :

۱- النَّفْسُ وَالْعَيْنُ وَهُمَا لِلوَاحِدِ ، وَالْمُثْنَى ، وَالْمَجْمُوعُ بِاخْتِلَافِ الصِّغَةِ وَالضَّمِيرِ مِثْلُ جَاءَ يَی زَيْدٌ نَفْسُهُ ، وَالزَّيْدَانِ أَنْفُسُهُمَا ، أَوْ نَفْسَاهُمَا وَالزَّيْدُونَ أَنْفُسُهُمْ وَكَذَلِكَ عَيْنُهُ ، وَاعْيُنُهُمَا ، أَوْ عَيْنَاهُمَا ، وَاعْيُنُهُمْ وَلِلْمُؤَنَّثِ نَحْوُ جَاءَ نَبِيٌّ هُنْدٌ نَفْسُهَا ، وَالْهِنْدَانِ أَنْفُسُهُمَا أَوْ نَفْسَاهُمَا ، وَالْهِنْدَاتُ أَنْفُسُهُنَّ ، وَكَذَا عَيْنُهَا ، وَاعْيُنُهُمَا ، أَوْ عَيْنَاهُمَا ، وَاعْيُنُهُنَّ .

2- كِلَا وَكِلْتَا وَهُمَا لِلْمُثْنَى خَاصَّةً ، نَحْوُ قَامَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا ، وَقَامَتِ الْمَرْأَتَانِ كِلْتَاهُمَا ،

3- كُلٌّ ، وَاجْمَعُ ، وَاکْتَعُ ، وَابْتَعُ ، وَابْصَعُ وَهِيَ لِغَيْرِ الْمُثْنَى بِاخْتِلَافِ الضَّمِيرِ فِي كُلِّ ، تَقُولُ : اشْتَرَيْتُ الْبُسْتَانَ كُلَّهُ ، وَجَاءَ يَی الْقَوْمُ كُلُّهُمْ ، وَاشْتَرَيْتُ الْحَدِيقَةَ كُلَّهَا ، وَجَاءَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ وَبِاخْتِلَافِ الصِّغَةِ فِي الْبَوَاقِي ، وَهِيَ أَجْمَعُ إلخ تَقُولُ : اشْتَرَيْتُ الْبُسْتَانَ كُلَّهُ أَجْمَعُ اكْتَعُ ابْتَعُ ابْصَعُ ، وَجَاءَ يَی الْقَوْمُ أَجْمَعُونَ اكْتَعُونَ ابْتَعُونَ ابْصَعُونَ ، وَاشْتَرَيْتُ الْحَدِيقَةَ كُلَّهَا جَمْعَاءَ كَتَعَاءَ بَتَعَاءَ بَصَعَاءَ ، وَقَامَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ جَمْعُ كَتَعُ بَتَعُ بَصَعُ .

وَإِذَا أَرَدْتَ تَأْكِيدَ الضَّمِيرِ الْمَرْفُوعِ الْمُتَّصِلِ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنِ يَجِبُ تَأْكِيدُهُ بِضَمِيرِ مَرْفُوعٍ مُنْفَصِلٍ ، تَقُولُ ، ضَرَبْتَ أَنْتَ نَفْسَكَ .

وَلَا يَزُكُّ بِكُلِّ وَاجْمَعُ إِلَّا مَا لَهُ أَجْزَاءٌ وَأَبْعَاضٌ يَصْحُ اقْتِرَافُهَا حَسًّا نَحْوُ الْقَوْمِ فِي جَاءَ يَی الْقَوْمُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ، أَوْ حُكْمًا ، كَمَا تَقُولُ : اشْتَرَيْتُ الْبَيْتَ كُلَّهُ ، وَلَا تَقُولُ اكْرَمْتُ الضَّيْفَ

وَأَخْلَصَ أَنْ أَكْثَعَ وَأَعْوَاهَا أَتْبَاعَ لِي أَجْمَعَ إِذْ لَيْسَ لَهَا مَعْنَى ذَوْنَهَا وَلَا يَجُوزُ تَقْدِيمُهَا عَلَى
أَخْلَصَ وَلَا يَجُوزُ ذِكْرُهَا ذَوْنَهَا.

ترجمہ

تاکید وہ تابع ہے جو حالات کرتا ہے متبوع کی تقریر پر اس چیز میں جو متبوع کی طرف کی گئی ہے یا حکم کی شمولیت پر متبوع کے
افراد میں سے ہر فرد کے لیے اور تاکید کی دو قسمیں ہیں ایک لفظی اور وہ پہلے لفظ کو کررلاتا ہے جیسے "جاء نسی زينة، جاء نسی
جاء نسی زينة، قام قام زينة" اور ایک تاکید معنوی ہے اور وہ تاکید ہے جو چند مخصوص الفاظ کے ساتھ لائی جاتی ہے اور وہ الفاظ
یہ ہیں "نفس، یمن، واحد، تشبیہ اور جمع کی تاکید کے لیے آتے ہیں ان کے میخوں اور ضمیروں کی تبدیلی کیساتھ جیسے"

جاء نسی زينة نفس، والزندان أنفسهما، أو نفسهما والزندان أنفسهما، اور اسی طرح ھب، جیسے، غنہ، و آغنیہما، أو غنیتهما،
و اغنیتهما، اور مؤنث کی مثال "جاء نسی حنة نفسها، والهندان أنفسهما أو نفسهما، والهندان أنفسهن، و غدا غنہا، و آغنیہما، أو
غنیتهما، و آغنیہن"

اور کلا اور کلا خاص تشبیہ کے لیے آتے ہیں جیسے "قام الرجلان کلاهما، وقامت المرأةان کلثما" تشبیہ کے علاوہ
کے لیے آتے ہیں کل میں ضمیر کے بدلنے کے ساتھ اور باقی میں میخوں کی تبدیلی کے ساتھ جیسے تو کہے "اشتریت البستان
کُلُّهُ، و جاء نسی القوم کُلُّہم، واشتریت الحديقة کُلُّہا، و جاء نسی النساء کُلُّہن،

اور جب تو ضمیر مرفوع متصل کی تاکید نفس اور یمن کے ذریعے لانے کا ارادہ کرے تو اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ لانا
ضروری ہے جیسے "ضربت انت نفسك"

اور کل اور جمع کے ذریعے تاکید نہیں لائی جاتی مگر اس چیز کی جس کے اجزاء اور حصے ہوں جن کا ایک دوسرے سے جدا ہونا محسوس
طور پر صحیح ہو جیسے قوم یا حکمی طور پر جیسے تو کہے "اشتریت البیت کُلُّهُ" اور تو نہیں کہہ سکتا "اکرمت الضیف کُلُّهُ" اور تو جان
بے شک "اکتغ اور اس کے اخوات الجمع کے تابع ہیں ان کا یہاں کوئی معنی نہیں الجمع کے بغیر اور نہ ان کو الجمع پر مقدم کرنا جائز ہے اور
نہ ان کا ذکر کرنا جمع بغیر درست ہے۔

تاکید کی تعریف

تاکید وہ تابع ہے جو متبوع کی طرف کسی چیز کی نسبت کو پہنچانے کے لیے لایا جائے۔ جس طرح جاء نسی زينة
نفسہ، میرے پاس زید بذات خود آیا اس بات کو واضح کرنے کیلئے لایا جاتا ہے کہ حکم متبوع کے تمام افراد کو شامل ہے۔ جس
طرح فسجد السلف ذلک لعلہ اجمعون، جاء نسی زينة بان ان زیندا قائم۔

تاکید معنوی ہے جو چند مخصوص الفاظ کے لانے سے حاصل ہو۔ وہ الفاظ یہ ہیں نَفْسٌ، لَحْنٌ، كَلَامٌ، كَلْبٌ، اَجْتَمَعَ، اِشْتَرَعَ، اَتَّبَعَ، اَتَّبَعْتُ سَبْعَةَ الْمَلَائِكَةِ كُلُّهُمْ اَجْتَمَعُونَ۔
تو تمام ملائکہ نے ایک ساتھ سجدہ کیا۔ پہلی مثال میں زید کے آنے کی نسبت کو ظرف نے پختہ کیا جبکہ دوسری مثال میں کلہم نے تمام ملائکہ کے سجدہ کرنے کو واضح کیا۔ جسکی تاکید بیان کی جائے اسے مؤکد کہتے ہیں۔

نفس اور عین کے ساتھ تاکید لانے کا بیان
سینے اور ضمیر کی تہدیلی کے ساتھ واحد، ثنیہ اور جمع تینوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح
جَاءَ يَنْبِيُّ رَّبُّهُ نَفْسُهُ، جَاءَ يَنْبِيُّ الرَّبِّدَانِ اَنْفُسُهُمَا، اور جَاءَ يَنْبِيُّ الرَّبِّدُونَ اَنْفُسُهُمْ، اسی طرح عَيْنٌ
جَاءَ يَنْبِيُّ رَحْمَةُ عَيْنُهُ، اَعْيُنُهُمَا، اَعْيُنُهُمْ۔
کی مثال جس طرح عین کی ضمیر لگا کر استعمال کرتے ہیں۔ جس طرح جَاءَ يَنْبِيُّ رَحْمَةُ نَفْسُهَا
مونث کہلانے مونث کی ضمیر لگا کر استعمال کرتے ہیں۔ اسی ہر لفظ عَيْنٌ کو قیاس کریں۔
جَاءَ يَنْبِيُّ رَحْمَةُ نَفْسُهَا، جَاءَ يَنْبِيُّ رَحْمَةُ اَنْفُسُهُنَّ، اسی ہر لفظ عَيْنٌ کو قیاس کریں۔

کلا و کلا کے ساتھ تاکید لانے کا بیان
صرف ثنیہ مذکر و مونث کیلئے استعمال ہوتے ہیں جس طرح جَاءَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا، اور جَاءَتِ الْمَرْءَتَانِ كِلَاهُمَا۔۔۔ کل، اجمع، اکتع، ابتع، اور ابصع: واحد اور جمع کیلئے آتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کل میں ضمیر متصل کو بدلنا پڑتا ہے جبکہ باقی الفاظ میں صیغوں کو۔ جس طرح
سَمِعْتُ الْكَلَامَ كُلَّهُ، جَاءَ يَنْبِيُّ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْتَمَعُونَ اَكْتَعُونَ اَبْصَعُونَ، اِشْتَرَيْتُ الرُّزْمَةَ كُلَّهَا
جَمَعَاءَ، كَتَبَاءَ، بَتَعَاءَ، بَصَعَاءَ، قَامَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ، جُمِعَ، كُتِبَ، بَصِعَ، بَتِعَ۔
نوٹ: اَجْتَمَعَ، اَكْتَعُ، اَبْتَعُ اور اَبْصَعُ بھی کُلُّ کے معنی میں ہیں۔

تاکید کے قوانین نحویہ کا بیان

(۱) ضمیر متصل بارز یا مستتر کی تاکید ضمیر مرفوع متصل سے لائی جاتی ہے خواہ ضار موكده مرفوع ہوں یا منصوب یا مجرور، جس طرح ضمیر متصل بارز کی مثال۔ قُمْتُ اَنَا، مَا رَاكَ اَنْتَ اَحَدٌ، سَلَّمْتُ عَلَيْهِ هُوَ اور ضمیر متصل مستتر کی مثال اَنْصَحُ اَنَا رَزِيْدًا۔

(۲) اَكْتَعُ، اَبْتَعُ، اور اَبْصَعُ یہ تینوں اَنْجَعُ کے تابع ہیں یعنی نہ تو اَنْجَعُ کے بغیر آتے ہیں اور نہ ہی اَنْجَعُ سے پہلے آتے ہیں۔

(۳) اگر ضمیر مرفوع متصل بارز و مستر کی تاکید معنوی نفس یا عین سے لانی ہو تو پہلے ضمیر مرفوع متصل سے تاکید لائی جاتی ہے اس کے بعد نفس یا عین کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جس طرح لَفْتُ اَنَا نَفْسِي، ضَرَبْتُ هُوَ نَفْسَهُ،
(۱۲) اگر ان کے بجائے ضمیر منصوب یا مجرور ہو تو اب نفس یا عین کو تاکید کیلئے براہ راست لایا جائے گا۔ جس طرح حَسَرْتُهُمْ اَنْفُسَهُمْ، مَوَزَتْ بِه نَفْسِهِ۔

(۵) اسم ظاہر کو ضمیر کے ساتھ مؤکد نہیں کر سکتے۔ لہذا یوں کہنا غلط ہوگا، جَاءَ زَيْدٌ هُوَ۔

(۶) لیکن ضمیر، ضمیر اور اسم ظاہر دونوں سے مؤکد کی جاسکتی ہے جس طرح جِئْتُ اَنْتَ نَفْسَكَ، اَخَسْتُ اِلَيْهِمْ اَنْفُسَهُمْ
(۷) عموماً اَجْمَعُ کا استعمال کُلِّ کے بعد ہوتا ہے جس طرح سَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُونَ،
(۸) اور بعض اوقات اکیلا بھی آتا ہے۔ جس طرح جَاءَ الْقَوْمُ اَجْمَعُ۔

(۹) نَفْسٌ یا عَيْنٌ سے تشبیہ کی تاکید کرنی ہو تو انکی جمع سے کرینگے، جس طرح جَاءَ الرُّجُلَانِ اَنْفُسُهُمَا، یا اَعْيُنُهُمَا اور نَفْسَاهُمَا یا عَيْنَاهُمَا نہیں کہیں گے۔
(۱۰) نفس کی جگہ عین بھی بولا جاتا ہے۔ کُلِّ کی جگہ جمیع بھی آ سکتا ہے، جس طرح رَأَيْتُ زَيْدًا نَفْسَهُ، عَيْنَهُ، اور جَاءَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، جَمِيعُهُمْ۔

(۱۱) کبھی جمیع بغیر اضافت کے استعمال ہوتا ہے اسوقت وہ بجائے تاکید کے حال واقع ہوتا ہے۔ جس طرح جَاءَ الْمُسْلِمُونَ جَمِيعًا

(۱۲) تاکید لفظی میں بعینہ سابقہ لفظ کا اعادہ ضروری نہیں۔ بلکہ ما قبل کا ہم معنی لفظ بھی لایا جاسکتا ہے۔ جس طرح اَتَى جَاءَ زَيْدٌ، اور ضَرَبْنَا نَحْنُ۔

(۱۳) اگر کسی اسم ظاہر کے بعد نفس یا عین حرف جر باء کی وجہ سے مجرور نظر آئے تو وہ باء ہمیشہ زائدہ ہوگی، اور ما بعد اسم براہ راست تاکید بنے گا۔ جس طرح جَاءَ زَيْدٌ بِنَفْسِهِ، بِعَيْنِهِ۔



البَدَل

﴿یہ سبق تابع بدل کے بیان میں ہے﴾

البَدَلُ ، تَابِعٌ لِنِسْبِ إِلَيْهِ مَا نُسِبَ إِلَى مَتَّبِعِهِ وَهُوَ الْمَقْصُودُ بِالنُّسْبَةِ دُونَ مَتَّبِعِهِ . وَالْمَسَامُ الْبَدَلِ
 أَرْبَعَةٌ : 1- بَدَلُ الْكُلِّ مِنَ الْكُلِّ ، وَهُوَ ، مَا كَانَ مَذْلُومُهُ تَمَامَ مَذْلُولِ الْمَتَّبِعِ ، نَحْوُ جَاءَ يَیْ صَالِحِ
 اخْوَكِ ، 2- بَدَلُ الْبَعْضِ مِنَ الْكُلِّ ، وَهُوَ ، مَا كَانَ مَذْلُومُهُ جُزْءَ مَذْلُولِ الْمَتَّبِعِ ، نَحْوُ قَرَأْتَ الْكِتَابَ
 أَوَّلَهُ ، 3- بَدَلُ الْأَشْتِمَالِ ، وَهُوَ ، مَا كَانَ مَذْلُومُهُ مُتَعَلِّقًا بِالْمَتَّبِعِ نَحْوُ سَلِبَ زَيْنَةُ لَوْنُهُ ، وَأَعْجَبَنِي
 عَلَى عِلْمِهِ 4- بَدَلُ الْغَلَطِ ، وَهُوَ ، مَا يُذَكَّرُ بَعْدَ الْغَلَطِ ، نَحْوُ جَاءَ يَیْ زَيْنَةُ جَعْفَرًا ، وَرَأَيْتُ بَعْلًا
 جَمَارًا .

وَالْبَدَلُ إِنْ كَانَ نِكْرَةً مِنْ مَعْرِفَةٍ يَجِبُ نَعْتُهُ كَقَوْلِهِ تَعَالَى : لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ * نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ
 الْعَلَقِ 15 - 16 ، وَلَا يَجِبُ ذَلِكَ فِي عَكْسِهِ نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ، صِرَاطِ اللَّهِ وَلَا
 فِي الْمُتَجَالِسِينَ مِنْ حَيْثُ التَّعْرِيفُ وَالتَّنْكِيرُ . نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ
 الَّذِينَ وَجَّاءَ يَیْ وَجُلَّ غَلَامٌ .

ترجمہ

بدل وہ تابع ہے کہ اس کی طرف اسی چیز کی نسبت کی جائے جس چیز کی نسبت اس کے متبوع کی طرف کی گئی ہے اور وہ بدل ہی
 مقصود بالنسب ہوتا ہے نہ کہ اس کا متبوع اور بدل کی چار قسمیں ہیں۔

بدل الكل من الكل وہ بدل ہے جس کا مدلول معینہ متبوع کا مدلول ہو جیسے ”جاء يَیْ صالح اخوك“ ،

اور بدل البعض من الكل وہ بدل ہے جس کا مدلول متبوع کے مدلول کا جز ہو جیسے ”قَرَأْتَ الْكِتَابَ أَوَّلَهُ“

اور بدل الاشتمال وہ بدل ہے جس کا مدلول متبوع کے متعلق کا مدلول ہو جیسے ”سَلِبَ زَيْنَةُ لَوْنُهُ“ ، وَأَعْجَبَنِي عَلَى عِلْمِهِ

”اور بدل الغلط وہ بدل ہے جو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے جیسے ”جاء يَیْ زَيْنَةُ جَعْفَرًا“ ، وَرَأَيْتُ بَعْلًا جَمَارًا .

اور بدل اگر نکرہ واقع ہو کسی معرکہ سے تو اس کی صفت لانا واجب ہے جیسے ”لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ * نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ“

”اور اس کے عکس میں یہ واجب نہیں ہے اور نہ متجانسین میں ، اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ وَجَّاءَ يَیْ وَجُلَّ

غلام۔

بدل اور مبدل منہ کی تعریف

بدل وہ تابع ہے جو خود مقصود بالنسبت ہو اور اس کا متبوع بطور تمہید آیا ہو جس طرح جاء السلطان مضمونہ میں آنے کی اصل نسبت محمود کی طرف ہے جو کہ بدل ہے اور سلطان محض تمہید الا یا گیا ہے۔ متبوع کو مبدل منہ اور تابع کو بدل کہتے ہیں۔

بدل کی اقسام کا بیان

بدل کی اقسام بدل کی چار اقسام ہیں۔۔ بدل کل۔ بدل بعض۔ بدل اشتمال۔ بدل غلط۔

بدل کل کی تعریف

جب بدل اور مبدل منہ دونوں کا مدلول ایک ہو تو ایسے بدل کو بدل کل کہتے ہیں۔ جس طرح جاء زَيْنٌ صَدِيقُكَ۔

بدل بعض کی تعریف

جب بدل کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا بعض ہو تو ایسے بدل کو بدل بعض کہتے ہیں۔ جس طرح اكلت البطيخة ثلثها، میں نے خر بوزے کا تیسرا حصہ کھایا۔

بدل اشتمال کی تعریف

جب بدل مبدل منہ کا نہ کل ہو اور نہ جز بلکہ اس کا مبدل منہ سے کچھ تعلق ہو۔ جس طرح بَقِيَ نَسِي غَمْرٌ عَذْلٌ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدل نے مجھے حیران کر دیا۔

بدل غلط کی تعریف

جب مبدل منہ کو غلطی سے ذکر کر دیا جائے پھر اس غلطی کے ازالے کیلئے جو بدل لایا جائے اسے بدل غلط کہتے ہیں۔ جس طرح اِشْتَرَيْتُ الْبَرَّانَةَ الْيَمْعَمَةَ، میں نے شامپن نہیں بلکہ ریڈ خریدی۔

بدل کے قوانین نحویہ کا بیان

۱۔ بدل غلط میں متبوع کو تمہید کے طور پر عہد اذکر نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا صدور سہوایا خطا ہوتا ہے۔

۲۔ مبدل منہ اور بدل میں تعریف و تنکیر کے اعتبار سے مطابقت ضروری نہیں لہذا ایسا ہو سکتا ہے کہ مبدل منہ معرفہ اور بدل نکرہ ہو جس طرح جاء زَيْنٌ غُلامٌ لَكَ، یا برعکس جس طرح جاء غُلامٌ لَكَ زَيْنٌ، یا دونوں نکرہ جس طرح جاء نَسِي زَجُلٌ غُلامٌ لَكَ۔

۳۔ مبدل منہ اور بدل دونوں اسم ظاہر بھی ہو سکتے ہیں جس طرح مذکورہ مثالیں اور اسم ضمیر بھی جس طرح زَهْدٌ حَزْنٌ، اِيْمَانٌ يٰ اَبِي اس کا ہر دوسرا ضمیر جس طرح اَنْعَمْتَ اَنْعَمْتُ زَهْدًا اِيْمَانًا اور اَنْعَمْتَ حَزْنٌ، زَهْدًا ۔

۴۔ معرفہ کا بدل نکرہ لانے کیلئے نکرہ کی صفت لانا ضروری ہے جس طرح مَوْرَثٌ يَزِيدٌ وَجَلِي عَالِمٌ بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ

تَكَذِّبُهُ

۵۔ بدل بعض اور بدل اشتمال دونوں ایک ایسی ضمیر کی طرف مضاف ہوتے ہیں جو مبدل منہ کی طرف لوثی ہے۔ عَالِمٌ

الْقَلْبِ الْمَرِيضِ رَاسَهُ، طَبِيبٌ نَظَرَ مَرِيضٍ كَ سِرِّكَ عِلَاجَ كَمَا۔

۶۔ اسم اسم سے، فعل فعل سے، اور جملہ جملے سے بدل بنتا ہے۔ اور کبھی کبھی جملہ مفرد سے بھی بدل بن جاتا ہے۔



عطف بیان

﴿یہ سبق تابع عطف بیان کے بیان میں ہے﴾

عُطِفَ الْبَيَانُ ، تَابِعٌ غَيْرُ صِفَةٍ يَوْضَعُ مَتَّبِعُهُ ، وَهُوَ أَشْهُرُ اسْمِي شَيْءٍ نَحْنُو قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ
الصَّادِقُ ، اخْبَرَنَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ ، أَنَا هُنَا تَارَكَ الْبَكْرِي بَشَرٌ عَلَيْهِ الطَّبَر تَرْقُبُهُ وَقَوَعَا

ترجمہ

عطف بیان وہ تابع ہے جو صفت کا صیغہ نہ ہو جو اپنے متبوع کی وضاحت کر دے اور وہ کسی شئی کے دو ناموں میں سے ایک زیادہ مشہور نام ہوتا ہے جیسے ”ابو عبد اللہ الصادق“ ، اخبرنا امیر المؤمنین علیؑ ، انا ہننا تارک البکری بشر علیہ الطبر ترقبہ وقوعا لفظا ملغس نہیں ہوتا جیسے شاعر کے قول کی مثال میں شعر میں اس شخص کا بیٹا ہوں جو بکری بشر کو قتل کرنے والا ہے یا بتا دیتے والا ہے بکری بشر کو حال یہ ہے کہ پرندے اس پر واقع ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔

عطف بیان کی تعریف

وہ تابع ہے جو صفت تو نہ ہو لیکن صفت کی طرح اپنے متبوع کو واضح کرے یہ اپنے متبوع سے زیادہ مشہور ہوتا ہے۔ جس طرح اَقْسَمَ بِأَنَّ اللَّهَ أَبُؤُ حَفْصِ عُمَرُ۔ اس مثال میں عمر تابع ہے جس نے متبوع ابو حفص کو واضح کیا۔ اور قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَبُو هُرَيْرَةَ ، تَابِعٌ كَوَ عَطْفِ بَيَانٍ أَوْ مَتَّبِعٍ كَوَ مَبْنِي كَهْتِ هِي۔

عطف بیان سے متعلق قواعد نحویہ کا بیان

اگر کنیت اور علم ایک ساتھ آجائیں تو ان میں سے مشہور کو عطف بیان بنائیں جیسے مذکورہ بالا مثالوں میں پہلی میں عمرؓ اور دوسری میں ابو ہریرہؓ عطف بیان ہیں۔

اگر متبوع معروف ہو تو عطف بیان اس کی وضاحت کرتا ہے جیسے مذکورہ مثالیں اور مکرر ہو تو اس کی تخصیص کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے وَيُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ۔ اس مثال میں صمدید عطف بیان نے ماء متبوع کی تخصیص کی۔

عطف بیان تخصیص اور ازالہ وہم کیلئے بھی آتا ہے جیسے أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ اور أَمَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ، 47 رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ طَعَامُ مَسْكِينٍ نے کفارہ کی اقسام میں طعام کو خاص کر دیا ہے اور لَقَدْ رَآهُ مُوسَى وَهَارُونَ نے فرعون پر

ایمان لانے اور اس کے دعوائے ربوبیت کا ازالہ کیا ہے۔

شرح

قال الشيخ سعيد الأفطاني في بحث عطف البيان بتابع جامد يشبه الصفة في توضيح معبره إن كان معرفة وفي تخصيصه إن كان لكثرة مثل: جاء بحالة العمي معه أبو زيد عمران، انظر الرجل هذا، مروت بالحنان بكسر، جارتك جاء بحالة أخوها، قوسوس إله الشيطان قال، رأيت غضنفرأ أي أسداً، اشرت إليه أن اقرأ، فأنت ترى أن التابع في هذه الأمثلة أوضح من المبعوع وهذا شرطه، فإن لم يكن كذلك فهو بدل. وأفراد عطف البيان غالباً هي: اللقب بعد الاسم، والاسم بعد الكنية، والموصوف بعد الصفة الفارسي عترة، والتفسير انتقل إلى الحاشية بعد المفسر مثل: عندي عسجد أي ذهب.. (إلخ. بعض النحاة لا يقول بتابع خامس هو عطف البيان، ويجعل التوابع أربعة فقط، الموجز في قواعد اللغة العربية

الباب الثاني من كتاب التفسير

﴿دوسرا باب اسم جنی کے بیان میں ہے﴾

اسم جنی کے باب کی نحوی مطابقت کا بیان

مصنف کتاب ہدایہ معرب کی تعریف اور اس کے کثیر قواعد و احکام سے فارغ ہونے کے بعد یہاں سے اسم جنی کی تعریف اور اس کے احکام و قوانین کو ذکر کریں گے۔ معرب و جنی کی وجوہات تقدم و تاخر کو ہم نے معرب کے باب کے آغاز میں ذکر کر دیا ہے۔ لہذا انہی اسباب کے پیش نظر تقدم و تاخر کا مفہوم سمجھا جائے گا۔

اسم جنی کی وجہ تسمیہ کا بیان

اسم جنی یہ مری کے وزن پر اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ایسا قرار جس میں تبدیلی نہ آئے۔ اور جنی میں مختلف عوامل کے وارد ہونے کے باوجود کوئی ظاہری تغیر و تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کو جنی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ظاہری طور پر اعراب کی تمام صورتوں میں ایک ہی شکل اختیار کیے رکھتا ہے۔

مشابہ بہ جنی الاصل کی چند صورتوں کا بیان

علامہ زحشری معتزلی مشابہت کی چند صورتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

۱ کوئی اسم جنی الاصل کے معنی کو حتمی ہو۔ جس طرح: ائین، منی وغیرہ تمام اسماء استفہام کہ یہ ہمزہ استفہام کے معنی کو حتمی ہوتے ہیں، اسی طرح من، اذا وغیرہ تمام اسماء شرط کہ یہ حرف شرط ان کے معنی کو حتمی ہوتے ہیں۔

۲ کوئی اسم احتیاج الی الغیر میں جنی الاصل کے مشابہ ہو۔ جس طرح: تمام مہمات ضائر، موصولات، اسماء اشارت کہ یہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مرجع، صلہ اور مشار الیہ کے محتاج ہوتے ہیں جس طرح حرف اپنے معنی پر دلالت کرنے میں ضم ضمیمہ کا محتاج ہوتا ہے۔

۳ کوئی اسم جنی الاصل کے موقع میں واقع ہو۔ جس طرح: نوال وغیرہ کہ یہ انون کے موقع میں واقع ہوتا ہے۔

۴ کوئی اسم اس اسم کے مشاکل شکل و صورت میں برابر ہو جو جنی الاصل کے موقع میں واقع ہونے کی وجہ سے جنی ہو۔ جس طرح: فجّار کہ یہ نزال کے مشاکل ہے اور نزال مہنی الاصل انون کے موقع میں واقع ہونے کی وجہ سے جنی ہے۔

ہوئی اسم اس اسم کے موقع میں واقع ہو جو معنی الاصل کے مشابہ ہونے کی وجہ سے ملتی ہو۔ جس طرح: ہا زہد میں زہد کہ یہ
کاف ضمیر کے موقع میں واقع ہے جو معنی الاصل کاف کے مشابہ ہے۔ متصل فی سینا اعراب

کاف ضمیر کے موقع میں واقع ہے جو معنی الاصل کاف کے مشابہ ہے۔ متصل فی سینا اعراب
الاسم المثنیٰ: مَا لَا يَخْتَلِفُ آخِرُهُ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ، اِسْمًا وَلَعَّ غَيْرَ مُرَكَّبٍ مَعَ غَيْرِهِ، مِثْلُ اَلْفِ
بَاءٌ، ثَاءٌ، ثَاءٌ اِلَى آخِرِهِ وَمِثْلُ اَحَدٍ، اِثْنَانٍ، ثَلَاثَةٍ وَمِثْلُ لَفْظٍ زَهْدٍ قَبْلَ التَّرْكِبِ لِاِنَّهُ مَثْنِيٌّ
بِالْفِعْلِ عَلَى السُّكُونِ وَمُعَرَّبٌ بِالْقُوَّةِ.

بہشتا شائبہ مثنیٰ الاصل بآن یكون فی الدلالة علی معناه محتاجاً اِلی قرینة کما سماء الإشارة
والموصولات، نحو هؤلاء، مَنْ . جـ سَما کَانَ عَلٰی اَللّٰ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْرَافٍ، مِثْلُ ضَمِيرِ نَا فِی جَنَّتَا

وَمَا تَضَمَّنَ مَعْنَى مِنْ مَعَانِي الْعُرُوفِ، مِثْلُ هَذَا وَمِنْ اَحَدٍ عَشَرَ اِلَى سِتَّةٍ عَشَرَ .
وَعَرَكَاثُ الْاِسْمِ الْمَثْنِيِّ تُسَمَّى مَثْنًا، وَقَتْعًا، وَكُسْرًا، وَسُكُونًا وَقَفًّا. وَبِنَاءٌ عَلَى مَا ذَكَرْنَا
نَنْقِیْمُ الْاِسْمَ الْمَثْنِيَّ اِلَى الْاَقْسَامِ الْتَالِيَةِ:
1. الْمُضْمَرَاتُ . 2. اَسْمَاءُ الْاِشَارَةِ . 3. الْمُوَصُولَاتُ . 4. اَسْمَاءُ الْاَفْعَالِ . 5. اَسْمَاءُ الْاَصْوَاتِ
6. الْمُرَكَّبَاتُ . 7. الْكِنَايَاتُ . 8. بَعْضُ الظُّرُوفِ.

ترجمہ

دوسرا باب اسم معنی کے احکام کے بیان میں معنی وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو جیسے "الف، باء، ثاء، ذاء"
الی آخرہ،

اور جیسے واحد، اثنان، ثلاثہ اور جیسے لفظ زید اکیلا، پس بیشک یہ بالفضل معنی علی السکون ہے اور معرب بالقوة ہے یا معنی اصل کے
مشابہ ہو وہ اس طرح کہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی قرینہ کا محتاج ہو جیسے اسم اشارہ هؤلاء اور اس کی مثل یا وہ تین حرف سے کم
ہو یا حرف کے معنی کو محض من ہو جیسے "اَحَدٌ عَشَرَ اِلَى سِتَّةٍ عَشَرَ" اور یہ قسم بالکل معرب نہیں ہوتی اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا
آخر نہ بدلے عوامل کے بدلنے کی وجہ سے اور اس کی حرکات کا نام رکھا جاتا ضمہ، فتح، کسرہ اور اس کی حالت سکون میں وقف اور اس
کی آٹھ قسمیں ہیں۔ ۱۔ مضمرات، ۲۔ اسماء اشارات، ۳۔ اسماء موصولہ، ۴۔ اسماء افعال، ۵۔ اسماء اصوات، ۶۔ مرکبات، ۷۔ کنایات، اور
۸۔ بعض ظروف۔

النوع الأول من الضمير

﴿یہ سبق اسم بنی پہلی قسم مضمرات کے بیان میں ہے﴾

اسم ضمیر کے بنی ہونے کا بیان

اسم ضمیر یا مضمرات کے بنی ہونے میں کسی اختلاف نہیں ہے اس لئے مصنف نے اس کو تمام مبدیات پر مقدم کیا ہے۔ اور اس کے بنی ہونے کا سبب یہ ہے کہ اسم ضمیر ان حروف کی طرح کو بنی الاصل ہوتے ہیں انہی کی طرح یہ بھی محتاج ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر اس سے پہلے اس کا مرجع جس کی جانب ضمیر نے لوٹ کر جانا ہے وہ مذکور نہ ہو تو اسم ضمیر کا لانا بے مقصد ہوا لہذا ضمیر اپنے مرجع کی طرف اسی طرح محتاج ہوتی ہے جس طرح حرف اپنا معنی بیان کرنے کیلئے دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔

الضَّمِيرُ : هُوَ اسْمٌ مَا ، وَضِعَ لِيَدُلَّ عَلَى مُتَكَلِّمٍ ، أَوْ مُخَاطَبٍ ، أَوْ غَائِبٍ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ وَلَا يَدُلُّ لِضَمِيرِ الْغَائِبِ مِنْ مَرْجِعٍ يَرْجِعُ إِلَيْهِ ، وَهُوَ مَذْكُورٌ قَبْلَهُ لَفْظًا ، نَحْوُ سَلِيمٌ حَضَرَ أَخُوهُ أَوْ مَعْنَى نَحْوُ : اَعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى (المائدة) . (8) أَوْ حُكْمًا نَحْوُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودَى فَالضَّمِيرُ فِي اسْتَوَتْ يَعُودُ إِلَى سَفِينَةِ نُوحٍ الْمَعْلُومَةِ مِنَ السِّيَاقِ .

ترجمہ

ضمیر وہ اسم ہے جسے وضع کیا گیا ہوتا کہ دلالت کرے اس متکلم یا مخاطب یا غائب پر جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہو لفظی طور پر یا معنوی طور پر ہو یا حکمی طور پر ہو چکا ہو۔ لفظی جیسے ”سَلِيمٌ حَضَرَ أَخُوهُ“ معنوی جیسے ”اَعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى“ حکمی طور پر جیسے ”وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودَى“

ضمیر کی تعریف

ضمیر وہ اسم ہے جو متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب پر جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہو دلالت کرنے کیلئے استعمال ہو۔ ضمائر کی اقسام ضمائر کی پانچ اقسام ہیں۔۔ مرفوع متصل۔ مرفوع منفصل۔ منصوب متصل۔ منصوب منفصل۔ مجرور متصل۔



الضمير على قسمين

﴿ یہ سبق ضمیر کی دو اقسام کے بیان میں ہے ﴾

1- مُتَّصِلٌ : وَهُوَ مَا لَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَهُ ، وَهُوَ إِمَّا مَرْفُوعٌ ، نَحْوُ ضَرَبْتُ ... إِلَى ضَرْبَيْنِ أَوْ مَنْصُوبٌ ، نَحْوُ ضَرَبْتَنِي ... إِلَى ضَرْبَتَيْنِ أَوْ مَجْرُورٌ ، نَحْوُ غَلَامِي ، وَلِي ... إِلَى غُلَامِيهِنَّ وَلَهُنَّ .

2- مُنْفَصِلٌ ، وَهُوَ مَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَهُ ، وَهُوَ أَيْضاً إِمَّا مَرْفُوعٌ ، مِثْلُ أَنَا ... إِلَى هُنَّ ، وَإِمَّا مَنْصُوبٌ ، مِثْلُ إِيَّائِي ... إِلَى إِيَّاهُنَّ ، فَلِذَلِكَ سَمَوْنَهُ ضَمِيرًا .

والضمير المرفوع المتصل يكون مستتراً في ما يلي : 1- الماضي الغائب والغائبة ، نَحْوُ عَلَيَّ نَصَرَ الْإِسْلَامَ وَفَاطِمَةُ أَعَزَّتِ النِّسَاءَ أَيَّ : نَصَرَهُنَّ ، وَأَعَزَّتْ هِيَ . 2- المضارع المتكلم ، مِثْلُ أَنْصُرُ وَتَنْصُرُ . 3- المضارع المخاطب ، مِثْلُ تَأْكُلُ . 4- الغائب والغائبة مِثْلُ يَنْصُرُ وَتَنْصُرُ . 5- اسم الفاعل والمفعول الصفة

وَلَا يَجُوزُ اسْتِعْمَالُ الْمُنْفَصِلِ إِلَّا عِنْدَ تَعَدُّرِ الْمُتَّصِلِ نَحْوُ إِيَّاكَ نَعْبُدُ الْفَاتِحَةَ / 5 ، وَ مَا نَصَرَكَ إِلَّا أَنَا

ضمير الشأن والقصة ، واعلم أنَّهُم ضميراً غائباً تأتي بعده جملة تفسره ، ويسمى ضمير الشأن في المذكر ، و ضمير القصة في المؤنث ، مِثْلُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ الْإِخْلَاصُ / 1 ، وَهِيَ هُنَا مَلِيحَةٌ ، وَإِنَّهَا زَيْنَبُ قَائِمَةٌ .

ضمير الفضل ، وَقَدْ يَدْخُلُ بَيْنَ الْمُبْتَدَأِ وَالْخَبَرِ ضَمِيرٌ مَرْفُوعٌ مُنْفَصِلٌ مُطَابِقٌ لِلْمُبْتَدَأِ ، إِذَا كَانَ الْخَبَرُ مَعْرِفَةً ، أَوْ أَفْعَلٌ مِنْ كَذَا ، وَيُسَمَّى لَفْظاً لِأَنَّهُ يَقْضِلُ بَيْنَ الْمُبْتَدَأِ وَالْخَبَرِ لِيَرْفَعَ اشْتِبَاهَ الْخَبَرِ بِالصِّفَةِ ، وَيُفِيدُ التَّأَكِيدَ أَيْضاً ، نَحْوُ سَمِيرٌ هُوَ الْقَادِمُ ، كَانَ قَاسِمٌ هُوَ الزَّائِرُ ، وَمَجِيدٌ هُوَ الْفَضْلُ مِنْ حَامِدٍ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبُ الْعَانِدَةُ / (117)

واقع ہوتی ہے۔

ضمیر مجرد متصل مع عامل استعمال یکنافہ، واحد مذکر غائب کیلئے یکنافہما تشبیہ مذکر غائب کیلئے یکنافہم جمع مذکر غائب کیلئے یکنافہا واحد مؤنث غائب کیلئے یکنافہن جمع مؤنث غائب کیلئے یکنافنک واحد مذکر حاضر کیلئے یکنافکم جمع مذکر حاضر کیلئے یکنافکم جمع مذکر حاضر کیلئے یکنافکم واحد مؤنث حاضر کیلئے یکنافکم جمع مؤنث حاضر کیلئے یکنافنک جمع مؤنث حاضر کیلئے یکنافنک واحد مذکر مؤنث حاضر کیلئے یکنافنک جمع مؤنث حاضر کیلئے یکنافنک۔

تشبیہ جمع، مذکر مؤنث متکلم کیلئے ضمیر کے چند ضروری قواعد

بسا اوقات جملہ کی ابتداء میں ضمیر غائب آ جاتی ہے جس کا کوئی مرجع نہیں ہوتا اور بعد والا جملہ اس ضمیر کی تفسیر کرتا ہے۔ اس صورت میں اگر ضمیر مذکر کی ہو تو اسے ضمیر شان کہتے ہیں اور اگر مؤنث کی ہو تو ضمیر قصہ کہتے ہیں۔ جس طرح مَطْوٰۃٌ اَخَذَ فَمِنْهُنَّ مَتَبَعٌ مَّوَاتٍ،

ضمیر کا مرجع مذکور نہ ہو اور نہ ہی بعد والا جملہ اس کی تفسیر کر رہا ہو۔ تو اسے ضمیر مبہم کہتے ہیں۔ اس کے ابہام کو دور کرنے کیلئے ضمیر کے بعد بیان یا تمیز کو لاتے ہیں۔ جس طرح مَطْوٰۃٌ اَخَذَ فَمِنْهُنَّ مَتَبَعٌ مَّوَاتٍ، یہاں مَطْوٰۃٌ مَبہم ہے۔ مَتَبَعٌ مَّوَاتٍ تیز ہے۔

طَرَبَشِی میں طَرَب اور یاء کے درمیان آنے والے نون کو "نون دقایہ" کہا جاتا ہے، جو کہ نفل کے آخر کو کسرہ سے بچاتا ہے۔ صرف غائب کی ضمیر اپنے مرجع کی طرف لڑتی ہے متکلم اور مخاطب کی ضمیر راجع نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کا کوئی مرجع ہوتا ہے۔

ضمیر پڑھنے کا طریقہ

ضمیر کے ماقبل زیر ہو گا یا زیر اگر زیر ہے تو ضمیر پر الٹا پیش پڑھا جائے گا۔ جس طرح کہ اور اگر ماقبل زیر ہے۔ تو ضمیر پر کھڑا زیر پڑھا جائیگا۔ جس طرح یہ اور اگر ضمیر کے ماقبل ساکن ہے۔ تو پھر دیکھیں گے کہ وہ یاء ساکن ہے یا غیر یاء ساکن اگر یاء ساکن ہے تو پھر ضمیر پر کسرہ پڑھیں گے جس طرح۔ فَبِئْسَ، اگر غیر یاء ساکن ہے تو پھر ضمیر پڑھیں۔ جس طرح مَنَہ مَکَر قرآن پاک کے چند مقامات اس سے مستثنیٰ ہیں۔ سورہ نور میں وَتَشْتَرِ، سورہ کھف میں وَهَآ اَفْسَیْنِیۃ، سورہ فتح میں عَلَیْہِ اللہ، سورہ اعراف و شعراء میں اَرْجَہ۔

ضمیر سے متعلق ترکیبی قواعد کا بیان

ضمیر ہمیشہ واحد، تشبیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں اپنے مرجع کے مطابق ہوتی ہے۔

اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ، اَلْعِلْمُ هِیَ نِعْمَۃٌ

یہاں ہی ضمیر خبر کے مطابق آئی ہے۔ اسم اشارہ کا بھی یہی حکم ہے۔

ترکیب:

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ، هُوَ يَضْرِبُ زَيْدًا، مبتداء اور خبر کے درمیان آنے والی "ضمیر فصل" کو ترکیب کے اندر مبتداء بھی بنا سکتے ہیں۔ اور اسے ضمیر فصل کہہ کر چھوڑ بھی سکتے ہیں۔ جس طرح میں أُولَٰئِكَ مبتداء اول اور ضمیر مبتداء ثانی یا پھر أُولَٰئِكَ مبتداء اور ضمیر فصل کہہ کر چھوڑ دیں۔

جب ضمیر مرجع اور خبر کے درمیان آجائے تو خبر کی رعایت اولیٰ ہوتی ہے۔ جس طرح أُولَٰئِكَ مبتداء ضمیر فصل الْمُفْلِحُونَ خبر مبتداء خبر ملکہ جملہ اسمیہ۔ اس کی دوسری ترکیب اس طرح بھی ہو سکتی ہے أُولَٰئِكَ مبتداء اول ضمیر فصل مبتداء ثانی، اَلْمُفْلِحُونَ مبتداء ثانی کی خبر۔ مبتداء ثانی اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر مبتداء اول کی خبر مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ۔ ترکیب: هُوَ ضمیر مرفوع منفصل مبتداء يَضْرِبُ فعل هُوَ ضمیر فاعل زَيْد مفعول پہ فعل اپنے فاعل اور مفعول پہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتداء خبر سے مل کر جملہ اسمیہ۔

بنی الاصل ہونے والی مشابہات کا بیان

۱ وضعی کوئی اسم وزن میں حرف کے مشابہ ہو ایک حرفی یا دو حرفی ہونے میں جس طرح مَنْ عَلَن کے اور مَنَّاؤُ کے مشابہ ہے دو حرفی ہونے میں اور طَرَفُ مِثْل میں ٹ ضمیر باء کے مشابہ ہے ایک حرفی ہونے میں ہو۔

۲ معنوی کوئی اسم بنی الاصل کے معنی میں ہو جس طرح اسمائے افعال کہ ان میں سے بعض ماضی اور بعض امر حاضر معلوم کے معنی میں ہیں۔

۳ افتقاری کوئی اسم اپنا معنی دینے میں حرف کی طرح کسی دوسری چیز کا محتاج ہو جس طرح اسمائے مضمرات اسمائے اشارات اسمائے موصولات اور اسمائے اصوات وغیرہ کیونکہ جس طرح حروف اپنا معنی دینے میں اسم یا فعل کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح مضمرات مرجع کی اسمائے اشارات مشارالہ کے اسمائے موصولہ صلہ کے اور اسمائے کنایات قصہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

۴ ہائِ کوئی اسم حرف کے معنی کو متضمن ہو جس طرح أَحَدٌ عَشَرَ میں عَشْرٌ واو کے معنی کو متضمن ہے۔

۵ وقوعی کوئی اسم بنی الاصل کی جگہ میں واقع ہو جس طرح نَزَالٍ نَزَاكَ، نَزَالٍ أَنْزِلُ اود نَزَاكَ اَنْزُوكِ کی جگہ میں واقع ہے اور اَنْزِلُ اود اَنْزُوكِ دونوں بنی الاصل ہیں۔

۶ وقوعی شمی کوئی اسم واقع ہوا ایسے اسم کی جگہ میں جو مشابہت رکھتا ہو بنی الاصل کے ساتھ جس طرح منلای مفرد یا زید کیونکہ تقدیر اس کی یہ ہے بلاتا ہوں میں تجھے اَوْعُوكِ چنانچہ زید واقع ہو کہ اسمیہ خطابہ کی جگہ میں اور وہ مشابہ ہے كَذَلِكَ کے ک کے جو کہ حرف ہے۔

شمی وقوعی کوئی اسم مشابہ ہوا ایسے اسم کے جو واقع ہو بنی الاصل کی جگہ میں جس طرح قُبَارِ کہ یہ مشابہ ہے نَزَالِ کے اور وہ واقع ہے بنی الاصل اَنْزِلُ کی جگہ میں ہو۔

۱۸ انسانی کوئی اسم مضاف ہو جملہ کی طرف بالواسطہ یا بلاواسطہ ہو جس طرح یَوْمَ قِيَامٍ کہ اصل میں یَوْمَ اِذَا عَمِيَ الْعَمَلُ
 تھا یہاں یوم مضاف ہو رہا ہے جملہ کی طرف بلا واسطہ ہو جس طرح یَوْمَ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ ہمارا یہاں یہاں
 ہو رہا ہے جملہ کی طرف بغیر کسی واسطے سے ہو۔

۱۹ انسانی کوئی اسم عامل یا معمول نہ بننے میں حرف کے مشابہ ہو جس طرح اسمائے اصوات کہ یہ حروف مقطعات کے مشابہ ہیں
 عامل یا معمول نہ بننے میں ہو۔

۱۰ جودی کوئی اسم حرف کے مشابہ ہو تشبیہ جمع نہ ہونے میں جس طرح قَطُّ غَوَاضٍ وغیرہ۔



الْبُرُوحُ الثَّلَاثِيَّةُ السَّنَنُ الْإِشَارَةُ

﴿اسم بنی کی دوسری قسم اسمائے اشارات کے بیان میں ہے﴾

اسم اشارہ کے بنی ہونے کا بیان

پانچے معنی پر دلالت نہیں کرتا۔ تو اسم اشارہ کو حرف سے مشابہت ہوئی اور حرف بنی الاصل ہے اور جو بنی الاصل کے مشابہ ہو وہ بنی ہوتا ہے لہذا اسم اشارہ بھی بنی ہے۔

إِسْمُ الْإِشَارَةِ: مَا وَضِعَ لِذَلِّ عَلَى مُشَارٍ إِلَيْهِ. وَلَهُ خَمْسَةُ أَلْفَاظٍ لِسِتَّةِ مَعَانٍ.

1- ذَا الْمَذْكُورِ الْوَاحِدِ.

2- ذَانِ، وَذَيْنِ لِلْمُثْنِيِّ الْمَذْكُورِ.

3- تَا، وَتَي، وَذِي، وَتِه، وَذِه، وَتَهِي، وَذِهِ لِلْمُفْرَدِ الْمُنْثَى.

4- تَانِ، وَتَيْنِ لِلْمُثْنِيِّ الْمُنْثَى.

5- أُولَاءِ بِالْمَذْ وَالْقَصْرِ لِلْجَمْعِ الْمَذْكُورِ وَالْمُنْثَى.

وَقَدْ تَلَحُّقُ بِأَوَائِلِهَا هَاءُ التَّشْبِيهِ، مِثْلُ هَذَا، هَؤُلَاءِ.

وَقَدْ يَتَّصِلُ بِآخِرِهَا حَرْفُ الْخِطَابِ، وَهِيَ خَمْسَةُ أَلْفَاظٍ لِسِتَّةِ مَعَانٍ كَ، كُما، كُمْ، كِ، كُنَّ لِذَلِكَ خَمْسَةٌ وَعِشْرُونَ الْحَاصِلُ مِنْ ضَرْبِ خَمْسَةٍ فِي خَمْسَةٍ وَهِيَ ذَاكَ ... إِلَى ذَاكُنَّ، وَذَانِكَ ... إِلَى ذَانِكُنَّ وَكَذَا الْبَوَاقِي، وَيُسْتَعْمَلُ ذَا لِلْقَرِيبِ وَذَاكَ لِلْمُتَوَسِّطِ وَذَلِكَ لِلْبَعِيدِ.

ترجمہ

الاسماء اشارہ میں اسماء اشارہ وہ اسم ہیں جو وضع کے گئے ہیں تاکہ وہ اشاریہ پر دلالت کریں اور وہ پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کے لیے آتے ہیں ذوا واحد مذکر کے لیے ذان اور ذین تثنیہ مذکر کیلئے اور تان، تی، مزی، تہ، مژہ، تھی، ذمی واحد مؤنث کیلئے اور تان، تین تثنیہ مؤنث کیلئے اور ادلاء مد کے ساتھ اور ادلی قصر کے ساتھ ان دونوں کی جمع کیلئے آتا ہے۔

اور کبھی لاحق کر دی جاتی ہے ہاء تنبیہ ان کے شروع میں جیسے "هذا، هذا، هؤلاء" اور ان کے آخر میں حرف خطاب متصل

ہو جاتا ہے اور وہ بھی پانچ الفاظ ہیں چہ معافی کے لیے جیسے "ک، گما، علم، ک، ملن" پس یہ پچیس حاصل ہو گئے پانچ کو پانچ میں ضرب دینے سے اور وہ ذاک سے ذکن تک اور ذاک سے ذاکن تک اور اس طرح باقی اور تو جان کہ بیشک ذاقرب کیلئے آتا ہے اور ذاک بعید کیلئے اور ذاک متوسط کیلئے ہے۔

اسمائے اشارہ کی تعریف

ایسے اسماء جنہیں کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہو ان کو اسمائے اشارہ کہتے ہیں۔ اور جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اس کو مشائر الیہ کہتے ہیں۔ جس طرح **هَذَا الْقَلَمُ نَفِیسٌ** یہ قلم نفیس ہے۔ اس مثال میں **هَذَا** اسم اشارہ ہے اور **الْقَلَمُ** مشائر الیہ ہے۔ مشائر الیہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ نظر آئے اور محسوس ہو۔ اگر ایسی چیز کی طرف اشارہ ہو رہا ہو جو محسوس مبصر نہ ہو وہاں اسمائے اشارات کا استعمال مجازاً ہوتا ہے۔

اسمائے اشارہ اور ان کے استعمال کا بیان

ذایہ ایک مرد ذان، ذہن یہ دو مرد تائے ایک مرد تئیں یہ ایک عورت تہ یہ ایک عورت ذہنی، تہیٰ یہ ایک عورت تان، تہن یہ دو عورتیں اولاء یہ سب مرد یا سب عورتیں اولیٰ یہ سب مرد یا سب عورتیں اسم اشارہ کے استعمال کی تین صورتیں ہیں۔۔۔ اگر اسمائے اشارہ لام اور کاف دونوں سے خالی ہوں تو یہ قریب کیلئے استعمال ہونگے۔ جس طرح ہذا، ہذا، وغیرہ۔ اگر ان کے آخر میں حرف کاف ہو تو یہ متوسط کیلئے ہوتے ہیں۔ جس طرح ذاک، ذاکما، وغیرہ۔ اگر ان کے آخر میں لام اور کاف دونوں آجائیں تو یہ بعید کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح ذالک، ذالکما، وغیرہ۔

اسمائے اشارات کے فوائد کا بیان

انتم۔ یہ بھی اسم اشارہ ہے اور اس کے ذریعے صرف کسی مکان کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔ جس طرح اِنَّمَا تَوَلُّوْا فِئْتُمْ وَجْهَ اللّٰهِ۔ تم جدھر منہ کروادھر وجہ اللہ خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے۔

۲. ھُنَّا بمعنی یہاں۔ یہ دونوں کسی مکان قریب کی طرف اشارہ کرنے کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔

۳. هُنَاكَ بمعنی وہاں یہ کسی مکان متوسط کی طرف اشارہ کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔۔ هُنَا لِنَ بمعنی وہاں یہ مکان بعید کی طرف اشارہ کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

۱۴ اسم اشارہ کے شروع میں جو عا ہوتی ہے وہ اختیاء کیلئے ہوتی ہے اور یہ مخاطب کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے لگائی جاتی ہے۔ جس طرح ذرا سے ملتا ہے۔

۱۵ اسم اشارہ کے آخر میں آنے والا کاف ضمیر کا کاف نہیں ہوتا بلکہ خطاب کا کاف ہوتا ہے۔ اور مخاطب کے افراد پر دلالت کیلئے آتا ہے۔ یعنی بتاتا ہے کہ مخاطب واحد، ثنیہ یا جمع ہے۔

اسمائے اشارات سے متعلق قواعد نحویہ کا بیان

۱۱ اگر اسم اشارہ کے بعد کوئی اسم مکرر آجائے تو اسم اشارہ کو مبتدا اور اسم مکرر کو خبر بنائیں گے۔ جس طرح **هَذَا ابْنُكَ** یہ کتاب ہے، **هَذَا** اسم اشارہ مبتدا، **ابْنُ** کتاب اس کی خبر مبتدا خبر مکرر جملہ اسمیہ۔

۱۲ اگر اسم اشارہ کے بعد کوئی اسم معرف باللام آجائے تو اس کی تین طریقوں سے ترکیب ہو سکتی ہے۔

اسم اشارہ کو موصوف بنائیں اور معرف باللام کو صفت۔ جس طرح **هَذَا الْقَلَمُ طَوِيلٌ**، اس کی ترکیب اس طرح کریں گے۔ **هَذَا** اسم اشارہ موصوف **الْقَلَمُ** صفت، موصوف مکرر مبتدا، **طَوِيلٌ** خبر مبتدا خبر مکرر جملہ اسمیہ۔

۱۳ اسم اشارہ کو مبین اور معرف باللام کو عطف بیان بنائیں۔ اس صورت میں **هَذَا الْقَلَمُ طَوِيلٌ** اس کی ترکیب یوں کریں گے۔ **هَذَا** اسم اشارہ مبین **الْقَلَمُ** عطف بیان، مبین عطف بیان مکرر مبتدا، **طَوِيلٌ** اس کی خبر مبتدا خبر مکرر جملہ اسمیہ۔

۱۴ اسم اشارہ کو مبدل منہ اور معرف باللام کو بدل بنالیں۔ جس طرح **هَذَا الْقَلَمُ طَوِيلٌ**، **هَذَا** اسم اشارہ مبدل منہ، **الْقَلَمُ** بدل مبدل منہ بدل سے مکرر مبتدا، **طَوِيلٌ** خبر مبتدا خبر سے مکرر جملہ اسمیہ۔

۱۵ اسم اشارہ کے بعد معرف باللام ہو تو وہی اس کا مشار الیہ ہوگا۔ کوئی اور مشار الیہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں اگرچہ معرف باللام کو ترکیب میں صفت، مبدل منہ یا عطف بیان کا نام دیں۔

اسمائے اشارات کے استعمال نحوی کا خلاصہ

اصل اسم اشارہ **ذَا**، **ذَانِ**، **ذَئِینِ**، **ذِهِ**، **تَانِ**، **تَئِینِ**، **وَلَاؤِ** ہیں مومنان کے شروع میں انتخاب کے لیے حرف عابد عادیہ ہیں جس طرح: **هَذَا**، **هَذَانِ**، **هَذَئِینِ**، **هَذِهِ**، **هَاتَانِ**، **هَاتَئِینِ**، **هَؤُلَاءِ** وغیرہ۔ اور کبھی ان کے آخر میں مخاطب کے اعتبار سے حرف خطاب لگا دیتے ہیں۔ جس طرح: **ذَاکَ** وغیرہ۔ اور کبھی مشار الیہ کی دوری کی وجہ سے حرف خطاب سے پہلے **لِ** بھی لیا جاتا ہے۔ جس طرح: **ذَٰلِکَ**، **ذَٰلِکَما** وغیرہ۔

اسم موصول کی تیسری قسم اسم موصول کے بیان میں ہے

اسم موصول کی تیسری قسم اسم موصول کے بیان میں ہے

اسم موصول کے بنی ہونے کا بیان

اسم موصول بنی کیوں ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح حروف اپنا معنی بیان کرنے میں دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح اسم موصول بھی صلہ کا محتاج ہوتا ہے۔ لہذا احتیاج میں برابر ہونے کے سبب سے اور ہم مشابہت الی غیر ہونے کے سبب یہ بھی حروف جو بنی الاصل ہوتے ہیں ان کی مثل ہو گیا ہے۔ لہذا یہ بھی بنی ہے۔

المَوْصُولُ : اِسْمٌ لَا يَصْلُحُ اَنْ يَكُونَ جُزْءًا اَتَمًّا مِنْ جُمْلَةٍ اِلَّا بِصِلَةٍ بَعْدَهُ ، وَهِيَ جُمْلَةٌ خَبَرِيَّةٌ ، وَلَا بُدَّ مِنْ عَائِدٍ فِيهَا يَعُودُ اِلَى الْمَوْصُولِ ، مِثْلُ الَّذِي فِي قَوْلِنَا جَاءَ كَيْ الَّذِي اَبُوهُ عَالِمٌ ، اَوْ قَامَ اَبُوهُ . اَلْاَسْمَاءُ الْمَوْصُولَةُ هِيَ :

1- الَّذِي لِلْمَذْكُورِ . 2- الَّتِي لِلْمَوْثِقِ . 3- اللَّذَانِ ، وَاللَّذَيْنِ ، وَاللَّتَانِ ، وَاللَّتَيْنِ لِمُشَابَهَةِمَا ، بِاَلَا لِفٍ فِي حَالَةِ الرَّفْعِ ، وَبِالْيَا فِي حَالَتِي النِّصْبِ وَالْجَرِّ . 4- الِی ، وَالَّذِينَ لِجَمْعِ الْمَذْكُورِ . 5- اَلَّذِی ، وَاللَّوَالِی ، وَاللَّائِی لِجَمْعِ الْمَوْثِقِ . 6- 7- مَنْ وَمَا وَیَكُونَانِ لِلْجَمْعِ . 8- اِیْ وَ اَیَّةٌ . 9- ذُو بِمَعْنَى الَّذِي فِي لُغَةِ بَنِي عُلَیٍّ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ :

فَإِنَّ الْمَاءَ مَاءُ أَبِي وَجَدِّي
أَيُّ الَّذِي حُقِرْتُ وَالَّذِي طَوَيْتُ
وَبَنِي ذُو حَقَرْتُ وَذُو طَوَيْتُ

10- اَلَا لِفٌ وَاللَّامُ بِمَعْنَى الَّذِي وَصِلَتُهُ اِسْمُ الْفَاعِلِ اَوْ الْمَفْعُولِ ، نَحْوُ اَلَاكِلُ اَبُو بَكْرٍ اِی الَّذِي اَكَلَ اَبُو بَكْرٍ ، وَ اَلْمَاكُولُ تَفَاحٌ اِی الَّذِي اَكَلَ تَفَاحٌ .

وَيَجُوزُ حَذْفُ الْعَائِدِ مِنَ اللَّفْظِ اِنْ كَانَ مَفْعُولًا ، نَحْوُ : قَامَ الَّذِي اَكْرَمْتُ اَيُّ الَّذِي اَكْرَمْتُهُ وَاعْلَمْ اَنَّ اَيَّاءَ وَ اَيَّةَ مُغْرَبَانِ اِلَّا اِذَا حُذِفَ صَدْرُ صِلَتِهِمَا ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى ، ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَانِ عِتِيًّا مَرِيْمَ 69 ، اَيُّ اَيُّهُمْ هُوَ اَشَدُّ .

ترجمہ اسم موصول وہ اسم ہے جو جملہ کی جز و تام بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر اس صلہ کے ساتھ جو اس بعد ہوا اور صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور ضروری ہے اس جملہ میں ایک عائد کا ہونا جو اسم موصول کی طرف لوٹے اس کی مثال الذی جو ہمارے قول "جاء کسی الذی ابوہ غایم ، او قام ابوہ" میں ہے اور الذی مذکر کیلئے آتا ہے اور "اللذان ، واللذین ، واللعان ، واللعنہ" اس کے ثنیہ کیلئے آتا ہے اور "التي" مؤنث کیلئے اور "العان ، العین" اس کے ثنیہ کیلئے آتا ہے اور "الالی ، والذین" جمع مذکر کیلئے اور "اللہی ، واللواہی ، واللہی" جمع مؤنث کیلئے آتے ہیں اور ما اور من اور ای اور "ایہ" اور ذویہ الذی کے معنی میں ہوتا ہے بنی ملی کی لغت میں جیسے شاعر کا قول "فإن الماء ماء أبي وجلدي وبشري ذو حفرت وذو طوئت آفی الذی حفرت والذی طوئت

"پس بیشک پانی میرے باپ اور دادا کا پانی ہے اور میرا کتواں جس کو میں خود کھودا ہے جس کا میں خود منڈھیر بنایا ہے اور" ذو حفرت یعنی الذی حفرت کے معنی میں ہے اور ذو طوئت الذی طوئت کے معنی میں ہے۔ اور الف لام جو الذی کے معنی میں ہو اس کا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہوتے ہیں جیسے "الاکمل ابو ہنکر" اور عائد کا لفظوں سے حذف کر دینا جائز ہوتا ہے اگر وہ کلام میں مفعول واقع ہو جیسے "قام الذی انکرمٹ" اور تو جان بیشک ای ایہ معرب ہوتے ہیں مگر جب ان کا صدر صلہ حذف کر دیا جائے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "ثم لنسزعن من کل جمیعۃ ائہم آشد علی الرحمنین ۶۹ ، آفی ائہم هو آشد۔

قرآن مجید سے اسمائے موصولہ کی امثلہ کا بیان

- ۱ الذی نحو، وقالوا الحمد لله الذی صدقنا وعده (74) سورة الزمر؛
- ۲ التی نحو قد سمع الله قول الی نبأ ذلك فی زوجها (1) سورة المجادلة؛
- ۳ نحو واللذان واللذان یأبیا نھا منکم (16) سورة النساء؛
- ۴ نحو الذین ربنا آرفنا الذین أضلانا (29) سورة فصلت؛
- ۵ نحو والذین والذین جاوروا من بغیہم (10) سورة العشر؛
- ۶ نحو واللہی واللہی ینسن من الموحیض (4) سورة الطلاق؛
- نحو واللہی واللہی یأبین الفاحشۃ (15) سورة النساء

اسمائے موصولہ کی تعریف

وہ اسماء جو جملے کا اکیلے جز و نہ بن سکیں بلکہ اپنے مابعد جملے سے ملکر کسی جملے کا جز و بنیں ایسے اسماء کو اسمائے موصولہ کہا جاتا ہے۔

لوٹ رہی ہے اور مفرد و مذکر ہونے میں اسم موصول کے مطابق ہے۔

ضمیر عائد جب مفعول بہ بن رہی ہو تو اسے حذف کرنا جائز ہے۔ جس طرح عَلِمَ الْاِنْسَانُ مَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ، جَاءَ يَنْبِئُهُمْ قَائِمًا حالت رُفِیَ مَوَاقِیْتُ اَیُّهُمْ قَائِمًا حالت نصی اور

اسم فاعل و مفعول پر آنے والا الف لام الّذِی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس طرح الْفُطَّارِبُ بِمَعْنَى الْبُیْذِی ضَرَبَ بِاَلَّذِی یَضْرِبُ اور الْمَضْرُوبُ بِمَعْنَى الْبُیْذِی ضَرِبَ بِاَلَّذِی یَضْرِبُ۔

اُتِی، اور اُتِیَ معرب ہیں۔ صرف ایک صورت میں جنی ہوتے ہیں، جب یہ مضاف ہوں اور مصدر وصلہ مذکور نہ ہو۔ جس طرح مَوَزَّتْ بِاَیُّهُمْ قَائِمًا حالت جری میں۔

اسم موصول کی ترکیب سے متعلق قواعد نحو یہ کا بیان

اسم موصول اپنے صلے سے ملکر بھی فاعل، بھی مفعول بہ اور بھی مبتدا و خبر واقع ہوتا ہے۔ افاعل کی مثال: جَاءَ مَنْ یُسْكُنُ فِی الْمَدِیْنَةِ قَوْمٌ غَضَبُوا بِاَلَّذِی یَضْرِبُ۔ مثال: مَوَزَّتْ مَنْ مَاتَ فِی الصَّخْرَاءِ مِیْنُ اس شخص کو دیکھا جو صحراء میں مرا۔ ۳ مبتدا کی مثال: اَلَّذِی فِی الْمَسْجِدِ هُوَ زَیْنَدٌ وہ جو مسجد میں ہے وہ زید ہے ۴ خبر کی مثال: هُوَ اَلَّذِی ارْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهِنْدِ وَدِیْنِ الْحَقِّ۔

اگر اسم موصول کے بعد جار مجرور آ جائیں تو جار مجرور کو کسی فعل مقدر کے متعلق کر کے صلہ بنائیں گے اور اکثر مثبت فعل مقدر نکالتے ہیں۔ جس طرح جَاءَ اَلَّذِی تَبَتْ فِی الدَّارِ۔

ترکیب:

جَاءَ اَلَّذِی فِی الدَّارِ، جَاءَ فَعْلُ اَلَّذِی اسم موصول فعی جار کذا اور مجرور، جار مجرور ملکر فعل مقدر مثبت کے متعلق، مثبت فعل اس میں ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر جَاءَ کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

اگر اسم موصول کے بعد ظرف ہو تو فعل مقدر کا مفعول فیہ بنا کر صلہ بنائیں گے۔ جس طرح اَیُّهُمْ اَمَّا مَكَتِ اَلَّذِی اَمَّا مَكَتِ میں نے اس شخص کو دیکھا جو تیرے سامنے تھا، اس میں اَمَّا مَكَتِ کو مثبت فعل مقدر کا مفعول فیہ بنا کر اس جملے کو صلہ بنائیں گے۔

1۔ اَلَّذِی اسم موصول ہے اس کا معنی ہے: "جو"، "وہ جو"، "وہ جس نے"، "وہ جس کو" وغیرہ جملہ کے اعتبار سے معنی بنے گا۔ اسم موصول کے ساتھ جب تک ایک جملہ خبریہ نہ ملائیں اس کا معنی سمجھ میں نہیں آتا اس لحاظ سے یہ حرف کے مشابہ ہے اور اسی لیے یہ جنی ہے۔ اسم موصول: وہ اسم جس کا معنی کسی جملہ خبریہ کے ملائے بغیر سمجھ میں نہ آتا ہو۔ البتہ الف لام جب بمعنی اَلَّذِی یہ تو اس کا معنی اسم فاعل یا اسم مفعول کے ملائے سے مکمل ہو جاتا ہے۔ جس طرح: الضَّارِبُ، الْمَضْرُوبُ۔

اسماء موصولہ اور ان کے احوال اعرابی کا بیان

الَّذِي واحد مذکر کے لیے، اَلَّذَانِ حالت رفع میں اور اَلَّذَيْنِ حالت نصب میں تثنیہ مذکر کے لیے، اَلَّذِيْنَ جمع مذکر کے لیے، اَلَّتِيْ واحد مؤنث، اَلَّتَانِ، اَلَّتَيْنِ تثنیہ مؤنث، اَلَّتِيْ اور اَلَّتَوَانِ جمع مؤنث کے لیے۔ ماضی غیر ذوی المعقول کے لیے، اَلَّتِيْ ذوی المعقول کے لیے، اَلَّتِيْ اسم موصول مذکر کے لیے اور اَلَّتِيْ صرف مؤنث کے لیے آتے ہیں۔

اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں کی دو دو اقسام ہیں: بمعنی حدودی: وہ اسم فاعل یا اسم مفعول جو اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنہ مصدری تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں پایا جاتا ہو۔ جس طرح: اَلطَّارُفُہ جس نے مارا یا مارتا ہے یا مارے گا اَلْمَضْرُوْبُ وہ جسے مارا گیا یا مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا۔ بمعنی ثبوتی: وہ اسم فاعل یا اسم مفعول جو اس اور الف لام بمعنی اَلَّذِيْ جبکہ اسم فاعل اور اسم مفعول پر آئے۔ جس طرح ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنہ مصدری پایا جاتا کسی زمانہ کے ساتھ خاص نہ ہو۔ جس طرح: اَلضَّاعُغُ سارا اسم فاعل یا اسم مفعول بمعنی حدودی پر آنے والا الف لام ای اور موصول بمعنی اَلَّذِيْ ہوتا ہے، اور بمعنی ثبوتی پر آنے والا الف لام حرفی ہوتا ہے، مفت مشبہ کی دلالت چونکہ ثبوت پر ہوتی ہے اس لیے اس پر آنے والا الف لام بھی حرفی ہے۔

ف الف لام ای واحد تثنیہ جمع مذکر اور مؤنث کے لیے آتا ہے جیسا اس کا دخول دیا ہی یہ ہوگا۔

"بنی طی" عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے جس کی طرف نسبت کے لیے "طائی" کہا جاتا ہے۔ جس طرح: حاتم طائی۔ اس قبیلے کی لغت میں ذُو، اَلَّذِيْ کے معنی میں آتا ہے۔

فہرست الاسماء والافعال

﴿یہ سبق اسم مبنی کے چوتھی قسم اسمائے افعال کے بیان میں ہے﴾

اسمائے افعال کے مبنی ہونے کا بیان

اسمائے افعال کے مبنی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ اسماء وضع میں ایسے کل میں واقع ہیں جو مبنی ہے۔ اور وہ کل ماضی اور امر ہے جو مبنی الاصل ہے۔ لہذا یہ بھی مبنی ہوئے۔ یاد رہے اگر کوئی غوی یہ کہہ دے کہ بعض مضارع کے کل میں بھی واقع ہوتے ہیں تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ ان میں سے بعض کا کل مضارع میں بہ طور مجاز استعمال ہے ورنہ حقیقت میں وہ بھی کل ماضی کے حکم میں شامل ہیں۔ پس یہ مبنی ہیں۔

اسم الفعل : کُلُّ اسْمٍ يَكُونُ بِمَعْنَى الْأَمْرِ وَالْمَاضِي ، مِثْلُ رُوَيْدَةٍ زَيْدًا اِئْتِ آمِهْلُهُ ، وَهَبْهَا زَيْدَةً اِئْتِ بَعْدَهُ ، وَهَاقُمِ اِئْتِ خُلُوعًا ، سَمِعَ اِئْتِ اَقْبَلَ وَعَجَّلَ ، وَ مَكَانَكَ اِئْتِ اَلْبُتَّ ، وَ عَلَيَّكَ اِئْتِ : الزَّمَمُ . وَلَهُ وَزْنٌ قِيَاسِيٌّ ، وَهُوَ فَعَالٍ بِمَعْنَى الْأَمْرِ مِنَ الثَّلَاثَةِ ، مِثْلُ تَزَالِ بِمَعْنَى اِنْزِلْ ، وَ تَرَاكِ بِمَعْنَى اُنْزِلْ .

وَقَدْ بُلِّغَتْ بِهٖ فَعَالٍ مَقْصِدًا مَعْرِفَةً نَحْوُ فَعَارٍ بِمَعْنَى الْفُجُورِ ، اَوْ صِفَةً لِلْمَوْثُثِ ، نَحْوُ يَا نَسَاقِ بِمَعْنَى فَاسِقَةٍ ، وَيَا لَكَاعٍ بِمَعْنَى لَاحِكَةٍ اَوْ عَلَمًا لِلْاَغْيَانِ الْمَوْثِقَةِ ، كَقَطَامٍ وَ غَلَابٍ وَ حَضَارٍ . وَهَلِهِ الثَّلَاثَةُ الْاٰخِرَةُ لَيْسَتْ مِنْ اَسْمَاءِ الْاَفْعَالِ ، وَاِنَّمَا ذِكْرُ هَهْنَا لِلْمُنَاسَبَةِ .

ترجمہ

اسمائے افعال ہر وہ اسم ہے جو امر اور ماضی کے معنی میں ہو جیسے ”رُوَيْدَةُ زَيْدًا“ بمعنی اس کو چھوڑ اور سمعات ای بعد بمعنی وہ دور ہوا یا وہ اسم افعال کے وزن پر ہو جو بمعنی امر کے ہو اور وہ ثلاثی سے قیاس کے مطابق آتا ہے جیسے ”فَعَالٍ اَوْ“ کے ہے اور اس کے ساتھ فعال بھی لاحق کر دیا گیا ہے اس حال میں کہ وہ مصدر معرفہ ہو جیسے ”فَعَارٍ“ کے معنی میں ہے یا مؤنث کی صفت ہو جیسے ”نَسَاقِ“ معنی میں فاسقہ کے اور یا لکاع معنی میں لاکہ کے ہے یا علم ہو خاص مؤنث کا جیسے قَطَامٍ اور غَلَابٍ اور حضار یہ تینوں اسمائے افعال میں نہیں ہیں صرف مناسبت کی وجہ سے ان کو یہاں ذکر کیا گیا ہے۔

اسماء افعال کے استعمال و عمل کا بیان

یہ اپنے مابعد اسم کو مفعول بہ ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں۔ رُوَيْدَ بمعنی اِفْهَلْ تو مہلت دے جس طرح رُوَيْدَ الْمُعْطَىٰ، تو خطا و کار کو مہلت دے۔ ہَلْ، بمعنی ذرّ تو چھوڑ دے جس طرح ہَلْ، رُوَيْدَ التَّوَزِيدِ کو چھوڑ دے۔ حَيْهَلْ بمعنی اِيتْ لاؤ جس طرح حَيْهَلْ الْكِتَابِ کتاب لاؤ۔۔۔ حَتَّىٰ بمعنی اَقْبِلْ، عَجِّلْ آؤ، جلدی کرو جس طرح حَتَّىٰ عَلَى الصَّلَاةِ نماز کی طرف آؤ۔

ذُوْنَكَ بمعنی عُدْ پکڑ جس طرح ذُوْنَكَ الْقَلَمِ قلم پکڑو۔۔۔ عَلَيْكَ بمعنی اِلْزَمْ لازم پکڑو جس طرح عَلَيْكَ الصَّلَاةُ سچ اختیار کرو۔۔۔ عَا بمعنی حُذْ پکڑو جس طرح عَا الْمِسْطَرَّ اسکیل پکڑو۔

اَمِنْ بمعنی اِسْتَجِبْ تو قبول کر۔ عَا ت بمعنی اَعْطِوْا جس طرح عَا ت رُوَيْدَ الْقَلَمِ تو زید کو قلم دے۔ هَلَمْ بمعنی تَعَالَى لَاؤْ هَلَمْ الْكِتَابِ کتاب لاؤ۔

نوٹ: کچھ ایسے کلمات بھی ہیں جن میں فعل مضارع والا معنی پایا جاتا ہے اور یہ سب جہتی ہیں۔

1۔ اس سے واحد تشبیہ اور جمع کے صیغے بھی آتے ہیں۔ حاء، حاء، حاء، حاء، ہا۔۔۔ ہا سکون ہوتے ہیں، اپنے مابعد اسم کو رفع دیتے ہیں۔ جس طرح، قَدْ، قَطْ، زَهْ، أَفْ۔۔۔ قَدْ، قَطْ، بِمَعْنَى يَكْفِيكَ اِنِّیْ ہے۔ زَهْ بمعنی اَسْتَحْسِنُ میں پسند کرتا ہوں۔ اَفْ بمعنی اَنْحَرَا میں ناپسند کرتا ہوں۔

ترکیب: رُوَيْدَ رُوَيْدَ اسم فعل بمعنی امر حاضر معروف اس میں اَنْتَ ضمیر فاعل زَيْدَ مفعول رُوَيْدَ اسم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

ترکیب: هَيْهَاتَ رُوَيْدَ هَيْهَاتَ اسم فعل بمعنی ماضی زَيْدَ اس کا فاعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔

اسم غیر متمکن کی چوتھی قسم اسماء افعال ہیں۔ اسم فعل: وہ اسم جو فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مصنف نے اس کی دو اقسام بیان کی ہیں۔

وہ اسم فعل جو "فعل امر" کے معنی میں آتا ہے اس کی چار مثالیں دی ہیں: رُوَيْدَ تو ضرور مہلت دے، ہَلْ تو ضرور چھوڑ، حَيْهَلْ تو آ اور هَلَمْ تو حاضر کر۔ وہ اسم فعل جو فعل ماضی کے معنی میں آتا ہے۔ جس طرح: هَيْهَاتَ دور ہوا، هَشَاتَ جدا ہوا۔ یہ اسماء افعال واحد تشبیہ، جمع، مذکر اور مؤنث کے لیے یکساں استعمال ہوتے ہیں۔ قاسم فعل بعض اوقات فعل مضارع کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جس طرح: اَنْتَ بمعنی اَتَضَجُّوْا میں بیقراری محسوس کرتا ہوں، اور اَوْفَ بمعنی اَتَوَجَّعُ میں تکلیف محسوس کرتا ہوں۔

الباء الحاء الخاء والسين والصاد

﴿ یہ سبق اسم بینی کی پانچویں قسم اسمائے اصوات کے بیان میں ہے ﴾

اسمائے اصوات کے بینی ہونے کا بیان

اسمائے اصوات یہ صوت کی جمع ہیں۔ اور صوت کا معنی آواز ہے اور اس کا مصدر تصویت ہے۔ اور ان کے اسماء کے بینی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ترکیب میں واقع نہیں ہوتے اور ان کا عدم ترکیب میں وقوع ان کے بینی ہونے کی دلیل ہے۔ اور بھی ان کا اصل حال ہے اور جب ترکیب واقع ہو بھی جائیں تو وہ ان کی فرعی اور ثانوی حیثیت ہے۔ لہذا یہ بھی اپنی اصل کے اعتبار سے ایسے عمل میں واقع ہوتے ہیں جس کا تقاضہ بینی ہے پس یہ بھی بینی ہوئے۔

إِسْمُ الصَّوْتِ ، كُلُّ اسْمٍ خُيِّمَ بِهِ صَوْتُ ، مِثْلُ غَاقٍ لِصَوْتِ الْغَرَابِ ، وَ طَقَّ لِحِكَايَةِ الطَّرِبِ ، وَ طَقَّ لِحِكَايَةِ وَقْعِ الْحِجَارَةِ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ ، أَوْ لِصَوْتِ بُصُوْتٍ بِهِ لِلْبَهَائِمِ كَنُخٍّ لِإِنَاخَةِ التَّيْرِ

ترجمہ
اسماء اصوات کے بیان میں اسماء اصوات ہر وہ لفظ ہے جس کے ذریعے کسی آواز کی حکایت کی گئی ہو جیسے غاق کوئے کی آواز کیلئے یا وہ الفاظ ہیں جن کے ذریعے جانوروں کو آواز دی جاتی ہے جیسے نخ اونٹ بیٹھانے کیلئے ہے۔

اسم اصوات کی تعریف کا بیان

وہ اسم جو کسی امر عارض کے وقت انسان کے منہ سے طبعی طور پر صادر ہو یا وہ اسم جس سے حیوان کو آواز دی جائے یا کسی حیوان کی آواز کی نقل کی جائے۔ مصنف نے پانچ مثالیں اس لیے ذکر کی ہیں کہ شدید کھانسی کے وقت اُح اُح کی آواز، ناپسندیدگی کے وقت اُف کی آواز نکلتی ہے، اور خوشی کے وقت نَخ نَخ اور بہت خوشی کے وقت نَخ نَخ کہا جاتا ہے، اونٹ کو بیٹھانے کے وقت نَخ نَخ یا نَخ نَخ کہا جاتا ہے اور کوئے کی آواز کی نقل کے لیے غاق غاق استعمال ہوتا ہے۔

النوع الثاني من المركبات

یہ سبق اسم مبنی کی چھٹی قسم مرکبات کے بیان میں ہے ﴿

اسم مرکب کے مبنی ہونے کا بیان

اسم مرکب یہ مرکبات کی واحد ہے۔ اور اسم مرکب کے مبنی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مرکبات میں یہ اصول ہے کہ اس کا جز اول جز ثانی کا محتاج ہوتا ہے۔ جب ہی کسی ہر مرکب کی تعریف کا طلاق کیا جاسکتا ہے۔ پس یہ اسم بھی محتاج ہونے میں حرف کے مشابہ ہوئے۔ لہذا یہ اشتہاء کے مطابقت کے سبب ان کو بھی مبنی کی اقسام میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اور اس کی بعض صورتوں میں اختلاف ہے اس کو علمائے نحوات نے دلائل کے ساتھ واضح کر دیا ہے۔

المُرْكَبُ : كُلُّ اسْمٍ رُكِبَ مِنْ كِلِمَتَيْنِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا نِسْبَةٌ ، اَي لَيْسَ بَيْنَهُمَا النِّسْبَةُ الْإِضَائِيَّةُ اَوْ الْإِنشَائِيَّةُ .

فَبِإِنْ تَضَمَّنَ الْجُزْءُ الثَّانِي مِنَ الْمُرْكَبِ حَرْفًا لَيَجِبُ بِنَاؤُهُمَا عَلَى الْفَتْحِ مِثْلُ أَحَدَ عَشَرَ ... إِلَى سَعَةِ عَشَرَ إِلَّا اِنْشَى عَشَرَ فَبِإِنَّهُ مُعْرَبٌ كَالْمُشَى ، وَإِنْ لَمْ يَتَضَمَّنِ الثَّانِي حَرْفًا فَلَفِيهَا ثَلَاثُ لُغَاتٍ الْفَتْحُ بِبِنَاءِ الْأَوَّلِ عَلَى الْفَتْحِ ، وَاعْرَابُ الثَّانِي إِعْرَابُ غَيْرِ الْمُنْصَرِفِ مِثْلُ بَعْلِكَ وَ مَعْدِي كَرُبَ ،

ترجمہ

مرکبات کے بیان میں مرکب ہر وہ اسم ہے جو دو کلموں سے مرکب کیا گیا ہو ان دونوں کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو پس اگر دوسرا اسم حرف کو حضمین تو واجب ہے ان دونوں کا آخر فتح پر مبنی ہونا جیسے "أَحَدَ عَشَرَ ... إِلَى سَعَةِ عَشَرَ" مگر اسی عشر پس بیشک یہ معرب مثنی کی طرح اور اگر دوسرا اسم حرف کو حضمین نہ ہو تو اس میں کئی لغات ہیں ان میں سے سب سے زیادہ فصیح یہ ہے پہلا جزء فتح پر مبنی ہے اور دوسرے جزء کا اعراب غیر منصرف کا اعراب ہوگا جیسے "بَعْلِكَ وَ مَعْدِي كَرُبَ" ،
مرکب کی دو اقسام ہیں :- مرکب مفید۔ مرکب غیر مفید۔

مرکب مفید کی تعریف
 وہ مرکب جس کے سننے سے کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔ جس طرح: **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** (الہٰسوا)
 اسے "جملہ"، "کلام"، "مرکب نام" اور "مرکب اسنادی" بھی کہتے ہیں۔

مرکب غیر مفید کی تعریف
 وہ مرکب جس کے سننے سے کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو۔ جس طرح: **سَالِفِي السَّارِيَةِ** گاڑی کا لٹو الہود زجل صالح
 یہ مراد سے "مرکب ناقص" اور "مرکب غیر اسنادی" بھی کہتے ہیں۔ قاعدہ: ایک کلمے کی دوسرے کلمے کی طرف اس طرح
 نسبت کرنا کہ سننے والے کو پورا فائدہ حاصل ہو "اسناد" کہلاتا ہے۔ جس کی طرف نسبت کی جائے اسے "مسند الیہ" اور جس کی
 نسبت کی جائے اسے "مسند" کہتے ہیں۔ جس طرح: **ثُمَّ كَاثِبٌ** میں کاتب کی جو نسبت لے کر کی طرف ہے اسے اسناد اور کاتب کو
 مسند اور زید کو مسند الیہ کہیں گے۔

مرکب مفید کی اقسام مرکب مفید کی تقسیم دو اعتبار سے ہے۔ صدق و کذب کا احتمال ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔ اس
 اعتبار سے مرکب مفید کی دو اقسام ہیں:- جملہ خبریہ۔ جملہ انشائیہ۔

جملہ خبریہ کی تعریف
 وہ مرکب نام جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے۔ جس طرح: **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** زید ذہین ہے۔ اسے "خبر" بھی کہتے ہیں۔
 توضیح: اگر واقعی زید ذہین ہو تو اس کے کہنے والے کو سچا کہیں گے ورنہ اسے جھوٹا کہا جائے گا۔

جملہ انشائیہ کی تعریف
 وہ مرکب نام جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جاسکے۔ جس طرح: **إِلٰهُنَّ مَارَ**۔ اسے "انشاء" بھی کہتے ہیں۔ توضیح:
 اگر کسی نے کہا "تو مار" تو اس کے کہنے والے کو یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ تو نے سچ کہا اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ تو نے جھوٹ بولا۔ جملہ انشائیہ
 کی اقسام جملہ انشائیہ کی مشہور بارہ اقسام ہیں۔

فعل اور فاعل یا مبتداء و خبر سے مرکب ہونے کے اعتبار سے بھی مرکب مفید کی دو اقسام ہیں:- جملہ فعلیہ۔ جملہ اسمیہ۔ مرکب
 غیر مفید کی اقسام مرکب غیر مفید کی پانچ اقسام ہیں:- مرکب اضافی۔ مرکب توصیلی۔ مرکب تعدادی۔ مرکب مزجی۔ مرکب
 صوتی۔

مرکب اضافی کی تعریف
 وہ مرکب ناقص جس میں ایک کلمہ کی اضافت دوسرے کلمہ کی طرف ہو۔ جس طرح: **وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**۔

فوائد قواعد:-

جس اسم کی اضافت کی جائے اسے "مضاف" اور جس کی طرف اضافت کی جائے اسے "مضاف الیہ" کہتے ہیں۔ جس طرح "بشک زید زید کا کہیں" کی اضافت زید کی طرف کی گئی ہے لہذا "بشک" مضاف اور "زید" مضاف الیہ ہے۔۔۔ عربی زبان میں پہلے مضاف آتا ہے پھر مضاف الیہ۔ جس طرح اوپر کی مثالوں میں۔۔۔ مرکب اضافی کا اردو ترجمہ کرتے وقت پہلے مضاف الیہ کا ترجمہ کریں گے پھر مضاف کا۔۔۔ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان اردو ترجمہ کرتے وقت عموماً لفظ "کا"، "کی"، "کے" کی "را"، "ری"، "رے" وغیرہ آتے ہیں۔ جس طرح: *مُسْتَفْصِلُ زَيْدٍ كَاهِنٌ لَا أَطْفَالُ مَذْنُونَةٍ* مدرسہ کے بچے *يَكْتُبُ زَيْدٌ* زید کی کتاب *لِلْمِيْسِرِ* میر القلم۔ مضاف پر نہ تو تنوین آتی ہے اور نہ ہی الف لام داخل ہوتا ہے۔۔۔ مضاف کا اعراب عامل کے مطابق ہوتا ہے اور مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔

مضاف الیہ پر تنوین بھی آ سکتی ہے اور الف لام بھی داخل ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ خود کیا اور اسم کی طرف مضاف نہ ہو۔ جس طرح *زَيْدٌ مَنَشَقُّ الرَّجُلِ، مَنَشَقُّ رَجُلٍ*۔

كُلٌّ، بَعْضٌ، عِنْدَ، ذُو، أَوْلُو، غَيْرُ، دُونِ، نَحْوُ، مِثْلُ، تَحْتَ، فَوْقَ، خَلْفَ، قُدَّامَ، حَيْثُ، اَمَامَ، مَعَ، بَيْنَ، اَتَى، مَسَاوَرٌ، لَدَى، لَدُنْ، وَغَيْرُهَا،

تین سے لیکر دس تک اسماء اعداد اور لفظ *مِائَةٌ* سوا اور *أَلْفٌ* ہزار بھی عموماً مابعد محدود کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔ جس طرح: *ثَلَاثَةُ أَقْلَامٍ، مِائَةُ عَامِلٍ، أَلْفٌ دِرْهَمٍ*

مرکب اضافی پورا جملہ نہیں ہوتا بلکہ جملہ کا جز بنتا ہے۔ جس طرح: *أَزْدَارُ زَيْدٍ حَسَنَةٌ*۔ اس جملے میں *أَزْدَارُ زَيْدٍ* جو مرکب اضافی ہے، مبتدا بن رہا ہے، اور *حَسَنَةٌ* اس کی خبر ہے۔۔۔ مندرجہ ذیل الفاظ عموماً مضاف ہو کر ہی استعمال ہوتے ہیں۔

اسم کے ساتھ متصل ضمیر ہمیشہ مضاف الیہ ہوگی۔ جس طرح: *رَبُّهُ، وَبَنَاتُهُ، وَبَنَاتُكُمْ* وغیرہ۔۔۔ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان کوئی تیسری چیز حائل نہیں ہو سکتی، لہذا اگر مضاف کی صفت ذکر کرنا مقصود ہو تو مضاف الیہ کے بعد ذکر کی جائے گی۔ مثلاً کہتا ہے: "مرد کا نیک لڑکا" تو اس طرح کہیں گے: "وَلَدُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ"۔ اور اگر مضاف اور مضاف الیہ دونوں کی صفت بیان کرنا مقصود ہے تو مضاف الیہ کے بعد پہلے اس کی اور پھر مضاف کی صفت بیان کی جائے گی۔ مثلاً کہتا ہے: "نیک مرد کا نیک بیٹا" تو اس طرح کہیں گے: "بَنُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ الصَّالِحِ"۔ اور اس بات کی پہچان کہ یہ صفت مضاف کی ہے یا مضاف الیہ کی، اعراب سے ہوگی۔ اگر لفظ *ابن* یا *ابنہ* یا *بنت*، *أَعْلَام* کے درمیان آ جائیں تو ماضی کے لیے صفت اور مابعد کے لیے مضاف بنیں گے۔ جس طرح: *مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ* اور *قَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ* صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

پہلی مثال میں *ابن* مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر لفظ *مُحَمَّدُ* کی صفت بنے گا۔ اور دوسری مثال میں *بنت* اپنے مضاف الیہ

سے ملکر لفظ لھا طعنة کی صفت بنے گا۔۔ بعض اوقات ایک ترکیب میں ایک سے زائد بھی مضاف اور مضاف الیہ ہوتے ہیں۔ جس طرح: قلم ولید زید کے لڑکے کا قلم اس مثال میں قلم مضاف ہے وَلَدُ کی طرف اور وَلَدِہ پھر مضاف ہے زید کی طرف۔۔۔
 اور مضاف تشبیہ یا جمع مذکر سالم کا صیغہ ہو تو بوقت اضافت اس کے آخر سے نون تشبیہ اور نون جمع گر جاتا ہے۔ جس طرح: ضحیٰ
 رَجُلٍ مَرَدٍ دُوَلَتِیْنِ یہ اصل میں سَحَّان تھا، اضافت کی وجہ سے نون ساقط ہو گیا۔ اسی طرح غَسَلُ مَوْتَا سَحَّانِ پاکستان کے
 مسلمان یہ اصل میں مَسْلُوْن تھا۔۔ نکرہ کی اضافت اگر معروف کی طرف ہو تو وہ نکرہ بھی معروف بن جاتا ہے اور اگر نکرہ کی طرف ہو تو نکرہ
 مخصوصہ بن جائے گا۔ جس طرح: مَآ کَیْنَةُ زَیْدٍ، مَشْطُ رَجُلٍ۔

المبتدأ: بعض اسماء "مَنْوَعْل یسی الایہام" کہلاتے ہیں یعنی ابہام اور پوشیدگی میں بہت غلو کیے ہوئے جس طرح لفظ: نَسَخُوْ،
 مبتلا اور غیروغیرہ ان کی اضافت اگرچہ معروف کی طرف ہو مگر پھر بھی یہ معروف نہیں بنتے بلکہ نکرہ ہی رہتے ہیں۔

مرکب توصیلی کی تعریف
 وہ مرکب ناقص جس کا دوسرا جزء پہلے جزء کی صفت چھائی، برائی، مقدار، رنگت وغیرہ بیان کرے۔ جس طرح: رَجُلٌ جَمِیلٌ،
 رَجُلٌ لَیْسَ، لُصُوْلٌ ثَلَاثَةٌ، اَلْحَبَّوْ اَلْاَسْوَدُ۔

فوائد قواعد
 مرکب توصیلی کے پہلے جزء کو "موصوف" اور دوسرے جزء کو "صفت" کہتے ہیں۔۔ مرکب توصیلی میں پہلا جزء اسم ذات ہو
 تا ہے اور دوسرا جزء اسم صفت۔ جس طرح مذکورہ بالا مثالوں میں نظر آ رہا ہے۔ دو معروف یا دو نکرہ اکٹھے آ جائیں اور ان میں پہلا اسم
 ذات اور دوسرا اسم صفت ہو تو عموماً پہلا موصوف اور دوسرا صفت ہوتا ہے۔ جس طرح: اَلرَّجُلُ الْمُجْتَهِدُ، رَجُلٌ مُّجْتَهِدٌ۔
 اسم منسوب صفت کے حکم میں ہے، لہذا یہ جہاں بھی آئے گا صفت بنے گا چاہے اس کا موصوف مذکور ہو یا مخدوف۔ جس
 طرح: جَاءَ رَیْدُنِ الْبَغْدَادِیُّ، جَاءَ بَغْدَادِیُّ۔

ضمیریں نہ موصوف بن سکتی ہیں نہ صفت، اسی طرح علم بھی کسی کی صفت نہیں بنتا۔۔ اگر معدود کے بعد اسم عدد واقع ہو تو اسم
 عدد صفت بنتا ہے۔ جس طرح: نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ، عَلُوْمٌ ثَلَاثَةٌ۔

اسم ذات سے مراد وہ اسم ہے جو کسی جاندار یا بے جان چیز کا اپنا نام ہو۔ جس طرح: شاة، رَجُلٌ، کتاب وغیرہ۔ جبکہ اعداد کی
 تمیز نہ آرہی ہو، لہذا اطلاق تین مسکینا سے نقص وارد نہیں ہوتا۔ صفت موصوف سے مقدم نہیں ہو سکتی، مرکب توصیلی پورا جملہ نہیں
 ہوتا بلکہ جملہ کا جزء بنتا ہے۔ صفت دس چیزوں میں موصوف کے مطابق ہوتی ہے: اَفْرَادٌ، تشبیہ و جمع میں جس طرح: رَجُلٌ عَالِمٌ،
 رَجُلَانِ عَالِمَانِ، رَجُلَانِ عَالِمُوْنَ،

اعراب میں جس طرح: رَجُلٌ عَالِمٌ، رَجُلَانِ عَالِمَانِ، رَجُلٌ عَالِمٌ،
تذکیر و تانیث میں جس طرح: رَجُلٌ عَالِمٌ، اِمْرَأَةٌ عَالِمَةٌ،
تعریف و تنکیر میں جس طرح: الرَّجُلُ الْعَالِمُ، رَجُلٌ عَالِمٌ۔

البتہ بیک وقت صرف چار چیزوں میں مطابقت پائی جائے گی: افراد میں، اعراب میں، تذکیر یا تانیث میں اور تعریف یا تنکیر میں۔ ہِذِهِ اِثْنَا عَشَرَ كِتَابًا، رَأَيْتُ اَتَمَّ عَشَرَ كِتَابًا۔

مرکب بنائی کی تعریف

وہ مرکب ناقص جس کا دوسرا جزء حرف عطف کو شامل ہو۔ جس طرح: أَخَذَ عَشْرَ يَهْ اَصْل میں أَخَذَ وَعَشْرَ تھا۔ اسے "مرکب تعدادی" بھی کہتے ہیں۔

اختیار، مرکب بنائی کے دونوں جزء مبنی برفتحہ ہوتے ہیں سوائے اِثْنَا عَشَرَ کے؛ کہ اس کا دوسرا جزء، تو مبنی برفتحہ ہی ہوتا ہے مگر پہلا جزء، معرب ہوگا، اس کی حالت رفعی الف سے اور حالت نصبی و جری یاء سے آئے گی۔

مرکب منع صرف کی تعریف

وہ مرکب جس میں دو کلمات کو بغیر اضافت اور اسناد کے ملا کر ایک کر دیا گیا ہو اور ان میں دوسرا کلمہ نہ صوت ہو اور نہ کسی حرف عطف کو محضمن ہو۔ جس طرح: يَغْلِبُكَ اَسَے "مرکب مزجی" بھی کہتے ہیں۔ بَغْلٌ ایک بت کا نام ہے اور بَکْتُ ایک بادشاہ کا نام ہے جو اسے پوجا کرتا تھا، دونوں کو ملا کر ایک شہر کا نام رکھ دیا گیا۔ اختیار، مرکب منع صرف کا پہلا جزء مبنی برفتحہ اور دوسرا جزء معرب باعراب غیر منصرف ہوتا ہے۔



الروح السالک، الکلمات

﴿یہ سبق اسمِ مبنی کی ساتویں قسم کنایات کے بیان میں ہے﴾

اسم کنایہ کے مبنی ہونے کا بیان

علامہ جارا اللہ زخشری لکھتے ہیں کہ کنایہ یہ کنایات کی جمع ہے۔ جو کسی مبہم عدد کیلئے وضع کیا گیا ہے۔ اور ان کے مبنی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اسمائے کنایات جملہ کے مقام پر واقع ہوتے ہیں اور جملہ اگرچہ معرب و مبنی میں سے کسی جانب بھی اطلاق کو قبول نہیں کرتا۔ لیکن یہ وقت تقسیم ان کو مبنی میں داخل کر دیا جائے گا۔ کیونکہ ان کے مفہوم میں جوابہام پایا جاتا ہے وہ بھی وضاحت کا محتاج ہوتا ہے۔ اور ان کا یہ احتیاج مشابہت حرف ہوا پس یہ مبنی ہوئے۔ مفصل، بحث، کنایات، بتعرف رضوی

الکِنَايَاتُ ، هِيَ اَسْمَاءٌ وُضِعَتْ لِتَدُلَّ عَلَى عَدَدٍ مُّبْهِمٍ ، مُبْهِمٌ مِثْلُ كُمْ وَكَذَا اَوْ حَدِيثٍ مُّبْهِمٍ ، مِثْلُ كُنَيْتٍ وَذَيْتٍ . وَ كُمْ عَلَى قِسْمَيْنِ :

1- اِسْتِفْهَامِيَّةٌ ، وَهِيَ مَا يَأْتِي بَعْدَهَا مُفْرَدٌ مَنْصُوبٌ عَلَى التَّمْيِيزِ مِثْلُ كُمْ كِتَابًا عِنْدَكَ ،

2- خَبَرِيَّةٌ ، وَهِيَ مَا يَأْتِي بَعْدَهَا مُفْرَدٌ مَجْرُورٌ ، مِثْلُ كُمْ مَالٍ اَنْفَقْتُهُ ، اَوْ مَجْمُوعٌ مَجْرُورٌ نَحْوُ كُمْ رِجَالٌ لَقِيتُهُمْ ، وَمَعْنَاهُ التَّكْثِيرُ . وَقَدْ تَأْتِي مِنْ بَعْدِهَا تَقُولُ ، كُمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيتَهُ ؟ وَ كُمْ مِنْ مَالٍ اَنْفَقْتُهُ ،

وَقَدْ يُحذفُ مُمَيِّزُ كُمْ لِقِيَامِ قَرِينَةٍ ، مِثْلُ كُمْ مَالِكٌ ؟ اَيُّ كُمْ دِينَارًا مَالِكٌ ؟ وَ كُمْ ضَرَبْتُ ؟ اَيُّ كُمْ رَجُلًا ضَرَبْتُ .

وَاعْلَمْ أَنَّ كُمْ فِي الْوَجْهَيْنِ يَقَعُ مَنْصُوبًا اِذَا كَانَ بَعْدَهُ فِعْلٌ غَيْرُ مُشْتَعِلٍ عَنْهُ بِضَمِيرِهِ ، فَلِأَن كَانَ مُمَيِّزُ كُمْ اسْمًا ، يَكُنْ مَفْعُولًا بِهِ ، مِثْلُ كُمْ رَجُلًا اَكْرَمْتُ ؟ وَ كُمْ غُلَامٌ مَلَكَتُ ! وَ اِنْ كَانَ مَصْدَرًا ، فَلِأَنَّهُ مَفْعُولٌ مُطْلَقٌ ، نَحْوُ كُمْ زِيَارَةً زُرْتُ ؟ ، وَمَفْعُولًا فِيهِ اِنْ كَانَ عَرَفًا ، نَحْوُ كُمْ يَوْمَ سِرْتُ ! وَ كُمْ يَوْمًا صُمْتُ ؟ .

وَتَقَعُ مَجْرُورَةً اِذَا كَانَ مَا قَبْلَهَا حَرْفُ جَرٍّ ، اَوْ مُضَافًا نَحْوُ بِكُمْ رَجُلٍ مَرَرْتُ ، وَعَلَى كُمْ رَجُلٍ حَكَمْتُ ؟ ، وَ غُلَامَ كُمْ رَجُلٍ احْتَرَمْتُ ، وَمَالَ كُمْ رَجُلٍ صُنْتُ .

وَنَفَعُ مَرْفُوعَةً إِذَا لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِّنَ الْأُمُورِ ، فَتَكُونُ مُبْتَدَأً إِذَا لَمْ يَكُنْ تَمَيِّزُهَا ظَرْفًا ، نَحْوُ كُمْ
وَجُلًا إِخْوَتُكَ ؟ وَ كُمْ رَجُلٍ أَكْرَمْتُهُ ، وَخَيْرًا إِنْ كَانَ ظَرْفًا ، نَحْوُ كُمْ يَوْمًا سَفَرُكَ ؟ وَ كُمْ شَهْرًا صَوْبِي .

ترجمہ

اسمائے کنایات کے بیان میں کنایات وہ اسماء ہیں جو عدد مبہم پر دلالت کرتے ہیں اور وہ کم اور کذا ہیں یا مبہم بات پر دلالت کرتے
ہوں اور وہ کیت اور ذیت ہیں اور تو جان کہ بیشک کم دو قسموں پر ہے پہلا استفہامیہ اور اس کا مابعد مفرد منصوب ہوتا ہے تمیز ہونے کی بناء
پر جیسے ”کُمْ كِتَابًا عِنْدَكَ“ اور دوسرا کم خبریہ ہے اور اس کا مابعد مفرد مجرور ہوتا ہے جیسے ”کُمْ مَالٍ انْفَقْتُهُ“ یا مجموع ہوتا ہے
جیسے ”کُمْ رِجَالًا لَّقِيتُهُمْ“ اس معنی کثرت بیان کرنے کے ہیں اور ان دونوں میں من داخل ہوتا ہے جیسے تو کہے ”کُمْ مِنْ رَجُلٍ
لَّقِيتُهُ؟ وَ كُمْ مِنْ مَالٍ انْفَقْتُهُ“ اور کبھی قرینہ کے پائے جانے کے وقت تمیز کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے ”کُمْ مَالِكَ
اور تو جان بیشک کم دونوں صورتوں میں منصوب واقع ہوتا ہے جبکہ اس کے بعد فعل ہو جو اس سے اعراض نہ کر رہا ہو اس کی ضمیر
کی وجہ سے جیسے ”کُمْ رَجُلًا أَكْرَمْتُ؟ وَ كُمْ غُلَامًا مَلَكَتُ“ کم محلا منصوب ہوگا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے اور جیسے
”اور کم محلا منصوب ہے مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے اور کم یوم سرت اور کم یوم صمت کم محلا منصوب ہوگا مفعول فیہ ہونے کی بناء پر
اور حرف کم مجرور ہوگا جبکہ اس سے پہلے حرف جر یا مضاف ہو جیسے ”بِکُمْ رَجُلٍ مَرَدْتُ ، وَعَلَى كُمْ رَجُلٍ حَكَمْتُ؟“
و غُلَامًا كُمْ رَجُلٍ اخْتَرَمْتُ ، وَمَالًا كُمْ رَجُلٍ هُنْتُ“ اور کم مرفوع ہوگا جب کہ دونوں امروں میں سے کوئی نہ ہو مبتداء
ہونے کی بناء پر اگر ظرف نہ ہو جیسے ”کُمْ رَجُلًا إِخْوَتُكَ؟ وَ كُمْ رَجُلٍ أَكْرَمْتُهُ“ اور کم خبریہ ہوگا اگر ظرف ہو جیسے ”کُمْ
يَوْمًا سَفَرُكَ؟ وَ كُمْ شَهْرًا صَوْبِي“

اسمائے کنایہ کی تعریف

وہ اسماء جو کسی چیز پر اشارۃ دلالت کریں۔ ان کو اسمائے کنایہ کہا جاتا ہے۔ اسمائے کنایہ کی دو اقسام ہیں۔ عدد مبہم کیلئے استعمال
ہونے والے۔ مبہم بات کیلئے استعمال ہونے والے۔

۱۔ عدد مبہم کیلئے استعمال ہونے والے اسمائے کنایات۔ وہ اسمائے کنایہ جو عدد مبہم سے کنایہ کرنے کیلئے استعمال ہوتے
ہیں۔ وہ تین ہیں۔۔۔ کُمْ ۔ کَذَا ۔ کَآئِنٌ کم: اس کی دو اقسام ہیں۔

کم کی دو اقسام کا بیان

۱ استفہامیہ۔ ۲ خبریہ۔ کم استفہامیہ: وہ کم جس کے ذریعے کسی عدد کے بارے میں سوال کیا جائے۔ جس طرح کُمْ رَجُلًا
عِنْدَكَ؟ تیرے پاس کتنے آدمی ہیں؟ کم خبریہ: وہ کم جس کے ذریعے کسی عدد کے بارے میں خبر دی جائے جس طرح کم کُتِبَ
ذَرُفٌ میں نے بہت سی کتابیں پڑھیں۔

النوع الثاني الظروف المضافة

﴿یہ بنی کی آٹھویں قسم ظروف بنی کے بیان میں ہے﴾

اسمائے ظروف کے بنی ہونے کا بیان

اسمائے ظروف یہ مختلف احوال میں مختلف مقام میں واقع ہوتے ہیں۔ ان کے اکثر احوال بنی کے سے ہیں اور بعض میں یہ معرب بھی ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی جہات کے تعین میں کثیر بحث درکار ہے تاہم اکثر محل وقوع بنی میں لہذا اس لئے مصنف نے اور کثیر علمائے نحوات نے ان کو بنی کی قسم شمار کیا ہے۔ کیونکہ ان میں کثیر مضاف الیہ کے محتاج ہوتے ہیں اور ان کے اسی احتیاج نے ان کو بنی بنا رکھا ہے۔

- 1- مَا قُطِعَ عَنِ الْإِضَافَةِ بِأَنَّ حُذْفَ الْمُضَافِ إِلَيْهِ، مِثْلُ قَبْلُ، وَبَعْدُ، وَفَوْقُ، وَتَحْتُ قَالَ تَعَالَى، لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدِ الرُّومِ / (4، آي مِنْ قَبْلُ كُلِّ شَيْءٍ وَمِنْ بَعْدِهِ، وَيُسَمَّى الْغَايَاتِ (هَذَا إِذَا كَانَ الْمُحَذُوفُ مَنْوِيًّا لِلْمُتَكَلِّمِ وَإِلَّا كَانَتْ مَعْرَبَةً، وَعَلَى هَذَا قُرِءَ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدِ).
- 2- حَيْثُ وَإِنَّمَا يُنَبِّئُ تَشْبِيهَا بِالْغَايَاتِ لِمَلَازِمَتِهَا الْإِضَافَةُ، وَشَرْطُهَا أَنْ تُضَافَ إِلَى الْجُمْلَةِ، مِثْلُ اجْلِسْ حَيْثُ زَيْدٌ جَالِسٌ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى سَنَسْتَلِرْ جُحُومًا مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ لَا أَعْرَافَ / 182. وَقَدْ تُضَافُ إِلَى الْمُفْرَدِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ:

أَمَا تَرَى حَيْثُ سُهَيْلٌ طَالِعًا نَجْمٌ يُضِيءُ كَالشَّهَابِ لَا مِعَا

أَي مَكَانٍ سُهَيْلٌ فَ حَيْثُ هُنَا بِمَعْنَى مَكَانٍ.

- 3- إِذَا وَهِيَ لِلْمُسْتَقْبَلِ، وَإِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِي صَارَ مُسْتَقْبَلًا، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ 1 وَفِيهَا مَعْنَى الشَّرْطِ غَالِبًا. وَيَجُوزُ أَنْ تَقَعَ بَعْدَهَا الْجُمْلَةُ الْأَسْمِيَّةُ، نَحْوُ آتَيْتُكَ إِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ. وَالْمُخْتَارُ الْفِعْلِيَّةُ، نَحْوُ آتَيْتُكَ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ. وَقَدْ تَكُونُ لِلْمُفَاجَأَةِ، فَيُخْتَارُ بَعْدَهَا الْمُبْتَدَأُ نَحْوُ خَرَجْتُ فَإِذَا السَّبُعُ وَقِفْ،

- 4- إِذَا وَهِيَ لِلْمَاضِي، نَحْوُ جِئْتُكَ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ، وَإِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ.

- 5- آيْنٌ، وَأَيْ لِلْمَكَانِ بِمَعْنَى الْأَسْفْهَامِ، نَحْوُ آيْنٌ تَمْشِي؟، وَأَيْ تَقْعُدُ؟، وَبِمَعْنَى الشَّرْطِ،

نَحْوُ ابْنِ تَخْلِيسٍ أَجَلِسْ ، وَأَسَى نَقَمَ الْقَمِ .

6- مَتَى لِلزَّمَانِ شَرْطًا ، نَحْوُ مَتَى تُسَالِرُ أَسَالِرَ ، وَمَتَى تَقْعُدُ الْقَعْدَ وَاسْتِغْنَاهَا ، مِثْلُ مَتَى تَنْتَفِ

إِلَى الشُّوْقِ ؟ وَمَتَى يَأْتِي أَعْوَاكُ ؟

7- كَيْفَ لِلزَّمَانِ اسْتِغْنَاهُمْ خَالًا نَحْوُ كَيْفَ جَاءَ خَالِدٌ ، أَوْ خَرَّ ، نَحْوُ كَيْفَ أَنْتَ ؟ أَيْ لِي أَيْ خَالٍ

8- أَتَبَانَ لِلزَّمَانِ اسْتِغْنَاهَا ، نَحْوُ أَتَبَانَ يَوْمَ الدِّينِ 74 الذَّارِبَاتِ / (12)

9- مُدَّةٌ ، وَمُسَدَّدٌ بِمَعْنَى أَوَّلِ الْمُدَّةِ جَوَابًا كَ مَتَى نَحْوُ مَا رَأَيْتَ زَيْدًا مُدَّةَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي خَوَابِ

مَنْ قَالَ مَتَى مَا رَأَيْتَ ؟ أَيْ أَوَّلِ مُدَّةٍ انْقَطَعَتْ رُؤْيَايَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَبِمَعْنَى جَمِيعِ الْمُدَّةِ إِنْ

مُتْلَحَّ جَوَابًا كَكُمُ نَحْوُ مَا رَأَيْتَهُ مُدَّةَ يَوْمَانٍ فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ : كَمْ مُدَّةَ مَا رَأَيْتَ زَيْدًا ؟ ، أَيْ جَمِيعِ

مُدَّةٍ مَا رَأَيْتَهُ لِيَوْمَانٍ .

10- لَدَى ، وَلَدُنْ بِمَعْنَى عِنْدَ نَحْوُ الْعَالِ لَدَيْكَ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا أَنَّ عِنْدَ لِلْمَكَانِ ، وَلَا

بِشَرْطٍ لِيهِ الْحُضُورُ ، وَيُشْتَرَطُ ذَلِكَ فِي لَدَى ، وَلَدُنْ وَلِيهِ لُغَاتُ لَدُنْ ، لَدُنْ ، لَدَى ، لَدَى ، لَدَى .

11- قَطُّ لِلْمَاضِي الْمَنْفِيِّ ، نَحْوُ مَا رَأَيْتَهُ قَطُّ 12- عَرُضٌ لِلْمُسْتَقْبَلِ الْمَنْفِيِّ ، نَحْوُ لَا أَضْرِبُهُ

عَرُضٌ أَيْ أَبَدًا .

وَأَعْلَمُ أَنَّهُ إِذَا أُضِيفَتِ الظُّرُوفُ إِلَى جُمْلَةٍ جَارٍ بِنَاوِهَا عَلَى الْفَتْحِ ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى : هَذَا يَوْمٌ

يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمُ الْمَالِدَةُ / (119) ، وَهَكَذَا يَوْمَيْدٌ وَجَيْنَيْدٌ .

كَمِثْلِكَ مِثْلُ ، وَغَيْرُ مَعَ مَا وَإِنْ وَأَنْ تَقُولُ : ضَرَبْتُ مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَيْدٌ وَضَرَبْتُهُ غَيْرَ أَنْ

ضَرَبَ زَيْدٌ ، وَفِي أَمْرِ مِثْلَ أَنْكَ تَقُومُ ، وَمِنْهَا أَمْسُ بِالْكَسْرِ عِنْدَ أَهْلِ الْحِجَازِ ،

ترجمہ

وہ اسمائے ظروف جو مبنی ہوتے ہیں وہ چند قسموں پر ہیں ان میں سے وہ ہیں جو قطع کر لے گئے ہوں اضافت سے اس طرح کہ ان کا مضاف الیہ حذف کر دیا گیا ہو جیسے قبل ، بعد ، فوق ، تحت ، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ تَعْدٍ" یہ اس وقت جب کہ اسم محذوف متکلم کی نیت میں موجود ہو ورنہ یہ معرب ہوں گے اسی بناء پر پڑھا گیا ہے "لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ تَعْدٍ" اور ان کا نام عایت رکھا جاتا ہے اور ان میں سے حیث مبنی قرار دیا گیا ہے اس کو غایات کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے بوجہ اس کو لازم ہونے اضافت الی الجملہ اکثر اوقات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ" اور کبھی مضاف ہوتا ہے مفرد کی طرف جیسے شاعر کے قول میں "امَّا تَرَى حَيْثُ سُهَيْلٌ طَالِعًا" کیا تو نے سہیل کی

طرف نہیں دیکھا۔ پس وقت وہ طلوع ہو رہا ہو یعنی سہیل کی جگہ کی جانب پس جگہ مکان کے معنی میں ہے اور اس کی ہے کہ مضاف بنایا جائے جملہ کی طرف جیسے "اجلس خٹ رتہ جالس" اور ان میں سے ایک اذاسہ اور مستقبل کے ہے اور جب یہ فعل ماضی پر داخل ہو تو مستقبل کا معنی دیتا ہے جیسے "إذا جاء نصر اللہ" اور اس میں شرط کے معنی ہوتے ہیں جائز ہے اس کے بعد جملہ اسمیہ واقع ہو جیسے "أتيتك إذا الشمس طالعة" اور مختار جملہ فعلیہ ہے جیسے "أتيتك إذا طلعت الشمس"۔

اور کبھی مفاجات کیلئے بھی آتا ہے پس اس کے بعد مبتداء لانا مختار ہے جیسے "خرجت فإذا السبع واقف" اور ان میں سے ایک اذاسہ اور یہ ماضی کیلئے آتا ہے اور واقع ہوتے ہیں اس کے بعد دو جملے ایک اسمیہ اور دوسرا فعلیہ جیسے "جستك إذا طلعت الشمس" ، وإذا الشمس طالعة۔

اور ان میں سے ایک این اورانی ہیں مکان کیلئے آتے ہیں استفہام کے معنی میں جیسے "این تمیسی؟" ، وانی تفعد اور شرط کے معنی میں بھی آتے ہیں جیسے "این تجلس اجلس" ، وانی نقم اقم۔

اور اسماء ظروف میں سے ایک متی ہے جو زمان کیلئے آتا ہے جو شرط یا استفہام کے معنی کو مضمّن ہوتا ہے جیسے "متی تسالروا سألرو" ، ومتی تفعد افعد" اور ان میں سے ایک کیف ہے یہ حال دیافت کرنے کیلئے آتا ہے جیسے کیف انت یعنی تو کس حالت میں ہے۔

اور ان میں سے ایک ایان ہے جو زمان کیلئے آتا ہے بطور استفہام کے جیسے ایان يوم الدين کہ قیامت کا دن کون سا ہے اور ان میں مذکور اور منذ بھی ہیں جو اول مدت بیان کرنے کیلئے آتے ہیں اگر متی کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں جیسے "ما رأيت زیداً منذ يوم الجمعة" کہ میں نے اسے جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا یہ اس شخص کے جواب میں جو کہے تو نے زید کو کب سے نہیں دیکھا یعنی اس کو میرے نہ دیکھنے کی اول مدت جمعہ کے دن سے ہے اور پوری مدت کے معنی میں بھی آتا ہے اگر وہ کم کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتا ہو جیسے "کم مدة ما رأيت زیداً؟" ، ائی جميع مدة ما رأيت فيها يومان" کہ میں نے اس کو دو دن سے نہیں دیکھا یہ اس شخص کے جواب میں کہا جائے گا جو کہے کتنی مدت سے تو نے زید کو نہیں دیکھا یعنی پوری مدت جس میں نے اس کو نہیں دیکھا وہ دو دن ہیں۔

اور ان میں لدی اور لدن ہیں جو عند کے معنی میں آتے ہیں جیسے "العمال لدينك" کہ مال تیرے پاس ہے اور ان دونوں یعنی عند اور لدی میں فرق یہ ہے کہ عند کیلئے شئی کا حاضر ہونا ضروری نہیں اور لدی اور لدن میں شئی کا حاضر ہونا ضروری ہے اور لدن میں دوسری لغات بھی منقول ہیں "لذن ، لذن ، لذن ، لذن ، لذن"۔

اور ان میں قتا ہے جو ماضی منفی کیلئے آتا ہے جیسے "ما رأيتك قط" میں نے اس کو ہرگز نہیں دیکھا ہے اور ان میں سے ایک عوض ہے جو مستقبل منفی کیلئے آتا ہے جیسے "لا أضربك عوض" کہ میں اس کو ہرگز نہیں ماروں گا اور تو جان کہ یہ شان ہے کہ جب

ظروف کی جملہ یا اذ کی طرف اضافت کی جائے تو اذ کا فتح بر جنی ہوتا جائز ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے "مَآذِ یَوْمٍ یَّنْفَعُ الصَّادِقِیْنَ صِدْقُهُمْ" اور جیسے "بِیَوْمَئِذٍ وَجِئِید" اور اس طرح کلمہ مثل اور غیر بھی جب کہ ما اور ان اور ان کے ساتھ ہوں جیسے "ضَرَبْتُ یَنْتَلِ مَا ضَرَبْتُ زَیْدًا" اور غیر "وَضَرَبْتُ غَیْرَ اَنْ ضَرَبْتُ زَیْدًا" اور ان میں سے ایک اس جو کسرہ کے ساتھ ہے اہل حجاز کے نزدیک ہے۔

اسمائے ظروف کا نحوی بیان

وہ اسماء جو کسی فعل کے واقع ہونے کی جگہ یا زمانے پر دلالت کریں۔ انہیں اسمائے ظروف کہا جاتا ہے۔ جس طرح یَوْمٌ، قَبْلُ، بَعْدُ وغیرہ۔ ظروف معرب بھی ہوتے ہیں اور جنی بھی۔ جن ظروف کا آخر عامل کے تبدیل ہونے کی وجہ سے تبدیل ہو جائے انہیں معرب کہتے ہیں اور جن کا آخر تبدیل نہ ہوا نہیں جنی کہتے ہیں۔ معرب کی مثال:۔ جس طرح جَاءَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وہ جمعہ کے دن آیا۔ ظروف جو جنی ہوتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

اِذَا رَاذَا رَاثِی . مَتٰی . مَآذِ . لَدٰی . لَدُنْ . اَیْنَ . کَیْفَ . اَمْسِ . قَطْ . عَوَضْ . حَبْتُ . اِذَا :

یہ ظرف زمان ہے بمعنی جب اور یہ زمانہ ماضی کیلئے آتا ہے اگرچہ مضارع پر داخل ہو اس کے بعد جملہ اسمیہ بھی آ سکتا ہے اور جملہ فعلیہ بھی۔ اور ہمیشہ جملے کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح ضَرَبْتُہٗ اِذَا ضَرَبْتِیْ، جب اس نے مجھے مارا تو میں نے اسے مارا۔

اِذَا :

یہ بھی ظرف زمان ہے بمعنی جب اور یہ زمانہ مستقبل کیلئے استعمال ہوتا ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو اس کے بعد فعل کا ہونا اس وقت ضروری ہے جب یہ شرط کے معنوں میں ہو۔ جس طرح اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَہَا .

اذا کے مفاعلاتیہ ہونے کا بیان

اِذَا جب مفاعلات کیلئے استعمال ہو تو اس کے مابعد جملہ اسمیہ کا ہونا ضروری ہے۔ جس طرح خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبْعُ وَاِقْفٌ مِّنْ کُلِّ اَوْ اُحَا نَمَّکَ دَرَنَدَہ کھڑا تھا۔ اُنِّی :

یہ ظرف مکان کیلئے استعمال ہوتا ہے بمعنی جہاں اور اس کو استفہام کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ ظرف زمان کی مثال: اُنِّی تَجْلِسُ اَجْلِسْ جہاں تو بیٹھے گا میں بھی وہاں بیٹھوں گا استفہام کی مثال: اُنِّی یَكُوْنُ لِیْ وَلَدٌ؟ میرے ہاں بچہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟۔

مندی:

یہ طرفہ زمان ہے بمعنی جس وقت خواہ زمانہ ماضی ہو یا مستقبل کبھی استعمال کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ خواہ بڑی شے سے بارے میں سوال کیا جائے یا چھوٹی شے کے متعلق اور کبھی شرط کیلئے آتا ہے۔ جس طرح مَنی تَفَرَّء ۴ تو کب پڑھے گا (مَنی تَغْمِ اَصْمُ جب توروز در کھے گا میں بھی رکھوں گا

ایمان:

یہ زمانہ مستقبل کیلئے آتا ہے بمعنی کب۔ اور عظیم امور کے متعلق دریافت کرنے کیلئے آتا ہے۔ جس طرح اَيَسَانِ الْيَقِيَالِ جہاں کب ہوگا۔

مذ مند:

یہ دونوں کبھی تو کسی کام کی ابتدائی مدت بتانے کیلئے آتے ہیں۔ جس طرح مَارَآيْنَه، مُذْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا اور کبھی پوری مدت بتانے کیلئے آتے ہیں۔ اس صورت میں ان کے بعد کسی ایسے عدد کا ہونا ضروری ہے جو پوری مدت پر دلالت کرے۔ جس طرح مَارَآيْنَه، مُذْ يَوْمَيْنِ میں نے اسے پورے دو دن سے نہیں دیکھا

لَدَى، لَدُن:

یہ عِندَ کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ اَلْكِتَابُ لَدَى لَدُنْ زَيْدٍ عِنْدَ اور ان میں فرق یہ ہے کہ لَدَى اور لَدُن کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب شے پاس موجود ہو اور عِندَ کا استعمال دونوں صورتوں میں ہوتا ہے خواہ اس وقت چیز پاس ہو یا کہیں اور ملکیت میں ہو۔

اَيْنَ:

یہ سوال اور شرط کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اَيْنَ زَيْدٌ؟ زید کہاں ہے؟ (اَيْنَ فَبَجِلْسُ اَجْلِسُ جہاں آپ بیٹھیں گے وہاں میں بھی بیٹھوں گا۔

كَيْفَ:

یہ حالت دریافت کرنے کیلئے آتا ہے۔ جس طرح كَيْفَ اَنْتَ؟ آپ کیسے ہیں؟۔ اَمْسِ: اَمْسِ اگر بغیر الف لام ہو تو اس سے مراد گزرا ہوا کل ہوتا ہے اور اگر الف لام کے ساتھ ہو تو اس صورت میں گزرے ہوئے دنوں میں سے کوئی سا بھی مراد لے سکتے ہیں، اس وقت یہ معرب ہوگا اور جب یہ بغیر الف لام کے ہو تو اس وقت یہ لفظاً مبنی بر کسر ہوگا اور مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہوگا۔ جس طرح جَنْتُ اَمْسِ میں گزرے ہوئے کل آیا، جَنْتُ الاَمْسِ میں کل آیا

قَطُّ:

یہ گزرے ہوئے سارے زمانے میں کسی کام کی نفی پر دلالت کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح مَاصَرَبْتُهُ، قَطُّ، میں

نے اس کو گزشتہ زمانے میں کبھی نہیں مارا۔
غَوْضُ:

یہ آنے والے سارے زمانے میں کسی کام کی فنی پردالت کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح لَا آخِرَ لَهُ، غَوْضُ میں اس کو کبھی نہیں ماروں گا۔
حیث:

یہ ظرف کے لیے استعمال ہوتا ہے اکثر جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ۔ جس طرح اَقْرَأَ حَبِیْتُ زَیْدًا یَقْرَأُ نُو اس جگہ سے ہڑہ جہاں زید ہڑہ رہا ہے
اسمائے جہات سے

وہ اسماء جو سمتوں پر دلالت کرتے ہیں انہیں اسماء جہات سے کہتے ہیں۔ اور یہ چھ ہیں، جس طرح قَبْلُ پہلیقَدِّ بعد میں تخت نیچے قَوْقِ اوپر قَدَّامِ آگے خَلْفِ پیچھے۔

اگر یہ اسماء مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ لفظ محذوف ہو اور معنی ذہن میں موجود ہو تو اس صورت میں یہ مبنی بر ضمہ ہوتے ہیں۔ جس طرح اَمَّا بَعْدُ

اگر یہ اسماء اضافت کے بغیر استعمال ہوں تو معرب ہونگے جس طرح جَنَّاتُ قَبْلَہِ اور اگر یہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ لفظ مذکور ہو جب بھی یہ معرب ہونگے جس طرح جَاءَ زَیْدٌ مِّنْ قَبْلِ خَالِدٍ

اور اگر یہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ محذوف ہو اور نیت میں بھی موجود نہ ہو تو اس وقت بھی معرب ہوں گے جس طرح۔ زَیْدٌ قَوْقِ زید اوپر ہے۔



الْخَاتِمَةُ

یہ خاتمہ احکام اسم و ملحقات اسم کے بیان میں ہے

الْخَاتِمَةُ فِي سَائِرِ احْكَامِ الْاَسْمِ وَلَوْ اَحِقَّ - غَيْرِ الْاَعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَفِيهِ فُصُولٌ .
خاتمہ اس کے تمام احکام اور اس کے ملحقات کے بیان میں عرب اور عجمی کے علاوہ اور اس میں تین فصلیں ہیں

الفصل الأول في معرفة نكرات النكرات

﴿ خاتمہ کی فصل اول معرفہ و نکرہ کے بیان میں ہے ﴾

الاسْمُ عَلَى قِسْمَيْنِ مَعْرِفِيَّةٍ وَنَكْرَةٍ . ۱- الْمَعْرِفَةُ ، وَهِيَ اسْمٌ يَدُلُّ عَلَى شَيْءٍ مُعَيَّنٍ ، وَتَنْقَسِمُ إِلَى سِتَّةِ اَقْسَامٍ ۱- الْمُضْمَرَاتُ ۲- الْاَعْلَامُ ۳- الْمُبْهَمَاتُ ، اَعْنَى اَسْمَاءِ الْاِشَارَاتِ وَالْمَوْصُولَاتِ ۴- الْمَعْرُوفُ بِاللَّامِ ۵- الْمُضَافُ إِلَى اَحَدِهَا ۶- الْمَعْرُوفُ بِالنِّدَاءِ .
وَأَعْرَفَ الْمَعَارِفِ الْمُضْمَرُ الْمُتَكَلِّمُ ، نَحْوُ اَنَا ، وَنَحْنُ ، ثُمَّ الْمُخَاطَبُ ، نَحْوُ أَنْتَ ، ثُمَّ الْغَائِبُ ، نَحْوُ هُوَ ، ثُمَّ الْعَلَمُ هُوَ مَا وَضِعَ لِشَيْءٍ مُعَيَّنٍ بِحَيْثُ لَا يَتَنَوَّلُ غَيْرَهُ بِوَضْعٍ وَاحِدٍ نَحْوُ رَيْدٍ ، ثُمَّ الْمُبْهَمَاتُ ، مِثْلُ هَذَا ، الَّذِي وَنَحْوُهُمَا ، ثُمَّ الْمَعْرُوفُ بِاللَّامِ مِثْلُ : الرَّجُلُ ، ثُمَّ الْمُضَافُ إِلَى اَحَدِهَا اِضَافَةً مَعْنَوِيَّةً ، مِثْلُ : كِتَابٌ سَعِيدٍ ، وَهُوَ فِي قُوَّةِ الْمُضَافِ إِلَيْهِ ، ثُمَّ الْمَعْرُوفُ بِالنِّدَاءِ مِثْلُ : يَا رَجُلُ ب- النِّكْرَةُ ، مَا وَضِعَ لِشَيْءٍ غَيْرِ مُعَيَّنٍ نَحْوُ رَجُلٍ وَفَرَسٍ .

ترجمہ

تو جان بے شک اسم دو قسموں پر ہے معرفہ اور نکرہ معرفہ وہ اسم ہے جو معین شئی کے لیے وضع کیا گیا ہو اور یہ چھ قسموں پر مشتمل ہے مضمورات ، اعلام ، مبہمات ، اسمائے اشارات ، اور موصولات اور معرفہ باللام اور جو ان میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو اضافت معنویہ کے ساتھ اور معرفہ بالنداء اور علم وہ اسم جو معین شئی کے لیے وضع کیا گیا ہو جو اپنے غیر کو ایک وضع سے شامل نہ ہو اور معرفہ میں سب سے زیادہ معرفہ ضمیر متکلم ہے جیسے انا نحن پھر ضمیر مخاطب جیسے انت پھر غائب جیسے ہو پھر علم پھر مبہمات پھر معرفہ باللام پھر معرفہ بالنداء ہے اور مضاف درحقیقت مضاف الیہ کی قوت میں ہوتا ہے اور نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین کے لیے وضع کیا گیا

ہو جیسے فرس رجل ہے۔

تعریف و تمکیر کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں:- معرفہ مکرر۔

معرفہ کی تعریف

وہ اسم جو کسی معین شے پر دلالت کرے۔ جیسے: رَجُلٌ، غُلَامٌ، قَلَمٌ

اسم موصول کا مابعد جملہ صلا کہلاتا ہے۔ وغیرہ۔ اسم معرفہ کی اقسام اسم معرفہ کی سات اقسام ہیں۔

اسم ضمیر

وہ اسم جو متکلم، مخاطب یا غائب پر دلالت کرے۔ جیسے: أَنَا، أَنْتَ، هُوَ۔

اسم علم

وہ اسم جو کسی ایک ہی معین شخص، جگہ یا چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: خَالِدٌ، مَكَّةُ۔

اسم اشارہ

وہ اسم جس کے ذریعے کسی معین شے کی طرف اشارہ کیا جائے۔ جیسے: هَذَا، ذَٰلِكَ۔

اسم موصول

وہ اسم جو صلا کے ساتھ ملکر جملے کا جزو بنے۔ جیسے: الْكَذِبِيُّ، الْبَتِيُّ وغیرہ۔

مکررہ کی تعریف

وہ اسم جو کسی غیر معین شے پر دلالت کرے۔ جیسے رجل

معرف باللام

وہ اسم جس کے شروع میں لام تعریف ہو۔ جیسے: الْكِتَابُ، الرَّجُلُ وغیرہ۔

فائدہ

جس اسم پر الف لام داخل ہو اس کے آخر میں تین نہیں آئے گی۔ جیسے: الْغُلَامَةُ۔ مکررہ کو معرفہ بنا دینے والے الف لام کو

"حرف تعریف" کہتے ہیں۔

معرف بالاضافہ

وہ اسم جو مذکورہ پانچ قسموں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: غُلَامُهُ، وغیرہ۔

معرف بالنداء

وہ اسم جس کے شروع میں حرف نداء ہو۔ جیسے: یَا رَجُلٌ وغیرہ۔ اسم نکرہ کی اقسام اسم نکرہ کی دو قسمیں ہیں: نکرہ مخصوصہ۔ نکرہ غیر مخصوصہ۔

نکرہ مخصوصہ کی تعریف

وہ اسم نکرہ جسے تخصیص کے طریقوں میں سے کسی طریقے سے خاص کیا گیا ہو۔ مثلاً مفت لگا کر یا دوسرے اسم نکرہ کی طرف مضاف کر کے۔ جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ اور طِفْلٌ رَجُلٌ۔

نکرہ غیر مخصوصہ کی تعریف

وہ اسم نکرہ جسے تخصیص کے طریقوں میں سے کسی بھی طریقے سے خاص نہ کیا گیا ہو۔ جیسے: کتاب وغیرہ۔

فائدہ

نکرہ کے آخر میں آنے والی تنوین کو "حرف تنکیر" کہتے ہیں۔ اردو میں عموماً اس کا ترجمہ "کوئی" یا "ایک" یا "کچھ" کیا جاتا ہے۔ جیسے: طِفْلٌ کوئی بچہ لَہِنٌ کچھ دودھ



الفصل الثانی فی اسماء الاعداد

﴿خاتمہ کی فصل ثانی اسمائے اعداد کے بیان میں ہے﴾

اسم العدد ، ما وضع ليدل على كمية احدى الاشياء . وأصول أسماء العدد اثنتا عشرة
عشرة واحد ، إلى عشرية ، ومائة وألف واستعماله في واحد واثنین على القياس ، أغني يكون
المذكر بدون التاء والمؤنث بالتاء ، تقول في رجل ، واحداً ، وفي رجلین ، اثنين ، وفي امرأة ،
واحدة ، وفي امرأتين ، اثنتين ، وثنتين .

ومن ثلاثة إلى عشرية على خلاف القياس ، أغني للمذكر بالتاء ، تقول : ثلاثة رجال إلى
عشرة رجال ، والمؤنث بدونها تقول : ثلاث نسوة إلى عشر نسوة .

وبعد العشر تقول : أحد عشر رجلاً ، اثني عشر رجلاً ، وإحدى عشرة امرأة ، اثنتي عشرة
امراً ، وثلاثة عشر رجلاً ، وثلاث عشرة امرأة إلى تسعة عشر رجلاً وإلى تسع عشرة امرأة .

وبعد ذلك تقول : عشرون رجلاً ، وعشرون امرأة ، بلا فرق إلى : تسعين رجلاً وامرأة ،
رواحد وعشرون رجلاً ، وإحدى وعشرون امرأة إلى تسعة وتسعين رجلاً ، وتسع وتسعين امرأة
تقول مائة رجل ، ومائة امرأة ، وألف رجل ، وألف امرأة ، ومائتا رجل ومائتا امرأة ، وألفا رجل ،
وألفا امرأة ، بلا فرق بين المذكر المؤنث ، فإذا زاد على الألف والمائة يستعمل ، على قياس ما
عزلت .

وتقدم الألف على المائة والآحاد على العشرات ، تقول : عندي ألف ومائة وواحد وعشرون
رجلاً ، والفان ثلاث مائة واثنان وعشرون رجلاً ، وأربعة آلاف وسبع مائة وخمسة وأربعون رجلاً
، وعلى ذلك القياس .

واعلم أن الواحد والاثنین لا مميّز لهما لأن لفظ المميّز مستغن عن ذكر العدد فيهما ، كما
تقول : عندي رجل ، ورجلان ، وأما سائر الاعداد فلا بد لها من مميّز .

ومميّز الثلاثة إلى العشرة مخفوض ومجموع ، تقول : ثلاثة رجال وثلاث نسوة ، إلا إذا كان

السُّمَيْرُ لَفْظُ الْمِائَةِ فَحِينَئِذٍ يَكُونُ مَخْفُوضًا مُفْرَدًا، تَقُولُ: ثَلَاثُ مِائَةٍ، وَالْقِيَاسُ ثَلَاثُ مِائَاتٍ أَوْ مِائِينَ.

وَمُمَيِّزُ أَحَدَ عَشَرَ إِلَى تِسْعٍ وَتِسْعِينَ، مَنْصُوبٌ مُفْرَدٌ، تَقُولُ: أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَإِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً، وَتِسْعَةَ وَتِسْعُونَ رَجُلًا، وَتِسْعٌ وَتِسْعُونَ امْرَأَةً.

وَمُمَيِّزُ مِائَةٍ وَالْفِ تَشْبِيهُمَا وَجَمْعُ الْآلِفِ مَخْفُوضٌ مُفْرَدٌ تَقُولُ: مِائَةُ رَجُلٍ، وَمِائَتَا رَجُلٍ، وَمِائَةُ امْرَأَةٍ، وَمِائَتَا امْرَأَةٍ، وَالْفُ رَجُلٍ، وَالْفَا رَجُلٍ، وَالْفَا رَجُلٍ، وَالْفَا امْرَأَةٍ، وَالْفَا امْرَأَةٍ، وَثَلَاثَةُ آلَافٍ رَجُلٍ، وَثَلَاثَةُ آلَافٍ امْرَأَةٍ، وَقَسْ عَلَى ذَلِكَ.

ترجمہ

اسم عدد وہ ہے جو وضع کیا گیا ہو تاکہ دلالت کرے اشیاء کی افراد کے مقدار پر اور اصول عدد بارہ کلمات ہیں واحد سے عشر تک اور مائتہ اور الف اور ان کا استعمال ایک سے دو تک قیاس کے مطابق آتا ہے یعنی مذکر کے لیے بغیر تاء کے اور مؤنث کے لیے تاء کے ساتھ جیسے تو رجل کے بارے میں کہے واحد اور رجلین کے بارے میں کہے اثنان اور امراة کے بارے میں واحدہ اور امراتین کے بارے میں اثنان و اثنتان اور ثلاثہ سے عشر تک خلاف قیاس آتا ہے یعنی مذکر کے لیے تاء کے ساتھ اور مؤنث کے لیے بغیر تاء کے جیسے تو کہے ثلاثہ رجال سے عشرة رجال تک اور مؤنث کے لیے بغیر تاء کے ثلاث نسوة سے عشر نسوة تک اور عشر کے بعد تو یوں کہے "أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا، اِثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، وَإِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً، اِثْنَتَى عَشْرَةَ امْرَأَةً، وَثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا، وَثَلَاثَ عَشْرَةَ امْرَأَةً إِلَى تِسْعَةِ عَشَرَ رَجُلًا وَإِلَى تِسْعِ عَشْرَةَ امْرَأَةً. وَبَعْدَ ذَلِكَ تَقُولُ: عِشْرُونَ رَجُلًا، وَعِشْرُونَ امْرَأَةً، اور مذکر اور مؤنث میں فرق کے بغیر "تِسْعِينَ رَجُلًا وَاِمْرَأَةً، وَوَاحِدٌ وَعِشْرُونَ رَجُلًا، وَإِحْدَى وَعِشْرُونَ امْرَأَةً إِلَى تِسْعِيَةٍ وَتِسْعِينَ رَجُلًا، وَتِسْعِ وَتِسْعِينَ امْرَأَةً، "اس کے بعد تو کہے "مِائَةُ رَجُلٍ، وَمِائَةُ امْرَأَةٍ، وَالْفُ رَجُلٍ، وَالْفَا امْرَأَةٍ، وَمِائَتَا رَجُلٍ وَمِائَتَا امْرَأَةٍ، وَالْفَا رَجُلٍ، وَالْفَا امْرَأَةٍ، اور مؤنث میں فرق کے بغیر پس جب جب مائتہ اور الف پر زائد ہو جائے تو اس کو استعمال کیا جائے گا اس طریقے پر جو آپ نے پہچان لیا ہے اور الف کو مقدم کیا جائے گا واحد پر اور احاد کو عشرات پر جیسے تو کہے "عِنْدِي الْفُ وَمِائَةُ وَوَاحِدٌ وَعِشْرُونَ رَجُلًا، وَالْفَانِ وَثَلَاثُ مِائَةٍ وَاثْنَانِ وَعِشْرُونَ رَجُلًا، وَارْبَعَةُ آلَافٍ وَسَبْعُ مِائَةٍ وَخَمْسَةٌ وَارْبَعُونَ رَجُلًا، "اور تجھ پر لازم ہے باقی اعداد کو قیاس کرنا اسی قاعدہ کے مطابق ہے۔

اور تو جان کہ بیشک واحد اور اثنین ان دونوں کی کوئی تمیز نہیں ہوتی اس لیے کہ میتر کا لفظ مستغنی کر دیتا ہے ان دونوں میں عدد کے ذکر کرنے سے جیسے تو کہے "عِنْدِي رَجُلٌ، وَرَجُلَانِ" باقی اعداد کے لیے ضروری ہے کسی تمیز دینے والے کا ہونا پس تو کہے

ثلاث سے عشر تک تیز ہر روز جمع ہوگی جیسے "ثَلَاثَةُ رَجَالٍ وَثَلَاثُ نِسْوَةٍ" مگر جب تیز دینے والا لفظ ماضی ہو تو اس وقت تیز مفرد ہر روز ہوگی جیسے "ثَلَاثُ مِائَةٍ" حالانکہ قیاس کا تقاضا ثلاث ماضی یا ماضی تھا اور واحد شری سے تسعة تسعون تک تیز محبوب اور مفرد ہوگی جیسے تو کہے "أَخَذَ عَشَرَ رَجُلًا وَأَخَذَ عَشْرَةَ امْرَأَةٍ، وَسَعَةُ وَسَعُونَ رَجُلًا، وَسَعُ وَسَعُونَ امْرَأَةً" اور ماضی اور الف کی تیز اور ان دونوں کے ثنیہ اور الف کی جمع کی تیز ہر روز مفرد ہوگی جیسے کہ "مِائَةُ رَجُلٍ، وَمِائَةُ امْرَأَةٍ، وَمِائَتَا امْرَأَةٍ، وَآلْفٌ رَجُلٍ، وَآلْفَا رَجُلٍ، وَآلْفَا رَجُلٍ، وَآلْفَا امْرَأَةٍ، وَآلْفَا امْرَأَةٍ، وَثَلَاثَةُ آلَافٍ رَجُلٍ، وَثَلَاثَةُ آلَافٍ امْرَأَةٍ" اسی پر باقی اعداد کو قیاس کیجئے۔

اسمائے اعداد کی تعریف

وہ اسماء جن کے ذریعے کسی شے کے افراد کو شمار کیا جائے ان اسماء کو اسماء اعداد کہتے ہیں، جسے شمار کیا جائے اس کو معدود اور تیز کہتے ہیں۔ جس طرح، خَمْسَةُ أَقْلَامٍ ثَلَاثَةُ أَتْهَارٍ، مذکورہ مثالوں میں ثَلَاثَةُ اور خَمْسَةُ اسم معدود اور أَقْلَامٍ و أَتْهَارٍ معدود ہیں۔ تمام اعداد کی اصل بارہ کلمات ہیں۔ ایک سے دس تک کے اعداد اور مائے اور الف کو مفرد کہتے ہیں یعنی اکائیاں جس طرح أَخَذَ، اِثْنَانِ، ثَلَاثٌ، مِائَةٌ، آلْفٌ وغیرہ۔ گیارہ سے انیس تک کے اعداد کو مرکب کہتے ہیں۔ جس طرح أَخَذَ عَشَرَ، اِثْنَا عَشَرَ، وغیرہ اکیس سے لے کر ننانوے تک کے اعداد کی اکائیوں اور دہائیوں کے درمیان حرف عطف ذکر کیا جاتا ہے۔ اس لئے ان اعداد کو عطف کہا جاتا ہے۔ جس طرح أَخَذَ وَ عِشْرُونَ، اِثْنَانِ وَ عِشْرُونَ عَشْرَةً، عِشْرُونَ، ثَلَاثُونَ، أَرْبَعُونَ، خَمْسُونَ، سِتُونَ، سَبْعُونَ، ثَمَانُونَ یَسْعُونَ کو دہائیاں کہتے ہیں۔

دہائیوں کے استعمال کا طریقہ

وَاحِدٌ اور اِثْنَانِ صفت بن کر استعمال ہوتے ہیں اور ان کا استعمال قیاس کے مطابق ہوتا ہے۔ یعنی اگر موصوف مذکر ہے تو اس کے لئے عدد بھی مذکر لایا جائے گا۔ اور اگر موصوف مؤنث ہے تو عدد بھی مؤنث ہی لایا جائے گا، اور واحد ہے تو واحد اور ثنیہ ہے تو ثنیہ۔ جس طرح رَجُلٌ وَاحِدٌ، امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ۔

تین سے دس تک

تین سے لے کر دس تک کے اعداد کو خلاف قیاس استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی محدود مذکر ہو تو عدد مؤنث لائیں گے، اور اگر محدود مؤنث ہو تو عدد مذکر لائیں گے۔ جس طرح ثَلَاثَةُ رَجَالٍ، ثَلَاثُ نِسْوَةٍ، أَرْبَعُ نِسْوَةٍ۔

گیارہ سے بارہ تک

گیارہ اور بارہ کا استعمال مطابق قیاس ہوگا۔ جس طرح اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، اِثْنَا عَشْرَةَ امْرَأَةً یعنی اگر محدود مذکر ہو تو

دونوں عدد مذکر اور اگر معدود مونث ہو تو دونوں عدد مونث ہونگے۔

تیرہ سے انیس تک

تیرہ سے انیس تک پہلا جز خلاف قیاس ہوگا، اور دوسرا جز موافق قیاس ہوگا، جس طرح ثَلَاثَةُ عَشَرَ رَجُلًا، ثَلَاثُ عَشَرَ امْرَأَةً یعنی تیرہ سے انیس تک معدود اگر مونث ہے تو عدد کا دوسرا جز بھی مونث ہوگا اور پہلا مذکر، اور اگر معدود مذکر ہے تو عدد کا دوسرا جز مذکر ہوگا اور پہلا مونث جیسا مذکورہ بالا مثالوں میں۔ تمام دہائیاں عَشْرُونَ سے لے کر تِسْعُونَ تک ہمیشہ مذکر ہی میں رہیں گی، چاہے ان کا معدود مذکر ہو یا مونث جس طرح

عَشْرُونَ رَجُلًا، عَشْرُونَ امْرَأَةً، أَحَدٌ وَعَشْرُونَ رَجُلًا،

اکیس، بائیس، اکتیس، بیس، اکتالیس، بیالیس، اکیادہ، بادہ، اکٹھ، باسٹھ، اکہتر، بہتر، اکیاسی، بیاسی، اکیانوے، بیانوے کا استعمال موافق قیاس ہوگا، یعنی اگر معدود مذکر ہے تو پہلا عدد مذکر اور اگر معدود مونث ہے تو پہلا عدد مونث، جس طرح اِخْدَى وَعَشْرُونَ امْرَأَةً

تینیس سے اکتیس تک، تینتیس سے انا لیس تک اور اسی طرح نانوے تک استعمال خلاف قیاس ہوگا۔ جس طرح ثَلَاثَةٌ وَعَشْرُونَ رَجُلًا، ثَلَاثٌ وَعَشْرُونَ امْرَأَةً۔

یعنی اگر معدود مذکر ہے تو عدد کا پہلا جز مونث اور اگر معدود مونث ہے تو عدد کا پہلا جز مذکر ہوگا۔ تین سے لیکر دس تک اور مِائَةُ، اَلْفٌ ہمیشہ مضاف ہو کر استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح مِائَةُ كِتَابٍ، اَلْفٌ شَہْرِ، مِائَتَا عَالِمٍ، اَلْفَا عَالِمِيَّةٌ، ثَلَاثَةُ اَقْلَامٍ۔

معدود تمیز کے احکام

وَاحِدٌ اور اِثْنَانِ جب مفرد ہوں تو یہ کسی اسم کی صفت بن کر استعمال ہوتے ہیں، ان کی تمیز ذکر نہیں کی جاتی۔ جس طرح

رَجُلٌ وَاحِدٌ، امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ، رَجُلَانِ اِثْنَانِ، امْرَأَتَانِ اِثْنَانِ

تین سے لے دس تک اعداد کی تمیز جمع اور مکسور ہوتی ہے۔ جس طرح ثَلَاثَةٌ رَجَالٍ۔

گیارہ سے نانوے تک کی تمیز منصوب اور مفرد ہوتی ہے۔ جس طرح أَحَدٌ عَشَرَ كُتُبًا جس طرح فَارٌ ثَلَاثَةٌ عَشَرَ رَجُلًا تیرہ شخص کا میاب ہوئے (ثَلَاثٌ عَشْرَةٌ تَلْمِيذَةٌ۔ مِائَةٌ اور اَلْفٌ اور ان کے تنبیہ اور جمع کی تمیز مفرد اور مجرور ہوتی ہے۔ جس طرح مِائَةُ عَامِلٍ سو عوامل (مِائَةُ امْرَأَةٍ اور مِائَتَا رَجُلٍ، مِائَتَا امْرَأَةٍ۔ اِخْدَى وَعَشْرُونَ امْرَأَةً

تینیس سے اکتیس تک، تینتیس سے انا لیس تک اور اسی طرح نانوے تک استعمال خلاف قیاس ہوگا۔ جس طرح ثَلَاثَةٌ وَعَشْرُونَ رَجُلًا، ثَلَاثٌ وَعَشْرُونَ امْرَأَةً۔

یعنی اگر معدود مذکر ہے تو عدد کا پہلا جز مونث اور اگر معدود مونث ہے تو عدد کا پہلا جز مذکر ہوگا۔ تین سے لیکر دس تک

اور مِائَة، اَلْف ہمیشہ مضاف ہو کر استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح مِائَة کِتَاب، اَلْف شَہَر، مِائَتَا عَامِلِم، اَلْفَا هَالِیْمَہ، ثَلَاثَةُ اَقْلَامٍ۔

معدود تمیز کے احکام

وَاحِدٌ اور اِثْنَانِ جب مفرد ہوں تو یہ کسی اسم کی صفت بن کر استعمال ہوتے ہیں، ان کی تمیز ذکر نہیں کی جاتی۔ جس طرح رَجُلٌ وَاحِدٌ، اِمْرَاَةٌ وَاحِدَةٌ، رَجُلَانِ اِثْنَانِ، اِمْرَاتَانِ اِثْنَانِ۔
 تین سے لے دس تک اعداد کی تمیز جمع اور مکسور ہوتی ہے۔ جس طرح ثَلَاثَةُ رِجَالٍ۔۔ گیارہ سے ننانوے تک کی تمیز منصوب اور مفرد ہوتی ہے۔ جس طرح اَحَدٌ عَشَرَ کُتُبًا جس طرح ثَلَاثَةُ عَشَرَ رَجُلًا تیرہ شخص کا مِیَاب ہولے (ثَلَاثُ عَشْرَةَ نَلْمِیْدَةً، مِائَةٌ اور اَلْف اور ان کے ثنیا اور جمع کی تمیز مفرد اور مجرد ہوتی ہے۔ جس طرح مِائَةٌ عَامِلِ سَوْعُو اَمَلِ (مِائَةٌ اِمْرَاَةٌ اور مِائَتَا رَجُلٍ، مِائَتَا اِمْرَاَةٍ۔



الفصل الثالث التانیث والتانیث

﴿خاتمہ کی تیسری فصل تذکیر و تانیث کے بیان میں ہے﴾

الاسْمُ اِمَّا مُذَكَّرٌ وَاِمَّا مُؤَنَّثٌ. وَالْمُؤَنَّثُ مَا لِيهِ عَلَامَةُ التَّانِيثِ لَفْظًا اَوْ تَقْدِيرًا. وَالْمُذَكَّرُ بِخِلَافِهِ. وَعَلَامَاتُ التَّانِيثِ هِيَ: 1- التَّاءُ، نَحْوُ: فَاطِمَةٌ 2- الِاِلْفُ الْمَقْصُودَةُ، نَحْوُ: حُسْبَى 3- الِاِلْفُ الْمَمْدُودَةُ، نَحْوُ: حَمْرَاءَ وَصَفْرَاءَ. وَلَا يُفَكَّرُ مِنْ عَلَامَاتِ التَّانِيثِ اِلَّا التَّاءُ، وَقَدِيلُ كَوْنِ التَّاءِ مُقَدَّرَةٌ هُوَ رُجُوعُهَا فِي التَّصْغِيرِ. نَحْوُ: اَرْضٌ - اَرِيضَةٌ - دَارٌ - دَوِيرَةٌ. وَالْمُؤَنَّثُ اِمَّا حَقِيقِيٌّ وَهُوَ مَا كَانَ يَازَانُهُ ذَكَرٌ فِي الْحَيَوَانِ، كَأَمْرَأَةٍ وَنَاقَةٍ وَاِلَّا فَهُوَ مَجَازِيٌّ بِخِلَافِ الْحَقِيقِيِّ، نَحْوُ: ظُلْمَةٌ وَعَيْنٌ. وَقَدْ عَرَفْتَ أَحْكَامَ الْفِعْلِ إِذَا أُسْنِدَ الْمُؤَنَّثُ فَلَا يُعْبَدُهَا.

ترجمہ

اسم مذکر ہو گا یا مؤنث پس مؤنث وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث لفظاً یا معنایاً موجود ہو اور مذکر وہ اسم ہے جو اس کے خلاف ہو اور تانیث کی علامات تین ہیں تاء جیسے ظلمة اور الف مقصورہ جیسے حسی اور الف ممدودہ جیسے حمراء اور علامات تانیث مقدرہ صرف تاء ہوتی ہے جیسے ارض اور دار میں اس دلیل کے ساتھ کہ ان کی تصغیر اریضہ اور دویرہ آتی ہے پھر مؤنث دو قسم پر ہے مؤنث حقیقی وہ جس کے مقابلے میں کوئی جاندار مذکر ہو جیسے امرأة اور ناقة اور مؤنث لفظی وہ ہے جو اس کے خلاف ہو جیسے ظلمة اور عین اور تحقیق تم نے فعل کے احکام پہچان لئے ہیں جب اس کی اسناد مؤنث کی طرف گئی ہو لہذا ہم ان کا اعادہ نہیں کریں گے۔

شرح

جنس کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں: مذکر۔ مؤنث۔

اسم مذکر کی تعریف

وہ اسم جس میں تانیث کی علامت نہ ہو۔ جیسے: فَرَسٌ گھوڑا۔

اسم مؤنث کی تعریف

وہ اسم جس میں تانیث کی علامت پائی جاتی ہو۔ جیسے: نَاقَةٌ اونٹنی

علامات تانیث کا بیان

تانیث کی تین علامات ہیں :- گول تاء جیسے : حرۃ۔۔ الف مقصورہ جیسے : بحرۃ۔۔ الف ممدودہ جیسے : سوداء۔ فائدہ
مؤنث کی دو قسمیں ہیں : مؤنث کے مقابلے میں زباجدار ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔ مؤنث کے آخر میں علامت تانیث
ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔ تقسیم اول اس اعتبار سے مؤنث کی دو قسمیں ہیں :- مؤنث حقیقی۔ مؤنث لفظی۔

مؤنث حقیقی کی تعریف

وہ مؤنث جس کے مقابلے میں زباجدار ہو چاہے اس میں علامت تانیث ہو یا نہ ہو۔ جیسے : زعفرانۃ۔ اس کے مقابلے میں : زعفران
مرد زباجدار ہے اور آفتان گدھیاس کے مقابلے میں : حمار گدھا زباجدار ہے۔۔

مؤنث لفظی کی تعریف

وہ مؤنث جس کے مقابلے میں کوئی زباجدار نہ ہو خواہ اس میں علامت تانیث ہو یا نہ ہو۔ جیسے : ظلمۃ اندھیر اور عین پانی کا
چشمہ تقسیم ثانی اس اعتبار سے بھی مؤنث کی دو قسمیں ہیں :- مؤنث قیاسی۔ مؤنث سماعی۔

مؤنث قیاسی کی تعریف

وہ مؤنث جس میں علامت تانیث لفظاً موجود ہو۔ جیسے : غائشۃ،

مؤنث سماعی کی تعریف

وہ مؤنث جس میں علامت تانیث لفظاً موجود نہ ہو لیکن اہل عرب اسے بطور مؤنث استعمال کرتے ہوں۔ جیسے : أرض،
شمس۔

فائدہ

اہل عرب جن اسماء کو بغیر علامت تانیث مؤنث استعمال کرتے ہیں ان میں سے بعض درج ذیل ہیں :- خسرت
جنگ۔ گامس پیالہ۔ عصا لٹھی۔ افیخیت سانپ۔ فلک آسمان۔ نعل جوتا۔ بئر کنواں۔
ناب نو کیلیدانت۔ ثعلب۔ ارنب خرگوش۔ أرض زمین۔ شمس سورج۔۔

عورتوں کے تمام نام

جیسے : مریم، زینب، ہند۔۔ وہ اسماء جو عورتوں ہی کے لیے مخصوص ہوں۔ جیسے : أم، عروس۔۔ شرابوں کے
تمام نام۔ جیسے : خمر۔۔۔

دورخ کے تمام نام

جیسے: سَعِیْرٌ، جَحِیْمٌ، مَقَرٌ ... جسم کے وہ اعضاء جو درد و ہوں جیسے: یَلْمِزُ اَہْلَ ثَانِیْہِ جَلَّ ثَانِیْہِ گاور اَلْاَذْنَ کَانَ ..
 .. ہواؤں کے تمام نام۔ جیسے: صَبَاءٌ، قَبُولٌ، دَبُوْرٌ، جَنُوْبٌ، شَمَالٌ .



الفصل الرابع المثنى

﴿خاتمہ کی چوتھی فصل تشنیہ کے بیان میں ہے﴾

المُثْنَى : اِسْمُ الْحَقِّ بِآخِرِهِ أَلِفٌ أَوْ يَاءٌ مَفْتُوحٌ مَا قَبْلَهَا ، وَنُونٌ مَكْسُورَةٌ ، يَدُلُّ عَلَى مُفْرَدَيْنِ اتَّفَقَا لَفْظًا وَمَعْنَى . نَحْوُ رَجُلَانِ رَفَعَا وَرَجُلَيْنِ نَصَبَا وَجَرَأَا . هَذَا فِي الصَّحِيحِ .
 اِمَّا فِي الْمَقْصُورِ ، فَإِنْ كَانَ الْأَلِفُ مُنْقَلِبًا عَنِ الْوَاوِ فِي الثَّلَاثِي ، رُدًّا إِلَى أَصْلِهِ نَحْوُ عَصَوَانِ فِي عَصَا ، وَإِنْ كَانَ مُنْقَلِبًا عَنْ يَاءٍ أَوْ عَنْ وَآوِ فِي الْأَكْثَرِ مِنَ الثَّلَاثِي ، أَوْ لَمْ يَكُنْ مُنْقَلِبًا عَنْ شَيْءٍ ، يَنْقَلِبُ يَاءً ، نَحْوُ رَحِيَانِ ، وَمَلْهِيَانِ ، وَحَبَارِيَانِ .
 وَاِمَّا الْأِسْمُ الْمَمْدُودُ ، فَإِنْ كَانَتْ هَمْزُهُ أَصْلِيَّةً نَحْوُ قَرَاءٍ تَكُنُّ نَحْوُ قَرَاءٍ إِنْ كَانَ كَانَتْ لِلثَّانِيثِ تُقْلَبُ وَآوًا ، نَحْوُ خُمَرَاوَانِ وَإِنْ كَانَتْ بَدَلًا مِنْ وَآوِ أَوْ يَاءٍ مِنْ جَارٍ فِيهِ الرَّجْهَانِ ، نَحْوُ كِسَاوَانِ ، كِسَاءِ إِنْ وَرِدَاوَانِ ، رِدَاءِ إِنْ .
 وَيَجِبُ حَذْفُ نُونِ التَّنْيَةِ عِنْدَ الْإِضَافَةِ ، تَقُولُ : جَاءَ غُلَامًا زَيْدٍ وَنُحَذِّفُ تَاءَ الثَّانِيثِ فِي الْخُصِيَّةِ وَالْآلِيَّةِ وَالْآلِيَّةِ خَاصَّةً ، تَقُولُ : خُصْبَانِ وَالْيَانِ لِأَنَّهُمَا مُتَلَازِمَانِ ، فَكَانَهُمَا تَنْيَةً شَيْءٌ وَاحِدٌ لَا زَوْجَ .

وَإِذَا أُريدَ الْمُثْنَى إِلَى الْمُثْنَى ، يُعْبَرُ عَنِ الْأَوَّلِ بِلَفْظِ الْجَمْعِ ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى : وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا الْمَائِدَةَ ر. (38) وَذَلِكَ لِكَرَاهَةِ اجْتِمَاعِ التَّنْيَيْنِ فِيمَا يَكُونُ اتِّصَالُهُمَا لَفْظًا وَمَعْنَى .

ترجمہ

تشنیہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح ہو اور نون مکسورہ لاحق کیا گیا ہو تاکہ اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھ اس جیسا اسم دوسرا بھی ہے جیسے رجلان اور رجلین ہے۔

اور یہ صحیح میں ہے بہر حال اسم مقصور اگر اس کا الف واو سے بدلا ہوا ہو اور ثلاثی ہو تو اپنی اصل کی جانب لوٹا دیا جائے گا جیسے عصوان عصا میں اور اگر وہ الف واو یا یاء سے بدلا ہوا ہو اور ثلاثی سے زائد یا کسی سے بدلا ہوا نہیں ہے تو وہ الف یا سے بدل دیا جائے گا جیسے رحیان رچی میں اور ملہیان ملھی میں اور حباریان حباری میں اور حبلیان حبلی میں بہر حال ممدودہ اگر اس کا

ہمزہ اصلی ہر توباقی رکھا جائے گا جیسے قرآن قراء میں اور اگر وہ ہمزہ تانیث کیلئے ہو تو واو سے بدل دیا جائے گا جیسے حمزہ ان قراء میں اگر اصل سے ہی واو یا یاء سے بدلا ہوا تھا تو اس میں دو صورتیں جائز ہیں جیسے کسادان اور کسان میں اور اس کے لون کو حذف کرنا واجب ہے اضافت کے وقت جیسے تو کہے "جَاءَ غُلَامًا زَيْدٌ" اسی طرح حذف کر دیئے جاتے ہیں تاہم تانیث میں نصیبتہ اور لمیۃ کے تشنیہ میں خاص طور پر جیسے تو کہے نصیان اور الیان کیونکہ وہ ایک دوسرے کے لیے لازم ہیں گویا کہ وہ دونوں ایک شئی ہیں اور تو جان جب ارادہ کیا جائے تشنیہ کی اضافت کا تشنیہ کی طرف اول کو تعبیر کیا جائے گا جمع سے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا" اور یہ اس لیے کہ دو تشنیہ کا اجتماع ناپسند سمجھا جاتا ہے اس مقام پر جہاں دونوں کا اتصال مؤکد ہو اگرچہ لفظی طور پر ہو یا معنوی طور پر ہو۔

تشنیہ کی تعریف کا بیان

ثنی (تشنیہ) وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ لاحق کر دیا گیا ہوتا کہ وہ اسم اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھ اسی کے مثل ایک اور فرد بھی ہے۔ جیسے زَجَلَانِ وہ اسم جو دو افراد پر دلالت کرے۔ جیسے: مُسْلِمَانِ، دو مسلمان مرد۔

تشنیہ بنانے کا طریقہ

واحد کے آخر میں اَنَالَف ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ لگانے سے بنتا ہے یا۔۔۔ سَنَ یاء ساکن ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ لگانے سے بنتا ہے۔ جیسے: مُسْلِمٌ مِّنْ مُّسْلِمَانِ، یا مُسْلِمَتَيْنِ۔

تشنیہ کے الف میں علمائے نحوات کے اختلاف کا بیان

علامہ عثمان بن جنی موصلی نحوی لکھتے ہیں کہ تشنیہ کے کلمہ میں اختلاف ہے۔ امام سیبویہ کہتے ہیں کہ یہ حرف اعراب ہے۔ لیکن اس میں اعراب کی نیت نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح نصب و جر میں حرف یا حرف اعراب ہے۔ تمہارے اس قول میں "مسردٹ بالزیدین، ورایت الزیدین" اسی طرح یہ بھی حرف اعراب ہے۔ یہی قول ابواسحاق، کیسانی اور ابوعلی، ابو بکر ہے۔ جبکہ امام ابوالحسن نے کہا ہے کہ حرف تشنیہ یہ حرف اعراب نہیں ہے۔ اور نہ ہی اعراب ہے بلکہ یہ اعراب کی دلیل ہے۔ ابو عباس نحوی کا قول بھی اسی طرح ہے۔

امام فراء، ابواسحاق زیادہ اور قطرب نے کہا ہے یہی اعراب ہے۔ لیکن ان تمام اقوال ائمہ نحوات میں سے جو سب سے رائج قول ہے وہ امام سیبویہ کا ہے۔ عل تشنیہ، بحث الف تشنیہ، بیروت

الاسماء التي هي المجموع

المجموع : اسم يدل على ثلاثة فأكثر من الآحاد بتغيير في مفردِهِ هُوَ :

١- اللفظي نحو رجال جمع : رجل ، ومسلمون جمع : مسلم .

٢- تقديرى نحو فلان على وزن أسد فإن مفردة أيضاً فلان لكنه على وزن قفل ، أى إن الجمع فى فلان على وزن مفردِهِ ، لكن الضمة والشكون فى المفرد أصليان كقفل وفى الجمع غرضيان ، وعليه فمثل القوم لا يكون جمعاً لعدم وجود مفردة له .

ثم الجمع على قسمين : ١- مصحح ، وهو لا يتغير بناء مفردِهِ ، نحو مسلمون . ب- مكسر ، وهو ما تغير بناء مفردِهِ ، نحو رجال . والمصحح على قسمين : مذكر سالم ومؤنث سالم .

١- المذكر السليم ، وهو ما لحق بآخرِهِ واو مضمر ما قبلها ، ونون مفتوحة نحو مسلمون ، أو ياء مكسورة ما قبلها ، ونون مفتوحة ، نحو مسلمين .

وأما قولهم سنون ، وأرضون ، وثبون ، وقلون بالواو والنون فساد . ويشترط فى الجمع المذكر السالم - إن كان اسماً - أن يكون علماً لمذكر عاقل خالٍ من التاء . وإن كان صفةً يشترط فيه - إضافة إلى ما ذكر - أن لا يكون من باب افعل فعلاء نحو أحمر مؤنثه حمراء ولا فعلان فعلى نحو سكران مؤنثه سكرى ولا مما يستوى فيه المذكر والمؤنث نحو صبور وجريح ويجب حذف نونه بالإضافة نحو مسلمو مصر هذا فى الصحيح .

أما المنقوص فتُحذف ياءُهُ ، نحو قاضون ، وراعون ، والمنقصور تُحذف اليمّة ، ويبقى ما قبلها مفتوحاً ، ليُدل على الالف المحذوف ، مثل مصطفىون .

٢- المؤنث السالم ، وهو ما لحق بآخرِهِ ألف وتاء ، وشرطه - إن كان صفة وله مذكر - أن يكون مذكّرة قد جمع بالواو والنون نحو مسلمات وإن لم يكن له مذكر فشرطه أن لا يكون مؤنثاً مجرداً من التاء . نحو الحائض ، والحامل ، وإن كان اسماً فإِنَّهُ يُجمع بالالف والتاء بلا شرط نحو هنّات .

وأما الجمع المكسر لصفته فى الثلاثى كثيرة غير مضبوطة ، تُعرف بالسمع نحو أرجل ، وأضراس ، وقلوب ، وفى غير الثلاثى على وزن فعّال نحو جعافير ، وجداول جمع جعفر

وَعَذُولُ الْبَنَاتِ ، ثُمَّ الْجُرْلُوتُ عَلَى الْغَضْرِ بِلَاحٍ .

وَالْحَلْمُ أَنَّ الْخَمِيعَ الْمُكْتَمَرُ أَنْصَا عَلَى الْقَسَمِ :

1 . خَمِيعُ بِلَاحٍ ، وَهُوَ مَا يُطْلَقُ عَلَى الْعَشْرِ لَمَّا دُوِّنَهَا ، وَأَيْبَةُ جَمْعِ الْبِلَاحِ : الْهَمْلُ ، وَالْعَمَلُ ، وَالْفَعْلُ ، وَالْمَعْلُ ، وَالْمَعْلَةُ نَحْوُ : أَشْهُرُ وَالْخَمَالُ ، وَهَنِيَّةٌ ، وَالْحَمْدَةُ .

2 . جَمِيعُ كُفْرِيَّةٍ وَهُوَ مَا يُطْلَقُ عَلَى مَا لَوْقِي الْعَشْرِ وَأَبْيَعُهُ مَا عُدَّاهُ فِيهِ الْإِزْنَةُ . وَيُسْتَفْعَلُ كُلُّ مِثْلِهِمَا فِي مَوْضِعِ الْإِتْمَاعِ مَعَ قَرِينَةٍ ، نَحْوُ لَوْلَاهُ تَعَالَى : وَالْمُسْطَلَقَاتُ يَتَرْتَضْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ لِذَلِكَ لَزُومُ الْبُفْرَةِ 2213 مَعَ وَجُودِ " الْفَرَاءِ " .

ترجمہ

جمع وہ اسم ہے جو ایسے افراد پر دلالت کرے جو حرف مفردہ سے مقصود ہوں کچھ تہدیلی کے ساتھ یا لفظی تہدیلی ہو جیسے راجل راجل میں یا تندریری ہو جیسے لک اسد کے وزن پر اس لیے کہ اس کا مفرد بھی لک ہے لیکن وہ مفرد قفل کے وزن پر ہے پس قوم اور رعدہ اور اس کی مثل اگرچہ افراد پر دلالت کرتے ہیں لیکن یہ جمع نہیں ہیں اس لیے کہ ان کا کوئی مفرد نہیں ہے۔

پھر جمع دو قسم پر ہے جمع صحیح وہ ہے جس کے واحد کا وزن متغیر نہ ہو اور جمع مکسر ہے اور جمع مکسر وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن متغیر ہو جائے پس جمع صحیح دو قسم پر ہے پہلی قسم مذکر اور وہ جمع جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم اور نون ملتحاق لاحق کیا گیا ہو تاکہ اسباب پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھ وہ ہیں جو اس سے زائد ہیں جیسے مسلمین اور یہ جمع صحیح میں ہے بہر حال اسم مقوم اس میں یا کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے قاضون داعون اور اسم مقصور میں اس کے الف کو حذف کر دیا جاتا ہے اور اس کا ماقبل ملتحاق باقی رکھا جاتا ہے تاکہ الف محذوف پر دلالت کرے جیسے مصطلون اور یہ جمع ذوالعقول کے ساتھ خاص ہے بہر حال ان کا قول سنون اور ارنسون ثون اور قلون یہ شاذ ہے اور واجب ہے کہ وہ اسم جس کی جمع بنانی ہو فعل نہ ہو جس مؤنث فعلاء آتی ہو جیسے احمر اور حمراء اور فعلاؤن نہ ہو جس کی مؤنث فعلاؤن آتی ہو جیسے سکران اور سکری اور نہ وہ اسم فعل کے وزن پر ہو جو مفعول کے معنی میں ہو جیسے جریع بمعنی مجروح اور نہ فعل کا وزن ہو جو فاعل کے معنی میں ہو جیسے صبور صابر کے معنی میں ہے اور واجب ہے جمع کے نون کو حذف کرنا اضافت کی وجہ سے جیسے مسلمو مصر اور دوسری قسم مؤنث ہے اور جمع مؤنث وہ ہے جس کے آخر میں الف اور تاء کو لاحق کیا گیا ہو جیسے مسلمات اور اس کی شرط یہ ہے کہ اگر صفت کا صیغہ ہو تو اس کے لئے مذکر بھی ایسا ہو اس کے مذکر کی جمع واؤ اور نون کے ساتھ لائی گئی ہو جیسے مسلمون اگر اس کے لیے مذکر نہ ہو تو پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اسم ایسا مؤنث کا صیغہ نہ ہو جو تاء سے خالی ہو جیسے حائض اور حامل اور اگر وہ اسم مؤنث ایسا ہو جو صفت کا صیغہ نہ ہو تو اس کی جمع الف اور تاء کے ساتھ لائی جائے گی بغیر کسی شرط کے جیسے هندات اور جمع مکسر اور اس کے صیغہ ثلاثی میں کثیر ہیں۔ جو سماع سے پہچانے جاتے ہیں جیسے رجاں اور افراس اور قلوں اور غیر ثلاثی

میں فاعل اور فاعیل کے وزن پر آتے ہیں قیاسی طور پر جیسے تم نے پہچان لیا صرف میں۔
 پھر جمع بھی دو قسم پر ہے ایک جمع قلت ہے اور وہ جمع ہے جو دس سے کم پر بولی جاتے اور اس کے اوزان یہ ہیں
 "اور جمع کی دونوں جمع بغیر الف لام کے جمع قلت میں داخل ہیں جیسے زیدون اور مسلمات اور دوسری قسم جمع کثرت بنا اور وہ یہ ہیں
 ہے جو دس سے زائد پر بولی جائے اور اس کے اوزان ان اوزان کے علاوہ ہیں جو ابھی ذکر ہوئے ہیں۔

جمع کی تعریف کا بیان
 جمع وہ اسم ہے جسے واحد کے حروف میں معمولی تبدیلی کر کے بنایا جائے اور وہ اپنے واحد سے مقصود فرد کے تعدد پر دلالت
 کرے۔ جیسے زخْلَن سے زخْلان۔ اس مثال میں زخْلان کو زخْلن سے بنایا گیا ہے اور یہ رجل کے مقصود "مرد" کی کثرت پر دلالت
 کر رہا ہے۔

وہ اسم جو دو سے زیادہ افراد پر دلالت کرے۔ جیسے: مُسْلِمُونَ، زُجَّالٌ۔ جمع کی اقسام جمع کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ جمع سالم، جمع
 مکسر۔ جس میں تشبیہ اور جمع کی کوئی علامت نہ ہو وہ واحد ہے۔ اس کے ترجمے میں عموماً لفظ "ایک" یا "کوئی" یا "کچھ" لکھا جاتا ہے
 مگر یہ ضروری بھی نہیں۔ جیسے: قلم قلم رجل کوئی مرد وغیرہ۔ ۲۔ حالت رفعی میں۔ ۳۔ حالت نصبی و جری میں۔

جمع سالم کی تعریف
 وہ جمع جس میں واحد کی صورت سلامت ہو صرف اس کے آخر میں کچھ حروف ون، ین، ات بڑھادیے گئے ہوں۔ جیسے:
 مُسْلِمُونَ، أَرْضُونَ، مُسْلِمَاتٌ۔
 جمع سالم کی اقسام جمع سالم کی دو قسمیں ہیں: جمع مذکر سالم، جمع مؤنث سالم۔

جمع مذکر سالم کی تعریف
 وہ جمع جو ذاکر ساکن ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ)۔ ذُنُوبًا، ذُؤَادًا ساکن ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ)۔ سُنَنٌ بڑھا کر بتائی گئی ہو۔ جیسے
 مُسْلِمُونَ، مُسْلِمِينَ۔

بنانے کا طریقہ
 یہ جمع واحد کے آخر میں ذُؤَاذ ساکن ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ یا ذُنُوبًا ساکن ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ کا اضافہ کرنے سے
 بنتی ہے۔ جیسے مذکورہ مثالیں۔

جمع مؤنث سالم کی تعریف

وہ جمع بوائف اور تاء) اب بڑھا کر بنائی گئی ہو۔ جیسے: مُسَلِّمَاتٌ سے مُسَلِّمَاتٌ۔ بنانے کا طریقہ: واحد کے آخر میں۔ اہبالف ما قبل مفتوح اور تائے مضمومہ یا مکسورہ لگانے سے بنتی ہے۔۔۔ جمع مکسر کی تعریف: وہ جمع جس میں واحد کی صورت سلامت نہ رہے۔ جیسے: اَقْلَامٌ، رِجَالٌ، مَسَاجِدٌ۔

جمع مکسر کی اقسام معنی کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں:۔۔۔ جمع قلت۔۔۔ جمع کثرت۔۔۔

جمع قلت کی تعریف

وہ جمع جو تین سے لیکر دس تک افراد پر دلالت کرے۔ جیسے: اَقْوَالٌ، اَنْفُسٌ وغیرہ۔ جمع قلت کے اوزان: اس کے مندرجہ ذیل چھ اوزان ہیں۔ یعنی ان اوزان میں سے کسی وزن پر آنے والی جمع "جمع قلت" کہلائے گی: اَفْعَالٌ۔ جیسے: اَقْلَامٌ۔ فَعْلَةٌ۔ جیسے: بَغْلَةٌ۔ اَفْعَلٌ۔ جیسے: اَنْفُسٌ۔ اَفْعَلَةٌ۔ جیسے: اَلْسِنَةٌ۔ مُفْعِلُونَ۔ جیسے: مُسَلِّمُونَ۔ مُفْعِلَاتٌ۔ جیسے: مُسَلِّمَاتٌ۔۔۔ جمع کثرت کی تعریف: وہ جمع جو دس سے اوپر لامحدود افراد پر دلالت کرے۔ جیسے: عَلَمَاءٌ، طَلَبَةٌ وغیرہ۔ جمع کثرت کے اوزان: اس کے کثیر اوزان ہیں چند مشہور اوزان درج ذیل ہیں۔۔۔ فَعَالٌ۔ جیسے: عِبَادٌ۔ اَفْعَاءٌ۔ جیسے: عَلَمَاءٌ۔ اَفْعِلَاءٌ۔ جیسے: اَنْبِيَاءٌ۔ فَعْلٌ۔ جیسے: رُسُلٌ۔ فُعُولٌ۔ جیسے: نَجُومٌ۔ فُعَالٌ۔ جیسے: خُدَامٌ۔ فَعْلَى۔ جیسے: مَرَضَى۔ فَعْلَةٌ۔ جیسے: طَلَبَةٌ۔ فَعْلٌ۔ جیسے: زُرُقٌ۔ فَعْلَانٌ۔ جیسے: غِلْمَانٌ۔

انتباہ: جمع کثرت کے بعض صیغے ایسے ہیں کہ ان کی مزید جمع مکسر نہیں بن سکتی۔ جیسے: سَوَاحِلٌ

جمع کے چند ضروری قواعد:

کی جمع اُسُورَةٌ اور اُسُورَةٌ کی جمع اُسَاوِرٌ ہے۔ اب آگے مزید اس کی جمع مکسر نہیں بن سکتی۔ ایسی جمع کو "جمع منتہی الجموع" کہتے ہیں۔

جمع منتہی الجموع کے صیغے کی تعریف

وہ صیغہ جس کا پہلا حرف مفتوح اور تیسری جگہ الف علامت جمع منتہی الجموع اور اس کے بعد ایک حرف مشدد ہو۔ جیسے: ذَوَا آبٍ۔ یاد و حروف ہوں جن میں پہلا مکسور ہو۔ جیسے: مَسَاجِدٌ۔ یا تین حروف ہوں جن میں پہلا مکسور اور دوسرا ساکن ہو۔ جیسے:

میں اعراب کی نیت نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح نصب و جر میں حرف یا حرف اعراب ہے۔ تمہارے اس قول میں: "مما یروونہ" اور "ما یروونہ" اور "ما یروونہ" کیسی اور ابوعبلی، ابوبکر ہے۔ جبکہ امام ابوالحسن نے کہا ہے کہ حرف واد یہ حرف اعراب نہیں ہے۔ اور نہ ہی اعراب ہے بلکہ یہ اعراب کی دلیل ہے۔ ابوعبلی کا قول بھی اسی طرح ہے۔

امام فراء، ابواسحاق زیادہ اور قطرب نے کہا ہے یہی اعراب ہے۔ لیکن ان تمام اقوال ائمہ نحوات میں سے جو سب سے زیادہ قول ہے وہ امام سیبویہ کا ہے۔ غل تشیہ، بحث الف تشیہ، بیروت

جمع غیر عاقل کیا ہے

کوئی بھی اسم جو کسی جمادات یا غیر انسان پر بولا جائے اس کو غیر عاقل کہتے ہیں اور پھر جب ایسے اسم کی جمع آتی ہے تو اس کو جمع غیر عاقل کہتے ہیں مثلاً کتاب۔ قلم۔ باب۔ سماء۔ ملک۔ جن،

یہ سب واحد ہیں اور ہر ایک اسم ایک غیر عاقل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور جب ہم ان واحد کلمات کے لیے جمع کا صیغہ لائیں گے۔ یُکْتَبُ ج کُتِبَ۔ قُلُوم ج اُقْلَمَ۔ بَاب ج أَبْوَاب، سَمَاء ج سَمَوَات، مَلِك ج مَلَائِكَة، جَن ج جَنَّات

جمع غیر عاقل کے لیے ضمائر یا اسم اشارہ کا استعمال

اب یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب ہم جملہ میں غیر عاقل کی جمع کو استعمال کرتے ہیں ہے تو پھر اس کے لیے جو ضمیر یا اسم اشارہ استعمال کرتے ہیں اس کا قاعدہ کلیہ کیا ہے۔

جب غیر عاقل کے لیے استعمال ہونے والا لفظ واحد ہو۔ تو اس کے لیے استعمال ہونی والی ضمیر یا اسم اشارہ اس لفظ سے تذکیر، و تانیث میں مطابق کرے گا۔ یعنی اگر لفظ مذکر ہے تو ضمیر یا اسم اشارہ بھی مذکر ہی استعمال ہوگا اور اگر مؤنث ہے تو ضمیر یا اسم اشارہ بھی مؤنث استعمال ہوگا۔ مثلاً هَذَا كِتَابٌ، هَذِهِ ذَرَّاجَةٌ وَغَيْرُهُ

اور جب کوئی بھی ایسا اسم جو کسی غیر عاقل کے لیے استعمال ہوا ہے اس کا جمع کا کلمہ استعمال ہوتا ہے تو غالب طور پر تو غیر عاقل کی جمع کے لیے ضمیر یا اسم اشارہ واحد مؤنث کا صیغہ استعمال کریں گے۔

مگر قرآن میں چند ایک مقامات پر غیر عاقل کی جمع کے لیے حسب ضرورت جمع کا صیغہ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ غیر عاقل کی جمع اور اس کے ساتھ استعمال ہونے والی ضمائر اور اسم اشارہ کے استعمال کی مثال: هَذِهِ كُتِبَ، قُرْيَةُ ج قُرَى تِلْكَ الْقُرَى اَسْمَاءٌ سَمِيَتْهُنَّ وَغَيْرُهُ

میں نے ابھی اوپر عرض کیا ہے کہ جمع غیر عاقل کے لیے ضمیر یا اسم اشارہ کے استعمال کا عمومی قاعدہ یہی ہے کہ جمع غیر عاقل کے

لیکھواحد مونث کا صیغہ استعمال اور تائبہ جیسے ثقب کے لیے اسم اشارہ مذکر۔ القمری نے لکھا اسم اشارہ مذکر اسماء۔
لیکھ ضمیر تھا

قرآن کریم سے غیر عاقل کی جمع کے لیے واحد مونث کی مثال

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ لَا تَعْقِلُوْنَ مَا الْبَقَرَةُ: 229

وَ هٰذِهِ الْاَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ: 51

اِنْ هِيَ اِلَّا اَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوْهَا اَتَّعَمَ النِّجْم: 23

قرآن کریم میں غیر عاقل کے لیے جمع کے صیغہ کا استعمال

بھی غیر عاقل کی جمع ذکر کے ساتھ بھی آتی ہے جب اس سے کسی ایسے فعل کی نسبت کی جائے جو صرف عاقل سے ہی سرزد ہوتے ہیں۔ جیسے: اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِاَبِيْهِ يَا اَبَتِ اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ نَجْمٍ كَوْكَبًا وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ
یوسف: 4

قارئین کرام!

یہاں غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ سورج، چاند اور پھر گیارہ ستارے، تمام کو رَاَيْتُھا کہنے کی بجائے رَاَيْتُهُمْ کہا گیا ہے۔ یعنی جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

اور یہ قاعدہ یہ ہے کہ جب اس غیر عاقل کے ساتھ کسی فعل کے ارتکاب کرنے والا عاقل ہو تو اس کے لیے ضمیر یا اسم اشارہ جمع کا استعمال کریں گے۔

دوسری مثال: وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُوْنَ (20) اَمْوَٰتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ
وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَبَآءٌ يَّبْعَثُوْنَ (21)

قارئین کرام! یہاں بھی پچھلی مثال کی طرح واضح موجود ہے۔ قاعدہ وہی ہے کہ جب بھی غیر عاقل کی جمع ذکر کے ساتھ بھی آتی ہے جب اس سے کسی ایسے فعل کی نسبت کی جائے جو صرف عاقل سے ہی سرزد ہوتے ہیں۔

اور اس آیت میں آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ معبودان باطلہ جن کی بھی پوجا کی جا رہی تھی، ان کو کسی عاقل کے فعل کی نسبت سے ضمیر بھی جمع استعمال کی ہے اور اس کے لیے الہی واحد مونث کا صیغہ استعمال کرنے کی بجائے الذین کا صیغہ جمع کا استعمال کیا گیا ہے۔ پھر يشعرون جمع استعمال کیا گیا ہے۔ يبعثون جمع استعمال کیا گیا ہے۔



الفصل السادس فی المصدر

﴿ خاتمہ کی چھٹی فصل مصدر کے بیان میں ہے ﴾

المَصْدَرُ : اسمٌ يدلُّ على الحدثِ فقط ، ويشتقُّ منه الأفعالُ نحوُ الضَرْبِ والنَّضْرِ مثلاً ، وَابْنَتُهُ مِنَ الثَّلَاثِي الْمُجَرَّدِ غَيْرُ مَضْبُوطَةٍ ، تُعْرَفُ بِالسَّمَاعِ . وَمِنْ غَيْرِ الثَّلَاثِي قِيَاسِيَّةٌ ، نحوُ : الإِفْعَالِ ، وَالْإِنْفَعَالِ ، وَالْإِسْتِفْعَالِ وَالْفَعْلَلَةِ

والمَصْدَرُ إِنْ لَمْ يَكُنْ مَفْعُولًا مُطْلَقًا يَعْمَلُ عَمَلِ فاعِلٍ ، إِنْ كَانَ لازماً ، نحوُ : أَعْجَبَنِي قِيَامُ زَيْدٍ (وَيَنْصِبُ مَفْعُولًا بِهِ أَيْضاً إِنْ كَانَ مُتَعَدِّياً ، نحوُ : نَصْرُ سَعِيدٍ عَلِيًّا فَضِيلَةً ، وَلَا يَجُوزُ تَقْدِيمُ مَفْعُولِ الْمَصْدَرِ عَلَى الْمَصْدَرِ ، فَلَا يُقَالُ : أَعْجَبَنِي زَيْدًا ضَرْبُ عَمْرٍو . وَإِنْ كَانَ مَفْعُولًا مُطْلَقًا ، فَالْعَمَلُ لِلْفِعْلِ الَّذِي قَبْلَهُ ، نحوُ : ضَرَبْتُ ضَرْباً عَمْرًا ، لِأَنَّ عَمْرًا مَنْصُوبٌ بِـ ضَرَبْتُ لَا بِـ ضَرْباً .

ترجمہ

مصدر وہ اسم ہے جو صرف حدث پر دلالت کرے اور اس سے افعال مشتق ہوتے ہیں جیسے "الضَرْبُ والنَّضْرُ" مثلاً اور اس کے اوزان ثلاثی مجرد سے کوئی منقبض نہیں سماع سے پہچانے جاتے ہیں اور یہ ثلاثی کے علاوہ قیاسی ہیں جیسے "وغیرہ پس اگر مصدر مفعول مطلق نہ ہو تو وہ اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے یعنی فاعل کو رفع دیتا ہے اگر لازمی ہو جیسے "أَعْجَبَنِي قِيَامُ زَيْدٍ" اور مفعول کو نصب دیتا ہے اگر وہ متعدی ہو جیسے "نَصْرُ سَعِيدٍ عَلِيًّا فَضِيلَةً" اور جائز نہیں مصدر کا معمول کو مقدم کرنا مصدر پر پس نہیں کہا جائے گا "أَعْجَبَنِي زَيْدًا ضَرْبُ عَمْرٍو" کہنا جائز ہوگا اور مصدر کی اضافت فاعل کی طرف کرنا جائز ہے۔ اور اگر مصدر مفعول مطلق ہو تو پس اس وقت عمل اس فعل کا ہوتا ہے جو اس سے پہلے مذکور ہو جیسے "ضَرَبْتُ ضَرْباً عَمْرًا" میں امر ضربت کی وجہ سے منصوب ہے وہ ضرب کی وجہ سے منصوب نہیں ہے۔

مصدر کی تعریف

نحو میں وہ کلمہ جس سے فعل اور صیغہ صیغہ کی جمع مشتق ہوں۔ اردو میں مصدر کے آخر میں نا ہوتا ہے اور اس میں کوئی زمانہ نہیں پایا جاتا جیسے اٹا تا وغیرہ۔

مصدر وہ اسم ہے جو فقط حدث (یعنی معنی مصدری مثلاً کھانا، پینا، سونا وغیرہ) پر دلالت کرے اور اس سے افعال مشتق ہوتے ہوں۔ جیسے ضربت، اس مثال میں ضرب نقطہ حدث یعنی مارنے کے معنی پر دلالت کر رہا ہے، مارنے والے یا مارنے کے زمانے کا معنی اس میں نہیں پایا جا رہا ہے

عربی، فارسی اور اردو لسانیاتی قواعد کی رو سے مصدر اجزائے کلام کی تین اقسام اسم، فعل اور حرف میں سے جز اسم کی ایک قسم تسلیم کی جاتی ہے اور اس سے مراد ایسے اسماء کی ہوتی ہے کہ جن سے ماضی، حال اور مستقبل کے زمانوں کا اظہار کیے بغیر کسی فعل کی نشاندہی ہوتی ہو۔ یعنی مصدر ایک ایسا کلمہ ہوتا ہے کہ جس میں کوئی کام کرنے کا مفہوم تو معلوم ہوتا ہو لیکن اس کام کے بارے میں یہ نامعلوم ہوتا ہو کہ وہ کس زمانے میں کیا گیا۔

مثال کے طور پر اگر اردو کا لفظ کھایا، کھایا تھا، استعمال کیا جائے تو اس سے یہ ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ کھانے کا فعل انجام پا چکا ہے یعنی زمانہ ماضی کا اظہار ہوتا ہے، جبکہ اگر کہا جائے، کھاتا ہے، کھاتا رہا ہے، تو اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کھانے کا فعل موجودہ زمانے میں انجام پا رہا ہے یا پاتا ہے، اسی طرح اگر کہا جائے کہ، کھائے گا، تو اس سے کھانے کا فعل مستقبل میں واقع ہونے کا پتا چل جاتا ہے۔ مذکورہ بالا تینوں مثالوں میں بالترتیب ماضی، حال اور مستقبل کے زمانے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اگر اسی اسم کو، کھانا، کی صورت میں استعمال کیا جائے تو اس سے یہ تو معلوم ہو جاتا ہے کہ کھانے کا فعل انجام دینے کی بات ہو رہی ہے لیکن کلمہ، کھانا، کہنے سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کھانے کا فعل کس زمانے میں انجام دیا گیا اور اسی صورت کو مصدر کہا جاتا ہے۔ قواعد کی رو سے مصدر کو فعل اور دیگر کلمات گفتگو کی اصل الکلمہ فراہم کرنے والا کلمہ کہا جاسکتا ہے یعنی اسی لفظی اصل کے اشتقاق سے دیگر فعل وجود میں آتے ہیں۔

مصدر کو تین طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔۔۔ اضافت کے ساتھ جیسے اَعَجَبَنِي قِيَامُ ذَبْدٍ مجھے زید کے کھڑے ہونے نے حیرت میں ڈالا، اس مثال میں قیام مصدر اپنے فاعل زید کی طرف منصف ہے جو کہ لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع ہے۔

توین کے ساتھ جیسے اَوْطَعَمَ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ یا کھانا کھلانا فاقے کے دن کسی رشتہ دار یتیم کو، اس مثال میں اطعام مصدر توین کے ساتھ استعمال ہوا ہے اور یَتِيمًا اس کا مفعول بہ ہے۔

الف لام کے ساتھ جیسے عَمَلُكَ حَسَنُ التَّهْدِيَةِ اَبْنَاءُ ه، تیرے چچا نے اپنے بیٹوں کو اچھے اطوار سکھائے اس مثال میں التَّهْدِيَةِ مصدر الف لام کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ اور اَبْنَاءُ ه، اس کا مفعول ہے۔

مصدر کے عمل کی شرط: مصدر کے عمل کی شرط یہ ہے کہ وہ مفعول مطلق نہ ہو۔

مصدر کا عمل: مصدر اپنے فعل کی طرح عمل کرتا ہے اگر فعل لازم کا مصدر ہے تو فعل لازم کی طرح عمل کریگا اگر فعل متعدی کا

مصدر ہے تو فعل متعدی کی طرح عمل کریگا۔ جیسے: فَعَلَ لَزَامًا كَامِدًا عَجِبْتُ مِنْ ذَهَابِكَ مِنْ تِيرَةٍ جانے سے متعجب ہوا۔

فعل متعدی کا مصدر عَجِبْتُ مِنْ ضَرْبِكَ زَبْدًا میں تیرے زید کو مارنے سے متعجب ہوا۔

اسم الفاعل

﴿یہ سبق اسم فاعل کے بیان میں ہے﴾

اسم یشتق من یفعل ، لیدلّٰی من قام به الفعل بمعنى الحدوث . ائی حدوث الفعل منه وصیغته من المجزئ الثلاثی علی وزن الفاعل ، نحو قائم ، وناصر ومن غیرہ علی وزن صیغہ المضارع من ذلك الفعل بمیم مضمرۃ مکان حرف المضارعة ، وکسر ما قبل الآخر ، نحو مذخل ، ومُستخرج .

ويعمل عمل الفعل إن كان فيه معنى الحال والاستقبال ، ومُعْتَمِدًا عَلَى الْمُبْتَدَأ ، نحو زيد قائم أبوه أو ذی الحال ، نحو جاء یی زيد ناصرًا أبوه علیًا ، أو همزة الاستفهام ، نحو أقالم زید؟ أو حرف النفی ، نحو ما قائم زید الآن أو غداً أو موصوف ، نحو عنیدی رجل ناصر أبوه علیًا . لأن كان فيه معنى الماضي وجبت الإضافة ، نحو زید ناصرٌ سَعِيدٌ أمس ، هذا إذا كان مُشْكراً . اما إذا كان مُعْرِفاً بِاللَّامِ فَيُسَوَّى فِيهِ جَمِيعُ الْأَزْمَنِیَّةِ ، نحو زید الناصر أبوه علیًا الآن أو غداً أو أمس فَيَعْمَلُ لِي الْجَمِيعِ .

ترجمہ

اسم فاعل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا کہ دلالت کرے اس ذات پر جس کے ساتھ فعل قائم ہو بمعنی حدوث کے اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے فاعل کے وزن پر آتا ہے جیسے ضارب اور ناصر اور غیر ثلاثی سے اس فعل کے مضارع کے صیغہ کے مطابق ہوتا ہے صرف علامت مضارع کی جگہ میم مضمر لگانے کے ساتھ اور آخر سے ماقبل کسر دینے کے ساتھ جیسے ”مُذْخِلٌ“ ، ”مُستخرج“ اور وہ اپنے فعل معروف والاعمل کرتا ہے اگر حال یا استقبال کے معنی میں ہو اور مبتداء پر اعتماد کرنے والا ہو جیسے ”زید قائم أبوه“ یا ذوالحال پر جیسے ”جاء یی زید ناصرًا أبوه علیًا“ یا موصول پر جیسے ”مررت بالضارب أبوه عمروا“ یا موصوف پر جیسے ”عنیدی رجل ناصر أبوه علیًا“ یا ہمزه استفهام پر جیسے ”أقالم زید“ یا حرف نفی پر جیسے ”ما قائم زید الآن أو غداً“ اگر اسم فاعل ماضی کے معنی میں ہو تو معنا اضافت واجب ہے جیسے ”زید ناصرٌ سَعِيدٌ أمس“ یہ اس وقت ہے کہ جب اسم فاعل نکرہ ہو بہر حال جب اسم فاعل معرف باللام ہو تو اس میں تمام زمانے برابر ہوں گے جیسے ”زید الناصر أبوه علیًا الآن أو غداً أو أمس“

اسم فاعل کی تعریف

وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل قائم ہو۔ جس طرح نابز مد کرنے والا۔
نوٹ: مثالی مجرد سے یہ فاعل کے وزن پر آتا ہے۔ اور اس کو مضارع معروف سے بتایا جاتا ہے۔ جس طرح تَنْصُرُ سے ناصِر

اسم فاعل کا عمل

اسم فاعل بھی اپنے فعل معروف والا عمل کرتا ہے یعنی فاعل کو رفع دیتا ہے۔ اور اگر فعل متعدی کا اسم فاعل ہے تو فاعل کو رفع دینے کے ساتھ ساتھ مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔ جس طرح أَذْهَبْتُ زَيْنًا؟ کیا زید اندر ہے؟ مَضَارِبُ أَخَاكَ آپ کے بھائی کو کوئی نہیں مار رہا

لیکن اسم فاعل کے عمل کرنے کیلئے دو شرطیں ہیں۔ اس میں حال، یا استقبال کا معنی پایا جائے۔ اسم فاعل سے ماقبل چھ چیزوں میں سے کوئی ایک ضرور موجود ہو۔ وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔

حَضَرْتُ زَيْنًا قَائِمًا غَلَامًا، زید نے اس حال میں مارا کہ اس کا غلام کھڑا ہے۔

اس کے ماقبل حرف لنگھی ہو۔ جس طرح مَضَارِبُ زَيْنًا زید نہیں مار رہا ہے۔

اس کے ماقبل ہمزہ استفہام ہو، جس طرح أَفَاصِرُ زَيْنًا خَالِدًا؟

اس کے ماقبل مبتداء ہو اور اسم فاعل اس کی خبر بنے جس طرح زَيْنًا قَائِمًا اَبُوہ زید کا باپ کھڑا ہے۔

اس سے پہلے موصوف ہو اور یہ اس کی صفت واقع ہو۔ جس طرح حَضَرْتُ غَلَامًا قَائِمًا اَبُوہ، میں نے ایسے لڑکے کو مارا

جس کا والد کھڑا ہے

اس کے ماقبل اسم موصول ہو اور یہ صلہ بنے۔ جس طرح جَاءَتْنِي الْمَدِينَةُ حَضَرْتُ عَمْرُوًا۔ میرے پاس وہ شخص آیا جس نے

عمر کو مارا ہے

اس سے قبل ذوالحال ہو اور یہ حال واقع ہو رہا ہو۔ جس طرح عَلِيٌّ زَيْنًا خَالِدًا کی مدد کر رہا ہے؟

نوٹ

مبادلہ کا جو صیغہ فاعل کیلئے ہو اس کا عمل اسم فاعل ہی کی طرح ہوگا۔ جس طرح حَضَرْتُ اَبَاكَ۔

فاعل اور اسم فاعل میں فرق

اسم فاعل عامل ہوتا ہے۔ جبکہ فاعل عامل نہیں ہوتا۔۔۔ فاعل سے پہلے فعل کا ہونا ضروری ہے مگر اسم فاعل سے پہلے ضروری نہیں۔۔۔ فاعل کا مرفوع ہونا ضروری ہے جبکہ اسم فاعل کا مرفوع ہونا ضروری نہیں۔ فاعل کا مشتق ہونا ضروری نہیں جبکہ اسم فاعل

کا مشتق ہونا ضروری ہے۔

ترکیب

ضَرْبَ زَيْنَةٍ قَائِمًا غُلَامُهُ، ضَرْبَ فَعْلٍ زَيْنَةً ذُو الْحَالِ، قَائِمًا اِسْمُ فَاعِلٍ، غُلَامُ مضاف، ضمیر مضاف الیہ، مضاف، مضاف الیہ سے ملکر قَائِمًا کا فاعل، قَائِمًا اپنے فاعل سے ملکر حال، ذُو الْحَالِ اپنے حال سے ملکر فاعل، فَعْلٍ اپنے فاعل سے ملکر مجرد فعلیہ بن جائے گا۔

اسم فاعل ہیئت کلامی کا بیان

ہیئت اسم فاعل تو صرف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ مبداء ذات کے ذریعے قائم ہے لیکن اس قیام کی خصوصیات کہ آیا یہ قیام بطور ایجاد ہے جس طرح "ضارب"، ہے یا بطور حلول ہے جس طرح مریض ہے یہ خصوصیات ہیئت ضارب کے مفاد اور مدلول میں شامل نہیں موار دو مقامات کے اختلاف کے ساتھ یہ خصوصیات بھی مختلف ہوتی رہتی ہیں اور کسی ضابطہ و کلیہ کے تحت نہیں آتیں۔

مثال کے طور پر علم اور نوم کے ایجاد کرنے والے پر عالم اور نام صادق نہیں آتا لیکن قبض و بسط اور نفع و ضرر کے ایجاد کرنے والے پر قابض و باسط اور نافع و ضار صادق آتے ہیں بنا برائیں موجد حرکت پر متحرک صادق نہ آنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ موجد کلام پر متکلم بھی صادق نہ آئے۔



اسم المفعول

﴿یہ سبق اسم مفعول کے بیان میں ہے﴾

إِسْمٌ يُشْتَقُّ مِنَ الْفِعْلِ الْمُضَارِعِ الْمَجْهُولِ الْمُتَعَدِي لِيَدُلَّ عَلَى مَنْ وَقَعَ عَلَيْهِ الْفِعْلُ . وَصِبْغَتُهُ مِنَ التَّلَاحِثِي الْمَجْرَدِ عَلَى وَزْنِ مَفْعُولٍ لَفْظًا ، نَحْوُ مَضْرُوبٍ أَوْ تَقْدِيرًا ، نَحْوُ مَقُولٍ ، وَمَرْمِيٍّ وَمِنْ غَيْرِهِ تَكَاثُفِ الْفَاعِلِ ، مِنَ الْمُضَارِعِ بِفَتْحِ مَا قَبْلَ الْآخِرِ ، نَحْوُ مُدْخَلٍ ، وَمُسْتَخْرَجٍ . وَغَمَلٌ عَمَلٌ لِفِعْلِهِ الْمَجْهُولِ بِالشَّرَاطِ الْمَذْكُورَةِ فِي اسْمِ الْفَاعِلِ نَحْوُ زَيْدٍ مَنْصُورٍ أَبُوهُ الْآنَ أَوْ غَدًا .

ترجمہ

اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہوتا کہ اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہو اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے لفظاً جیسے مضروب یا تقدیراً جیسے مقول اور مرمی اور غیر ثلاثی سے اسم فاعل کی طرح بنتا ہے آخر میں ماقبل کو فتح دینے کے ساتھ جیسے " مُدْخَلٌ ، وَمُسْتَخْرَجٌ " اور یہ اپنے فعل مجہول والا عمل کرتا ہے ان شرائط کے ساتھ جو اسم فاعل میں مذکور ہوئیں جیسے " زَيْدٌ مَنْصُورٌ أَبُوهُ الْآنَ أَوْ غَدًا " اور اس،

اسم مفعول کی تعریف

وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوتا ہے، اور ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے۔ جس طرح مضروب پڑھا ہو، منصور مدد کیا ہو اور غیر۔

اسم مفعول کا عمل

اسم مفعول بھی فعل مجہول کی طرح عمل کرتا ہے اس کے عمل کیلئے بھی وہی شرائط ہیں جو اسم فاعل کیلئے ہیں۔
اسم مفعول نائب الفاعل کو رفع دیتا ہے۔ جس طرح زَيْدٌ مَضْرُوبٌ أَبُوهُ، زید کا باپ مارا گیا اگر یہ ایسے فعل سے بنا ہو جو متعدی بدو مفعول ہو تو پہلے مفعول کو رفع اور دوسرے کو نصب دیگا۔ جس طرح عَمْرُو مَعْطَى غُلَامُهُ، دُرَّهْمًا عَمْرُو کے غلام کو درہم دیا جائے گا۔

اسی طرح اگر ایسے فعل سے بنا ہو جو متعدی بہرہ مفعول ہو تو پہلے مفعول کو رفع دوسرے کو نصب دے گا۔ خَالِدٌ

مُخْبِرًا بِنْتُهُ، عَمَرُوا فَاصِلًا خَالِدَ كَيْ بَنِي كَوْعَمَرُو كَيْ فَاضِلٌ هُوَ نِي كِي خَبَرُو كِي جَائِي كِي۔

ترکیب: زَيْدٌ مَضْرُوبٌ غُلَامُهُ، زَيْدٌ
مبتدا مَضْرُوبٌ اسم مفعول غُلَامٌ مضاف، ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر اسم مفعول کا نائب الفاعل ہوا
، اسم مفعول اپنے نائب الفاعل سے ملکر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔



کیونکہ ہم نے سارا متن ہی ضرورت کے چھاپے کے مطابق لاتے ہوئے شرح کی ہے۔ شکر یہ

صفت مشبہ کی تعریف

صفت مشبہ وہ اسم مشتق ہے جو اس ذات پر دلالت کرے جو دائمی طور پر مصدری معنی سے موصوف ہو۔ جس طرح کہ ذم کرم کرنے والا۔ ثلاثی مجرد سے اس کے چار اوزان مشہور اور کثیر الاستعمال ہیں۔
اسکے عمل کی شرائط:

اسکے عمل کے لئے ضروری ہے کہ یہ، مبتدا، موصوف، ذو الحال، حرف نفی یا استفہام میں سے کسی ایک کے بعد آئے۔ مبتدا کے بعد جس طرح **الْوَلَدُ حَسَنٌ** لڑکا خوبصورت ہے موصوف کے بعد جس طرح **زَيْدٌ خَوْبُصُورٌ** نہیں ہے استفہام کے بعد جس طرح **أَحْسَنُ كِتَابُكَ؟** کیا تمہاری کتاب خوبصورت ہے؟

صفت مشبہ کے استعمال کی صورتوں کا بیان

صفت مشبہ کا صیغہ دو طریقوں سے استعمال ہوتا ہے۔۔۔ معرف باللام جس طرح **زَيْنُ الدِّينِ الْحَسَنُ الْوَجِيہ**۔۔ صفت مشبہ عمل میں اپنے فعل مشتق منہ کی طرح ہے۔۔۔ غیر معرف باللام۔ جس طرح **زَيْنٌ حَسَنٌ وَجِيہ**، اسکے معمول کی صورتیں: اس کے معمول کی تین صورتیں ہیں۔ معرف بلام جس طرح **زَيْنٌ الدِّينِ الْكَلْبِيُّ الْعَالِي**۔ مضاف جس طرح **حَسَنٌ وَجِيہ**،۔۔۔ نہ مضاف نہ معرف بلام جس طرح **الْوَلَدُ حَسَنٌ وَجِيہ**۔ نیز اعراب کے اعتبار سے بھی اس کے معمول کی تین صورتیں ہیں:۔۔۔ فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا جس طرح **زَيْنٌ حَسَنٌ وَجِيہ**۔

مفعول بہ سے مشابہت کی وجہ سے منصوب ہوگا بشرطیکہ وہ معرف ہو جس طرح **الْمَسْجِدُ الْقَبِيحُ السَّاحَةِ**۔ اور اگر معمول نکرہ ہو تو مفعول بہ کی مشابہت یا تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا جس طرح **السَّحَابَةُ قَلِيلٌ مَوْتًا**۔ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرد ہوگا جس طرح **زَيْنٌ شَدِيدٌ الْمُطَالَعَةِ**۔ نوٹ: صفت مشبہ کا معمول اس سے مقدم نہیں ہو سکتا۔

صفت مشبہ کے چند قواعد نحویہ کا بیان

صفت مشبہ اور اسم فاعل میں یہ فرق ہے کہ صفت مشبہ میں معنی مصدری دائمی طور پر پائے جاتے ہیں۔ جبکہ اسم فاعل میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ اس میں معنی مصدری حدودی طور پر پائے جاتے ہیں۔ جس طرح **عَلِيمٌ** ہمیشہ جاننے والا اور **عَالِمٌ** جاننے والا۔ صفت مشبہ کے صیغے مختلف اوزان پر آتے ہیں۔ اور سب سماعی ہیں صرف چند قیاسی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔ جو رنگ، عیب یا حلے پر دلالت کریں ان سے صفت مشبہ واحد مذکر **فَعْلَانٌ** اور واحد مؤنث **فَعْلَاءٌ** کے وزن پر آتا ہے۔ اور دونوں کی جمع **فَعْلَانٌ** کے وزن پر آتی ہے۔ جس طرح **أَخْمَرٌ، خَمْرَاءٌ،**

اور جمع مکثر۔۔ اہل حرفہ یعنی پیشہ ور لوگوں کیلئے زیادہ تر فاعل کا وزن استعمال کیا جاتا ہے۔ جس طرح، خجاط، نخار، خجارت،

خجاط، ہزار،

اور سبھی اسم جامد سے بھی یہ وزن بنا لیتے ہیں، مثلاً ساکسے فاعل جنس سے بننا۔ جب صفت مشبہ کا معمول مرفوع ہو تو اس میں ضمیر نہیں ہوتی کیونکہ اس وقت اس کا معمول اس کا فاعل ہوتا ہے۔ لہذا صفت کا صیغہ اس صورت میں، بیشہ واحد آسنے کا، خواہ معمول واحد ہو یا ثثنیہ یا جمع اور اگر معمول منصوب یا مجرور ہو تو صفت میں ضمیر ہوگی جو موصوف کی طرف راجع اور اس کا فاعل ہوگی نیز یہ ضمیر تذکیر و تانیث اور ثثنیہ و جمع میں موصوف کے مطابق ہوگی۔

ترکیب:

جاء زیند گریم ابوہ، جاء فعل زیند ذوالحال کریم صفت مشبہ اب مضاف، ضمیر مضاف الیہ مضاف الیہ سے ملکر کریم صفت مشبہ کا فاعل صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر حال، حال ذوالحال سے ملکر فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو جائے گا۔

ترکیب:

زیند حسن وجہہ، زیند مبتدا حسن صفت مشبہ وجہ مضاف، ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف، مضاف الیہ سے ملکر حسن کا فاعل حسن صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو جائے گا۔



اسم التفضيل

﴿ یہ سبق اسم تفضیل کے بیان میں ہے ﴾

اسم يشتق من فعل يدل على الموصوف بزيادة على غيره. وصفته الفعل غالباً، فلا ينسب إلا إلى ثلاثي مجرد ليس بكون ولا غيب، نحو على أفضل الناس. فإن كان زائداً على الثلاثي، أو كان لونا أو عيباً وجب أن ينسب من الثلاثي المجرد ما يدل على المبالغة والشدة أو الكثرة أولاً، ثم يذكّر بعده مصدر ذلك الفعل منصوباً على التمييز، كما تقول: هو أشد استخراجاً، وأقوى حمرة، وأقبح عرجاً، وأكثر اضطراباً من زيد. وقياسه أن يكون للفاعل كما مر، وقد جاء للمفعول، نحو: اندر أشغل وأشهر. واستعماله على ثلاثة أوجه:

1- أن يكون مضافاً نحو زيد أفضل القوم ونحو: فاطمة أفضل امرأة.

2- أن يكون معرفاً باللام، نحو زيد الأفضل.

3- أن تأتي بعده من نحو زيد أفضل من عمرو.

ويجوز في الأول إن كان المضاف إليه معرفاً باللام، الأفراد والتدكير، كما تجوز مطابقة اسم التفضيل للموصوف نحو زيد أفضل القوم، والزيدان أفضل القوم، وأفضل القوم، والزيدون أفضل القوم وأفضل القوم، وهند أفضل القوم وأفضل القوم، والهندان أفضل القوم وأفضل القوم، والهندات أفضل القوم وأفضل القوم. وإن كان نكرة فيجب الأفراد والتدكير، نحو هذان أفضل رجلين وهؤلاء أفضل رجال.

وفي الثاني يجب المطابقة، نحو زيد الأفضل، والزيدان الأفضلان، والزيدون الأفضلون. وفي الثالث يجب كونه مفرداً مذكراً أبداً، نحو زيد أفضل من عمرو، والزيدان أفضل من عمرو، والزيدون أفضل من عمرو. وهند، والهندان والهندات أفضل من عمرو.

وعلى الأوجه الثلاثة يضمن فيه الفاعل، واسم التفضيل يعمل في ذلك المضمرة، ولا يعمل في الاسم الظاهر أصلاً إلا إذا صلح وقوع فعل بمعنى اسم التفضيل موقعه في مثل قولهم ما رأيت

رَجُلًا أَحْسَنَ لِي عَمْرٍو الْكُحْلُ مِنْهُ لِي عَيْنٌ زَيْدٌ ، لَأَنَّ الْكُحْلَ فَاعِلٌ لِي أَحْسَنَ إِذْ يَصِيحُ أَنْ يَقَالَ مَا زَأَيْتُ وَرَجُلًا يَحْسُنُ لِي عَمْرٍو الْكُحْلُ كَمَا يَحْسُنُ لِي عَيْنٌ زَيْدٌ .

ترجمہ اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا کہ موصوفہ پر دلالت کرے اس زیادتی پر جو اپنے غیر کے مقابلہ میں ہے اور اس کا مینہ فعل کے وزن پر آتا ہے پس نہیں بنایا جاتا اسم تفضیل مگر ثلاثی مجرد سے جو کہ لون اور عیب کے معنی میں نہ ہو جیسے "غلیبی" "أَفْضَلُ النَّاسِ"۔

پس اگر صیغہ ثلاثی سے زائد ہو یا لون اور عیب کے معنی میں ہو تو واجب ہے کہ فعل کا وزن بنایا جائے مثلاً مجرد سے تاکہ مبالغہ اور شدت اور کثرت دلالت کرے پھر اس کے بعد اس فعل کا مصدر ذکر کیا جائے جو منصوب ہو تمیز ہونے کی بناء پر جیسے تو کہے "أَخْشَوْا أَشَدَّ اسْتَعْمُوا جَاءَ" اور اتوی حرۃ اور ارجع عرجا اور قیاس یہ ہے کہ فاعل کے لیے ہو جیسے مثالوں میں گزر چکا ہے اور کبھی مفعول کے لیے بھی آتا ہے قلت کے ساتھ جیسے "اور اس کا استعمال تین طریقوں پر ہے یا مضاف کے ساتھ جیسے "زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ" معرف باللام کے ساتھ جیسے "زَيْدٌ الْأَفْضَلُ" یا من کے ساتھ جیسے "زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو" اور جائز ہے۔

اول میں مفرد لانا اور اسم تفضیل کو موصوف کے مطابق لانا جیسے "زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ ، وَالزَّيْدَانِ أَفْضَلَا الْقَوْمِ ، وَالْأَفْضَلُ الْقَوْمِ ، وَالزَّيْدُونَ أَفْضَلُ الْقَوْمِ وَالْأَفْضَلُ الْقَوْمِ ، وَهَذَا فَضْلِي الْقَوْمِ وَالْأَفْضَلُ الْقَوْمِ ، وَالْهِنْدَانِ فَضْلِيَا الْقَوْمِ وَالْأَفْضَلُ الْقَوْمِ ، وَالْهِنْدَانِ فَضْلِيَا الْقَوْمِ وَالْأَفْضَلُ الْقَوْمِ"۔

دوسری صورت میں مطابقت واجب ہے جیسے "زَيْدٌ الْأَفْضَلُ ، وَالزَّيْدَانِ الْأَفْضَلَانِ ، وَالزَّيْدُونَ الْأَفْضَلُونَ ،" اور تیسری صورت میں واجب ہے کہ اسم تفضیل ہمیشہ مفرد مذکر ہو جیسے "زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو ، وَالزَّيْدَانِ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو ، وَالزَّيْدُونَ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو ، وَهَذَا ، وَالْهِنْدَانِ وَالْهِنْدَانِ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو اور تینوں صورتوں میں اسم فاعل کی ضمیر لائی جائے گی اور وہ اس ضمیر میں عمل کرے گا اور اسم ظاہر میں بالکل عمل نہیں کرے گا مگر اس جیسے قول میں "مَا زَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ لِي عَمْرٍو الْكُحْلُ مِنْهُ لِي عَيْنٌ زَيْدٌ" پس بے شک کحل یہ فاعل ہے احسن کا اور یہاں بحث ہے۔

اسم تفضیل کے مفہوم سے مفصل اور مفصل علیہ کا بیان

وہ اسم مشتق ہے جو اس ذات پر دلالت کرے جس میں دوسروں کے مقابلے میں معنی مصدری کی زیادتی ہو۔ جس طرح اَنْصَرُ دوسروں کی نسبت زیادہ مدد کرنے والا جس میں مصدری معنی کی زیادتی پائی جائے اسے مُفْضَل اور جس کے مقابلے میں یہ زیادتی پائی جائے اسے مُفْضَل علیہ کہتے ہیں۔ جس طرح الْأُسْتَاذُ الْأَفْضَلُ مِنَ التَّلِيمِ وَاِسْتَاذٌ شَاغِرٌ دے افضل ہے اس میں الْأُسْتَاذُ مُفْضَل اور التَّلِيمُ مَفْضَل علیہ ہے۔ مذکر کیلئے اس کے واحد کا صیغہ مُفْعَلٌ اور مؤنث کیلئے فُعْلَى کے وزن

پڑاتا ہے۔

اسم تفضیل کے عمل کا بیان

اسم تفضیل فعل کی طرح قائل پر عمل کرتا ہے یعنی اسے رفع دیتا ہے۔ اس کا قائل اکثر موصوفہ مستتر ہوتی ہے۔

اسم تفضیل کا استعمال

اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے ہیں۔ الف لام کے ساتھ :- جس طرح جَاءَ زَيْدٌ الْفَضْلُ فَضِيلَتُهُ وَالْأَزِيدُ آيَةٌ
مِنْ كِتَابِهِ :- جس طرح، زَيْدٌ الْفَضْلُ مِنْ عَمْرِو بْنِ زَيْدٍ عَمْرُو بْنُ زَيْدٍ سے زیادہ افضل ہے۔
اضافت کے ساتھ :- جس طرح، زَيْدٌ الْفَضْلُ الْقَوْمِ زَيْدٌ قَوْمٌ میں سب سے افضل ہے اسم تفضیل کا استعمال ان تین طریقوں
میں سے کسی ایک کے ساتھ ضرور ہوگا۔

اسم تفضیل کی تذکیر و تانیث

جب اسم تفضیل کو حرف جر من کے ساتھ استعمال کیا جائے تو اسم تفضیل کا صیغہ ہمیشہ مفرد مذکر ہی استعمال ہوگا، اور اس کا
موصوف کے مطابق ہونا شرط نہیں۔ جس طرح، سَلَمَى أَجْدَرُ مِنْ أُخْتَيْهَا ۔

اگر اسم تفضیل نکرہ کی طرف مضاف ہو، تو اس صورت میں واحد مذکر لانا واجب ہے۔
جس طرح، زَيْدٌ الْفَضْلُ رَجُلٌ، زَيْنَبُ الْكِبَرِ امْرَأَةٌ، هَاتَانِ الْفَضْلُ امْرَأَتَانِ ۔

اگر اسم تفضیل معرفہ کی طرف مضاف ہو تو اس وقت دو صورتیں جائز ہیں۔ یا تو ماقبل سے مطابقت رکھی جائے یا پھر واحد مذکر
لایا جائے۔ جس طرح، الرَّجُلَانِ الْفَضْلُ النِّسَاءُ اور الرَّجُلَانِ الْفَضْلُ النِّسَاءُ، دونوں جائز ہیں۔

اسی طرح، عَائِشَةُ أَكْثَرُ الزَّوْجَاتِ، عَائِشَةُ عَلَمَى الزَّوْجَاتِ دونوں طرح جائز ہے۔

اگر اسم تفضیل الف لام کے ساتھ ہو تو اس صورت میں اسے ماقبل کے مطابق لانا واجب ہے۔ جس طرح، زَيْدٌ الْفَضْلُ،
الزَّيْدَانِ الْفَضْلَانِ، الزَّيْدُونَ الْفَضْلُونَ، فَاطِمَةُ الْفَضْلَانِ، الْفَاطِمَتَانِ الْفَضْلِيَّانِ، الْفَاطِمَاتُ الْفَضْلِيَّاتُ ۔

اسم تفضیل سے متعلق نحوی قواعد کا بیان

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کثرت استعمال کی وجہ سے اسم تفضیل کے ہمزہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح خَيْرٌ شَرٌّ اَصْلٌ مِنْ
اَخْيَرٍ اور اَشْرٌ تھے۔ اسم تفضیل پر تنوین نہیں آتی کیونکہ یہ غیر منصرف ہوتا ہے۔

اسم تفضیل صرف ثلاثی مجرور سے آتا ہے۔ اس کیلئے بھی یہ شرط ہے کہ اس میں رنگ و عیب کے معنی نہ پائے جائیں۔

اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقوں میں سے کوئی دو ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔ جس طرح، الرَّجُلُ الْفَضْلُ مِنْ زَيْدٍ

پر ماضی جاز نہیں۔ جب مفضل علیہ معلوم ہو تو اس کو حذف کر دینا جائز ہے۔ جس طرح اللہ اکبر دراصل، اللہ اکبر من کل شیء تھا۔

ترکیب

الْأُسْتَاذُ الْفَضْلُ مِنَ التَّلْمِیْذِ الْأُسْتَاذُ، مبتدا، اُنْفُصِلَ اسم تفصیل اس میں ہو ضمیر اس کا فاعل من جار تلمیذ مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر اُنْفُصِلَ کے متعلق ہوا، اُنْفُصِلَ اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر مبتدا کی خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

ترکیب:

زَيْدٌ الْفَضْلُ الْقَوْمِ، زَيْدٌ مبتدا، اُنْفُصِلَ اسم تفصیل اس میں ہو ضمیر اس کا فاعل اسم تفصیل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر مضاف، الْقَوْمِ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا کی خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔



الْقِسْمُ الثَّانِي فِي الْفِعْلِ

﴿قسم ثانی فعل کے بیان میں ہے﴾

الْقِسْمُ الثَّانِي فِي الْفِعْلِ ، وَقَدْ سَبَقَ تَعْرِيفُهُ وَأَقْسَامُهُ ثَلَاثَةٌ : 1- الْمَاضِي . 2- الْمَضَارِعُ 3- الْأَمْرُ
کلمہ کی دوسری قسم فعل ہے اور اس کی تعریف یقیناً پہلے گئی ہے اور اس کی اقسام تین ہیں اماضی ۲ مضارع ۳ امر۔

فعل کی اقسام کا بیان

علامہ احمد ابذی نحوی متوفی ماکی ۸۶۰ھ لکھتے ہیں کہ فعل کی تین اقسام ہیں۔ اماضی ۲ مضارع ۳ امر۔ یاد رہے فعل کی تقسیم علمائے
نجات بصرہ کے نزدیک ہے جبکہ علمائے نجات کوفہ اور امام اعظمی کے نزدیک فعل کی دو اقسام ہیں۔ اماضی ۲ مضارع ہے۔ اور فعل
امر ہے یہ مضارع سے بننے والا ہے۔ لہذا اس کی الگ کوئی قسم نہیں ہے۔ (المجدد فی علم النحو، ص ۹، بیروت)



فعل ماضی کو مقدم کر

علمائے صرف اور

جن میں ایک سبب

یہ ماضی ان کیلئے امر

دوسرا سبب

واقعہ کا انکار ممکن

لفظ ماضی کا

فعل

مستحورک

ترجمہ

پہلی

اس کے

جیسے ضم

فعل

فعل

الفعل الماضي

﴿یہ سبق فعل ماضی کے بیان میں ہے﴾

فعل ماضی کو مقدم کرنے کی بحث میں نحوی مطابقت کا بیان

علمائے صرف اور علمائے نحوات کے اتفاق سے فعل ماضی کو تمام افعال سے مقدم ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کے کئی اسباب و علل ہیں جن میں ایک سبب یہ ہے۔ کہ ماضی لفظی اعتبار سے مقدم ہے کیونکہ دیگر افعال ماضی سے پہلے واسطہ اور بلا واسطہ نکلنے والے ہیں اور یہ ماضی ان کیلئے اصل کا مقام رکھتی ہے۔ لہذا ہر اصل اپنی فرع پر مقدم ہوا کرتی ہے۔

دوسرا سبب یہ ہے ماضی ایسا فعل ہے جس میں معنی کے اعتبار سے ثبوت یقینی ہوتا ہے۔ کیونکہ گزر جانے والے کسی بھی معاملہ یا واقعہ کا انکار ممکن نہیں ہے۔ اس کے ثبوت میں ایسی قوت ہے جو دیگر افعال میں نہیں ہے۔

لفظ ماضی کا لغوی معنی

فِعْلٌ يَدُلُّ عَلَى زَمَانٍ قَبْلَ زَمَانِ الْخَبَرَةِ ، وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى الْفَتْحِ ، إِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَ ضَمِيرٍ مَرْفُوعٍ مُتَحَرِّكًا ، وَإِلَّا فَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى السُّكُونِ نَحْوُ ضَرَبْتُ أَوْ عَلَى الضَّمِّ إِنْ كَانَ مَعَ الْوَائِ نَحْوُ ضَرَبُوا ،

ترجمہ

پہلی قسم ماضی ہے اور وہ فعل ہے جو دلالت کرے ایسے زمانے پر جو تمہارے زمانے سے پہلے ہو اور وہ مبنی بر فتح ہوتی ہے اگر نہ اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک اور نہ واؤ آخر میں ہو جیسے ضرب اور فعل ماضی کا صیغہ ضمیر مرفوع متحرک کے ساتھ مبنی بر سکون ہے جیسے ضربت اور ضمہ بر مبنی ہے واؤ کے ساتھ جیسے ضربوا۔

فعل ماضی کی تعریف

وہ فعل جو گزشتہ زمانہ میں کسی کام کے ہونے پر دلالت کرے۔ مثلاً ضَرَبَ مارا اس ایک مرد نے

فعل ماضی کی اقسام

فعل ماضی کی چھ قسمیں ہیں: ماضی مطلق ماضی قریب ماضی بعید ماضی احتمالی ماضی تمنائی ماضی استمراری۔

فعل ماضی مطلق کی تعریف

وہ فعل ماضی جس میں قُرب و بعد یعنی دوری اور نزدیکی کا اعتبار نہ ہو۔ جیسے نَفَرَ مَرْدٌ کی اس ایک مرد نے بنانے کا طریقہ۔ مَرْدٌ مجرد مصدر کے فاء اور لام کلمہ کو فتنہ دیں، اور عین کلمہ پر تینوں حرکات آتی ہیں یعنی کبھی فتنہ کبھی کسرہ اور کبھی ضمہ۔ جیسے نَفَرَ سے نَفَرَ، ضَرْب سے ضَرْب اور ضَرْف سے ضَرْف

فعل ماضی قریب کی تعریف

وہ فعل جو ماضی قریب میں کسی کام کے پائے جانے پر دلالت کرے۔ جیسے قَدْ، بنانے کا طریقہ: ماضی مطلق سے پہلے "قَدْ" لگانے سے فعل ماضی قریب بن جاتا ہے جیسے ضَرْب سے قَدْ ضَرْب۔ یہ حرکات باب کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

ماضی احتمالی کی تعریف

وہ فعل جو زمانہ ماضی میں کسی کام کے پائے جانے میں شک پر دلالت کرے۔ جیسے لَعَلَّ، ضَرْب شاید مارا ہو گا اس ایک مرد نے اسے "ماضی شکی" بھی کہتے ہیں۔

بنانے کا طریقہ: ماضی مطلق کے شروع میں "لَعَلَّ، لَعَلَّمَا، یا لَيَكُونُ" کا اضافہ کرنے سے فعل ماضی احتمالی بن جاتا ہے۔ جیسے قُرْءَ سے لَعَلَّمَا قُرْءَ شاید پڑھا ہو اس ایک مرد نے،

نوٹ: اگر "لَعَلَّ" کا اضافہ کیا جائے تو اس کے بعد ایک اسم منصوب یا ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو صیغہ کے بدلنے کے ساتھ ساتھ بدلتی رہے گی۔ جیسے فَعَلَ سے لَعَلَّ زَيْدٌ فَعَلَ شاید کیا ہو زید نے، لَعَلَّ، فَعَلَ شاید کیا ہو اس ایک مرد نے ضَرْبَ یا بھی مارا اس ایک مرد نے۔

فعل ماضی بعید کی تعریف

وہ فعل جو ماضی بعید میں کسی کام کے پائے جانے پر دلالت کرے۔ جیسے كَانَ، جَاءَ، ضَرْب سے آیا تھا وہ ایک مرد نوٹ "كَانَ" کا صیغہ فعل ماضی کے صیغے کے بدلنے کے ساتھ ساتھ بدلتا رہے گا۔ بنانے کا طریقہ: ماضی مطلق سے پہلے "كَانَ" کا اضافہ کرنے سے فعل ماضی بعید بن جاتا ہے۔ جیسے كَانَ ضَرْب

فعل ماضی تمنائی کی تعریف

وہ فعل ماضی جو کسی کام کی خواہش یا آرزو پر دلالت کرے۔ جیسے لَيْتَ، ضَرْب کاش مارنا وہ ایک مرد۔ بنانے کا طریقہ: ماضی مطلق کے شروع میں "لَيْتَ" یا "لَيْتَمَا" کا اضافہ کرنے سے فعل ماضی تمنائی بن جاتا ہے۔ نَفَرَ سے لَيْتَمَا نَفَرَ کاش مدد کرتا وہ ایک

مردنوں پر "لیٹ" کا اضافہ کیا جائے تو اعلیٰ کی طرح اس کے بعد بھی ایک اسمِ منصوب یا ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو صیغہ نے بدلنے کے ساتھ ساتھ بدلتی رہے گی۔ جیسے فعل سے لیٹ زندہ فعل کاٹ کر تازیہ یا لیٹ فعل۔ کاٹ کر تازیہ ایک مرد۔

فعل ماضی استمراری کی تعریف

وہ فعل ماضی جو کسی کام کے مسلسل پائے جانے پر دلالت کرے۔ جیسے کان۔ ضرب مارنا تازیہ ایک مرد۔ بنانے کا طریقہ فعل مضارع کے شروع میں "کان" کا اضافہ کرنے سے فعل ماضی استمراری بن جاتا ہے۔ جیسے۔ ضرب سے کان۔ ضرب مارا کرتا تھا وہ ایک مرد۔

نوٹ: "کان" کا صیغہ فعل مضارع کے صیغے کے بدلنے کے ساتھ ساتھ بدلتا رہے گا۔

انتباہ:

ماضی بنانے کے مذکورہ بالا طریقوں سے یہ بات واضح ہے کہ ماضی مطلق اور ماضی استمراری کے علاوہ باقی تمام ماضی "فعل ماضی مطلق مثبت معروف" سے بنائی جاتی ہیں۔ جبکہ ماضی مطلق مصدر سے اور ماضی استمراری فعل مضارع سے بنتی ہیں۔

مذکورہ بالا طرق یعنی طریقوں کے مطابق ہر ایک قسم سے فعل ماضی مثبت معروف کا صیغہ واحد مذکر غائب بنے کا مثبت مجہول بنانے کے لیے سوائے ماضی استمراری کے ان میں سے ہر ایک فعل کے فاء کلمہ کو ضمہ اور عین کلمہ کو کسرہ دیتے ہیں۔ جیسے ضرب سے ضرب، جبکہ ماضی استمراری میں علامت مضارع کو ضمہ اور عین کلمہ کو فتحہ دیتے ہیں۔ جیسے کان۔ ضرب سے کان۔ ضرب۔

ان میں سے ہر ایک کو منفی بنانے کے لیے فعل ماضی کے صیغہ سے پہلے حرف نفی نہایا کا اضافہ کرتے ہیں۔ جیسے ضرب یا ضرب سے ماضرب یا ماضرب، کان یا کان۔ ضرب سے ماکان۔ ضرب یا کان۔ ضرب یا ماکان۔ ضرب وغیرہ۔

پھر ان تمام صیغوں میں واحد،ثنیہ و جمع، مذکر و مؤنث، غائب، حاضر و متکلم کی علامات و ضماور داخل کر کے چودہ صیغوں کی گردان مکمل کی جاتی ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ماضی کی ہر ایک قسم سے چار طرح کی گردانیں بنیں گی: ماضی مثبت معروف ماضی مثبت مجہول ماضی منفی معروف ماضی منفی مجہول۔ نیز ہر فعل کے چودہ صیغے ہوتے ہیں: تین مذکر غائب کے، تین مؤنث غائب کے، تین مذکر حاضر کے، تین مؤنث حاضر کے اور دو صیغے متکلم کے ایک واحد مذکر و مؤنث کے لیے اور ایک ثنیہ و جمع مذکر و مؤنث کے لیے۔۔۔۔۔۔ یہ بھی یاد رہے کہ ثلاثی مجرد سے ماضی معروف تین اوزان پر آتا ہے: فَعَلَ، فَعِلَ اور فَعُلَ۔

اور ماضی مجہول کا ایک ہی وزن ہے: فَعُلَ۔ اب ان میں سے ہر ایک کی گردان ترجمہ، صیغہ اور علامت و ضمیر کے ساتھ پیش کی جاتی ہے۔

فعل ماضی مطلق مثبت معروف

گردان ترجمہ صیغہ علامت فَعُلَ کیا اس ایک مرد نے صیغہ واحد مذکر غائب۔۔۔ فَعُلَ کیا ان دو مردوں نے صیغہ ثنیہ مذکر

غائبہ افعلا کیا ان سب مردوں نے صیغہ جمع مذکر غائبہ افعلت کیا اس ایک عورت نے صیغہ واحد مؤنث غائبہ افعلت
کیا ان دو عورتوں نے صیغہ تثنیہ مؤنث غائبہ افعلت کیا ان سب عورتوں نے صیغہ جمع مؤنث غائبہ افعلت کیا تبھی ایک مرد نے
صیغہ واحد مذکر حاضر ت

فعلت کیا تم دو مردوں نے صیغہ تثنیہ مذکر حاضر ثما فعلت کیا تم سب مردوں نے صیغہ جمع مذکر حاضر ثما فعلت کیا تبھی ایک عورت
نے صیغہ واحد مؤنث حاضر ت فعلت کیا تم دو عورتوں نے صیغہ تثنیہ مؤنث حاضر ثما فعلت کیا تم سب عورتوں نے صیغہ جمع مؤنث
حاضر ثما فعلت کیا میں نے مرد یا عورت صیغہ واحد متکلم مذکر مؤنث ت فعلت کیا ہم سب نے مرد یا عورت صیغہ جمع
متکلم مذکر مؤنث ت

فعل ماضی مطلق مثبت مجہول

گردان ترجمہ صیغہ فعل کیا گیا وہ ایک مرد صیغہ واحد مذکر غائب فعل کئے گئے وہ دو مرد صیغہ تثنیہ مذکر غائب فعل کئے گئے وہ
سب مرد صیغہ جمع مذکر غائب فعلت کی گئی وہ ایک عورت صیغہ واحد مؤنث غائب فعلت کی گئیں وہ دو عورتیں صیغہ تثنیہ مؤنث غائب
فعلت کی گئیں وہ سب عورتیں صیغہ جمع مؤنث غائب فعلت کیا گیا تو ایک مرد صیغہ واحد مذکر حاضر فعلت کئے گئے تم دو مرد صیغہ تثنیہ
مذکر حاضر فعلت کئے گئے تم سب مرد صیغہ جمع مذکر حاضر

فعلت کی گئی تو ایک عورت صیغہ واحد مؤنث حاضر فعلت کی گئیں تم دو عورتیں صیغہ تثنیہ مؤنث حاضر فعلت کی گئیں تم سب عورتیں
صیغہ جمع مؤنث حاضر فعلت کیا گیا میں ایک مرد یا عورت صیغہ واحد متکلم مذکر مؤنث فعلت کئے گئے ہم سب مرد یا عورتیں صیغہ جمع
متکلم مذکر مؤنث،

فعل ماضی مطلق منفی معروف

گردان ترجمہ صیغہ ما فعل نہیں کیا اس ایک مرد نے صیغہ واحد مذکر غائب ما فعلت نہیں کیا ان دو مردوں نے صیغہ تثنیہ
مذکر غائب ما فعلت نہیں کیا ان سب مردوں نے صیغہ جمع مذکر غائب ما فعلت نہیں کیا اس ایک عورت نے صیغہ واحد
مؤنث غائب ما فعلت نہیں کیا ان دو عورتوں نے صیغہ تثنیہ مؤنث غائب ما فعلت نہیں کیا ان سب عورتوں نے صیغہ جمع
مؤنث غائب ما فعلت نہیں کیا تبھی ایک مرد نے صیغہ واحد مذکر حاضر ما فعلت نہیں کیا تم دو مردوں نے صیغہ تثنیہ مذکر حاضر
ما فعلت نہیں کیا تم سب مردوں نے صیغہ جمع مذکر حاضر ما فعلت نہیں کیا تبھی ایک عورت نے صیغہ واحد مؤنث حاضر ما فعلت
نہیں کیا تم دو عورتوں نے صیغہ تثنیہ مؤنث حاضر، ما فعلت نہیں کیا تم سب عورتوں نے صیغہ جمع مؤنث حاضر ما فعلت نہیں
کیا میں نے مرد یا عورت صیغہ واحد متکلم مذکر مؤنث ما فعلت نہیں کیا ہم سب مرد یا عورت نے صیغہ جمع متکلم

فصل ماضی مطلق منفی مجہول

مردان ترجمہ صیغہ ماضی نہیں کیا گیا وہ ایک مرد صیغہ واحد مذکر غائب ماضی نہیں کئے گئے وہ دو مرد صیغہ ثنیہ مذکر غائب ماضی نہیں کئے گئے وہ سب مرد صیغہ جمع مذکر غائب ماضی نہیں کی گئی وہ ایک عورت صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی نہیں کی گئیں وہ دو عورتیں صیغہ ثنیہ مؤنث غائب ماضی نہیں کی گئیں وہ سب عورتیں صیغہ جمع مؤنث غائب ماضی نہیں کیا گیا تو ایک مرد صیغہ واحد مذکر حاضر ماضی نہیں کئے گئے تم دو مرد صیغہ ثنیہ مذکر حاضر ماضی نہیں کئے گئے تم سب مرد صیغہ جمع مذکر حاضر ماضی نہیں کی گئی تو ایک عورت صیغہ واحد مؤنث حاضر ماضی نہیں کی گئیں تم دو عورتیں صیغہ ثنیہ مؤنث حاضر ماضی نہیں کی گئیں تم سب عورتیں صیغہ جمع مؤنث حاضر ماضی نہیں کیا گیا میں ایک مرد یا عورت صیغہ واحد متکلم مذکر و مؤنث ماضی نہیں کئے ہم سب مرد یا عورت صیغہ جمع متکلم مذکر و مؤنث،



الفعل المضارع

یہ سبق فعل مضارع کے بیان میں ہے ﴿

فعل مضارع کی نحوی مطابقت کا بیان

فعل۔ ماضی کے بعد فعل مضارع کو بیان جا رہا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ماضی سے مضارع بنتا ہے۔ اور مضارع سے دیگر افعال واسمائے مشتقات بنتے ہیں۔ اور یہ فعل مضارع ہی ہے جو ماضی سے صیغوں کو حاصل کر کے دیگر افعال واسمائے مشتقات کی جانب انتقال میں کئے میں ذریعہ و سبب بنتا ہے۔ پس اسی لئے اس کو ماضی سے مؤخر اور دیگر افعال واسمائے مشتقات سے مؤثر ذکر جاتا ہے۔ خاص طور پر صرف کی کتابوں میں ایسا ہے۔ اگرچہ یہاں اسمائے مشتقات کی ابحاث پہلے گزر چکی ہیں۔ تاہم افعال کی ابحاث ابھی تک باقی ہیں۔ لیکن اصل میں امر و نہی وغیرہ سے تقدم و تاخر کو ہم بیان کر رہے ہیں۔

لفظ مضارع کا لغوی معنی کا بیان

تضرع ضرع کے مادہ سے پستان کے معنی میں ہے اس شخص کے کام کو بھی تضرع کہتے ہیں جو انگلیوں کی پوروں سے دودھ دے رہا ہے۔ بعد ازاں یہ لفظ اظہار خضوع اور تواضع کے لئے استعمال ہونے لگا۔

فِعْلٌ يُشَبُّهُ الْاسْمُ بِأَحَدِ حُرُوفِ أَتَيْنَ فِي أَوَّلِهِ لَفْظًا فِي : 1- اِتِّفَاقُ حَرَكَاتِهِمَا وَسَكَنَاتِهِمَا نَحْوُ يَضْرِبُ ، وَيَسْتَخْرِجُ ، فَهُوَ نَحْوُ ضَارِبٍ ، وَمُسْتَخْرِجٍ ،

2- دُخُولُ لَامِ التَّأَكِيدِ فِي أَوَّلِهِمَا ، تَقُولُ : إِنَّ زَيْدًا لَيَقْدُومُ كَمَا تَقُولُ : إِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ .

3- تَسَاوِيهِمَا فِي عَدَدِ الْحُرُوفِ .

کَمَا يُشَبُّهُ الْاسْمُ مَعْنَى فِي أَنَّهُ مُشْتَرِكٌ بَيْنَ الْحَالِ وَالْإِسْتِقْبَالِ ، كَأَسْمِ الْفَاعِلِ وَلِذَلِكَ سَمَّوْهُ مُضَارِعًا أَيْ مُشَابِهًا لِاسْمِ الْفَاعِلِ . وَالسَّيْنُ ، وَسَوْفَ يُخَصِّصَانِ الْمُضَارِعَ بِالْإِسْتِقْبَالِ ، نَحْوُ سَيَضْرِبُ وَاللَّامُ الْمَفْتُوحَةُ تُخَصِّصُهُ بِالْحَالِ ، نَحْوُ لَيَضْرِبُ .

وَحُرُوفُ الْمُضَارِعَةِ مَضْمُومَةٌ فِي الرَّبَاعِيِّ ، أَيْ فِيمَا كَانَ مَاضِيَهُ عَلَى أَرْبَعَةِ أَحْرَفٍ ، نَحْوُ يُدْخِرُجُ وَمَفْتُوحَةٌ فِيمَا عَدَاهُ ، نَحْوُ يَضْرِبُ ، وَيَسْتَخْرِجُ .

وَإِعْرَابُهُ - مَعَ أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْفِعْلِ الْبِنَاءُ - لِمُشَابَهَتِهِ الْاسْمَ ، وَالْأَصْلُ فِي الْاسْمِ الْإِعْرَابُ ،

وَذَلِكَ إِذَا لَمْ تَتَّصِلْ بِهِ نُونُ التَّكِيدِ ، وَلَا نُونُ جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ . وَأَنَوَاعُ إِعْرَابِ الْمُضَارِعِ ثَلَاثَةٌ : رَفَعٌ ، وَنَصْبٌ ، وَجَزْمٌ ، نَحْوُ يَنْصُرُ وَأَنْ يَنْصُرَ ، وَلَمْ يَنْصُرَ .

ترجمہ

وہ فعل ہے جو اسم کے مشابہ ہو حروف اتمین میں سے کسی ایک کے ساتھ جو اس کے شروع میں ہو لفظاً اور مضارع اسم فاعل کے ساتھ مشابہ حرکات و سکنات میں اتفاق کے ساتھ جیسے "ضارب" ، "مُستخرج" اور مشابہ ہے اسم کے ساتھ لام تاکید سے ان دونوں کے شروع میں داخل ہونے میں جیسے تو کہے "إِنْ زَيْدًا لَيَقْدُومُ" جیسے تو کہتا ہے "إِنْ زَيْدًا لَقَائِمٌ" اور دونوں مشابہ ہیں حروف کی تعداد کے مساوی ہونے میں اور معنایہ دونوں مساوی ہیں کہ حال اور استقبال میں مشترک ہونے میں اسم فاعل کی طرح اور اسی لیے اس کا نام رکھا گیا ہے مضارع بن جاتا ہے اور حرف سین اور سوف کا داخل ہونا اس کو استقبال کے ساتھ خاص کرتا ہے جیسے "سَيَضْرِبُ" اور لام مفتوحہ کا داخل ہونا حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے لِيَضْرِبُ البتہ وہ مارتا ہے اور علامت مضارع رباعی میں مضموم ہوتی ہے جیسے "يُخْرِجُ" کیونکہ اس اصل یا خرج تھی اور اس کے علاوہ میں علامت مضارع مفتوح ہوتی ہے جیسے "يَضْرِبُ" ، "يُسْتَخْرِجُ" بے شک صرفیوں نے مضارع کو اعراب دیا ہے باوجودیکہ فعل کی اصل بناء ہے بوجہ اس کے مشابہ ہونے کے اسم کے ساتھ جیسا کہ آپ پہچان چکے ہیں کہ اسم کی اصل اعراب ہے اور یہ اس وقت ہے کہ فعل مضارع کے ساتھ نون تاکید اور نون جمع متصل نہ ہو اور فعل مضارع کے اعراب تین قسم پر ہیں رفع ، نصب اور جزم جیسے يَنْصُرُ وَأَنْ يَنْصُرَ ، وَلَمْ يَنْصُرْ .

فعل مضارع کی تعریف کا بیان

فعل مضارع وہ فعل ہے جس کے شروع میں حروف اتمین میں سے کوئی حرف ہو اور وہ اسم سے مشابہت رکھتا ہو۔ مثلاً يَضْرِبُ وضاحت: فعل مضارع کی اسم سے مشابہت دو طرح کی ہوتی ہے، ایک: لفظی طور پر جیسے حرکات و سکنات، شروع میں لاحق ہونے والے لام تاکید اور تعداد حروف میں اسم سے مشابہت رکھنا اور دوسری: معنوی طور پر اس طرح کہ اسم فاعل کی طرح مضارع میں حال و استقبال کا معنی پایا جاتا ہے۔

فعل مضارع بنانے کا طریقہ

فعل ماضی کے شروع میں حروف مضارع میں سے کوئی حرف لگا کر فاء کلمہ کو ساکن کرتے ہیں اور عین کلمہ پر باب کے مطابق حرکت کبھی فتح کبھی کسرہ اور کبھی ضمہ لاتے ہیں اور آخر میں رفع دیتے ہیں۔ جیسے فَعَلَ سے يَفْعَلُ۔

فعل مضارع کے شروع حروف اتمین آنے کا بیان

حروف مضارع چار ہیں ا، ت، ی، ن، ان کا مجموعہ "اُتین" ہے اور ان کو "علامات مضارع" اور "حروف اُتین" بھی کہتے

ہیں۔ اختصار: علامات مضارع حروف اثنین مختلف صیغوں میں مختلف ہوتی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ہمزہ، ا، صیغہ واحد متکلم کے شروع میں ہوتا ہے۔ جیسے اُطْرِب۔

نون، ن، صیغہ جمع متکلم کے شروع میں ہوتا ہے۔ جیسے نُطْرِب۔

یاء، ی، چار صیغوں میں مذکر غائب اور ایک جمع مؤنث غائب کے شروع میں ہوتی ہے۔ جیسے یُطْرِب، یُطْرِبُنَّ، یُطْرِبَانِ، یُطْرِبُونَ، یُطْرِبْنَ۔

تاء، ت، آٹھ صیغوں (دو واحد و تثنیہ مؤنث غائب اور چھ مذکر و مؤنث حاضر کے شروع میں ہوتی ہے۔ جیسے تَطْرِب، تَطْرِبَانِ، تَطْرِبُوكِ، تَطْرِبُوكُنَّ، تَطْرِبَانِ، تَطْرِبَيْنِ، تَطْرِبَانِ، تَطْرِبْنَ۔

مضارع کے پانچ صیغوں (دو واحد مذکر غائب و حاضر، ایک واحد مؤنث غائب اور دو واحد جمع متکلم کے آخر میں رفع آتا ہے۔ جیسے یُطْرِب، تَطْرِب، قَطْرِب، اُطْرِب، اُطْرِبُوكِ، اُطْرِبُوكُنَّ۔

مضارع کے سات صیغوں (دو جمع مذکر غائب و حاضر، ایک واحد مؤنث حاضر، اور چاروں تثنیہ کے آخر میں نون اعرابی آتا ہے، پہلے تینوں صیغوں میں مفتوح اور باقی چاروں میں مکسور ہوتا ہے۔

جیسے یُطْرِبُونَ، تَطْرِبُونَ، قَطْرِبُونَ، یُطْرِبَانِ، تَطْرِبَانِ، قَطْرِبَانِ، تَطْرِبَانِ۔

مضارع کے دو صیغوں جمع مؤنث غائب و حاضر کے آخر میں نون آتا ہے۔ جسے "نون نسوہ" اور "نون ضمیری" بھی کہتے ہیں۔ جیسے یُطْرِبُنَّ، تَطْرِبُنَّ، قَطْرِبُنَّ، یُطْرِبَانِ، تَطْرِبَانِ، قَطْرِبَانِ، تَطْرِبَانِ۔

مذکورہ طریقہ کے مطابق جب فعل ماضی سے مضارع بنائیں گے تو مضارع مثبت معروف واحد مذکر غائب کا صیغہ بنے گا۔ اسے مجہول مثبت بنانے کے لیے علامت مضارع کو ضمہ اور عین کلر کو فتح دیتے ہیں۔ جیسے یُطْرِب سے یُطْرِبُ۔ اور ان دونوں کو منفی بنانے کے لیے ان سے پہلے حرف نفی مایلا بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے یُطْرِب سے لَا یُطْرِبُ، مَا یُطْرِبُ۔

خیال رہے کہ بعض کتب صرف میں مضارع کے گیارہ صیغے شمار کیے گئے ہیں؛ اس لیے کہ ایک صیغہ تَفَعَّلُ واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک صیغہ تَفَعَّلَانِ تثنیہ مؤنث غائب، تثنیہ مؤنث حاضر اور تثنیہ مذکر حاضر تینوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لہذا مکررات کو ساقط کرنے کے بعد گیارہ ہی صیغے باقی بچتے ہیں۔

أصناف أعراب الفعل المضارع

﴿ یہ سبق فعل مضارع کے اعراب کے بیان میں ہے ﴾

إِعْرَابُ الْفِعْلِ الْمُضَارِعِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَوْجِهٍ : الْأَوَّلُ : أَنْ يَكُونَ الرَّفْعُ بِالنُّصْبِ ، وَالتَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ ، وَالْجَزْمُ بِالشُّكُونِ ، وَيَخْتَصُّ بِالْمُفْرَدِ الصَّحِيحِ غَيْرِ الْمُخَاطَبَةِ ، نَحْوُ يَكْتُبُ وَأَنْ يَكْتُبَ ، وَلَمْ يَكْتُبْ .

الثَّانِي : أَنْ يَكُونَ الرَّفْعُ بِثُبُوتِ النُّونِ ، وَالتَّصْبُ وَالْجَزْمُ بِحَذْفِهَا ، وَيَخْتَصُّ بِالثَّنِيَّةِ ، وَالتَّجْمَعِ الْمَذْكُورِ ، وَالْمُفْرَدَةِ الْمُخَاطَبَةِ صَحِيحاً أَوْ غَيْرَهُ ، تَقُولُ : هُمَا يَفْعَلَانِ ، وَهُم يَفْعَلُونَ ، وَأَنْتِ تَفْعَلِينَ ، وَلَنْ تَفْعَلَا ، وَلَنْ تَفْعَلِي ، وَلَمْ تَفْعَلَا ، وَلَمْ تَفْعَلِي .

الثَّالِثُ : أَنْ يَكُونَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيرِ الضَّمِّ ، وَالتَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ ، وَالْجَزْمُ بِحَذْفِ لَامِ الْفِعْلِ ، وَيَخْتَصُّ بِالنَّاقِصِ الْيَائِيِّ وَالْوَائِيِّ ، غَيْرِ الثَّنِيَّةِ وَالتَّجْمَعِ وَالْمُخَاطَبَةِ ، تَقُولُ : هُوَ يَرْمِي وَيَغْزُو ، وَلَنْ يَرْمِيَ ، وَلَنْ يَغْزُو ، وَلَمْ يَرْمِ ، وَلَمْ يَغْزُ .

الرَّابِعُ : أَنْ يَكُونَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيرِ الضَّمِّ ، وَالتَّصْبُ بِتَقْدِيرِ الْفَتْحَةِ ، وَالْجَزْمُ بِحَذْفِ اللَّامِ ، وَيَخْتَصُّ بِالنَّاقِصِ الْإِلْفِيِّ غَيْرِ الثَّنِيَّةِ وَالتَّجْمَعِ وَالْمُخَاطَبَةِ ، نَحْوُ هُوَ يَسْمَى ، وَلَنْ يَسْمَى ، وَلَمْ يَسْعَ ، الْمُضَارِعُ الْمَرْفُوعُ

الْعَامِلُ فِي الْمُضَارِعِ الْمَرْفُوعِ مَعْنَوِيٌّ ، وَهُوَ تَجْرِيدُهُ عَنِ النَّاصِبِ وَالْجَازِمِ ، نَحْوُ هُوَ يُسَافِرُ ، وَهُوَ يَغْزُو ، وَهُوَ يَرْمِي ، وَهُوَ يَسْعَى .

الْمُضَارِعُ الْمَنْصُوبُ وَالْعَامِلُ فِي الْمُضَارِعِ الْمَنْصُوبِ أَحَدُ الْأَحْرُفِ الْخَمْسَةِ : أَنْ وَلَنْ ، وَكَيْ وَإِذَنْ ، نَحْوُ أُرِيدُ أَنْ يُحْسِنَ أَخِي إِلَيَّ ، وَأَنَا لَنْ أَضْرِبَكَ ، وَأَسَلَمْتُ كَيْ أَدْخَلَ الْجَنَّةَ ، وَإِذَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكَ . وَبِتَقْدِيرِ أَنْ فِي سَبْعَةِ عَشَرَ مَوْضِعاً مُلَخَّصَةً فِي سَبْعَةِ أَقْسَامٍ ،

1- بَعْدَ حَتَّى مِثْلُ : أَسَلَمْتُ حَتَّى أَدْخَلَ الْجَنَّةَ . 2- بَعْدَ لَامِ كَيْ نَحْوُ : قَامَ زَيْدٌ لِيُصَلِّيَ . 3- بَعْدَ

لَامِ الْجُحُودِ ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى : وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ (الأنفال / 33)

4- بَعْدَ الْفَاءِ الْوَاقِعَةِ فِي جَوَابِ الْأَمْرِ نَحْوُ أَسْلِمَ لَتَسْلَمَ . وَالنَّهْيِ نَحْوُ لَا تَعْصِرْ فَنَقُذَتْ
وَالْإِسْتِفْهَامِ ، نَحْوُ هَلْ تَعْلَمُ فَتَجِبْ ؟ وَالنَّفْيِ نَحْوُ مَا تَزُورُنَا لَنُكْرِمَكَ . وَالتَّمْنَى نَحْوُ لَيْتَ لِي مَالًا
فَأَنْفِقَهُ . وَالْعَرْضِ نَحْوُ الْاِتِّزَالِ فَتَصِيبَ خَيْرًا .

5- بَعْدَ الْوَاوِ ، الْوَاقِعَةِ كَذَلِكَ فِي جَوَابِ الْمَقْدَمَةِ فِي الْقِسْمِ الرَّابِعِ ، نَحْوُ أَسْلِمَ وَتَسْلَمَ ... إِلَى
آخِرِ الْأَمْثَلَةِ .

6- بَعْدَ أَوْ بِمَعْنَى إِلَى ، نَحْوُ جَنَّكَ أَوْ تُعْطِيَنِي حَقِّي .

7- بَعْدَ وَآوِ الْعَطْفِ إِذَا كَانَ الْمَعْطُوفُ اسْمًا صَرِيحًا ، نَحْوُ آعَجَبَنِي قِيَامُكَ وَتَخْرُجَ . وَيَجُوزُ
إِظْهَارُ أَنَّ مَعَ لَامِ كَيَ ، نَحْوُ أَسْلَمْتُ لَأَدْخُلَ الْجَنَّةَ ، وَمَعَ وَآوِ الْعَطْفِ آعَجَبَنِي قِيَامُكَ وَأَنْ
تَخْرُجَ . وَيَجِبُ إِظْهَارُهَا مَعَ لَا النَّافِيَةِ ، وَ لَامِ كَيَ إِذَا اجْتَمَعْنَا ، نَحْوُ لَنَلَا يَعْلَمَ .

وَاعْلَمْ أَنَّ أَنَّ الْوَاقِعَةَ بَعْدَ الْعِلْمِ لَيْسَتْ هِيَ النَّاصِبَةُ لِلْمُضَارِعِ ، بَلْ إِنَّمَا هِيَ الْمُخَفَّفَةُ مِنَ الْمُثْقَلَةِ
، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى : الْقُرْآنَ عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرَضًى (المزمل) ، وَأَمَّا الْوَاقِعَةُ بَعْدَ الظَّنِّ فَيَجُوزُ
فِيهَا الْوَجْهَانِ ، أَنْ تَنْصِبَ بِهَا ، وَأَنْ تَجْعَلَهَا كَالْوَاقِعَةِ بَعْدَ الْعِلْمِ نَحْوُ أَظُنُّ أَنْ سَيَنْصُرُهُ .

ترجمہ

فعل کے انواع کے اعراب کے بیان میں اور یہ چار قسم پر ہیں پہلے یہ ہے کہ رفع ضمہ کے اور نصب فتح کے ساتھ اور جزم سکون
کے ساتھ اور یہ اعراب خاص کیا جاتا ہے مفرد صحیح کے ساتھ جب کہ مؤنث حاضر کا صیغہ ہو جیسے يَكْتُبُ وَأَنْ يَكْتُبَ ، وَلَمْ
يَكْتُبَ ،

اور دوسری قسم یہ ہے کہ حالت رفع نون کو باقی رکھنے کے ساتھ اور حالت نصب و جزم نون کو حذف کرنے کے ساتھ اور یہ
اعراب خاص کیا جاتا ہے تشبیہ اور جمع مذکر کے ساتھ اور مفرد واحد مؤنث حاضر کے ساتھ خواہ وہ صیغہ صحیح ہو یا غیر صحیح جیسے تَوَكَّبَ هُمَا
يَفْعَلَانِ ، وَهُمْ يَفْعَلُونَ ، وَأَنْتَ تَفْعَلِينَ ، وَلَنْ تَفْعَلَا ، وَلَنْ تَفْعَلُوا ، وَلَنْ تَفْعَلِي ، وَلَمْ تَفْعَلَا ، وَلَمْ تَفْعَلُوا ، وَلَمْ
تَفْعَلِي ،

اور تیسری قسم رفع کی حالت ہے تقدیر ضمہ کے ساتھ اور نصب فتح لفظی کی ساتھ اور جزم کی حالت لام کلمہ کو حذف کے ساتھ اور
خاص کیا جاتا ہے یہ اعراب ناقص یا ئی اور وادی کے ساتھ جب کہ تشبیہ اور جمع اور واحد مؤنث حاضر نہ ہو جیسے تَوَكَّبَ هُوَ يَتَوَكَّبِي
وَيَغْزُو ، وَلَنْ يَزِمِي ، وَلَنْ يَغْزُو ، وَلَمْ يَزِمِ ، وَلَمْ يَغْزُ .

اور چوتھی قسم یہ ہے کہ حالت رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ اور نصب تقدیر فتح کے ساتھ اور جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ اور

خاص کیا جاتا ہے اعراب ناقص الہی کے ساتھ جو تشریح اور بعد و ثابت حاضر ہو جیسے "هُوَ بِسْمِی" و "لَنْ یَسْمِی" و "لَمْ یَسْمِی"۔

وہ فعل جس کو رفع دیا گیا ہو اور اس کا عامل معنوی ہو اور عامل معنوی فعل کا خالی ہوتا ہے صاحب اور حازم سے جیسے "مغرب فعل مضارع منصوب کے عوائل پانچ حروف ہیں "اَنْ وَلَنْ، وَکُنْیَ وَاذَنْ، وَاَنْ مَقْدَرِہ" جیسے "اُرِیدُ اَنْ یُخْسِنَ اِجِبِ اِلَیَّ، وَاَنَا لَنْ اَضْرِبَکَ، وَاَسْلَمْتُ کُنْیَ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ، وَاذَنْ یُعْمِرُ اللّٰہُ لَکَ" اور ان سات جہوں میں مقدر ہوتا ہے حتیٰ کے بعد جیسے "اَسْلَمْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْجَنَّةَ" اور لام کی کے بعد جیسے "قَامَ رَبِّیْ لَیْضَلْنِی" اور اِمّ جہ کے بعد جیسے "وَمَا کَانَ اللّٰہُ لَیُعَذِّبَہُمْ،

اور فاء کے بعد جو امر، نہی، استفہام نفی، تمنی، اور عرض کے جواب میں واقع ہو "اَسْلِمْتُ فَتَسْلَمَ" اور "وَالْتَّهٰی نَحْوُ لَا تَغْصِ فَتُعَذِّبَ وَالْاِسْتِفْہَامِ، نَحْوُ هَلْ تَعْلَمُ فَتَسْجُو؟ وَالنَّفٰی نَحْوُ مَا تَزُوْرُنَا فَتُکْرِمْکَ، وَالتَّمْنٰی نَحْوُ لَیْسَ لِیْ مَالًا فَانْفِقْ، وَالْعَرْضِ نَحْوُ اَلَا تَنْزِلُ فَتُصِیْبَ خَیْرًا۔

اور واو کے بعد مقدر ہوتا ہے جو دران مذکورہ جگہوں کے جواب میں واقع ہو جیسے "اَسْلِمْتُ وَتَسْلَمَ" الیٰ وغیرہ اور اس واو کے بعد ان مقدر ہوتا ہے جو الیٰ ان یا الا ان کے معنی میں ہو جیسے "جَنَّتْکَ اَوْ تُعْطِیْنِی حَقِّی" اور واو عطف کے بعد مقدر ہوتا ہے جب کہ معطوف علیہ اسم صریح ہو جیسے "اَعْجَبْنِیْ قِیَامُکَ وَتَخْرُجْ" اور ان کا ظاہر کرنا واجب ہے لام کے ساتھ جیسے "اَسْلَمْتُ لَآ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ" اور واو عطف کے ساتھ ان کو ظاہر کرنا جائز ہے جیسے "اَعْجَبْنِیْ قِیَامُکَ وَاَنْ تَخْرُجْ" اور ان کو ظاہر کرنا واجب ہے لام کی میں جب وہ لائے نفی کے ساتھ متصل ہو جیسے "لَسْنَا یَعْلَمُ" اور توجان بے شک وہ ان جو ظلم کے بعد واقع ہو وہ فعل مضارع کو نصب نہیں دیتا اور وہ مخففہ من المشقلہ ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "عَلِمَ اَنْ سَیْکُوْنُ مِنْکُمْ مَرْضٰی" اور ان جو ظن کے بعد واقع ہو اس میں دو صورتیں جائز ہیں ان میں سے ایک یہ ہے ان کی وجہ سے فعل مضارع کو نصب دینا اور دوسری اس میں ان کی طرح بنادینا جو علم کے بعد واقع ہوتا ہے جیسے "اَظُنُّ اَنْ سَیَنْصُرَہُ"

افعال کو نصب دینے والے حروف

اسماء کو نصب دینے والے حروف۔ افعال کو نصب دینے والے حروف: یہ چار ہیں۔ اَنْ۔ لَنْ۔ کُنْیَ۔ وَاذَنْ۔ یہ فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں۔ ان چاروں کے معنی مندرجہ ذیل ہے۔

اَنْ کا معنی ہے "کہ" یہ فعل مضارع کو زمانہ مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اور اس کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے۔ جس طرح اُرِیدُ اَنْ تَقْرَءَ بمعنی اُرِیدُ قِرَاَتَکَ۔

لَنْ کا معنی ہے ہرگز نہیں۔ جس طرح لَنْ یَضْرِبَ ہرگز نہیں مارے گا وہ ایک مرد،

کئی کا معنی ہے تاکہ جس طرح اجلس للوضوء علی موضع مزلیع کئی لا یصیبک الرشاش وضوء کے لئے ہندوہا پر بیٹھو تاکہ تم پر چھینٹے نہ پڑیں۔

اذن کا معنی ہے اس وقت جس طرح لَمَّا جِئْتَنِ اِذْنُ الْکَرَمِ مَکَّ جب تو میرے پاس آیا گا میں اس وقت تیری تعظیم کروں گا۔

حرف "کئی" کے ناصب ہونے میں علمائے نجات کے اختلاف کا بیان

علامہ احمد ابذی نحوی متوفی ماہی ۸۶۰ھ لکھتے ہیں کہ حروف ناصبہ میں سے "کئی" یہ خود بہ خود نصب دینے والا ہے علمائے نجات کو فہ کا یہی مذہب ہے جبکہ امام سیبویہ اور اکثر علمائے نجات نے کہا ہے کہ یہ بھی جائز ہے کہ حرف "کئی" خود نصب دیتا ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ کی کے بعد ان مقدر ہوتا ہو جس کے سبب سے یہ عامل ناصب مضارع بنا ہوا ہے۔ (الحدود فی النحو، ص ۳، بیروت) جن حروف کے بعد ان مقدرہ ہوتا ہے

چند حروف ایسے ہیں کہ جن کے بعد ان مقدر ہوتا ہے۔ ان میں سے کہیں اُن کا مقدر کرنا جائز اور کہیں واجب ہے۔ مندرجہ ذیل جگہوں پر اُن کو مقدر کرنا واجب ہے۔

حتی کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

حتی اگر "یہاں تک کہ" کے معنی میں ہو تو اس وقت اُن کا مقدر کرنا واجب ہے جس طرح اَلْزُّمُ الدَّوَاءَ حَتَّى یَشْفَی بَشْفَائِی میں دوا کو لازم کر لوں گا یہاں تک کہ مجھے شفاء مل جائے۔

لام تجود کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

جب کَانَ مَنفٰی یا اس کے مشتقات کے بعد لام تجود آئے تو اس وقت لام تجود کے بعد اُن کو مقدر کرنا واجب ہے۔ جس طرح مَا تَجَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ، لام تجود انکار کی تاکید کیلئے آتا ہے۔

او کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

جب اَوْ، اِلٰی، اِلَّا کے معنی میں ہو تو اس وقت بھی اُن کا مقدر کرنا واجب ہے۔ جس طرح اِسْتَمِعْ كَلَامَ الْاُسْتَاذِ بِالتَّوَجُّهِ اَوْ يَنْتَمِ كَلَامَهُ، تو استاد کا کلام توجہ سے سن یہاں تک کہ ان کی بات مکمل ہو جائے اس مثال میں اَوْ، اِلٰی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ لَا لَوْ مَنَّكَ اَوْ تُوْتِي مَالِي میں تجھے لازم پکڑ لوں گا مگر یہ کہ تو میرا مال دیدے۔ اس مثال میں اَوْ اِلَّا کے معنی میں ہے۔

فاء سببیہ کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

جب فاء سببیہ سے پہلے امر، نہی، استفہام، تمنی، ترجی، عرض، نفی اور تخصیض میں سے کوئی آ جائے تو اس وقت بھی ان مقدر کرنا

واجب ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس کا ماقبل مابعد کیلئے سبب بن رہا ہو۔ بالترتیب مثالیں مذکور ہیں۔

امر کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

اِیْنِیْ فَاُکْرِمْکَ مجھے دے تاکہ اس سبب سے میں تیری تعظیم کروں۔

نہی کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

لَا تَظْلِمُوْا عَلَی النَّاسِ فَتَدْخُلُوْا فِی النَّارِ، لوگوں پر ظلم نہ کرو کہ اس سبب سے تم دوزخ میں جاؤ۔

استفہام کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

اَیْنَ صَدِیْقُکَ فَاَصَافِحْتُمْہَا دوست کہاں ہے میں مصافحہ کروں۔

تمنی کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

یَلِیْتَنِیْ کُنْتُ اَجْتَہِدُ فَاَفُوْرَ کَاش میں محنت کرتا تاکہ کامیاب ہو جاتا۔

عرض کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا اَپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے کہ خیر کو پہنچ جاؤ۔ نئی: لَمْ یُحْصَلْ عَلَیْمَ الذِّیْنِ فَبَہِیْرَ
عَالِمًا اس نے علم دین حاصل نہ کیا کہ عالم بنتا۔

ترجی کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

لَعَلَّ رَبِّدَا یُوْخِیْنِیْ فَاُجِہْ، امید ہے کہ زید مجھ پر رحم کرے تو میں اس سے محبت کرنے لگوں۔

واو معیت کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

وہ واو جو معیت کے معنی میں ہو اس کے بعد بھی اُن کا مقدر کرنا واجب ہے۔ واو معیت سے مراد وہ واو ہے جو مابعد اور ماقبل کو ایک ہی زمانہ میں جمع کرنے کیلئے آتی ہے۔ واو معیت کے بعد اُن مقدرہ اسی صورت میں ہوگا۔ جبکہ واو سے پہلے امر، نہی، استفہام، تمنی، ترجی وغیرہ ہوں۔ جس طرح: لَا تَأْمُرْ بِالْاِحْسَانِ وَتَظْلِمِ احْسَانَ کا حکم نہ کر اس طرح کہ ساتھ ساتھ ظلم بھی کرے۔

لام گئی کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

مذکورہ بالا صورتوں میں اُن کا مقدر کرنا واجب ہے۔ اور اگر لام گئی آجائے تو اس کے بعد اُن مقدر کرنا جائز ہے واجب نہیں اس لام کو لام تعلیل بھی کہتے ہیں اور یہ ماقبل کا سبب بیان کرنے کے لیے آتا ہے جس طرح: ذَهَبْتُ اِلَی الْمَدْرَسَةِ لِأَحْصَلَ

عِلْمَ الدِّينِ،

یہاں اگر اُن کو ظاہر کر دیا جائے تو یہ بھی جائز ہے جس ذہبتِ اِلٰی الْمَذَرَسَةِ لِأَنَّ أَحْصَلَ عِلْمَ الدِّينِ۔
 جو اُن ظن کے بعد واقع ہوا اور اُن مشددہ سے مخفف ہو تو وہ مابعد فعل کو نصب نہیں دیتا جس طرح ظننتُ اَنْ سَيَقُومَ اور اُن
 یہ اُن مصدر یہ ہو تو نصب دیتا ہے جس طرح ظننتُ اَنْ تَقُوزَ۔
 اور جو اَنْ عِلْمَ یا اس کے مشتقات کے بعد آئے وہ اُن نصب نہیں دیتا جس طرح عِلِمَ اَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرَضًى وغیرہ
 یہاں نصب اس لیے نہیں دیا کیونکہ یہ اُن مشددہ سے مخفف ہے۔



المضارع المجزوم

﴿یہ سبق فعل مضارع کی حالت جزی کے بیان میں ہے﴾

والعامل فی المضارع المجزوم أحد الحروف التالية: لم، ولما، ول، لام الامر، و لا الناهية،
و كلم المجازاة، وهى: إن ومهما، وإذ ما، وأين، وحيثما، ومن، وأنى، وأنى، وإن المقدرة، نحو
لم يسافر، ولما يعص، ولينفق، ولا تضرب، وإن تحترم احترم... إلى آخرها. وأعلم أن لم
تقلب المضارع ماضياً ولما كذلك إلا أن فيها توقفاً بعدة ودواماً قبله.
ويجوز حذف الفعل بعد لَمَّا، تقول: نديم زيد ولما، أى: لَمَّا يَنْفَعُهُ النَّدَمُ، ولا تقول: نديم
زيد ولَم.

ترجمہ

فعل مجزوم کے عامل لم، لَمَّا، لام امر، اور لانے نہی اور کلمات شرط و جزاء ہیں اور کلمات مجازات یہ ہیں
"إن ومهما، وإذ ما، وأين، وحيثما، ومن، وأنى، وأنى، وإن المقدرة"، اور انی ہیں اور ان مقدمہ جیسے "لم
يسافر، ولما يعص، ولينفق، ولا تضرب، وإن تحترم احترم" الی آخرہ اور تو جان بے شک لم فعل مضارع کو ماضی
منفی کے معنی میں کر دیتا ہے اور لَمَّا بھی اسی طرح ہے مگر لَمَّا میں اس کے بعد توقع ہوتی ہے اور اس کے ماقبل میں دوام ہوتا ہے جیسے
"اور نیز جائز ہے لَمَّا کے بعد فعل کو حذف کرنا خاص طور پر جیسے تو کہے "نديم زيد ولما" اور تو نہیں کہہ سکتا "نديم زيد ولَم"

شرح

حروف جوازم: حروف جوازم پانچ ہیں۔۔ ان شرطیہ۔ لم۔ لَمَّا۔ لام امر۔ لائے نہی۔

۔ ان شرطیہ: اس کے بارے میں پوری بحث کلمات شرط میں گزر چکی ہے۔۔

لم: یہ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے اور فعل مضارع کو جزم دیتا ہے نیز اگر فعل مضارع کے آخر میں حرف
علت ہو تو اسے گرا دیتا ہے۔ جس طرح لم یا لَمَّا اس نے نہیں کھایا اور لم یذرع اس نے نہیں بلایا۔۔ لَمَّا: یہ بھی لم کی طرح مضارع کو
ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جس طرح لَمَّا تضرب تو نے ابھی تک نہیں مارا۔

لام امر: یہ مضارع کو امر کے معنی میں کر دیتا ہے۔ یعنی مضارع میں طلب کے معنی پیدا کر دیتا ہے۔ جس طرح لیضرب چاہیے

کہ وہ مارے۔

لائے نہی، یہ مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اور اس میں نہی کے معنی پیدا کر دیتا۔

لم اور لئما میں فرق

لم مطلق ماضی کی نفی کیلئے آتا ہے۔ جبکہ لئما گفتگو تک تمام زمانہ ماضی کی نفی کر دیتا ہے۔ لم کے ذریعے جس چیز کی نفی کی جائے اس کے کرنے کی امید نہیں ہوتی اور لئما میں امید ہوتی ہے۔ جس طرح لئما اضرِب میں نے نہیں مارا اور لئما اضرِب میں نے ابھی تک نہیں مارا یعنی مارنے کی امید باقی ہے۔

جس طرح لا تَشْرَب تونہ پی۔۔ حروف تانیہ: حروف تانیہ چار ہیں۔۔ اِنْ، مَّا، لَا، لَآ ان کسی بحث مباحثہ اور لا المشبہتان بلیس کے بیان میں گزر چکی ہے۔۔ حروف شرط: ان کی پوری بحث کلمات شرط کے سبق میں گزر چکی ہے۔



التَّجْزِئَةُ الْمُجَازَاةُ، وَكَلِمَةُ الْمُجَازَاةِ

﴿يَه سَبَقُ فَعْلٍ مُضَارِعٍ وَجَزَاءُ كَلِمَاتٍ كَيْفَ بَيَانٍ فِيهِ﴾

تَحْلِيلُ الْمُجَازَاةِ حَرْفًا كَانَتْ أَوْ اسْمًا - تَدْخُلُ عَلَى جُمْلَتَيْنِ لِتَذِلَّ عَلَى أَنَّ الْأُولَى سَبَبٌ لِلثَّانِيَةِ، وَتُسَمَّى الْأُولَى شَرْطًا، وَالثَّانِيَةُ جَزَاءً.

ثُمَّ إِنْ كَانَ الشَّرْطُ وَالْجَزَاءُ مُضَارِعَيْنِ يَجِبُ الْجَزْمُ فِيهِمَا، نَحْوُ إِنْ تُكْرِمَنِي أَكْرَمَكَ، وَإِنْ كَانَ مَاضِيَيْنِ لَمْ يَفْعَلْ فِيهِمَا لَفْظًا، نَحْوُ إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ، وَإِنْ كَانَ الْجَزَاءُ وَخَذَهُ مَاضِيًا، يَجِبُ الْجَزْمُ فِي الشَّرْطِ، نَحْوُ إِنْ تَضَرَّيْنِي ضَرَبْتُكَ، وَإِنْ كَانَ الشَّرْطُ وَخَذَهُ مَاضِيًا، جَازَ فِي الْجَزَاءِ الْوَجْهَانِ، نَحْوُ إِنْ جِئْتَنِي أَكْرَمَكَ، وَإِنْ أَكْرَمَكَ.

وَاعْلَمْ أَنَّهُ إِذَا كَانَ الْجَزَاءُ مَاضِيًا بَغِيرَ قَدْ لَمْ يَجْزِ الْفَاءُ فِيهِ نَحْوُ إِنْ أَكْرَمْتَنِي أَكْرَمْتُكَ، وَقَوْلُهُ تَعَالَى: وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا (آل عمران / 97)، وَإِنْ كَانَ مُضَارِعًا مُثَبَّتًا أَوْ مَنْفِيًّا بِ لَا جَازَ فِيهِ الْوَجْهَانِ، نَحْوُ إِنْ تَحْتَرَمَنِي أَحْتَرَمَكَ أَوْ فَاحْتَرَمَكَ، وَإِنْ تَشْتُمَنِي لَا أَضْرِبُكَ أَوْ فَلَا أَضْرِبُكَ.

وَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْجَزَاءُ أَحَدَ الْقِسْمَيْنِ الْمَذْكُورَيْنِ يَجِبُ فِيهِ الْفَاءُ، وَذَلِكَ فِي أَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ: الْأَوَّلُ: أَنْ يَكُونَ الْجَزَاءُ مَاضِيًا مَعَ قَدْ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ (يوسف / 77).

الثَّانِي: أَنْ يَكُونَ الْجَزَاءُ مُضَارِعًا مَنْفِيًّا بَغِيرَ لَا نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى: وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ (آل عمران / 85).

الثَّلَاثُ: أَنْ يَكُونَ جُمْلَةً اسْمِيَّةً كَقَوْلِهِ تَعَالَى: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا الْإِنْعَامِ / 160.

الرَّابِعُ: أَنْ يَكُونَ جُمْلَةً إِنشَائِيَّةً، إِمَّا أَمْرًا كَقَوْلِهِ تَعَالَى: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي آلَ عِمْرَانَ / 31، وَإِمَّا نَهْيًا، كَقَوْلِهِ تَعَالَى: فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ الْمَمْتَحِنَةِ / 10، أَوْ اسْتِفْهَامًا كَقَوْلِكَ إِنْ تَرَكْتَنَا فَمَنْ يَرْحَمُنَا أَوْ دُعَاءً، كَقَوْلِكَ إِنْ أَكْرَمْتَنَا فَيَرْحَمَكَ اللَّهُ.

وَقَدْ تَقَعُ إِذَا مَعَ الْجُمْلَةِ الْاسْمِيَّةِ مَوْضِعَ الْفَاءِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: وَإِنْ تُصِيبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ الرُّومَ / (36) وَإِنَّمَا تَقْدَرُ إِنْ بَعْدَ الْأَفْعَالِ التَّالِيَةِ:

1- الامر، نَحْوُ تَعَلَّمْ تَنْجَحْ 2- النہی، نَحْوُ لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا 3- الاستفہام، نَحْوُ
هَلْ تَزُورُنَا نُكْرِمُكَ 4- التَّمَنی، نَحْوُ لَيْتَكَ عِنْدِي أَخِيذُكَ 5- العَرْض، نَحْوُ الَا تَنْزِلُ بِنَا
نُصِبْ خَيْرًا كُلُّ ذَلِكَ إِذَا قَصِدَ أَنَّ الْأَوَّلَ سَبَبٌ لِلثَّانِي كَمَا رَأَيْتَ فِي الْأَمْثِلَةِ، فَإِنَّ تَغْنِي قَوْلُكَ :
تَعَلَّمْ تَنْجَحْ هُوَ : إِنْ تَعَلَّمْتَ تَنْجَحْ، وَكَذَلِكَ الْبَوَاقِي، فَلِذَلِكَ امْتَنَعَ قَوْلُكَ : لَا تَكْفُرُ تَدْخُلُ النَّارَ :
لَا مِتْنَاعَ السَّبَبَةِ، إِذَا لَا يَصُحُّ أَنْ يُقَالَ : إِنْ لَا تَكْفُرُ تَدْخُلُ النَّارَ .

ترجمہ

اور کلمات مجازات حرف ہوں یا اسم یہ دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں تاکہ اس بات پر دلالت کرے کہ جملہ اولیٰ ثانیہ کے لیے
سبب ہے اور اول کا نام رکھا جاتا ہے شرط اور دوسرے کا نام جزاء پھر شرط اور جزاء اگر دونوں فعل مضارع ہوں تو ان دونوں میں غنفا
جزم واجب ہے جیسے "إِنْ تُكْرِمْنِي أَكْرِمَكَ" اور اگر دونوں فعل ماضی ہوں تو ان دونوں میں انفتا کوئی عمل نہیں کرتا جیسے
"إِنْ ضَرَبْتَ ضَرْبًا" اور اگر اکیلی جزاء فعل ماضی ہو تو شرط میں جزم واجب ہے جیسے "إِنْ تَخْشَرْنِي ضَرْبُكَ" اگر
اکیلی فعل ماضی ہو تو جزاء میں دو وجہیں جائز ہیں جیسے "إِنْ جِئْتَنِي أَكْرِمَكَ" و "إِنْ أَكْرِمَكَ" اور تو جانے کہ اگر فعل ماضی بغیر
قد کے ہو تو جزاء میں فاء کو لانے کی ضرورت نہیں ہے جیسے "إِنْ أَكْرَمْتَنِي أَكْرَمْتُكَ" اور اللہ تعالیٰ کا قول "وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ
آمِنًا" اور اگر جزاء فعل مضارع مثبت ہو یا منفی ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں جیسے "إِنْ تَخْتَرِ مَنِي أَخْتَرِ مَكَ" او "فَاخْتَرِ مَكَ"
و "إِنْ تَشْتُمِنِي لَا أَضْرِبُكَ" او "فَلَا أَضْرِبُكَ" .

اور اگر جزاء مذکورہ دو قسموں میں سے کوئی قسم نہ ہو تو اس میں فاء کا انا واجب ہے اور یہ چار صورتوں میں واجب ہے پہلی صورت یہ
ہے کہ جزاء ماضی ہو قد کے ساتھ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "إِنْ يَسْرِقْ فَسَرِقْ فَسَرِقَ أَخْ لَه" اور دوسری صورت یہ ہے کہ جزاء مضارع
منفی ہو بغیر لاء کے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "وَمَنْ يَشْغُ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا قُلْتُ يُقْبَلُ مِنْهُ" اور تیسری صورت یہ ہے کہ جزاء جملہ اسمیہ
واقع ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا" اور چوتھی صورت یہ ہے کہ جزاء جملہ انشائیہ ہو یا امر ہو جیسے
اللہ تعالیٰ کا قول "قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي" اور یا نفی ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "فَلَنْ عَلِمْتُمْ هُنَّ مُؤْمِنَاتٌ فَلَا
تَرْجِعْنَ إِلَى الْكُفَّارِ" اور کبھی اذا جملہ اسمیہ کے ساتھ واقع ہوتا ہے فاء کی جگہ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "وَإِنْ تُصِيبْهُمْ سَيْئَةٌ بِمَا
فَعَلُوا فَلَا تَزِرُ وَازِيَائَهُمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ" اور بے شک پانچ افعال کے بعد ان مقدار ما جاتا ہے اور وہ امر ہے جیسے "تَعَلَّمْ تَنْجَحْ" اور
نفی ہے جیسے "لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا" اور استفہام ہے جیسے "هَلْ تَزُورُنَا نُكْرِمُكَ" اور تمنی ہے جیسے "لَيْتَكَ عِنْدِي
أَخِيذُكَ" اور عرض ہے جیسے "الَا تَنْزِلُ بِنَا نُصِبْ خَيْرًا" اور نفی کے بعد بعض مقامات میں جیسے "اور یہ اس وقت کہ جب
مشکلم ارادہ کرے کہ پہلا سبب دوسرے کے لیے جیسا کہ تم نے مذکورہ مثالوں میں دیکھ لیا پس بے شک ہمارا قول "تَنْ" میں ہے
اسی طرح باقی مثالوں کو قیاس کر لیجئے اس لیے تمہارا قول "لَا تَكْفُرُ تَدْخُلُ النَّارَ" ممنون ہے سہیت سے متنع ہونے کی وجہ سے اس

لے صحیح نہیں کہ یوں کہا جائے ”إِنْ لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ“ کہ کفر مت کرو تو جہنم میں داخل ہوگا۔

کلمات مجازات کی تعریف کا بیان

کچھ کلمات ایسے بھی ہیں جو دو فعلوں پر داخل ہوتے ہیں اور اگر وہ مضارع ہوں تو ان کو جزم دیتے ہیں۔ پہلے فعل کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔ جس طرح، إِنْ تَسْقِي الْجَوَالَةَ سَامِعَانَ الْجَوَالِ تَضْطَلِدُمْ أَرْقَمَ فَوْنٍ سِتِّتِ ہوئے سوز سائیکل چلاؤ گے تو ایک سیڈنٹ ہو جائے گا۔ یہ کلمات درج ذیل ہیں۔

متی، ای من، ما، انی، اینما، مہما، اذما، حیثما ان کے معنی کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

من شرطیہ کے استعمال کا بیان

یہ ذوی العقول کیلئے آتا ہے جس طرح، مَنْ يَجْتَهِدْ يَفْزُجْ جو کوشش کریگا وہ کامیاب ہوگا۔

انی، اینما، حیثما شرطیہ کے استعمال کا بیان

یہ تینوں مکان کیلئے آتے ہیں۔ جس طرح، أَنِّي تَأْكُلُ الْمُسَبَّكَ أَكُلُ هُنَاكَ جِہاں تو جلیبی کھائے گا وہاں میں کھاؤں گا۔ اَيْنَمَا تُولُوْا فَتَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ تم جہر بھی منہ کرو، خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے (حَيْثَمَا تَجِدِ الْمَنِيْقَ تَجِدِ الرُّوْحَ وَالْعَقْلَ وَالْاِسْتِطَاعَةَ جِہاں تم نطق پاؤ گے، وہیں روح، عقل اور استطاعت پاؤ گے۔

ما شرطیہ کے استعمال کا بیان

یہ غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ جس طرح، مَا تَفْعَلْ خَيْرًا تَفْرَحْ تو جو اچھالی کریگا خوش ہوگا۔

ای شرطیہ کے استعمال کا بیان

یہ ہمیشہ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح، أَيُّ كِتَابٍ تَقْرَأُ أَقْرَأُ تو جو کتاب پڑھے گا میں بھی پڑھوں گا۔

متی ظرفیہ کے استعمال کا بیان

یہ زمان کیلئے آتا ہے جس طرح، مَتَى تَجْلِسُ أَجْلِسُ جب تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا۔

مہما ظرفیہ کے استعمال کا بیان

اس کا استعمال غیر ذوی العقول کیلئے ہے اور یہ ظرف زمان ہے۔ جس طرح، مَهْمَا تَقْرَأُ أَقْرَأُ جب تو پڑھے گا میں بھی پڑھوں گا۔

اذا ظرفیہ کے استعمال کا بیان

یہ ظرف مکان ہے اور جب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح، اِذَا مَا تَغْصِ اللّٰهُ يَسْوَدُّ قَلْبُكَ جب تو اللہ کی نافرمانی

فعل الامر

﴿یہ سبق فعل امر کے بیان میں ہے﴾

فعل امر کی نحوی مطابقت کا بیان

فعل امر کو ماضی و مضارع سے مؤخر بیان کرنے کا سبب یہ ہے کہ ماضی مصدر سے مشتق ہوتی ہے پھر اس کے بعد ماضی سے مضارع بنتا ہے اور اس کے بعد مضارع سے امر بنتا ہے۔ پس ترتیب و نش کے مطابق علمائے نحوات و علمائے صرف فعل امر و ماضی و مضارع پر مؤخر کرتے ہیں۔ لہذا یہاں بھی اسی طرح مؤخر ذکر کیا گیا ہے۔

فعل امر کے بنی و معرب ہونے میں علمائے نحوات کے اختلاف کا بیان

علامہ احمد ابذی نحوی متوفی ۸۶۰ھ لکھتے ہیں کہ علمائے بصرہ کے نزدیک امر بنی ہے۔ جبکہ علمائے کوفہ نحوات کے نزدیک یہ معرب ہے۔ علمائے کوفہ کی دلیل یہ ہے کہ امر لام مقدروہ کی وجہ سے مجزوم ہے۔ پس یہ معرب ہو گا۔ (الحدود فی النحو، ص ۲۰، بیروت)

فِعْلُ الْأَمْرِ : كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلَى طَلَبِ الْفِعْلِ مِنَ الْفَاعِلِ الْمُخَاطَبِ ، نَحْوُ اضْرِبْ ، وَاغْزُ ، وَارْمِ وَصِبْغَةً أَنْ يُحْدَفَ مِنَ الْمُضَارِعِ حَرْفُ الْمُضَارَعَةِ ثُمَّ يُنْظَرُ ، فَإِنْ كَانَ مَا بَعْدَ حَرْفِ الْمُضَارَعَةِ سَاكِنًا ، زِيدَتْ هَمْزَةُ الْوَصْلِ مَضْمُومَةً إِنْ انْضَمَّ ثَالِثُهُ نَحْوُ انْصُرْ ، مَكْسُورَةً إِنْ انْفَتَحَ أَوْ انْكَسَرَ ثَالِثُهُ ، نَحْوُ اِغْلَمْ ، اضْرِبْ ، وَاسْتَخْرِجْ وَإِنْ كَانَ مُتَحَرِّكًا فَلَا حَاجَةَ إِلَى الْهَمْزَةِ ، نَحْوُ عِذْ وَتَحَابَبْ ، وَمِنْهُ بَابُ الْإِفْعَالِ ،

وَفِعْلُ الْأَمْرِ مَبْنِيٌّ عَلَى عِلَاقَةِ الْجَزْمِ كَمَا فِي مُضَارِعِهِ ، نَحْوُ اضْرِبْ ، اُغْزُ ، اِسْعَ ، اضْرِبَا ، اضْرِبُوا ، دَخَرَجْ .

ترجمہ

اور تیسرا امر ہے اور امر وہ صیغہ ہے جس کے ذریعے فاعل حاضر سے فعل طلب کیا جاتا ہے اس طرح کہ فعل مضارع سے علامت مضارع کو تو حذف کر دے پھر دیکھ اگر علامت مضارع کے بعد والے حرف ساکن ہے تو ہمزہ وصلی مضموم اس کے شروع میں

روداد سے ان کے ہاں "دفع" مضموم ہو جیسے "نعم اور ہمزہ وصلی کسور زیادہ کرے اگر عین کلمہ مفتوح یا کسور ہو جیسے "ام" اور "ب"۔
 "نعم" اور "نعم" کے ہوتے ہمزہ وصلی لگانے کی کوئی ضرورت نہیں جیسے بعد اور حاسب اور امر کا صیغہ باب افعال سے ختم
 ہونے سے "ب" اور "و" است جزم پر مبنی ہوتا ہے جیسے "اضرب" ، "اغزو" ، "اسع" ، "اضربا" ، "اضربوا" ، "ذخرو" ،

فعل امری تعریف

وہ فعل جس کے ذریعہ مخاطب سے کوئی کام طلب کیا جائے۔ جیسے اَلْعَلَن کر تو ایک مرد۔

انتاؤ۔

فعل امری ، دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ فعل امر معروف ، فعل امر مجہول۔ ان دونوں کو بنانے کے الگ الگ طریقے ہیں۔ پھر امر حاضر
 معروف اور امر غائب و متکلم معروف بھی الگ الگ طریقے سے بناتے ہیں۔

فعل امر حاضر معروف بنانے کا طریقہ

مضارع حاضر معروف سے علامت مضارع "تاء" کو حذف کر دیتے ہیں، آخر میں حرف علت یا نون اعرابی ہو تو اسے گرا
 دیتے ہیں، ورنہ اسے ساکن کر دیتے ہیں۔ جیسے نَقَى سے نَقِ ، تَقَيَانِ سے قَيَا ، تَضَعُ سَبْطُ .
 اگر علامت مضارع کے بعد والہ حرف فاء کلمہ ساکن ہو تو شروع میں ہمزہ وصلی لائیں گے، پھر اگر مضارع کا عین کلمہ مضموم ہو تو
 ہمزہ وصلی کو ضمہ، ورنہ کسرہ دیتے ہیں۔ جیسے

تَنْضُرُ سے اَنْضُرْ ، تَضْرِبُ سے اضْرِبْ اور تَفْتَحُ سے افْتَحْ .

فعل امر غائب و متکلم معروف بنانے کا طریقہ

مضارع غائب و متکلم معروف کے صیغے سے پہلے لام امر لگا دیں گے، آخر میں وہی تبدیلیاں ہوں گی جو امر حاضر معروف میں
 ہوئی تھیں۔ جیسے

يَذْعُو سے لِيَذْعُ ، يَذْعُوَانِ سے لِيَذْعُوَا ، يَضْرِبُ سے لِيَضْرِبْ .

فعل امر مجہول بنانے کا طریقہ

فعل مضارع مجہول سے پہلے لام امر لگا دیں گے، اور آخر میں وہی تبدیلیاں ہوں گی جو بیان ہو چکیں۔ جیسے يُبْذِعُ سے
 لِيُبْذِعْ ، يُضْرَبَانِ سے لِيُضْرَبَا .

نوٹ: فعل امر معروف و مجہول کے آخر میں بھی نون ثقیلہ و خفیفہ لاحق ہوتے ہیں۔

گردان ترجمہ صیغہ لِيَفْعَلْ چاہے کہ کرے وہ ایک مرد صیغہ واحد مذکر غائب لِيَفْعَلْ چاہے کہ کریں وہ دو مرد صیغہ تثنیہ مذکر غائب

لِيُفْعَلُوا چاہے کہ کریں وہ سب مرد صیغہ جمع مذکر غائب لِتُفْعَلْنَ چاہے کہ کرے وہ ایک عورت صیغہ واحد مؤنث غائب لِتُفْعَلْنَ چاہے کہ کریں وہ دو عورتیں صیغہ ثنیۃ مؤنث غائب لِتُفْعَلْنَ چاہے کہ کریں وہ سب عورتیں صیغہ جمع مؤنث غائب لِتُفْعَلْنَ چاہے کہ کروں میں ایک مرد یا عورت صیغہ واحد متکلم مذکر مؤنث لِتُفْعَلْنَ چاہے کہ کریں ہم سب مرد یا عورت صیغہ جمع متکلم مذکر مؤنث (فعل امر حاضر معروف)

گردان ترجمہ صیغہ اُفْعَلْ کر تو ایک مرد صیغہ واحد مذکر حاضر اُفْعَلْ کر تو دو مرد صیغہ ثنیۃ مذکر حاضر اُفْعَلُوا کر تو سب مرد صیغہ جمع مذکر حاضر اُفْعَلْنَ کر تو ایک عورت صیغہ واحد مؤنث حاضر اُفْعَلْ کر تو دو عورتیں صیغہ ثنیۃ مؤنث حاضر اُفْعَلْنَ کر تو سب عورتیں صیغہ جمع مؤنث حاضر



الفعل المجہول

﴿یہ سبق فعل مجہول کے بیان میں ہے﴾

فعل مجہول کی وجہ تسمیہ کا بیان

لفظ مجہول یہ جہل نہ جاننے سے نکلا ہے۔ اور جب کسی فعل کے فاعل سے نہ جاننا مقصود ہو یا وہ معلوم نہ ہو تو اس سے فعل کے فعل میں جہالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس جہالت کو دور کرنے کیلئے مفعول کو اس فاعل کا قائم مقام قرار دیا جاتا ہے۔ پس اب فاعل بالکل تحریر و تقدیر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ جس کے سبب جہل پیدا ہوتا ہے۔ پس اسی جہل کے سبب ایسے فاعل کے فعل کو فعل مجہول سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

الفعل المجہول : فعل لم یسم فاعله ، هو فعل حذف فاعله وأقیم المفعول به مقامه ، ويختص بالمتعدى . وعلامته في الماضي أن يكون الحرف الأول مضموماً فقط ، وما قبل آخره مكسوراً في الأبواب التي ليست في أوائلها همزة وصل ، ولا تاء زائدة ، نحو ضرب ، ودخرج . وأن يكون أوله مضموماً وما قبل آخره مكسوراً فيما أوله تاء زائدة نحو تفضل ، وتقوى ، وإن يكون أول حرف متحرك منه مضموماً وما قبل آخره مكسوراً فيما أوله همزة وصل ، نحو استخرج ، اقتدر . والهمزة تتبع المضموم إن لم تدرج . وعلامة الفعل المجہول في المضارع أن يكون حرف المضارعة مضموماً ، وما قبل آخره مفتوحاً نحو يضرب ، ويستخرج ، إلا في باب المفاعلة والإفعال ، والتفعل ، والفعلية ، وملحقاتها فإن العلامة فيها فتح ما قبل الآخر فقط ، نحو يحاسب ، ويدخرج . وعلامته في الأجوف أن يكون فاء الفعل من ماضيه مكسوراً ، نحو قيل وبيع . وتقلب العين في المضارع الأجوف ألفاً نحو يقال ، ويباع كما وتقلب الالف في الماضي المجہول واواً من باب : المفاعلة والتفاعل ، نحو قوتل وتعهده كما عرفت في التصريف .

ترجمہ

فعل مالم یسم فاعله کے بیان میں وہ فعل ہے کہ جس کے فاعل کو حذف کر دیا گیا ہو اور مفعول کو اس کے قائم مقام بن دیا گیا ہو اور خاص کیا جاتا ہے یہ فعل متعدی کے ساتھ اور اس کی علامت ماضی میں یہ ہے کہ اس کا اول حرف مضموم ہوتا ہے فقط اور آخر سے قبل

تکسور ہوتا ہے ان ابواب میں جن کے شروع میں ہمزہ پہلی اور تازا نہ ہو جیسے ضرب و جرح اور ارمہ۔ یہ کتابیں ماضی اور ماضی مضموم ہو اور آخر سے ماقبل بھی اسی طرح ہوں ابواب میں جن سے پہلے حرف میں تازا نہ ہو جیسے تفضل و نفوی۔ اور تصور اب اور یہ کہ اس کا اول اور ثالث مضموم ہو اور آخر سے ماقبل بھی ایسا ہی ہوں ابواب میں جن کے شروع میں ہمزہ پہلی ہو جیسے "استخرج" اور "اقتصد" اور ہمزہ تابع ہوتا ہے حرف مضموم کے آخر مندرج نہ ہو سا قطنہ اور اور اہل مام۔ ہم فاطمہ کی علامت یہ ہے کہ علامت مضارع مضموم ہو اور آخر سے ماقبل والا حرف مفتوح ہو جیسے "تضرب" و "يُستخرج" مگر باب مفاطہ اور افعال اور تفعیل اور رفع نہ اور ان کے آٹھوں ملحق ابواب میں پس بے شک علامت ان میں آخر کے ماقبل کا مفتوح ہونا ہے جیسے "يُحاسب" و "يُخرج" اور اجوف میں اس کی ماضی قبل اور بیع ہے اور اتمام کے ساتھ قبل اور بیع اور واؤ کے ساتھ قول اور ہوع اور اسی طرح باب اختیور اور انقید ہے نہ کہ استخبر اور اقیم فعل کے مفقود ہونے کی وجہ سے ان دونوں ابواب میں اور اس کے مضارع کے صیغہ میں عین کلمہ الف سے بدل دیا جائے گا جیسے "قَوِّلَ وَنُفُوذَ" جیسا کہ صرف کی کتابوں میں آپ تفصیل سے ان قواعد کو جان چکے ہیں۔

شرح

مجهول

وہ فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو یعنی فعل کی نسبت مفعول کی طرف کی گئی ہو۔ جیسے ضَرْبٌ يَلْمِيزُ۔ شاگرد کو مارا گیا۔

ضروری وضاحت:

فعل مجهول فعل لازم سے نہیں بنتا اس لئے کہ فعل مجهول میں فعل کی نسبت مفعول کی طرف ہوتی ہے اور فعل لازم کا مفعول آتا ہی نہیں۔ البتہ اگر فعل لازم سے فعل مجهول بنانا ہو تو فعل کو مجهول ذکر کر کے اس کے بعد ایسا اسم ذکر کر دیا جاتا ہے۔ جس پر حرف جرباء داخل ہو۔ جیسے تَكْوِمٌ يَزِيدُ۔

فائدہ: جَاءَ اور دَخَلَ اگر چہ لازم ہیں مگر متعدی کی طرح بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: جَاءَ رَيْسُ زَيْدٍ، دَخَلَ زَيْدُنَ

الْمَسْجِدَ۔



الفعل لازم والمتعدی

﴿یہ سبق فعل لازم ومتعدی کے بیان میں ہے﴾

فعل لازم ومتعدی کی وجہ تسمیہ کا بیان

فعل متعدی جو متعدی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ فاعل کے سوا کسی متعلق کو فہم فعل کیلئے مدد کیلئے لازم کرنے والا ہے۔ اور یہی متعدی ہے۔ اور جہاں تک لازم کا تعلق ہے تو یہ بحث کہ متعدی وعدم متعدی یہ معروف اصول ہے کہ اشیاء اپنی اضراد کی وجہ سے زیادہ آسان سمجھ میں آ جاتی ہیں۔ پس اسی وجہ سے یہاں متعدی اور غیر متعدی دونوں کو بیان کر دیا گیا ہے۔

يَنْقِسِمُ الْفِعْلُ إِلَى قِسْمَيْنِ : 1- الْفِعْلُ اللَّازِمُ ، وَهُوَ مَا يَدُلُّ عَلَى مُجَرَّدِ وَقُوعِ الْفِعْلِ مِنْ دُونَ التَّعَدَّى إِلَى الْمَفْعُولِ مِثْلُ ذَهَبَ سَعِيدٌ . 2- الْفِعْلُ الْمُتَعَدَّى ، وَهُوَ مَا يَتَعَدَّى إِلَى الْمَفْعُولِ لِيَدُلَّ عَلَى وَقُوعِ الْفِعْلِ عَلَيْهِ . فَيَتَعَدَّى إِلَى : 1- مَفْعُولٍ وَاحِدٍ ، نَحْوُ نَصَرَ زَيْدٌ جَعْفَرًا .

2- مَفْعُولَيْنِ ، نَحْوُ أَعْطَى زَيْدٌ جَعْفَرًا دِرْهَمًا ، وَيَجُوزُ فِيهِ الْاِقْتِصَارُ عَلَى أَحَدِ مَفْعُولَيْهِ نَحْوُ أَعْطَيْتُ زَيْدًا وَأَعْطَيْتُ دِرْهَمًا بِخِلَافِ بَابِ عَلِمْتُ 3- ثَلَاثَةَ مَفَاعِيلَ ، نَحْوُ أَعْلَمَ اللَّهُ رَسُولَهُ عَلِيًّا عَ إِمَامًا ، وَمِنْهُ أَرَى ، وَآخَبَرُ ، وَخَبَّرُ ، وَحَدَّثَ .

وَالْمَفْعُولُ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ فِي هَذِهِ الْأَفْعَالِ السَّتَةِ كَمَفْعُولَيَّ أَعْطَيْتُ فِي جَوَازِ الْاِقْتِصَارِ عَلَى أَحَدِهِمَا ، نَحْوُ أَعْلَمَ اللَّهُ سَعِيدًا ، وَالثَّانِي مَعَ الثَّلَاثِ كَمَفْعُولَيَّ عَلِمْتُ فِي عَدَمِ جَوَازِ الْاِقْتِصَارِ عَلَى أَحَدِهِمَا فَلَا يُقَالُ أَعْلَمْتُ سَعِيدًا خَيْرَ النَّاسِ بَلْ يُقَالُ أَعْلَمْتُ سَعِيدًا عَلِيًّا خَيْرَ النَّاسِ .

ترجمہ

فعل یا متعدی ہوگا اور متعدی وہ فعل ہے جس کے معنی کا سمجھنا موقوف ہو ایسے متعلق پر جو فاعل کے علاوہ ہو جیسے ضرب سعید اور یا لازم ہوگا اور لازم وہ فعل ہے جو اس کے برعکس ہو جیسے قعد اور قام اور فعل متعدی کبھی ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جیسے "نَصَرَ زَيْدٌ جَعْفَرًا" اور کبھی دو مفعولوں کی طرف جیسے "أَعْطَى زَيْدٌ جَعْفَرًا دِرْهَمًا" اور اس میں دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہے جیسے "أَعْطَيْتُ زَيْدًا وَأَعْطَيْتُ دِرْهَمًا" بخلاف باب علمت کے اور تین مفعولوں کی طرف کبھی متعدی ہوتا ہے جیسے "أَعْلَمَ اللَّهُ رَسُولَهُ عَلِيًّا عَ إِمَامًا" اور اسی قبیل سے ہے "أَرَى ، وَآخَبَرُ ، وَخَبَّرُ ، وَحَدَّثَ"

اور حدیث ان ساتوں کا مفعول اول آخر کے دونوں مفعولوں کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسے اعطیت کے دونوں مفعول دونوں میں سے کسی ایک پر اکتفاء کے جائز ہونے میں ہیں تو کہے "اَعْلَمْتُ اللّٰهَ سَعِيدًا" اور مفعول مانی مفعول ثالث کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسے علمت کے دونوں مفعول دونوں میں سے کسی ایک کے اعتبار کے جائز نہ ہونے میں ہیں تو نہیں کہہ سکتا "اَعْلَمْتُ سَعِيدًا خَيْرَ النَّاسِ" بلکہ تو کہہ سکتا ہے "اَعْلَمْتُ سَعِيدًا عَلِيًّا خَيْرَ النَّاسِ"

شرح

فعل کی مختلف اعتبار سے تقسیم کی جاتی ہے۔ زمانے کے اعتبار سے۔ مفعول پہ کی ضرورت ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے، فاعل معلوم ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔ یہاں صرف آخری دو اعتبارات سے فعل کی اقسام بیان کی جائیں گی۔ مفعول پہ کی ضرورت ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے فعل کی اقسام، اس اعتبار سے فعل کی دو اقسام ہیں:۔ لازم۔ متعدی۔

فعل لازم کی تعریف

وہ فعل جو صرف فاعل سے ملکر مکمل معنی ظاہر کرے۔ اور اسے مفعول پہ کی ضرورت نہ ہو۔ جس طرح جَلَسَ زَيْدٌ زید بیٹھا۔

متعدی کی تعریف

وہ فعل جو صرف فاعل سے ملکر مکمل معنی ظاہر نہ کرے۔ بلکہ اسے مفعول پہ کی بھی اعطیت زَيْدًا وَرَهْمًا ۔

متعدی بسہ مفعول : وہ فعل ہے جو تین مفعول چاہتا ہے۔ جس طرح اَرَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنَ الْجَنَّةَ مَثْوًا، ضرورت ہو۔ جس طرح ضَرَبَ زَيْدٌ طِفْلَهُ ۔

فعل متعدی کی تین اقسام ہیں:۔ متعدی بیک مفعول۔۔ متعدی ہد مفعول۔۔ متعدی بسہ مفعول۔ متعدی بیک مفعول: وہ فعل ہے جو صرف ایک مفعول چاہتا ہے۔ جس طرح اَكْرَمْتُ زَيْدًا۔۔ متعدی ہد مفعول: وہ فعل ہے جو دو مفعول چاہتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مومن کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھایا۔

فاعل معلوم ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے فعل کی اقسام فعل چاہے لازم ہو یا متعدی اس کی دو اقسام ہیں۔۔ معروف۔ مجہول معروف: وہ فعل جس کا فاعل معلوم ہو۔ یعنی فعل کی نسبت فاعل کی طرف کی گئی ہو۔ جس طرح مَوَى اُسْتَاذٌ اِسْتَاذَ اِسْتَاذٌ اِسْتَاذَ اِسْتَاذٌ۔ مجہول: وہ فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو یعنی فعل کی نسبت مفعول کی طرف کی گئی ہو۔ جس طرح ضَرَبَ سُلَيْمٌ شَاكَرًا دُكُوْمًا گیا۔

انتباہ

فعل مجہول فعل لازم سے نہیں بنتا اس لئے کہ فعل مجہول میں فعل کی نسبت مفعول کی طرف ہوتی ہے اور فعل لازم کا مفعول آتا ہی نہیں۔ البتہ اگر فعل لازم سے فعل مجہول بنانا ہو تو فعل کو مجہول ذکر کر کے اس کے بعد ایسا اسم ذکر کر دیا جاتا ہے۔ جس پر حرف

جرباء داخل ہو۔ جس طرح کرم بزید۔ قائدہ: جَاءَ اور دَخَلَ اگرچہ لازم ہیں مگر متعدی کی طرح بھی استعمال ہوتے ہیں۔
جس طرح: جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ، دَخَلَ زَيْدٌ الْمَسْجِدَ۔

فعل کے عمل کے بارے میں پیچھے اجمالاً گزر چکا اب ہم قدرے تفصیل بیان کرتے ہیں۔ کوئی بھی فعل غیر عامل نہیں ہوتا، چاہے لازم ہو یا متعدی۔ فاعل کو رفع اور درج ذیل چھ اسماء کو نصب دیتا ہے۔

مفعول مطلق:۔ جس طرح قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا لازم (ضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْبًا متعدی۔ مفعول فیہ:۔ جس طرح صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، لازم (ضَرَبْتُ زَيْدًا فَوْقَ السَّقْفِ، متعدی۔ مفعول معہ:۔ جس طرح جَاءَ الْبُرْدُ وَالْجُبَابُ، لازم (رَأَيْتُ الْأَسَدَ وَالْفِيلَ، متعدی۔ مفعول لہ:۔ جس طرح قُمْتُ إِكْرَامًا، لازم (ضَرَبْتُ تَادِيًّا، متعدی۔۔ حال:۔ جس طرح جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا، لازم (ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُودًا، متعدی۔۔ تمیز:۔ جس طرح طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا، لازم، رَبِّ زَيْنِ عِلْمًا، متعدی نوٹ: فعل متعدی مفعول پہ کو بھی نصب دیتا ہے۔ جس طرح نَصَرَ زَيْدٌ عَمْرًا۔ فعل کا یہ عمل تو اس صورت میں تھا جب کہ وہ معروف ہو اور اگر مجہول ہو تو درج ذیل صورت ہوگی۔

فعل مجہول کا عمل

فعل مجہول فاعل کے بجائے مفعول پہ کو رفع دیتا ہے اور اس مفعول پہ کو نائب الفاعل کہتے ہیں۔ جس طرح أَرَاكَ رُشَاكُ اتار کھایا گیا، اور بقیہ اسماء کو نصب دیتا ہے جس طرح، وَزَعُ الْكُنِّيَّاتِ وَالْعِمَامَاتِ تَوَزِيْعًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْمَسْنُولِ تَالِيًا لِلْقُلُوبِ۔



افعال القلوب

﴿یہ سبق افعال قلوب کے بیان میں ہے﴾

افعال قلوب کی وجہ تسمیہ کا بیان

قلوب قلب کی جمع ہے اور قلب کا معنی ہے "دل"۔ چونکہ ان افعال میں یقین و یقین کا معنی پایا جاتا ہے اور ان معانی کا تعلق دل سے ہے نہ کہ دوسرے اعضاء سے اس لیے انہیں "افعال قلوب" کہا جاتا ہے۔ نیز انہیں "افعال شک و یقین" بھی کہتے ہیں؛ کیونکہ ان میں سے بعض افعال شک ظن اور بعض افعال یقین پر دلالت کرتے ہیں۔

وہی افعال تُبَيِّدُ الْيَقِينَ أَوْ الرَّجْحَانِ وَهِيَ مَبْعَةٌ : 1- عَلِمْتُ ، 2- ظَنَنْتُ ، 3- خَشِيتُ ، 4- خَلُتُ ، 5- رَأَيْتُ ، 6- زَعَمْتُ ، 7- وَجَدْتُ . وَهِيَ تَدْخُلُ عَلَى الْمُبْتَدَأِ وَالْخَبَرِ فَتَنْصِبُهُمَا عَلَى الْمَفْعُولِيَّةِ نَحْوُ عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا ، عَمَرًا عَالِمًا . وَلِهَذَا الْأَفْعَالُ خَوَاصُّ ، نَذَكُرُ أَهْمَهَا لِيَمَّا يَأْتِي : 1- إِنَّهُ لَا يُقْتَصَرُ عَلَى أَحَدٍ مَفْعُولِيَّهَا بِخِلَافِ بَابٍ أَعْطَيْتُ ، فَلَا تَقُولُ عَلِمْتُ زَيْدًا .

2- يَجُوزُ الْغَاوُهَا إِذَا تَوَسَّطَتْ نَحْوُ سَعِدْتُ ظَنَنْتُ عَالِمًا أَوْ تَأَخَّرَتْ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ ظَنَنْتُ .

3- إِنَّهَا تَعْلُقُ عَنِ الْعَمَلِ إِذَا وَقَعَتْ قَبْلَ الاسْتِفْهَامِ ، نَحْوُ عَلِمْتُ أَرِيدُ عِنْدَكَ أَمْ جَعَلْتَهُ ؟ أَوْ قَبْلَ النَّفْسِ ، نَحْوُ عَلِمْتُ مَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ ، أَوْ قَبْلَ لَامِ الْإِتْدَاءِ ، نَحْوُ عَلِمْتُ لَزَيْدٍ مُنْطَلِقٌ . وَمَعْنَى التَّعْلِيقِ أَنَّهُ لَا تَعْمَلُ لَفْظًا بَلْ تَعْمَلُ مَعْنَى . 4- يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ فاعِلُهَا وَمَفْعُولُهَا ضَمِيرَيْنِ مُتَّصِلَيْنِ مِنَ الشَّيْءِ الْوَاحِدِ نَحْوُ : عَلِمْتَنِي مُنْطَلِقًا وَظَنَنْتَكَ فَاضِلًا .

وَقَدْ يَكُونُ ظَنَنْتُ بِمَعْنَى اتَّهَمْتُ ، وَ عَلِمْتُ بِمَعْنَى عَرَفْتُ ، وَ رَأَيْتُ بِمَعْنَى ابْصَرْتُ ، وَ وَجَدْتُ بِمَعْنَى أَصَبْتُ الضَّالَّةَ ، فَتَنْصِبُ مَفْعُولًا وَاحِدًا فَقَطْ ، فَلَا تَكُونُ حَنِيدٌ مِنْ أَفْعَالِ الْقُلُوبِ ، مِثْلُ وَجَدْتُ الْكِتَابَ ،

ترجمہ

یہ سبق افعال قلوب کے بیان میں ہے۔ افعال قلوب وہ یہ ہیں "۱ عَلِمْتُ ۲ رَأَيْتُ ۳ وَجَدْتُ ۴ ظَنَنْتُ ۵ خَشِيتُ ۶ خَلُتُ ۷ زَعَمْتُ"۔ یہ افعال مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں پس دونوں کو مفعول ہونے کی بناء نصب دیتے ہیں اور توجان

سے بنے شک ان افعال کے کچھ خواص ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ دونوں مفعولوں میں سے کسی ایک پر اکتفاء نہ کیا جائے۔
 بخلاف باب اعطیہ کے پس تو نہیں کہہ سکتا علمت زید اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے عمل کا لغو ہو جائز ہے جبکہ یہ
 درمیان میں آئیں "مَعِدَّةٌ فَتَنْتَ عَالِمٌ" یا مؤخر ہوں جیسے "زید قائم ظننت" اور انہیں سے ایک یہ ہے کہ سب کے سب
 معلق ہو جائیں عمل سے جب یہ استفہام سے پہلے واقع ہوں "عَلِمْتُ زیدَ عِنْدَكَ اَمْ جَعَلْتَهُ" اور حرف نفی سے پہلے ہو جیسے
 "عَلِمْتُ مَا زیدُ فِی الدَّارِ" اور لام ابتداء سے پہلے ہو جیسے "عَلِمْتُ لَزیدَ مُنْطَلِقًا" ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کا فاعل
 اور مفعول دونوں ضمیریں ہوں ایک شے کی جیسے "عَلِمْتَنِي مُنْطَلِقًا وَظَنَنْتُكَ فَاصِلًا" اور تو جان لے ظننت کبھی اجماع کے
 معنی میں ہوتا ہے اور علمت عرفت کے معنی میں ہیں اور رایت البصرت کے معنی میں اور وجہ اصبت الفضالہ کے معنی میں آتا ہے اس
 وقت یہ صرف ایک مفعول نصب دیتا ہے اس وقت یہ افعال قلوب سے نہ ہونگے۔

افعال قلوب کی تعریف

وہ افعال جو شک و یقین پر دلالت کرتے ہیں۔ جس طرح: عَلِمْتُ زَيْدًا فَاصِلًا میں نے زید کو فاضل یقین کیا افعال قلوب
 کی تعداد: یہ کل سات افعال ہیں۔

عَلِمْتُ رَأَيْتُ وَجَدْتُ ظَنَنْتُ حَسِبْتُ خَلْتُ زَعَمْتُ .

ان میں سے پہلے تین افعال یقین پر دلالت کرتے ہیں۔ جس طرح: عَلِمْتُ، رَأَيْتُ، وَجَدْتُ زَيْدًا فَاصِلًا .
 ان سب کا مطلب ایک ہی ہے کہ میں نے زید کو فاضل یقین کیا۔ اور ان کے بعد کے تین افعال ظن پر دلالت کرتے ہیں جس
 طرح: ظَنَنْتُ، حَسِبْتُ، خَلْتُ زَيْدًا فَاصِلًا .

ان سب کا مطلب ایک ہی ہے کہ میں نے زید کو شاعر گمان کیا۔ اور زَعَمْتُ مشترک ہے یعنی کبھی یقین کے لیے آتا ہے۔ جس
 طرح: زَعَمْتُ بَشْرًا مُنْجِمًا میں نے بکر کو نجومی جانا اور کبھی ظن پر دلالت کرتا ہے۔ جس طرح: زَعَمْتُ عَمْرُوًا
 مُهَنْدِسًا میں نے عمرو کو انجینئر گمان کیا۔

افعال قلوب کا عمل

یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اس کے دونوں اجزاء مبتداء و خبر کو مفعول ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔ جس طرح
 مذکورہ بالا مثالوں سے واضح ہے۔

افعال قلوب کے احکام

افعال قلوب کے دونوں مفعولوں میں سے کسی ایک کو حذف کرنا ناجائز ہے اگر حذف کرنے ہوں تو دونوں کیے جاتے ہیں ورنہ
 دونوں کو ذکر کیا جاتا ہے بعض صورتوں میں افعال قلوب کا عمل لفظاً و معنی دونوں طرح باطل ہو جاتا ہے اسے "الغاء" کہتے ہیں اور

بعض صورتوں میں صرف لفظاً عمل باطل ہو جاتا ہے اسے "تعلیق" کہتے ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے: دو صورتوں میں افعال قلوب کا عمل لفظاً اور معنی باطل ہو جاتا ہے:- جب افعال قلوب مبتداء و خبر سے مؤخر آئیں۔ جس طرح زَيْدٌ عَلِمْتُ عَلِيمٌ۔ جب یہ افعال مبتداء و خبر کے درمیان آجائیں۔ جس طرح زَيْدٌ عَلِمْتُ عَلِيمٌ۔

تین صورتوں میں افعال قلوب کا عمل صرف لفظاً باطل ہو جاتا ہے:- جب مبتداء و خبر سے پہلے حرف نفی آجائے۔ جس طرح مَا زَيْدٌ عَلِمْتُ۔

جب مبتداء و خبر سے پہلے حرف استفہام آ جائے۔ جس طرح: طَعِنْتُ أَرِيْدُ قَاتِمًا اَوْ بَكْرًا۔
جب مبتداء و خبر سے پہلے لام ابتدائیہ آ جائے۔ جس طرح: عَلِمْتُ كَرِيْمًا عَالِمًا۔

فائدہ

خیال رہے کہ الغاء اور تعلیق میں دو طرح سے فرق ہے: الغاء کا مطلب ہے افعال قلوب کے عمل کو قطعاً اور معنی دونوں طرح باطل کر دینا اور تعلیق کا مطلب ہے ان کے عمل کو صرف لفظاً باطل کر دینا۔ الغاء صرف جائز ہے واجب نہیں لہذا الغاء کی جو دو صورتیں اوپر ذکر کی گئی ہیں ان میں یہ بھی جائز ہے کہ افعال قلوب کو عمل دیا جائے۔ جس طرح: زَيْدًا عَالِمًا عَلِيْمًا یا زَيْدًا عَلِيْمًا۔ جبکہ تعلیق واجب ہے لہذا تعلیق کی مذکورہ صورتوں میں یہ جائز نہیں کہ افعال قلوب کو عمل دیا جائے۔

فائده

لفظاً اور معنی عمل کا باطل ہونا تو ظاہر ہے۔ صرف لفظاً عمل کے باطل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں مبتدا و خبر معنی منسوب ہوں گے لہذا نصب جزئین کے ساتھ ایک اور جملہ اسمیہ کا اس پر عطف کرنا جائز ہوگا۔ جس طرح: عَلِمْتُ لَوْ يَنْدُقَانِي رَبُّكَ قَاعِدًا۔

انتباہ: خیال رہے کہ جب ظَنَنْتُ بمعنی اَتَهَمْتُ، عَلِمْتُ بمعنی عَرَفْتُ، رَأَيْتُ بمعنی ابْصَرْتُ اور وَجَدْتُ بمعنی اصْبَحْتُ ہو تو یہ افعال، متعدی بیک مفعول ہوں گے نیز اس صورت میں یہ افعال قلوب نہیں کہلاتیں گے۔ جس طرح: ظَنَنْتُ زَيْدًا میں زید پر دہم کیا۔ عَلِمْتُ زَيْدًا میں نے زید کو پہچان لیا اور رَأَيْتُ زَيْدًا میں نے زید کو دیکھ لیا، وَجَدْتُ الضَّالَّةَ، میں نے گم شدہ چیز کو پا لیا۔



الافعال الناقصة

﴿ یہ سبق افعال ناقصہ کے بیان میں ہے ﴾

افعال ناقصہ کی وجہ تسمیہ کا بیان

شیخ عبدالرحمن بن احمد جامی نحوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ افعال ناقصہ کو ناقصہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ صرف فاعل کے ساتھ کلام تام نہیں ہوتے بلکہ خبر کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو ناقص کہتے ہیں۔ پس یہ نقصان سے خالی نہ ہوئے۔ اور یہی نقصان ان کو ناقصہ بنانے والا ہے۔ (شرح مائة عامل، شیخ عبدالرحمن جامی)

۱- الافعال الناقصة: أفعالٌ وُضِعَتْ لِتَقْرِيرِ الْفَاعِلِ عَلَى صِفَةٍ غَيْرِ صِفَةِ مَصْدَرٍهَا، وَهِيَ كَانٌ وَصَارَ وَأَصْبَحَ وَأَمْسَى إلخ، وَتَدْخُلُ عَلَى الْمُبْدَأِ وَالْخَبَرِ فَتَرْفَعُ الْأَوَّلَ اسْمًا لَهَا وَتَنْصِبُ الثَّانِي خَبْرًا لَهَا، فَتَقُولُ: كَانَ سَعِيدٌ قَائِمًا، وَكَانَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ 1: - نَائِقَةٌ، وَهِيَ تَدُلُّ عَلَى ثُبُوتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا فِي الْمَاضِي، إِمَّا دَائِمًا، نَحْوُ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا النِّسَاءُ / (17)، أَوْ مُنْقَطِعًا، نَحْوُ كَانَ زَيْدٌ شَابًا.

2- تَامَةٌ، وَهِيَ بِمَعْنَى ثَبَتٌ، وَحَصَلَ نَحْوُ كَانَ الْقِتَالُ، أَيْ حَصَلَ الْقِتَالُ، فَهِيَ هُنَا تَفِيدُ مَعْنَاهَا اللَّغْوِيُّ 3. - زَائِدَةٌ، وَهُوَ مَا لَا يَتَغَيَّرُ الْمَعْنَى بِحَذْفِهَا، كَقَوْلِ الشَّاعِرِ جِيَادُ بَنِي أَبِي بَكْرٍ تَسَامَى عَلَى كَانِ الْمُسَوِّمَةِ الْعَرَابِ

وَصَارَ لِلانْتِقَالِ، نَحْوُ صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا. وَ أَصْبَحَ وَأَمْسَى وَ أَصْحَى، تَدُلُّ عَلَى اقْتِرَانِ مَعْنَى الْجُمْلَةِ بَيْنَ الْأَوْقَاتِ، نَحْوُ أَصْبَحَ زَيْدٌ ذَاكِرًا، أَيْ كَانَ ذَاكِرًا فِي وَقْتِ الصُّبْحِ، وَبِمَعْنَى دَخَلَ فِي الصَّبَاحِ مِثْلُ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ (الروم / 17)

وَكَذَلِكَ ظَلٌّ وَبَاتٌ يَدُلَّانِ عَلَى اقْتِرَانِ مَعْنَى الْجُمْلَةِ بِوَقْتَيْهِمَا، وَقَدْ يَأْتِي بِمَعْنَى صَارَ، نَحْوُ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى ظَلٌّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا (النحل / 58)

وَمَا زَالَ، وَمَا بَرَّخَ، وَمَا قَتَّ، وَمَا انْفَكَ تَدُلُّ عَلَى ثُبُوتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا، وَيَلْزَمُهَا حَرْفُ النِّفْيِ، نَحْوُ مَا زَالَ زَيْدٌ أَمِيرًا،

و مَا دَامَ تَذُلُّ عَلَى تَوَلَّيْتَ أَمْرَ بِمُدَّةٍ ثُبُوتٍ خَبَرَهَا لِفَاعِلِهَا ، نَحْوُ أَقْوَمُ مَا دَامَ الْإِمِيرُ جَالِسًا . و
لَيْسَ تَذُلُّ عَلَى نَفَى الْجُمْلَةِ حَالًا وَقِيلَ مُطْلَقًا ، نَحْوُ لَيْسَ زَيْدٌ قَائِمًا وَقَدْ عَرَفْتَ بَقِيَّةَ أَحْكَامِهَا فِي
الْقِسْمِ الْأَوَّلِ فَلَا يُعِيدُهَا .

ترجمہ

افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو وضع کیے گئے ہیں فاعل کو ثابت کرنے کے لیے ایسی صفت پر جو ان کے مصدر کی صفت کے علاوہ ہو اور وہ یہ ہیں کان، صار، ظل، بات الخ یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں ان کے معنی کا حکم یہ ہے اس کی نسبت کا فائدہ پہنچانے کے لیے ہوتے ہیں یعنی اپنے معنی کا حکم خبر کو دینے کے لیے آتے ہیں پس پہلے کو رفع اور دوسرے کو نصب دیتے ہیں پس تو کہے ”كَانَ سَعِيدٌ قَائِمًا“ اور کان تین قسم پر ہے پہلا ناقصہ اور یہ دلالت کرتا ہے کہ اس کی خبر کے ثبوت پر اس کے فاعل کے لیے زمانہ ماضی میں یاد آئی طور جیسے ”وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا“ یا منقطع ہو جیسے ”كَانَ زَيْدٌ شَابًا“ اور کان تامہ ہوتا ہے جو بمعنی مثبت اور حاصل کے ہوتا ہے جیسے ”كَانَ الْقِتَالُ“ اور کان زائدہ بھی ہوتا ہے اس کو ساقط کرنے کے ساتھ جملہ کا معنی بدلتا نہیں جیسے شاعر کا قول شعر تیز رفتار گھوڑے میرے بیٹے ابو بکر کے فوقیت رکھتے ہیں۔ ان عربی گھوڑوں پر جن پر تیز رفتاری کے نشان لگائے ہوئے ہیں اور صار ہے جو انتقال کے لیے آتا ہے جیسے ”صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا“ اور امج، امسی، ماضی دلالت کرتے ہیں مضمون جملہ کے ملانے پر ان اوقات میں جیسے ”أَصْبَحَ زَيْدٌ ذَا كِرًا“ یعنی زید ذکر کرنے والا تھا صبح کے وقت میں اور صار کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے ”وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا“ کہ زید غنی ہو گیا اور تامہ بھی ہوتا ہے یعنی زید صبح کے وقت اور چاشت کے وقت اور شام کے وقت داخل ہوا ظل اور بات یہ دونوں دلالت کرتے ہیں مضمون جملہ کے ملانے پر اپنے اوقات کے ساتھ جیسے ”اور صار کے معنی میں بھی آتے ہیں اور مازال، مافتی، ما برح، اور ما انفك دلالت کرتے ہیں اپنی خبر کے ثبوت کے استمرار پر اپنے فاعل کے لیے جب اس نے اس کو قبول کیا ہے جیسے ”مَا زَالَ زَيْدٌ أَمِيرًا“ کہ زید ہمیشہ سے امیر رہا اور ان کو حرف نفی لازم ہے اور ما دام دلالت کرتا ہے کسی امر کی توقیت پر اس مدت کے ساتھ کہ اس کی خبر اس کے فاعل کے لیے ثابت ہے جیسے أَقْوَمُ مَا دَامَ الْإِمِيرُ جَالِسًا“ اور لیس دلالت کرتا ہے معنی جملہ کی نفی پر حال میں اور کہا گیا ہے مطلقاً اور ان کے بقیہ احکام تم قسم اول میں پہچان چکے ہو اب ہم ان کا اعادہ نہیں کرتے۔

افعال ناقصہ کی تعریف کا بیان

افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو اپنے مصادر کی صفت کے علاوہ کسی دوسری صفت کو اپنے فاعل کے لئے ثابت کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہیں۔ جیسے كَانْ زَيْدٌ قَائِمًا وضاحت: اس مثال میں كَانْ صفت قیام کو اپنے فاعل زید کے لئے ثابت کر رہا ہے جو اس کے مصدر کی صفت کے علاوہ ہے۔

افعال المقاربات

﴿یہ سبق افعال مقاربتہ کے بیان میں ہے﴾

افعال مقاربتہ کی وجہ تسمیہ کا بیان

علمائے نحوات کے نزدیک افعال مقاربتہ کی وجہ تسمیہ ۱۲ معروف ہے کہ یہ وہ افعال ہیں جن کی دلالت ایسے امر پر ہے جو حصول خبر کے قریب ہے۔ اور یہی خبر کے قریب ہونے کے سبب ان افعال کا نام افعال مقاربتہ رکھا گیا ہے۔

شیخ عبدالرحمن جامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ افعال مقاربتہ کو مقاربتہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ قرب پر دلالت کرتے ہیں۔ اور ان کے نام کی وجہ تسمیہ کا سبب یہی قرب بننے والا ہے۔ (شرح مائة عامل، شیخ عبدالرحمن جامی)

الْأَفْعَالُ الْمُقَارَبَةُ : أَفْعَالٌ وَضِعَتْ لِلدَّلَالَةِ عَلَى دُنُو الْخَبَرِ لِفَاعِلِهَا وَهِيَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ : الْأَوَّلُ : مَا يَدُلُّ عَلَى الرَّجَاءِ ، وَهُوَ عَسَى وَلَا يُسْتَعْمَلُ مِنْهُ غَيْرُ الْمَاضِي لِكَوْنِهِ فِعْلًا جَامِدًا وَهُوَ فِي الْعَمَلِ ، مِثْلُ كَانَ ، نَحْوُ عَسَى زَيْدٌ أَنْ يَقُومَ ، إِلَّا أَنَّ خَبْرَهُ فِعْلُ الْمَضَارِعِ مَعَ أَنْ ، نَحْوُ عَسَى زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ ، وَجُوزُ تَقْدِيمِهِ ، نَحْوُ عَسَى أَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ ، وَقَدْ تُحَذَفُ أَنْ نَحْوُ عَسَى زَيْدٌ يَقُومُ . الثَّانِي : مَا يَدُلُّ عَلَى السُّخْطِ ، وَهُوَ كَادَ وَخَبْرُهُ مَضَارِعٌ دُونَ أَنْ ، نَحْوُ كَادَ زَيْدٌ يَقُومُ ، وَقَدْ تَدْخُلُ أَنْ عَلَى خَبْرِهِ ، نَحْوُ كَادَ زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ .

الثَّالِثُ : مَا يَدُلُّ عَلَى الْاِخْتِ وَالشُّرُوعِ فِي الْفِعْلِ ، وَهُوَ طَفِقَ ، وَجَعَلَ ، وَكَرَبَ ، وَآخَذَ وَاسْتَعْمَلَهَا مِثْلُ كَادَ ، نَحْوُ طَفِقَ زَيْدٌ يَكْتُبُ الْخ وِ أَوْشَكَ ، وَاسْتَعْمَلَهُ مِثْلُ عَسَى ، وَكَادَ ،

ترجمہ

افعال مقاربتہ یہ وہ افعال ہیں جو وضع کئے گئے ہیں دلالت کرنے کیلئے خبر کے قریب ہونے پر ان کے فاعل کیلئے اور یہ تین قسم پر ہیں پہلی قسم امید کیلئے ہے اور وہ عسی ہے اور وہ فعل جامد ہے جس سے ماضی کے علاوہ فعل استعمال نہیں کیا جاتا اور یہ عمل میں کاد کی طرح ہے۔

لیکن اس میں خبر فعل مضارع ”ان“ کے ساتھ آتی ہے جیسے ”عسی زید ان یشرب“ اور جائز ہے اس کے اسم پر خبر کو مقدم

کرتا ہے۔ "حَسْبِيَ اَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ" اور بھی "ان" کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے جیسے "حَسْبِيَ زَيْدٌ يَخْرُجُ" اور دوسری قسم حصول کیلئے آتی ہے اور وہ کاد ہے اور اس کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے جیسے "ان" کے جیسے "تَخْرُجُ زَيْدٌ يَخْرُجُ" اور بھی "ان" بھی داخل ہو جاتا ہے جیسے "تَخْرُجُ زَيْدٌ اَنْ يَخْرُجَ" اور تیسری قسم اخذ اور شروع کرنے کے معنی میں آتے ہیں اور وہ طلق، جمل، کرب، اور اخذ ہے اور ان کا استعمال کاد کی طرح ہے "طَلِقَ زَيْدٌ يَخْرُجُ" اس کا استعمال مسی اور کاد کی طرح ہے۔

افعال متعارفہ کی تعریف

وہ افعال جو خبر کو اسم کے قریب کر دیتے ہیں۔ افعال متعارفہ یہ ہیں۔ غَسَى، نَكَدَ، تَكْوَبَ، اَوْحَلَ،
یہ بھی افعال ناقصہ کی طرح عمل کرتے ہیں۔ یعنی اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ ان کی خبر ہمیشہ فعل مضارع کا
میخہ ہوتی ہے کبھی اُن کے ساتھ اور کبھی بغیر اُن کے جس طرح تَكْوَبَ الْمَاءُ يَهْجُمُ۔ قریب ہے کہ پانی جم جائے۔
ترکیب:

تَغَرَّبَ الْمَاءُ يُتَجَرَّبُ تَغَرَّبَ فعل مقارب، الماء اس کا اسم، تجرَّب اس کی خبر، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔
افعال مقاربه کا استعمال تین طرح سے ہوتا ہے۔۔ جو فعل اس بات پر دلالت کرنے کے لیے آئے کہ خبر کا حصول قریب ہے ان کو
افعال مقاربه کہتے ہیں۔ جس طرح تَغَرَّبَ الشَّاءُ يُنْقَضِی قریب ہے کہ سردی ختم ہو جائے۔
یہ تین ہیں تَغَرَّبَ، تَغَادَا وَرَآؤْهُلَکَ، تَغَادَا اور تَغَرَّبَ کی خبر اکثر بغیر ان کے آتی ہے اور اَوْھَلْکَ کی خبر کے ساتھ اکثر ان
آتا ہے۔

وہ فعل کہ جن کی خبر کے حاصل ہونے کی امید ہو ان کو افعال رجاء کہتے ہیں یہ بھی تمن ہیں۔ عَنَسِي، عَسَوِي اور اِخْلُوْا لِقِيْ جِس طَرَحِ عَنَسِي وَبِئْسَ مَا اَنْ تَرْجِعَ عَنْكُمْ اُمِيْدٌ ہے کہ تمہارا رب عزوجل تم پر رحم فرمائے۔

افعال رجاؤ کبھی تامہ بھی ہوتے ہیں یعنی صرف فاعل کے ساتھ مگر جملہ بن جاتے ہیں اور خبر کی ضرورت نہیں ہوتی اس وقت انکا فاعل مصدر مؤول ہوگا جس طرح عَسَىٰ اَنْ يُّقْرَمَ، اِغْلَوْا لَنْ اَنْ يَّائِسَ، عَسَىٰ

فصل جامد ہے سوائے ماضی کے اس سے کوئی اور صیغہ نہیں آتا اور اس کی خبر کے ساتھ اکثر اَن آتا ہے۔ حَرِی اور اِخْلَوْ لِقِ کی خبر کے ساتھ اَن کا لانا واجب ہے۔ جس طرح اِخْلَوْ لِقِ الْمُذَلِّبُ اَن یُّتَوَّبَ اُمید ہے کہ گناہ کار توبہ کر لے گا۔

مَعْرِی الْغَائِبُ اَنْ یَحْضُرَ اَمِید ہے کہ غائب حاضر ہو جائے۔

وہ افعال جو خبر کی ابتداء اور شروع کرنے پر دلالت کرتے ہیں ان کو افعال شروع کہتے ہیں۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں۔

اَنشَأَ، طَفِقَ، اَتَّخَذَ، جَعَلَ، عَلِقَ، قَامَ، اَقْبَلَ ۔

جس طرح، طِفْقَ الطِّفْلِ بِتَكْلَمٍ بچہ کلام کرنے لگا۔ ان کی خبر بغیر ان کے استعمال ہوتی ہے۔

فعل التعجب

﴿یہ سبق فعل تعجب کے بیان میں ہے﴾

فعل تعجب کی وجہ تسمیہ کا بیان

فعل تعجب اس فعل کو کہتے ہیں کہ سامع جب ایسا کلام سنتا ہے جس میں فعل تعجب کا استعمال ہوتا ہے تو اس کی عقل حیران و تعجب میں پڑ جاتی ہے۔ کیونکہ کلام کرنے والا فعل تعجب کے ذریعے کوئی عجیب چیز بتا رہا ہوتا ہے۔ اسی تعجب کے ظاہر ہونے کی وجہ سے ایسے فعل کو فعل تعجب کہا گیا ہے۔ اور افعال تعجب کا تعلق عقل کو عجب و حیرانگی کی جانب لے جاتا ہے۔ پس اسی سبب سے ایسے افعال کو افعال تعجب کہتے ہیں۔

۱- لِفَعْلٍ التَّعَجُّبِ مَا وُضِعَ لِإِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ، وَلَهُ صِيغَتَانِ ۱- مَا أَفْعَلُهُ، نَحْوُ مَا أَحْسَنَ سَعِيدًا، آئِي: آئِي شَيْءٍ أَحْسَنَ سَعِيدًا، وَفِي أَحْسَنَ ضَمِيرٌ مُسْتَوٍ، وَهُوَ قَاعِلُهُ ۲- أَفْعَلُ بِهِ، نَحْوُ أَحْسَنُ بِزَيْدٍ. وَلَا يُبَيَّنُ إِلَّا مِمَّا يُبْنَى مِنْهُ الْفَعْلُ التَّفْضِيلُ، وَيَتَوَصَّلُ فِي الْمَمْتَنِعِ بِمِثْلِ مَا أَشَدَّ اسْتَخْرَاجًا فِي الْأَوَّلِ وَأَشَدَّ بِاسْتَخْرَاجِهِ فِي الثَّانِي كَمَا عَرَفْتَ فِي اسْمِ التَّفْضِيلِ، (بِأَنَّ يَكُونَنَّ فِعْلًا ثَلَاثِيًّا مُتَصَرِّفًا قَابِلًا لِلتَّفَاضُلِ، وَيَتَوَصَّلُ فِي الْفَائِدِ لِلشَّرَاطِ بِمِثْلِ مَا أَشَدَّ كَمَا عَرَفْتَ)

وَلَا يَسْجُوزُ التَّصْرِيفُ فِيهِ، وَلَا التَّقْدِيمُ، وَلَا التَّأْخِيرُ، وَلَا الْفَضْلُ، وَأَجَازَ الْمَازِي الْفَصْلُ بِالظَّرْفِ، نَحْوُ مَا أَحْسَنَ الْيَوْمَ زَيْدًا.

ترجمہ

تعجب کے دونوں فعل وہ ہیں جو تعجب پیدا کرنے کیلئے وضع کیے گئے ہیں اس کے دو صیغے ہیں پہلا ما افعلہ جیسے ”مَا أَحْسَنَ سَعِيدًا“ یعنی زید کو کس چیز نے حسین بنادیا اور احسن میں ایک ضمیر ہے جو اس کا فاعل ہے اور دوسرا وزن الفعل به جیسے ”أَحْسَنُ بِزَيْدٍ“ کہ زید کس قدر حسین ہے اور یہ نہیں بنائے جاتے مگر اس سے جس سے الفعل التفضیل بنایا جاتا ہے اور پہنچا جاتا ہے ممتنع میں ”مَا أَشَدَّ اسْتَخْرَاجًا“ پہلے میں اور ”وَأَشَدَّ بِاسْتَخْرَاجِهِ“ کی مثل کے ساتھ دوسرے میں جیسے کہ اسم تفضیل میں پہچان چکے ہیں اور ان دونوں میں تصریف کرنا جائز نہیں تقدیم کے ساتھ اور نہ تاخیر کے ساتھ اور عامل اور معمول کے درمیان کوئی

فصل نہیں اور علامہ مازنی ٹھوی نے فصل کا جائز رکھا ہے عرف میں جیسے "مَا أَحْسَنَ الْيَوْمَ زَيْدًا"

افعال تعجب کی تعریف کا بیان

وہ افعال جنہیں تعجب کے اظہار کے لیے وضع کیا گیا ہو انہیں افعال تعجب کہتے ہیں۔ جس چیز پر تعجب کیا جائے اس کو تعجب منہ کہتے ہیں۔ جس طرح، مَا أَحْسَنَ زَيْدًا۔ یہاں زَيْدٌ تعجب منہ ہے۔

ملائی مجرد کے معاد سے اس کے دو صیغے کثیر الاستعمال ہیں۔ مَا أَفْعَلَهُ . اَفْعِلْ بِهِ . مَا أَفْعَلَهُ جس طرح مَا أَحْسَنَ زَيْنًا ازید کیا ہی حسین ہے۔ مَا أَحْسَنَ زَيْنًا کی اصل اَیُّ شَیْءٍ أَحْسَنَ زَيْنًا ہے۔

تَرْكِيبُ: مَا أَحْسَنَ زَيْلًا

اسکی ترکیب اس طرح ہوگی مَا بِمَعْنَى اَيْ شَيْءٍ مَبْتَدَاً اَحْسَنَ فَعْلٍ هُوَ ضَمِيرٌ فَاعِلٌ اور زَيْدًا مَفْعُولٌ ہے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر خبر مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔ اَنْعَمَ عَلَیْہِ جس طرح اَحْسَنَ یَزَیْدٌ یہ کیا ہی حسین ہے۔

ترکیب: اَحْسَنَ یَزَیْدٌ اَحْسَنَ صیغہ امر بمعنی ماضی بآزائدہ زَیْدٌ لفظاً مجرور محلاً مرفوع اس کا فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو جائے گا۔

فعل تعجب سے متعلق قواعد نحویہ کا بیان

متعجب منہ ہمیشہ معارفہ یا نکرہ مخصوصہ ہوتا ہے جس طرح، مَا أَحْسَنَ رِزْقًا، مَا أَحْسَنَ رَجُلًا تَهَجُّدَ وہ کیا ہی اچھا آدمی ہے جس نے تہجد پڑھی۔ پہلی مثال معارفہ اور دوسری مثال نکرہ مخصوصہ کی ہے۔
فعل تعجب اور متعجب منہ کے درمیان کسی اجنبی شے کا قائلہ نہیں ہوتا۔
متعجب منہ فعل تعجب سے پہلے نہیں آ سکتا ہے۔

اگر قرینہ پایا جائے تو متوجہ منہ کو حذف کرنا جائز ہے۔

قرآن پاک میں فعل کا وزن بھی تعجب کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔۔



افعال المدح والذم

﴿یہ سبق افعال مدح و ذم کے بیان میں ہے﴾

افعال مدح و ذم کی وجہ تسمیہ کا بیان

ان افعال کے ذریعے مخصوص بہ مدح یا مخصوص بہ ذم کی تعریف و توہین کی جاتی ہے۔ پس یہ افعال اپنے مخصوص بہ کیلئے جب تعریف کا سبب بنیں تو افعال مدح ہوئے اور جب یہ افعال اپنے مخصوص بہ کیلئے مذمت کا باعث بنیں تو یہ افعال ذم ہوئے پس اسی سبب سے ان افعال کو افعال مدح و ذم کہتے ہیں۔

فَعَلُ الْمَدْحِ وَاللِّمِّ : مَا وَجِعَ لِإِنْشَاءِ مَدْحٍ أَوْ ذَمٍّ . وَلِلْمَدْحِ فِعْلَانِ : مُضَافٌ إِلَى الْمَعْرُوفِ بِالْإِلَامِ ، نَحْوُ يَنْعَمُ غُلَامٌ الرَّجُلِ حَمِيدٌ ، وَقَدْ يَكُونُ فَاعِلُهُ مُضْمَرًا ، فَحَبِّبُ تَمْيِزُهُ بِبِكْرَةٍ مَنْصُوبَةٍ ، نَحْوُ يَنْعَمُ رَجُلًا حَمِيدٌ ، أَوْ بِمَا نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى : فَيُعِيَا هِيَ (البقرة / 271) أَيْ : يَنْعَمُ مَا هِيَ ، وَحَمِيدٌ يُسْتَقَى : الْمَنْصُوعِي بِالْمَدْحِ .

2- حَمِيدًا ، نَحْوُ حَمِيدًا رَجُلًا زَيْدٌ ، فَإِنْ حَبَّ فِعْلُ الْمَدْحِ وَقَاعِلُهُ ذَا وَ رَجُلًا تَمْيِزًا وَ الْمَنْصُوعِي زَيْدٌ . وَيَجُوزُ أَنْ يَقَعَ قَبْلَ مَنْصُوعِي حَمِيدًا أَوْ بَعْدَهُ تَمْيِزًا ، نَحْوُ حَمِيدًا رَجُلًا زَيْدٌ ، وَحَمِيدًا زَيْدًا رَجُلًا ، أَوْ خَالَ ، نَحْوُ حَمِيدًا رَاكِبًا جَعْفَرًا ، وَحَمِيدًا جَعْفَرًا رَاكِبًا .

وَاللِّمُّ أَيْضًا فِعْلَانِ 1:- يَنْسَى ، نَحْوُ يَنْسَى الرَّجُلُ زَيْدًا وَيَنْسَى غُلَامُ الرَّجُلِ زَيْدًا ، وَيَنْسَى رَجُلًا زَيْدًا 2:- سَاءَ نَحْوُ سَاءَ الرَّجُلِ خَالِدًا ، وَسَاءَ غُلَامُ الرَّجُلِ خَالِدًا وَسَاءَ رَجُلًا خَالِدًا ، وَسَاءَ كَمِثْلُ يَنْسَى ،

ترجمہ

افعال مدح و ذم وہ افعال ہیں جو مدح یا مذمت بیان کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں بہر حال افعال مدح اس کے لیے دو فعل ہیں اول نعم ہے اور اس کا فاعل وہ اسم ہوتا ہے جو معرف باللام ہوتا ہے جیسے ”نعم الرجل زید“ یا اس کا فاعل وہ معرف باللام کی طرف مضاف ہوتا ہے جیسے ”يَنْعَمُ غُلَامُ الرَّجُلِ حَمِيدٌ“ اور کبھی فاعل مضمّر ہوتا ہے اور واجب ہوتا ہے اس کی تمیز لانا ایسے نکرہ کے ساتھ جو منصوب ہو جیسے ”يَنْعَمُ رَجُلًا حَمِيدٌ“ اور کبھی اس کی تمیز نکرہ کی بجائے ما کے ساتھ ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ”فَيُعِيَا هِيَ“ اور نعم الرجل زید میں زید کا نام مخصوص بالمدح رکھا جاتا ہے اور جائز ہے اور ”حَمِيدًا رَجُلًا زَيْدًا“ میں حب فعل مدح

ہے اور ذرا اس کیا قائل ہے اور زید مخصوص بالمدح ہے اور جاتر ہے کہ مخصوص بالمدح سے پہلے یا اس کے بعد کوئی تیز ہو جیسے "حَبَلًا رَجُلًا زَيْدًا" یا مکرہ حال واقع ہو جیسے "حَبَلًا رَجُلًا جَنْفَرًا، وَحَبَلًا جَنْفَرًا رَجُلًا" بہر حال فعل ذمہ اس کے لیے بھی دو فعل جیسے "اور" نَحْوُ يَنْسَى الرَّجُلُ زَيْدًا وَيَنْسَى غُلَامُ الرَّجُلِ زَيْدًا، وَيَنْسَى رَجُلًا زَيْدًا 2۔ ساء نَحْوُ سَاءَ الرَّجُلُ خَالِدًا، وَسَاءَ غُلَامُ الرَّجُلِ خَالِدًا وَسَاءَ رَجُلًا خَالِدًا، اور ساء یہ تمام اقسام میں نفس کی طرح ہے۔

افعال مدح و ذم کی تعریف کا بیان

وہ افعال جو کسی کی تعریف یا مذمت بیان کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہوں یہ چار ہیں۔ نِعَمَ، حَبَلًا، يَنْسَى، سَاءَ۔ افعال مدح و ذم میں فاعل کے علاوہ ایک اور اسم معرفاً تا ہے جو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہلاتا ہے۔ جس طرح يَنْسَى الرَّجُلُ زَيْدًا، زید کیا ہی اچھا آدمی ہے۔ يَنْسَى الرَّجُلُ خَالِدًا، خالد کیا ہی برا آدمی ہے۔ ان مثالوں میں الرَّجُلُ فاعل جبکہ زید مخصوص بالمدح اور خالد مخصوص بالذم ہے۔

کچھ ا کے علاوہ ان افعال کے فاعل کی تین صورتیں ہیں۔ معرف باللام ہو۔ جس طرح يَنْسَى الرَّجُلُ زَيْدًا۔۔ یا معرف باللام کی طرف مضاف ہو جس طرح يَنْسَى غُلَامُ الرَّجُلِ زَيْدًا۔ یا اس کا فاعل ضمیر مستتر ہو جس کی تیز مکرہ منصوب آ رہی ہو۔ جس طرح يَنْسَى رَجُلًا زَيْدًا یہاں ضمیر کا فاعل ضمیر مستتر ہو ہے اور رَجُلًا اس کی تیز ہے۔ یہ تیز ابہام کو دور کر رہی ہے۔

انتباہ:

کبھی ضمیر مستتر سے ابہام دور کرنے کیلئے تیز مکرہ منصوب کی بجائے کلمہ نا بمعنی شی کے ساتھ لائی جاتی ہے جس طرح يَنْسَى الرَّجُلُ زَيْدًا الصَّلَاتِ فَيَعْمًا يَتَعَمَّنِ، نِعَمَ خَيْرٌ هِيَ، اگر تم صدقات ظاہر کرتے تو یہ بہت ہی اچھا ہوتا۔ ان کی ترکیب: ان کی ترکیب دو طرح سے کی جاتی ہے۔ يَنْسَى الرَّجُلُ زَيْدًا، نِعَمَ يَفْعَلُ الرَّجُلُ فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم، زید مبتدای مؤخر، مبتدای مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔ يَنْسَى الرَّجُلُ فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر ایک جملہ فعلیہ۔ زید مبتدای مہذوف مؤخر، خبر مبتدای ملکر جملہ اسمیہ۔

انتباہ:

کبھی کبھی مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم کو بوقت قرینہ حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح يَنْسَى الْمَاهِطُونَ، یہاں مہذوف ہے۔ اسی طرح يَنْسَى الْمَوْلَى وَيَنْسَى النَّصِيرُ میں مہذوف ہے یعنی يَنْسَى الْمَوْلَى هُوَ وَيَنْسَى النَّصِيرُ هُوَ۔ يَنْسَى الرَّجُلُ زَيْدًا اور يَنْسَى الرَّجُلَانِ الزَّيْدَانِ نِعَمَ، نِعَمَ، نِعَمَ، لیکن اول سب سے زیادہ فصیح اور مشہور ہے۔

افعال مدح و ذم کے چند ضروری قواعد نحویہ کا بیان

مخصوص بال مدح اور مخصوص بال ذم اکثر فاعل کے بعد آتے ہیں۔ اور یہ ہمیشہ مرفوع ہوتے ہیں۔ انکا واحد وثنیہ وجمع اور تذکیر و تانیث میں فاعل کے موافق ہونا ضروری ہے۔ جس طرح، يَغْمُ الرَّجُلُ زَيْدًا اور يَغْمُ الرَّجُلَانِ الزَّيْدَانِ، يَغْمُ اور يَغْمَانِ میں وزن فاعل دونوں فعل ماضی کے صیغے ہیں فاعل کو عین کلمہ جو کہ حروف حلقی ہیں کی وجہ سے کسرہ دیا گیا اور تخفیفاً عین کلمہ سے کسرہ حذف کر دیا گیا۔ نوٹ: یغم میں چار لغات ہیں: يَغْمُ أَوْ يَغْمَتُ فِتْنَةُ الْقَلْبِ وَالنَّشَاطِ، يَغْمُ أَوْ يَغْمَتُ فِتْنَةُ الْبَطَالَةِ وَالْعَمَلِ، اِیسی طرح، يَغْمُ، يَغْمَتُ الْبِدْعَةُ هَذِهِ، رَجُلًا يَغْمُ زَيْدًا، یغم اور یغمس کا فاعل جب اسم ظاہر موصوف ہو اگرچہ موصوف حقیقی ہو تو ان کے ساتھ کبھی تائید جواز اللاحق ہوتی ہے اس تاکہ کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کرنا جائز ہے جس طرح: حَبَّذاً میں حب فعل مدح ہے اور ذال اسم اشارہ اس کا فاعل اس کے بعد جو اسم آئے گا وہ مخصوص بال مدح ہوگا، نیز حبذا میں مخصوص بال مدح کا فاعل کے موافق ہونا ضروری نہیں، چنانچہ حَبَّذاً الْمُتَجَاهِدُونَ کہنا درست ہے۔

اگر حَبَّذاً سے پہلے نئی آجائے تو یہ ذم کے معنی دینے لگتا ہے جس طرح لَا حَبَّذاً النَّعَامُ چغل خور برا ہے۔
مخصوص بال مدح یا ذم کو فعل اور فاعل کے درمیان نہیں لاسکتے البتہ فعل پر مقدم کر سکتے ہیں جس طرح، زَيْدٌ يَغْمُ الرَّجُلُ، نیز اس صورت میں ایک ہی ترکیب ہوگی۔ کہ مخصوص بال مدح زَيْدٌ مبتدا اور ما بعد جملہ خبر بنے گا۔
حَبَّذاً کے علاوہ بقیہ افعال سے صرف ماضی کے مخصوص صیغے آتے ہیں، جبکہ حَبَّذاً سے کوئی صیغہ نہیں آتا۔ ان افعال کے فاعل کی تمیز ہمیشہ ان سے متاخر ہوتی ہے۔ لہذا نہیں کہہ سکتے۔



الْقِسْمُ الثَّالِثُ مِنَ الْحُرُوفِ

﴿تیسری قسم حرف کے بیان میں ہے﴾

حروف کی دو قسمیں ہیں۔۔۔ حروف مبنی۔ حروف معانی۔ حروف مبنی: وہ حروف جن سے کلمات بنتے ہیں اور یہ حروف کسی خاص معنی پر دلالت کیلئے وضع نہیں کیے جاتے۔ جیسے ا، ب، ت، ث وغیرہ۔ انہیں حروف جمی اور حروف مجہا بھی کہتے ہیں۔۔۔ حروف معانی: وہ حروف جنہیں کسی خاص معنی پر دلالت کیلئے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے اِلیٰ تک، علیٰ وغیرہ۔

فائدہ: تمام حروف مبنی ہیں چاہے مبنی ہوں یا معانی۔ حروف معانی کی پھر دو قسمیں ہیں۔۔۔ عالم۔ غیر عالم۔ حروف عالم: وہ حروف جو رفع، نصب، جر یا جزم دیں ان کو حروف عالم کہتے ہیں۔

- 1- حُرُوفُ الْجَرِّ 2- الحُرُوفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ 3- حُرُوفُ الْقَطْفِ 4- حُرُوفُ التَّيْبِ .
 - 5- حُرُوفُ النِّدَاءِ 6- حُرُوفُ الْإِبْجَابِ 7- حُرُوفُ الزِّيَادَةِ 8- حُرُوفُ التَّفْسِيرِ 9- حُرُوفُ الْمَصْدَرِ 10- حُرُوفُ التَّخْفِيفِ 11- حُرُوفُ التَّوَقُّعِ 12- حُرُوفُ الْإِسْتِفْهَامِ 13- حُرُوفُ الشَّرْطِ 14- حُرُوفُ الرَّدْعِ 15- تَاءُ الثَّانِيَةِ 16- نُونُ التَّوَيْنِ 17- نُونُ التَّأْكِيدِ .
- وَنَشْرَحُهَا بِالتَّرْتِيبِ كَمَا يَأْتِي :

حُرُوفُ الْجَرِّ

﴿یہ سبق حروف جارہ کے بیان میں ہے﴾

حُرُوفُ الْجَرِّ: حُرُوفٌ وَضِعَتْ لِإِصْلَاحِ فِعْلٍ وَشِبْهِهِ أَوْ مَعْنَاهُ إِلَى الْأِسْمِ الَّذِي يَلِيهِ ، مِثْلُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَأَنَا مَارٌّ بِزَيْدٍ وَمِثْلُ هَذَا فِي الدَّارِ أَبُوكَ ، أَيْ : الَّذِي أُشِيرُ إِلَيْهِ فِي الدَّارِ ، لَفِيهِ مَعْنَى الْفِعْلِ . وَهِيَ تِسْعَةٌ عَشَرَ حُرُوفًا كَمَا يَلِي :

ترجمہ

ایسے حروف جن کی وضع فعل یا شبہ فعل یا معنی فعل کیلئے ایسے اسم تک پہنچانے کیلئے جو انہی کیلئے بنایا گیا ہے۔ جس طرح ”مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَأَنَا مَارٌّ بِزَيْدٍ“ اور اسی طرح ”فِي الدَّارِ أَبُوكَ“ اس میں دار کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ جس میں معنی فعل پایا گیا ہے۔

اور یہ انھیں حروف ہیں۔

ایسے حروف جو اپنے مابعد اسم کو جردیں انھیں حروف جارہ کہتے ہیں۔ یہ سترہ ہیں جن کو اس شعر میں بیان کیا گیا ہے۔
 نَارٌ، کَافٌ، وَلاَمٌ وَّ وَالِیُّ مَعْنٰی وَ مَعْلٰی رُبُّ حَاشَا مِنْ عَدَا لَیْ عَنْ عَلٰی حَتٰی اِلٰی
 جس اسم پر یہ داخل ہوں اس کو مگر در کہا جاتا ہے۔

من سے: (یہ ابتداء کا معنی دیتا ہے۔ جیسے مِنْ التَّفْسِیْرِ بمرہ سے۔ حتی تک، الی طرف: (یہ دونوں افعال کا معنی دیتے ہیں۔ حَتٰی مَطْلَعِ الْقَمَرِ بطول فجر تک اِلٰی الْمَسْجِدِ و مسجد تک۔ عَلٰی پر: (عَلٰی السَّطْحِ چھت پر۔ فِی میں: (یہ طرف زمان و مکان کیلئے آتا ہے۔ جیسے فِی الدَّارِ زَیْدٌ زید گھر میں ہے فِی الْکَلْبِ ظَلَمَةُ رَاتٍ میں تاریکی ہے۔ عَنْ سے: (یہ بعد و تجاوزت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے وَمِنْهُ السُّهُمُ عَنِ الْقَوْمِ میں نے کمان سے تیر پھینکا۔

باء ساتھ: (یہ اکثر استعانت کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ میں نے قلم کی مدد سے لکھا یا میں نے قلم سے لکھا۔ کَلْبٌ طرح: (یہ حرف تعریف کیلئے آتا ہے۔ جیسے زَیْدٌ کَالْفَرَزِ زید چاند کی طرح ہے۔ لَام لَئِ: (یہ اکثر ملکیت کیلئے استعمال ہوتا ہے اور کبھی قسم کیلئے بھی آتا ہے۔ جیسے هٰذَا الْعَالِ لِزَیْدٍ یہ مال زید کیلئے ہے یا زید کا مال ہے، لِلّٰہِ اللہ کی قسم۔

خلاء عدا، حاشا علاوہ: (یہ مابعد کو ماقبل کے حکم سے خارج کرنے کیلئے آتے ہیں۔ جیسے جَاءَ لَیْ الْقَوْمُ خَلَا وَ هٰذَا وَ خَلَا زَیْدٌ مِیْرے پاس زید کے علاوہ ساری قوم آئی۔ مَعْلٰی وَ مَعْلٰی: یہ مدت بیان کرنے کیلئے آتے ہیں۔ جیسے

مَسَارَاتُنَّ، مَعْلٰی وَ مَعْلٰی مَنَی میں نے اسے ایک سال سے نہیں دیکھا۔ زُہْمٌ، بمعہ زیادہ: (یہ کی یا زیادتی بیان کرنے کیلئے آتا ہے۔ کی کے معنی کیلئے: جیسے دُبٌّ یَعْنُ یُوْعَدُ غَمٌّ عی چور پکڑے جاتے ہیں۔ زیادتی کے معنی کیلئے: جیسے دُبٌّ مَرِیضٌ مَشْهُوٌّ کتنے عی مریض شایاب ہو جاتے ہیں۔ وَاوِیاء: یہ دونوں قسم کیلئے آتے ہیں۔ وَاوِیاء مَتَا اللّٰہُ مَزُوْجٌ کی قسم۔

حروف جارہ کی تین اقسام کا بیان

حروف جارہ کی تین اقسام ہیں۔ ان میں سے پہلی قسم حروف جارہ اصلہ کی ہے جن کو حذف کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ حروف ماقبل سے متعلق ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ اِلٰی۔ مِنْ۔ عَلٰی۔ فِی۔ حَتٰی۔ خَلَا۔ عدا۔ حاشا۔ مَعْلٰی۔ مَعْلٰی۔ الْکَافُ، الْهَیْ، الْوَاوِ الْعَیْ۔ تاء القسم،

یہ حروف معنی کو مکمل کرنے کیلئے ماقبل سے متعلق ہوتے ہیں۔ خواہ ان کا متعلق فعل ہو یا شبہ فعل ہو۔

حروف جارہ کی دوسری قسم حروف زائدہ ہے جو حمل و استفہامیہ، مانافہ اور لانا فیہ کے بعد آتے ہیں ان کو حذف کرنا ممکن ہے۔ اس کی مثال یہ ہے۔ اَلِیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْعَاکِمِیْنَ؟ یہاں لیس کی خبر میں باء زائدہ ہے۔

حروف جارہ کی تیسری قسم حروف جارہ مشابہہ زائدہ ہے۔ ان کو حذف کرنا ممکن ہے۔ جس طرح امر العیسیٰ کے اس شعر میں

رب کو حذف کیا گیا ہے۔

ولہل كموج البحر أرغى سدولة
على بطواع المهوم ليطبقوا حد اللغة العربية المبسطة

بعض حروف جارہ کے معانی کا بیان

1- مِنْ وَتُسَعَمَلُ : ۱- لابتداء الغاية، وعلامة أن يوصح تقابله لانتهاؤه، نحو مررت من البصرة إلى الكوفة،

ب- لِلتَّيْسِ، وعلامة أن يوصح وضع الذي هو مكانة، كقوله تعالى : فاجتنبوا الرجس من الاوثان (الحج / 30) أى الرجس الذى هو الاوثان . ج- لِلتَّيْسِ، وعلامة أن يوصح وضع بعض مكانة نحو أخذت من الكرايم أى بعض الكرايم.

د- زَالِئَةً، وعلامة أن لا يخل المعنى بحليله نحو ما جاءنى من أخيد، ولا تزد فى الكلام الموجب عِللاً لِلْكُوفَةِ 2- إلى وهى لانتهاؤه الغاية كما مر، وبمعنى مع قليلًا، كقوله تعالى : فاهبطوا وجوهكم وآبائكم إلى المرافق (المائدة / 8) أى مع المرافق.

3- حتى وهى بدل إلى نحو ينك البارحة حتى الصباح وبمعنى مع كثيرًا، نحو قديم الحاج حتى المشاة ولا تدخل على الضمير، فلا يقال حَتَّى عِللاً لِلْمَرْوِدِ. وأما قول الشاعر :
فلا والله لا يتقى أناس
فنى حَتَّى كَ يا ابن أبى زبابة فساد.

4- فى لِلطَّرْفَةِ، نحو زيد فى الدار، والماء فى الكوز. وبمعنى على قليلًا كقوله تعالى :
وَلَا صَلْبَكُمْ فِى جُلُوعِ النَّعْلِ (طه / 71)

5- الباء وهى : ۱- لِلإصاق : حَقِيقَةً، نحو : يوداء أو مجازًا، نحو مررت بسويد إذا قرب مرورك من سويد . ب- لِلإستعانة، نحو كتبت بالقلم . ج- لِلتَّعْيِيقِ، نحو فقت بزبد . د- لِلطَّرْفَةِ، نحو جلست بالمسجد . هـ- لِلْمُصَاحَبَةِ، نحو إضربت الفرس بسرجه . و- لِلْمُقَابَلَةِ، نحو بنت هذا بهذا . ز- زَالِئَةً قِيسًا فِى الْعَمْرِ الْمُنْفِى، نحو عازب بقائم . ولى الاستفهام، نحو هل زيد بقائم، وسَمَاعًا فِى الْمَرْفُوعِ، نحو بعسبك درهم، وكلى يافق فهداً الفصح / 48، ولى المنصوب، نحو ألقى بيديه.

ترجمہ

حروف جارہ میں سے ایک من ہے جو مسافت کی ابتداء کیلئے آتا ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں انتہاء کا لفظ

صحیح ہے۔ جس طرح سرت من الہمرہ الی الکوفہ ہے۔ اس میں من بیان کیلئے آیا ہے۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ یہاں پر اس کے مقام پر الذی کالانا درست ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "فَاَجْتَبُوا الرَّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ" اور یہ من جمع کیلئے ہے۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کو ساقط کرنے سے معنی میں کوئی نقص نہ آئے۔ جس طرح ماجاءنی من احدہ اور من یہ کلام موجب میں زائد نہیں ہوا کرتا جبکہ اس میں اہل کوفہ نے اختلاف کیا ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ قد کان من مطر اور اس طرح کی مثالوں میں تاویل کی جائے گی۔

الی یہ مسافت کی انتہائی حد کو بیان کرنے کیلئے آتا ہے۔ جس طرح مسافت کا بیان گزر گیا ہے۔ اور یہ مع کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن بہت قلیل ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "فَاغْسِلُوا وُجُوْهُكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَوَارِقِ" حتیٰ یہ بھی الی کی طرح آتا ہے جس طرح نمت البار حتی الصباح اور یہ بھی مع کے معنی میں آتا ہے لیکن یہ کثرت کے ساتھ آتا ہے۔ جس طرح قدم الحاج حتی المشاة اور یہ صرف اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے جبکہ امام مبرد غوی نے اس میں اختلاف کیا ہے اور شاعر کا یہ قول ہے کہ اللہ کی قسم لوگ باقی ہوں نہ کوئی نوجوان حتی کہ تو بھی اے ابو زیاد کے بچے، یہ شاذ ہے۔

فی یہ حرف ظرفیت کیلئے آتا ہے۔ جس طرح زید فی الدار اور الماء فی الکوز اور یہ علی کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن قلیل آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "وَلَا صَلْبَنُكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ"

باء یہ بھی حروف جارہ میں سے ہے یہ الصاق کیلئے آتی ہے جس طرح مررت بزید کہ میں گزر اس جگہ کے قریب سے ہوا ہے جہاں زید ہے۔ اور بد کیلئے بھی آتی ہے۔ جس طرح کتب بالقلم، اور یہ تعلیل کیلئے بھی آتی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اور یہ مصاحبت کیلئے بھی آتی ہے۔ جس طرح خرج زید بعشیرہ اور یہ مقابلہ کیلئے بھی آتی ہے جس طرح بعث ہذا بذا الک اور یہ تعدیت کیلئے بھی آتی ہے۔ ذہبت بزید۔ اور یہ ظرفیت کیلئے بھی آتی ہے جس جلسہ بالسجد، اور یہ زائدہ بھی ہوتی ہے جس طرح اس کوئی کی خبر پر قیاس کرتے ہوئے کہ مازید بقائم اور استفہام میں جس طرح حل زید بقائم اور سماعی زائدہ ہوتی ہے مرفوع میں جس طرح حبسک زید ای حبسک زید اور کئی باللہ شہید یعنی کئی اللہ اور یہ اسم منصوب میں بھی زائدہ ہوتی ہے جس طرح اتقی بیدہ یعنی اتقی بیدہ۔

شرح

یہ حرف اسما کے ساتھ متعدد مفاہیم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ زنجیری نے اپنی کتاب "المفصل" میں لکھا ہے:

الصاق

والباء معناها الصاق كقولك : به داء ای التصق به وخامره ومررت به وارد علی الاتساع والمعنی مروری بموضع بقرب منه۔

"اور 'ب' الصاق، یعنی چپکا دینے کا مفہوم ادا کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً جب تم کہتے ہو: 'یہ داء' تو مراد یہ ہوتی ہے کہ بیماری اس سے چپکی اور اس کے وجود میں داخل ہو گئی۔ رہا تمہارا قول: 'مررت بہ' تو یہ بھی، درحقیقت، اسی مفہوم کے وسیع دائرے میں داخل ہے۔ یعنی تم اس جملے میں ایسے مقام سے اپنے گزرنے کا ذکر کر رہے ہو جو اس کے بالکل قریب واقع تھا۔"

استعانت

يدخلها معنى الاستعانة في نحو كتبت بالقلم ونجرت بالقدم وبتوفيق الله حججت و بفلان اصبت الغرض.

"اسی طرح 'ب' ان اشیا کے ساتھ بھی آتی ہے جو کسی عمل کی انجام دہی یا غرض کو پانے کا ذریعہ بنی ہوں۔ مثلاً جب تم کہتے ہو: 'کتبت بالقلم'، 'میں نے قلم کے ساتھ لکھا۔' 'نجرت بالقدم'، 'میں نے تیشے کے ساتھ چھیلا' 'بتوفيق الله ثبت'، 'میں نے اللہ کی توفیق سے حج کیا۔' اور 'بفلان اصبت الغرض'، 'میں نے فلاں کے ذریعے سے مقصود کو پالیا' وغیرہ۔ تو یہ استعانت، یعنی مدد لینے یا ذریعہ بتانے کے مفہوم کی مثالیں ہیں۔"

مماجبت

ومعنى المصاحبة فى نحو خرج بعشيرته ودخل عليه بثياب السفر واشترى الفرس بسرجه ولجامه.

'خرج بعشيرته'، 'وہ اپنے گھروالوں کے ساتھ نکلا'، 'دخل عليه بثياب السفر'، 'وہ سفر کے لباس میں اس کے پاس آیا' اور 'اشترى الفرس بسرجه ولجامه'، 'اس نے کاٹھی اور لگام سمیت گھوڑا خریدا' وغیرہ میں 'ب' 'مماجبت' یعنی کسی چیز کے کسی چیز کے ساتھ ہونے کا مفہوم ادا کرنے کے لیے استعمال ہوئی ہے۔"

زائدہ

وتكون مزيدة فى المنصوب كقوله تعالى: 'ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة' وقوله: 'بايكم المفتون' وقوله: 'سود المهاجر لا يقرآن بالسور' وفى المرفوع كقوله تعالى: 'كفى بالله شهيداً' وبجسبك زيد وقول إمرا القيس: 'الاهل اتاها والحوادث جمه بان إمرا القيس بن تملك بيقرا. المفصل ۲۸۵

"اسی طرح 'ب' زائدہ یعنی بغیر کسی مفہوم کے بھی استعمال ہوتی ہے، خواہ اسم منصوب ہو یا مرفوع۔ منصوب میں 'ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة'، 'اور اپنے ہاتھ ہلاکت میں نہ ڈالو' اور 'بايكم المفتون'، 'تم میں سے کون فتنے میں ہے' قرآن مجید سے اس کی مثالیں ہیں۔ اور اسی کی مثال یہ مصرع بھی ہے: 'سود المهاجر لا يقرآن بالسور'، 'کالی آنکھوں والی ہیں

کڑے جمع نہیں کرتیں۔ "قرآن مجید کی آیت: کَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا" اللہ ہی گواہی کے لیے کافی ہے "مرفوع میں زائدہ کی نظر ہے۔ اور بحسبک زید، "زید تیرے لیے کافی ہے" کا جملہ اور امراء القیس کا یہ شعر: الاھل، "سنو، کیا وہ قبیلے میں نہیں آیا، جبکہ حوادث کا اثر دہام ہے" بھی مرفوع ہی میں بائے زائدہ ہی کی مثالیں ہیں۔

بائے جارہ کے کئی معانی ہونے کا بیان

مشہور نحوی ابن ہشام نے اپنی کتاب "معنی اللیب" میں مفصل بحث کی ہے اور ب کے مفہیم بیان کیے ہیں۔ زحیری کے نزدیک حرف 'ب' الصاق، استعانت اور مصاحبت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جبکہ ابن ہشام نے اس کے چودہ مفہوم بیان کیے ہیں۔ اس کے نزدیک یہ ان تین کے علاوہ تعدیہ، سبب، ظرف، بدل، مقابل، مجاوزت، استعلاء، جمعیت، قسم، توكید اور غایت کے مفہیم بھی رکھتا ہے۔ معنی لیب، ج ۱، ص ۱۰۶

زحیری نے زائدہ کے ذیل میں جو مثالیں دی ہیں ابن ہشام ان کی توجیہ تو کید کے مفہوم سے کرتا ہے۔

بعض حروف جارہ کے معانی کا بیان

6- اللام، وہی: ۱- لِلاَخِيصَاصِ، نَحْوُ الْجُلِّ لِلْفَرَسِ، وَالْمَالِ لِزَيْدٍ. ب- لِلسَّعِيلِ، نَحْوُ ضَرْبُهُ لِلتَّادِيْبِ. ج- زَائِدَةٌ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: رَدِّفْ لَكُمْ النَّمْلَ / 72 اَي رَدِّفْكُمْ. د- بِمَعْنَى عَنِ اِذَا اسْتُغْمِلَ مَعَ الْقَوْلِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَوْرًا مَّا سَبَقُوْنَا اِلَيْهِ الْاِحْقَافَ / 6 وَفِيْهِ نَظَرٌ. ه- بِمَعْنَى الْوَائِ فِي الْقَسَمِ لِلتَّعَجُّبِ، نَحْوُ لِيْلَهٗ لَا يُؤَخِّرُوْا الْاَجَلَ.

7- رَبُّ وَهِيَ لِلتَّقْلِيلِ كَمَا اَنَّ كَمَ الْخَبْرِيَّةُ لِلتَّكْثِيْرِ، وَتَسْتَحِقُّ رَبُّ صَدْرَ الْكَلَامِ، وَلَا تَدْخُلُ اِلَّا عَلٰى النِّكَرَةِ، نَحْوُ رَبُّ رَجُلٍ لَّقِيْتُهُ اَوْ مُضْمَرٌ مِنْهُمْ مُفْرَدٌ مُّذَكَّرٌ مُّعَيَّرٌ بِنِكَرَةٍ مُنْصَوْبَةٍ، نَحْوُ رَبُّ رَجُلًا، وَرَبُّهُ رَجُلَيْنِ، وَرَبُّهُ اِمْرَاةً، وَرَبُّهُ اِمْرَاتَيْنِ، وَعِنْدَ الْكُوَيْلِيْنَ تَجِبُ الْمُطَابَقَةُ، نَحْوُ رَبُّهُمَا رَجُلَيْنِ، وَرَبُّهُمَا اِمْرَاتَيْنِ.

وَقَدْ تَلَحُّقَهَا مَا الْكَافَّةُ فَتَكْفُهَا عَنِ الْعَمَلِ، وَتَدْخُلُ عَلٰى الْجُمْلَةِ، نَحْوُ رَبُّمَا قَامَ زَيْدٌ، وَرَبُّمَا زَيْدٌ قَائِمٌ.

وَلَا بُدَّ لَهَا مِنْ فِعْلٍ مَّاضٍ، لِاَنَّ التَّقْلِيلَ يَتَعَقَّقُ فِيْهِ، وَيُحَذَفُ ذَلِكَ الْفِعْلُ غَالِبًا، كَقَوْلِهِ رَبُّ رَجُلٍ اَكْرَمَنِيْ فِيْ جَوَابٍ مَنْ قَالَ هَلْ رَاَيْتَ مَنْ اَكْرَمَكَ؟، اَي رَبُّ رَجُلٍ اَكْرَمَنِيْ لَقِيْتُهُ، لِاَنَّ اَكْرَمَنِيْ صِفَةٌ لِّ رَجُلٍ وَ لَقِيْتُ فِعْلُهَا وَهُوَ مَحْلُوفٌ.

8- وَاوُ رَبُّ وَهِيَ الْوَائِ الَّتِي يُتَّخَذُ بِهَا فِيْ اَوَّلِ الْكَلَامِ، كَقَوْلِ الشَّاعِرِ:

وَبَلَدَةٍ لَيْسَ بِهَا أَيْسُ

إِلَّا الْيَعْلَبُ وَالْأَيْمُسُ

9- وَأَوُّ الْقَسَمِ ، وَهِيَ مُنْتَصَفَةُ بِالِاسْمِ الظَّاهِرِ ، وَلَا تَدْخُلُ عَلَى الضَّمِيرِ ، فَلَا يُقَالُ وَكَ وَ يُقَالُ وَاللَّهِ ، وَالشَّمْسِ .

10- تَاءُ الْقَسَمِ ، وَهِيَ مُنْتَصَفَةُ بِلَفْظِ الْجَلَالَةِ اللَّهُ وَحْدَهُ ، فَلَا يُقَالُ تَالرَّحْمَنِ وَقَوْلُهُمْ تَرَبُّ الْكُفَّةِ خَادُّ .

11- بَاءُ الْقَسَمِ ، وَهِيَ تَدْخُلُ عَلَى الظَّاهِرِ وَالْمُضْمَرِ ، نَحْوُ بِاللَّهِ وَبِالرَّحْمَنِ ، وَبِكَ . وَلَا يُدْخِلُ الْقَسَمِ مِنْ جَوَابٍ أَوْ جَزَاءٍ ، وَهِيَ الْجُمْلَةُ الَّتِي يُقَسَمُ عَلَيْهَا ، فَإِنْ كَانَتْ مُوجِبَةً يَجِبُ دُخُولُ اللَّامِ فِي الْأَسْمِيَّةِ وَالْفِعْلِيَّةِ ، نَحْوُ وَاللَّهِ لَزَيْدٌ عَادِلٌ ، وَاللَّهِ لَا فَعَلَنْ كَذَا كَمَا يَأْتِي إِنْ فِي الْجُمْلَةِ الْأَسْمِيَّةِ الْمُجَابِ بِهَا الْقَسَمِ نَحْوُ وَاللَّهِ إِنْ زَيْدًا عَادِلٌ . وَإِنْ كَانَتْ مَنْفِيَّةً يَجِبُ دُخُولُ مَا أَوْ لَا عَلَيْهَا ، نَحْوُ وَاللَّهِ مَا زَيْدٌ عَادِلٌ ، وَاللَّهِ لَا يَقُومُ زَيْدٌ . وَقَدْ يُحْدَفُ حَرْفُ النَّفْيِ لَوْجُودِ الْقَرِينَةِ ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى : تَاللَّهِ تَفْتَوُّ تَذْكُرُ يَوْسُفَ يَوْسُفَ / 1 أَيْ لَا تَفْتَوُّ .

وَقَدْ يُحْدَفُ جَوَابُ الْقَسَمِ إِنْ تَقَدَّمَ إِنْ تَقَدَّمَ مَا يَدُلُّ عَلَيْهِ ، نَحْوُ زَيْدٌ عَادِلٌ وَاللَّهِ ، أَوْ تَوَسَّطَ الْقَسَمُ بَيْنَ جُزْأَيْ الْجَوَابِ ، نَحْوُ زَيْدٌ وَاللَّهِ عَادِلٌ .

12- عَنَ وَهِيَ لِلْمُجَاوِزَةِ ، نَحْوُ رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْمِ .

13- عَلَى وَهِيَ لِلِاسْتِعْلَاءِ ، نَحْوُ زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ .

وَقَدْ يَكُونُ عَنْ وَعَلَى اسْمَيْنِ ، وَذَلِكَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهِمَا مِنْ ، فَيَكُونُ عَنْ بِمَعْنَى الْجَانِبِ ، مِثْلُ جَلَسْتُ مِنْ عَنْ يَمِينِهِ . وَيَكُونُ عَلَى بِمَعْنَى فَوْقَ ، مِثْلُ نَزَلْتُ مِنْ عَلَى الْقَرَمِ .

14- الْكَافُ وَهِيَ لِلتَّشْبِيهِ ، نَحْوُ زَيْدٌ كَقَمَرٍ ، وَزَيْنَةُ ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى : لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ .

الشورى / 11 .

وَقَدْ يَكُونُ اسْمًا كَقَوْلِ الشَّاعِرِ :

تَحْتَ عَوَاصِفِ الْأَنْوَابِ الشَّمُّ 105

يَضْحَكُنَّ عَنْ كَالْبَرْدِ الْمُنْهَمِّ

15- 16- مُذٌ وَمُنْذٌ وَهُمَا لِلْإِبْتِدَاءِ الزَّمَانِ فِي الْمَاضِي ، كَمَا تَقُولُ فِي شَعْبَانَ مَا رَأَيْتُهُ مُذْ

رَجَبٍ . وَلِلظُّرْفِيَّةِ فِي الْحَاضِرِ ، نَحْوُ مَا رَأَيْتُهُ مُذْ شَهْرِنَا ، وَمُنْذُ يَوْمِنَا ، أَيْ فِي شَهْرِنَا وَفِي يَوْمِنَا .

17-18-19 - حَاشَا وَعْدَاوَعْلَا وَهِيَ لِلْأَسْتِثْنَاءِ ، نَعُوْ جَاءَ كَيْ الْقَوْمِ خَلَا زَيْدٌ ، وَعْدَا عَمْرُو ،
وَحَاشَا شَاكِرٌ .

ترجمہ

لام یہ تخصیص کیلئے آتا ہے جیسے الجبل للفرس اور المال لزيد اور کبھی یہ علت کو بیان کرنے کیلئے آتا ہے جس طرح ضربت للتأویب اور بعض اوقات یہ زائدہ بھی ہوتا ہے جس طرح ردف لکم یعنی ردف کم اور کبھی یہ عن کے معنی میں آتا ہے جب اسے قول کے ساتھ استعمال کیا گیا ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كُنَّا خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ“ اور یہاں استدلال میں نظر بھی ہے۔ اور کبھی یہ واؤ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اور یہ قسم میں تعجب کیلئے آتا ہے جس طرح ہزلی کے قول اس شعر میں ہے۔

اللہ کی قسم سینک والا پہاڑی بکر باقی نہ رہے گا ایسے اونچے پہاڑوں میں جہاں ظبیان اور آس رہتے ہیں۔

رب یہ بھی حروف جارہ میں سے ہے یہ تقلیل کیلئے آتا ہے جیسے کم خبر یہ جو کہ کثرت کیلئے آتا ہے اور صدارت کلام کا حقدار ہوتا ہے اور یہ صرف نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے۔ جس طرح رب رجل کویم لقیثہ یا پھر ضمیر مبہم مفرد مذکر پر داغی طور پر یہ داخل ہوتا ہے۔ جس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہوتی ہے۔ جیسے رب رجلارہ رجلین ، اور ربہ رجلا اور ایسے ربہ امراۃ۔

اہل کوفہ کے نزدیک ان دونوں میں مطابقت لازم ہے۔ جس طرح ربہما رجلیین ہے جس طرح ربہما قام زید اور ربہما امراۃ۔ اور کبھی ما کافہ اس کے ساتھ لاحق ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت رب یہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے ربہما قام زید اور ربہما زید قائم ، اور اس کیلئے لازم ہے کہ فعل ماضی ہو۔ کیونکہ رب کی حقیقت میں تقلیل کیلئے آتا ہے۔ اور قلت صرف اسے ثابت ہوتی ہے۔ اور اکثر طور پر اس کے فعل کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح تو کہے رب رجل اگر منی یہ قول اس شخص کے جواب میں جس نے کہا هل لقیث من اگر مک یعنی رب رجل اگر منی لقیثہ ، پس اس مثال میں اگر منی یہ رجل کی صفت ہے اور اس کا فعل لقیثہ ہے۔ اور وہ حذف کیا گیا ہے۔

واؤ رب یہ بھی حروف جارہ میں سے ایک ہے۔ اس کے ذریعے ابتداء کی جاتی ہے۔ اور یہ کلام کے شروع میں آتی ہے جس طرح شاعر کا قول ہے کتنے شہر ایسے بھی ہیں جس میں اونٹنیوں اور ہرنوں کے سوا کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے۔

واؤ قسم یہ بھی حروف جارہ میں سے ایک ہے۔ اور یہ اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہے۔ جس طرح واللہ ، الرحمن لا ضرر بن ، لہذا وک نہیں کہا جائے گا۔ اور تائے قسم رب الکعبہ یہ قول شاذ ہے۔

واؤ قسم یہ بھی ہے جو اسم ظاہر اور ضمیر دونوں پر داخل ہوتی ہے جیسے باللہ ، بالرحمن ، اور بک ہے۔ اور قسم کیلئے لازم ہے کہ اس کا جواب قسم ہو۔ اور جواب قسم ہو جملہ ہوتا ہے جس کا نام مقسم علیہ رکھا جاتا ہے۔ پس اگر وہ موجب ہے تو دخول لام لازم ہے۔ اور جب

وہ جملہ اسمیہ فعلیہ ہو جس طرح واللہ زید قائم اور واللہ الا فعلن کذا، اور ان مسکوروں جملہ اسمیہ اور فعلیہ پر داخل ہوتا ہے واللہ ان زید قائم اور جب جواب قسم نفی ہو تو اس پر ما اور لا کا داخل کرنا لازم ہے۔ جس طرح واللہ مازید بقائم اور واللہ ایقوم زید۔

نوٹ

یاد رہے بعض اوقات جواب قسم سے حرف نفی کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ التباس ختم ہو جائے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "فَاللّٰہِ تَفْتَوُۗہٗ" کَذٰکُمْ یُوسُفُ یوسف ر ۱ اِنِّیْ لَا تَفۡتَوُۗہٗ۔ "اور کبھی کبھی جواب قسم بھی حذف کر دیا جاتا ہے۔ جب اس سے پہلے کوئی ایسی چیز ذکر کی گئی ہو جو جواب قسم پر دلالت کرنے والی ہو جس طرح زید قائم واللہ ہے۔ یا قسم کلام کے درمیان میں واقع ہوئی ہو جس طرح زید واللہ قائم ہے

عن یہ مجاوزات کیلئے آتا ہے۔ جس طرح "وَمَبِیۡتُ السَّہَمِ عَنِ الْقَوَیۡسِ۔"

علی یہ استعلاء یعنی بلندی کیلئے آتا ہے جس طرح زید علی سطح، اور کبھی یہ عن اور علی دونوں اسم بن جاتے ہیں اور جب ان دونوں پر من داخل ہو جائے جیسے نزلت عن یمنہ اور نزلت من علی القرمس،

کاف یہ تشبیہ کیلئے آتا ہے۔ جس طرح زید کعمر واور یہ زائدہ بھی ہوتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ لیس کملہ شئی، اور یہ کبھی اسم ہوتا ہے۔ جس طرح شاعر کا قول ہے۔ یضحکن عن البرد المنہم، کہ وہ ہنسی میں اپنے دانتوں کے ساتھ جو اگلے کی طرح صاف تھے۔

منذ وند یہ دونوں زمانے کیلئے آتے ہیں۔ کبھی تو یہ فعل ماضی میں فعل کی ابتداء کیلئے آتے ہیں جیسے تو شعبان میں تو کہہ دے کہ مارا سہ مذرجب، یا ظرفیت کیلئے آتے ہیں اور یہ زمانہ حاضر میں ہو جس طرح تو کہہ دے کہ مارا نیت مذ شہر با، و منذ یومنا یعنی فی شہرنا اور فی یومنا،

خلا، حاشاء، عدا یہ استثناء کیلئے آتے ہیں۔ جیسے جاء فی القوم خلا زید و حاشا عمرو و عدا بکر،

قسم و جواب قسم کی نحوی بحث میں حروف جارہ کا بیان

بعض اوقات کلام میں تاکید پیدا کرنے کے لئے قسم اٹھائی جاتی ہے۔ قسم کیلئے اکثر اوقات حروف قسم (باء، واو، تاء، لام) استعمال ہوتے ہیں، لیکن کبھی کبھی افعال قسم (حَلَفَ اور اَقْسَمَ) بھی لائے جاتے ہیں۔ جیسے (اَقْسَمَ بِاللّٰہِ عُمَرُ)۔

قسم کیلئے جواب قسم کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جواب قسم یا تو جملہ اسمیہ ہوگا یا فعلیہ۔ جملہ اسمیہ ہو تو مثبت ہوگا یا منفیہ:

اگر مثبت ہو تو اس سے پہلے ان یا لام ابتداء لایا جاتا ہے۔ جیسے وَاللّٰہِ اِنَّ زَیۡدًا قَائِمٌ، اور وَاللّٰہِ لَزَیۡدٌ قَائِمٌ۔

اگر منفیہ ہو تو اس کے ماقبل ما مشابہ بلیس ہوگا۔ یا لائے نفی جنس یا ان نافیہ جیسے وَاللّٰہِ مَا زَیۡدٌ کَاتِبًا، وَاللّٰہِ اِنَّ عَلَی کَاتِبًا۔

جملہ فعلیہ ہو تو مثبت ہوگا یا منفیہ:

اگر مثبت ہو شروع میں لفظ یا صرف لام ابتدائی آئے۔ ہے وَاللّٰهُ لَقَدْ كَلَّمَ الْمُؤْمِنِينَ اَوَّلَ مَا دَخَلُوا فِي السَّجْدَةِ
اور اگر محذوف ہو تو فعل ماضی ہوگا۔ یا مضارع۔ اگر ماضی ہو تو ماضی سے شروع ہوگا، جیسے وَاللّٰهُ مَا قَعَدَ عَنْهُ، اور مضارع ہو تو
نہن سے شروع ہوگا۔ جیسے وَاللّٰهُ لَا اَتَكَلَّمُهُ، اَمَّا، وَاللّٰهُ اِنْ يَّكَلِّبْ زَيْدًا۔

جواب قسم کا حذف کا بیان

جب قرآن پڑھا جائے تو جواب قسم کو جو جملی طور پر حذف کر دیا جاتا ہے اس کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

جب قسم سے پہلے ایسا جملہ آجائے جو جواب قسم بن سکا ہو جیسے اَللّٰهُ وَاحِدٌ وَاللّٰهُ۔

جب قسم ایسے جملے کے درمیان میں آجائے جو جواب قسم بن سکا ہو جیسے اَللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاحِدٌ۔

ترکیب:

وَاللّٰهُ اِنْ زَيْدًا فَعِلِمَ، والاحرف جر برائے قسم لفظ ام جملات مجرد جار مجرد سے مکرر اُنْقِسِمَ فعل مقدر کا ظرف مستقر اُنْقِسِمَ
فعل اس میں اُکا ضمیر قائل اُنْقِسِمَ فعل اپنے قائل اور ظرف مستقر سے مکرر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔ اِنْ حرف حبابہ اُنْقِسِمَ اِنْ کا
ام فاعل اس کی خبر اِنْ حرف حبابہ اُنْقِسِمَ اپنے ام اور خبر سے مکرر جملہ اسمیہ ہو کر جواب قسم۔

ترکیب:

وَاللّٰهُ لَا دُخَانَ السَّجْدَةِ، والاحرف جار برائے قسم اُنْقِسِمَ جملات مجرد جار اپنے مجرد سے مل کر اُنْقِسِمَ فعل مقدر کا ظرف
مستقر اُنْقِسِمَ فعل اس میں اُکا ضمیر قائل اُنْقِسِمَ فعل اپنے قائل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔ لَا دُخَانَ، میں لام
برائے تاکید مثبت اس میں اُکا ضمیر اس کا قائل اور اُنْقِسِمَ اس کا مفعول فعل اپنے قائل اور مفعول سے مکرر جملہ فعلیہ ہو کر جواب قسم
ہوا۔

الْحُرُوفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ

﴿یہ سبق حروف مشبہ بہ فعل کے بیان میں ہے﴾

الْحُرُوفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ : حُرُوفٌ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْأَسْمِيَّةِ ، فَتَنْصِبُ الْأِسْمَ وَتَرْفَعُ الْخَبَرَ كَمَا عَرَفْتَ ، وَهِيَ سِتَّةٌ : إِنَّ ، وَأَنَّ ، وَكَأَنَّ ، وَلَيْتَ ، وَلَكِنْ ، وَلَعَلَّ .

وَقَدْ تَلَحُّقُهَا مَا الْكَافَّةُ ، فَتَكْفُفُهَا عَنِ الْعَمَلِ ، وَحِينَئِذٍ تَدْخُلُ عَلَى الْأَفْعَالِ ، تَقُولُ إِنَّمَا قَامَ زَيْدٌ . وَاعْلَمْ أَنَّ إِنَّ الْمَكْسُورَةَ لَا تَغَيِّرُ مَعْنَى الْجُمْلَةِ بَلْ تُؤَكِّدُهَا . .

وَأَنَّ الْمَفْتُوحَةَ مَعَ الْأِسْمِ وَالْخَبَرِ ، فِي حُكْمِ الْمَفْرَدِ ، وَلِذَلِكَ يَجِبُ كَسْرُ إِنَّ فِيمَا يَأْتِي :

- 1- إِذَا كَانَتْ فِي أَوَّلِ الْكَلَامِ ، نَحْوُ إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ . 2- بَعْدَ الْقَوْلِ ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى : يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ (البقرة) 3- بَعْدَ الْمَوْضُوعِ نَحْوُ جَاءَ الَّذِي إِنَّهُ مُجْتَهِدٌ . 4- إِذَا كَانَتْ فِي خَبَرِهَا اللَّامُ ، نَحْوُ إِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ . وَيَجِبُ فَتْحُ هَمْزَةِ إِنَّ فِيمَا يَأْتِي : 1- إِذَا وَقَعَتْ فَاعِلًا ، نَحْوُ بَلَغَنِي أَنَّ زَيْدًا عَالِمٌ . 2- إِذَا وَقَعَتْ مَفْعُولًا ، نَحْوُ كَرِهْتُ أَنَّكَ قَائِمٌ . 3- إِذَا وَقَعَتْ مُضَافًا إِلَيْهِ ، نَحْوُ أَعْجَبَنِي اشْتِهَارُ أَنَّكَ فَاضِلٌ . 4- إِذَا وَقَعَتْ مُبْتَدَأً نَحْوُ عِنْدِي أَنَّكَ قَائِمٌ . 5- إِذَا وَقَعَتْ مَجْرُورَةً ، نَحْوُ عَجِبْتُ مِنْ أَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ . 6- بَعْدَ لَوْ ، نَحْوُ لَوْ أَنَّكَ عِنْدَنَا لَا خِدْمَتَكَ . 7- بَعْدَ لَوْلَا ، نَحْوُ لَوْلَا أَنَّهُ حَاضِرٌ لَا غَلَمْتُكَ .

وَيَجُوزُ الْعَطْفُ عَلَى اسْمِ إِنَّ الْمَكْسُورَةَ بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ ، بِاعْتِبَارِ الْمَحَلِّ وَاللَّفْظِ ، نَحْوُ إِنَّ سَعِيدًا صَانِمًا ، وَجَعْفَرًا ، وَجَعْفَرًا .

ترجمہ

حروف مشبہ بہ فعل یہ چھ ہیں۔ ان، ان، کان، لیت، لعل، لیکن، یہ حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں یہ اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔ جس طرح پہلے ان کے بیان میں آپ سمجھ چکے ہیں۔ ان زید اقام، اور کبھی ان پر ما کافہ بھی داخل ہو جاتا ہے جو ان کو عمل کرنے سے روک دینے والا ہے۔ اور اس وقت یہ افعال پر داخل ہو جاتے ہیں۔ جس طرح تو کہہ دے کہ انما قام زید۔

ان کے ساتھ آئے تو یہ جملے کو نہیں بدلتا بلکہ معنی میں تاکید لاتا ہے۔ اور ان مفتوحہ اپنے مابعد آنے والے

۱۔ اور خبر کے ساتھ یہ مفرد کے علم میں ہوتا ہے۔ پس ان کو کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ جب یہ ابتدائے کلام میں واقع ہو۔ جس طرح ان زید قائم، اور جب یہ قول کے بعد ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ یقول انھا بقرة“ اور جب یہ موصول کے بعد ہو جیسے ذرا انت الذی ان فی الساجد، اور جب اس کی خبر میں لام داخل ہو جیسے ان زید القائم اور ان کو مفتوحہ واجب ہے۔ جس مقام پر وہ فاعل واقع ہو۔ جیسے بلغنی ان زید قائم اور جب مفعول کے مقام پر واقع ہو۔ جیسے کرہت ان زید قائم، اور جب وہ مبتداء کی جگہ پر واقع ہو جیسے عندی انک قائم، اور جس مقام پر وہ مضاف الیہ کی جگہ آئے جیسے عجب من طول ان بکرا قائم، اور جس مقام پر مجرور واقع ہو جیسے عجب من ان بکرا قائم، اور جب لو کے بعد واقع ہو جیسے لوا انک عندنا لا کر تک اور جب لولا کے بعد واقع ہو جیسے لولا انک حاضر لغاب زید۔

ان کسورہ کے اسم پر عطف ڈالنا جائز ہے۔ نفی و نھی حالت میں کُل کا اعتبار کرتے ہوئے جیسے ان زید قائم و عمرو دعو،
قَدْ تَخَفْتُ اِنَّ الْمَكْسُورَةَ، وَيَلْزَمُ اللَّامُ حَبْنِي لِي خَبَرَهَا فَرْقًا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اِنَّ النَّافِيَةِ، كَقَوْلِهِ
تَعَالَى: وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لِيَوْفِيْنَهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ اِنَّهُمْ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ هود / 111، وَحَبْنِي يَجُوزُ
الْفَاوْهَا، كَقَوْلِهِ تَعَالَى: وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُخْضَرُونَ 107 يس / 32.

وَتَدْخُلُ عَلَى الْاَفْعَالِ النَّاسِخَةِ غَالِبًا، كَقَوْلِهِ تَعَالَى: وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَالِبِينَ يوسف /
3 وَاِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ الشعراء / 186.

وَكَذَا الْمَفْتُوحَةُ قَدْ تَخَفْتُ وَيَجِبُ اِعْمَالُهَا فِي ضَمِيرٍ شَانَ مُقَدَّرٍ، فَتَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ، اَسْمِيَّةٌ
كَانَتْ، نَحْوُ بَلَّغْنِي اَنْ زَيْدًا عَالِمٌ، اَيُّ اَنَّهُ، اَوْ فِعْلِيَّةٌ، وَيَجِبُ دُخُولُ السِّينِ اَوْ سَوَفَ اَوْ قَدْ اَوْ
حَرْفِ النَّفْيِ عَلَى الْفِعْلِ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى: عَلِمَ اَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضًا الْمَزْمَلُ / 20، فَالضَّمِيرُ
الْمُسْتَرِ اسْمٌ اَنْ وَالْجُمْلَةُ خَبَرُهَا.

وَكَاَنَّ لِلتَّشْبِيهِ، نَحْوُ كَاَنَّ زَيْدًا اَسَدٌ قِيلَ: وَهِيَ مُرَكَّبَةٌ مِنْ كَافِ التَّشْبِيهِ وَ اِنَّ الْمَكْسُورَةَ ن
وَاِنَّمَا فُتِحَتْ لِتَقْدِيمِ الْكَافِ عَلَيْهَا، وَتَقْدِيرُهَا اِنَّ زَيْدًا كَالْاَسَدِ. وَقَدْ تَخَفْتُ، فَتَلْفَى عَنِ الْعَمَلِ،
مِثْلُ كَاَنَّ زَيْدًا اَسَدٌ.

وَلَكِنْ لِّلْاِسْتِدْرَاكِ، وَتَتَوَسَّطُ بَيْنَ كَلَامَيْنِ مُتَغَايِرَيْنِ فِي اللَّفْظِ وَالْمَعْنَى، نَحْوُ مَا جَاءَنِي زَيْدٌ
لَكِنْ خَالِدًا جَاءَ، وَغَابَ حَمِيدٌ، وَلَكِنْ مَحْمُودًا حَاضِرٌ. وَيَجُوزُ مَعَهَا الْوَاوُ، نَحْوُ قَامَ اَحْمَدُ وَلَكِنْ
حَمِيدًا قَاعِدٌ وَتَخَفْتُ فَتَلْفَى، نَحْوُ ذَهَبَ اَحْمَدُ وَلَكِنْ حَمِيدٌ عِنْدَنَا.

وَلَيْتَ لِلتَّمْنَى، نَحْوُ لَيْتَ خَالِدًا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ بِمَعْنَى اَتَمَنَى. وَ لَعَلَّ لِلتَّرَجُّيِ نَحْوُ قَوْلِ الشَّاعِرِ:

أَحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
وَسَلَّ الْجَرُّ بِهَا نَحْوُ لَعْلٍ زَيْدٍ قَائِمٍ

وَفِي لَعْلٍ لُغَاتٌ : عَلٌّ وَعَنْ وَأَنَّ وَلَانَ وَلَعْنٌ وَعِنْدَ الْمُعَرِّدِ أَصْلُهَا عَلٌّ زَيْدَتُ لَيْبَا أَلَامُ وَالتَّوَابِي
فُرُوعٌ

ترجمہ

یاد رہے کہ ان مکسورہ کی خبر پر لام کو داخل کرنا جائز ہے۔ اور کبھی ان مکسورہ کو وقفہ بنا دیا جاتا ہے۔ پس اس وقت اس کو لام دینا لازم ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَاَنْ كَلَّا لَمَّا لِيُوَفِّيهِمْ اُوْرَاسِ وَقْتُ اس کو عمل سے بیکار کر دینا جائز ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاَنْ كَلَّا لَمَّا جَمِيعٍ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ، اور اس کو دخول ایسے افعال پر درست ہے جو مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان، وَاَنْ كُنْتُ مِنْ قَبْلِهِ لَمْ يَغْفُلِينَ وَاَنْ تَطْلُبْ لَمْ يَكْذِبِينَ، اور اسی طرح ان مفتوحہ کو بھی وقفہ کر دیا جاتا ہے۔ اور اس وقت واجب ہوگا کہ اس کا عمل دیا جائے ایک ضمیر شان میں جو مقدر ہوگی، پس اس وقت وہ جملہ پر داخل ہوگی اگرچہ جملہ اسمیہ ہو جیسے بلغنی ان زید قائم، اگرچہ وہ جملہ فعلیہ ہو جیسے بلغنی ان قد قام زید اور جب اس جملے میں پہلے فعل ہو تو سین یا سوف یا قد یا حرف نفی کا فعل پر داخل کرنا لازم ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ عَلِمَ اَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْصِي، اور وہ ضمیر جو پوشیدہ ہو وہ ان کا اسم ہے اور جملہ اس کی خبر ہوگا۔

کان یہ تشبیہ کیلئے آتا ہے۔ جیسے کان زید الاسد، اور یہ کاف تشبیہ اور ان مکسورہ کے ساتھ مرکب ہے۔ یقیناً اس کو فتح دیا گیا ہے۔ کیونکہ کاف کو اس پر مقدم کیا گیا ہے۔ اس کی تقدیر یہ ہے کہ ان زید کا الاسد،

لکن یہ استدراک کیلئے آتا ہے۔ اور ایسے دو کلاموں میں آتا ہے جو معنی کے اعتبار ایک دوسرے کے مغایر ہوں۔ جیسے ما جاءني القوم لکن عمر ا جاء اور ایسے ہی غائب زید لکن بکر حاضر اور ان کے ساتھ واؤ کا لانا بھی جائز ہے۔ جیسے قام زید و لکن عمرو ا قاعد، اور کبھی اس کی بھی تخفیف کر دی جاتی ہے۔ تو اس کا عمل بیکار ہو جائے گا جیسے مشی زید لکن عمرو ا عندنا،

لیت یہ تمنی کیلئے آتا ہے۔ جیسے لیت زید ا عندنا اور امام فراء نحوی نے جائز قرار دیا ہے۔ لیت زید ا قانما، کہ تمنی کے معنی کیلئے آتا

ہے۔

لعل یہ ترجی کیلئے آتا ہے۔ جیسے شاعر کا قول ہے۔ میں نیک بندوں سے محبت کرتا ہوں اور میں بھی انہی میں سے ہوں۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی نیک بننے کی توفیق عطا فرمادے۔ اور اس کو جر دینا یہ شاذ ہے۔ جیسے لعل زید قائم، اور لعل میں کئی لغات ہیں۔ جیسے عل، عن، ان، لان اور لعن جبکہ امام مبرد کے نزدیک اس کی اصل عل ہے۔ اور اس پر لام کو زیادہ کیا گیا ہے اور باقی تمام لغات اسی کی فرع ہیں۔

حُرُوفُ الْعَطْفِ

﴿یہ سبق حروف عطفہ کے بیان میں ہے﴾

حُرُوفُ الْعَطْفِ عَشْرَةٌ: الواوُ، والفاءُ، وثُمَّ، وَحَتَّى، واوُ، وإِما، وآمُ، ولا، وبَلْ، وَلَكِنْ.
 هـ الواوُ لِلْجَمْعِ مُطْلَقًا نَحْوُ جَاءَ زَيْدٌ وَحَمِيدٌ، سَوَاءٌ كَانَ سَعِيدًا مُقَدَّمًا فِي الْمَجْعَى، أَمْ حَمِيدًا.
 و الفاءُ لِلتَّرْتِيبِ بِمُهْلَةٍ، نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ فَحَمِيدٌ إِذَا كَانَ زَيْدٌ مُقَدَّمًا بِلا مُهْلَةٍ. وَ ثُمَّ لِلتَّرْتِيبِ بِلا مُهْلَةٍ، نَحْوُ دَخَلَ زَيْدٌ ثُمَّ خَالِدٌ، إِذَا كَانَ زَيْدٌ مُقَدَّمًا بِالْذُّخُولِ وَبَيْنَهُمَا مُهْلَةٌ.
 وَ حَتَّى مِثْلُ ثُمَّ فِي التَّرْتِيبِ وَالْمُهْلَةِ إِلَّا أَنَّ مُهْلَتَهَا أَقْلُ مِنْ مُهْلَةٍ ثُمَّ. وَيُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَ مَعْطُوفُهَا دَاخِلًا فِي الْمَعْطُوفِ عَلَيْهِ. وَهِيَ تُفِيدُ قُوَّةَ الْمَعْطُوفِ، نَحْوُ مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْإِنِّيَاءُ، أَوْ ضَعُفَهُ، نَحْوُ قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّى الْمَشَاةِ.

و اَوُ وإِما وآمُ لِبُتُوتِ الْحُكْمِ لِأَحَدِ الْأَمْرَيْنِ لَا بَعِيْنِهِ، مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَوْ أَمْرَأَةٍ. و إِمَّا إِنَّمَا تَكُونُ حَرْفَ عَطْفٍ إِذَا تَقَدَّمَ عَلَيْهَا إِمَّا أُخْرَى، نَحْوُ الْعَدَدُ إِمَّا زَوْجٌ، وَإِمَّا فَرْدٌ، وَيَجُوزُ أَنْ يَتَقَدَّمَ إِمَّا عَلَى أَوْ نَحْوُ زَيْدٌ إِمَّا كَاتِبٌ أَوْ لَيْسَ بِكَاتِبٍ. أَمْ عَلَى قِسْمَيْنِ:

1- مُتَّصِلَةٌ: وَهِيَ مَا يُسْأَلُ بِهَا عَنْ تَعْيِينِ أَحَدِ الْأَمْرَيْنِ، وَالسَّائِلُ عَالِمٌ بِثُبُوتِ أَحَدِهِمَا مُبْهِمًا، بِخِلَافِ أَوْ، وَإِمَّا فَإِنَّ السَّائِلَ بِهِمَا لَا يَعْلَمُ بِثُبُوتِ أَحَدِهِمَا أَصْلًا. وَيُشْتَرَطُ فِي اسْتِعْمَالِهَا ثَلَاثَةُ أُمُورٍ: الْأَوَّلُ: أَنْ تَقَعَ قَبْلَهَا هَمْزَةٌ، نَحْوُ أَزِيدُ عِنْدَكَ أَمْ حَمِيدٌ؟.

الثَّانِي: أَنْ يَكُونَ مَا بَعْدَهَا مُمَّا لَمْ يَلْمَا بَعْدَ الْهَمْزَةِ، أَعْنَى إِنْ كَانَ بَعْدَ الْهَمْزَةِ اسْمٌ فَكَذَلِكَ بَعْدَ أَمْ كَمَا مَرَّ، وَإِنْ كَانَ فِعْلٌ فَكَذَلِكَ، نَحْوُ أَقَامَ خَالِدٌ أَمْ قَعَدَ عَادِلٌ؟ فَلَا يُقَالُ: أَرَأَيْتَ سَعِيدًا أَمْ مَجِيدًا؟

الثَّالِثُ: أَنْ يَكُونَ ثُبُوتُ أَحَدِ الْأَمْرَيْنِ مُحَقَّقًا لَدَى السَّائِلِ، وَإِنَّمَا يَكُونُ الِاسْتِفْهَامُ عَنِ التَّعْيِينِ، وَلِلذَلِكَ وَجَبَ أَنْ يَكُونَ جَوَابُ أَمْ بِالتَّعْيِينِ، دُونَ نَعَمْ أَوْ لَا، فَإِذَا قِيلَ أَجْعُفُ عِنْدَكَ أَمْ خَالِدٌ؟ فَجَوَابُهُ بِتَعْيِينِ أَحَدِهِمَا، أَمَّا إِذَا سُئِلَ بِ أَوْ، وَإِمَّا فَجَوَابُهُ نَعَمْ أَوْ لَا.

2- مُنْقَطِعَةٌ، وَهِيَ مَا يَكُونُ بِمَعْنَى بَلْ مَعَ الْهَمْزَةِ، نَحْوُ إِنَّهَا لِأَبْلِ أَمْ هِيَ شَيْءٌ؟، وَذَلِكَ كَمَا

لَوْ زَانَتْ شَبَعًا مِنْ بَعِيدٍ ، وَلَقَدْ : إِنَّهَا لِبَاسٌ عَلَى سَبِيلِ الْفُطْحِ ، ثُمَّ خَصَّ الشُّكَّ فِي أَثَرِ شِبَاعٍ ،
 لَقَدْ : أَمْ هِيَ شِبَاعٌ وَلَقَدْ الْإِهْرَاضُ مِنَ الْإِغْتَابِ الْأَوَّلِ ، وَامْتِنَافَ سُؤَالِ آخِرِ مَعْنَاهُ بَلْ أَهَى
 شِبَاعٌ ؟ . وَلَا تُسْتَعْمَلُ أَمْ الْمُنْقَطِعَةُ إِلَّا فِي الْخَبَرِ كَمَا مَرَّ . وَلِیَ الْاسْتِفْهَامِ ، نَحْوُ أَعِنْدَكَ أَحْمَدُ أَمْ
 عِنْدَكَ مَحْمُودٌ . وَتُسْتَعْمَلُ لَا ، وَبَلْ ، وَلِیَنْ لِيُثْبِتَ الْحُكْمَ لِأَحَدِ الْأَمْرَيْنِ مُعَيَّنًا .
 لَمَّا لَا تَنْطَلِقُ مَا وَجَبَ لِلأَوَّلِ عَنِ الثَّانِي ، نَحْوُ جَاءَ كَيْ زَيْدٌ لَا مُجِيبٌ وَ بَلْ تُعْبَذُ الْأَضْرَابُ عَنِ
 الْأَوَّلِ ، نَحْوُ جَاءَ كَيْ أَحْمَدُ بَلْ مَحْمُودٌ وَمَعْنَاهُ بَلْ جَاءَ مَحْمُودٌ ، وَ لِيَكُنْ لِلْإِسْتِذْكَارِ ، نَحْوُ قَامَ
 زَيْدٌ وَلِیَكُنْ عَالِدًا لَمْ يَقُمْ .

ترجمہ

حروف عاطفہ دس ہیں۔ ان میں سے پہلے چار حروف جمع کیلئے آتے ہیں جبکہ باؤ علی الاطلاق جمع کیلئے آتی ہے۔ جس طرح چا،
 فی زید و عمرو ممکن آنے میں زید و عمرو کے برابر ہو۔ یا عمرو کا آنا زید کے برابر ہو۔

فائدہ یہ ترتیب کیلئے آتی ہے۔ جس میں کوئی مہلت نہیں ہوتی۔ جیسے چا، زید و عمرو جبکہ زید آنے میں مقدم ہو اور عمرو مؤخر ہو بغیر کسی
 قسم کی مہلت کے تو یہ ترتیب ہوگی۔

ثم یہ مہلت کے ساتھ ترتیب کیلئے آتا ہے۔ جیسے دخل زید ثم عمرو، جبکہ زید آنے میں مقدم ہو اور ان دونوں کے درمیان آنے
 میں مہلت ہے۔

حتی یہ بھی ثم کی طرح ہے۔ کیونکہ یہ بھی مہلت اور ترتیب کا معنی دیتا ہے۔ مگر حتی کی مہلت ثم کے مقابلے میں قلیل ہے۔ اور یہ
 بھی شرط ہے کہ اس کا معطوف، معطوف علیہ میں داخل ہو۔ اور حتی قوت کا فائدہ دیتا ہے۔ معطوف جیسے، مات الناس حتی الاولیاء، یا
 پھر یہ کمزور فائدہ دیتا ہے۔ جیسے قدم الحاج حتی الشاة،

او، اما اور ام یہ تینوں حروف دونوں معاملات میں سے کسی ایک کو ثابت کرنے کیلئے آتے ہیں اس حالت میں جب وہ مبہم ہوں
 اور متعین بھی نہ ہوں مررت برجل اوامراة، اور اما یہ یقیناً عطف کیلئے ہے مگر جب اس سے پہلے دوسرا اما مقدم مذکور ہو جیسے العدا ما
 زوج واما فردا، اور اما کا تقدم او، پر جائز ہے۔ جیسے زید اما کاتب اوامی،

حرف ام اس کی دو اقسام ہیں۔ (۱) ام متصلہ، یہ وہ حرف جب اس میں دو معاملات میں سے کسی ایک کے تعین کا سوال کیا
 جائے، اور سوال کرنے ان دونوں مبہم معاملات میں سے کسی ایک کو جاننے والا ہو۔ جبکہ اما اور او، میں ایسا نہیں ہے کیونکہ ان میں
 سوال کرنے والا دو مبہم معاملات میں سے کسی کو بھی جاننے والا نہیں ہوتا۔

ام متصلہ کے استعمال کی تین شرائط ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے ہمزہ واقع ہو جیسے ازید عندک ام عمرو، دوسری شرط یہ

ہے کہ وہ اس سے ملا ہوا ہو، جو ہمزہ سے ملا ہوا ہے، یعنی جب ہمزہ کے بعد اسم واقع ہو تو ام کے بعد بھی اسی طرح اسم واقع ہوگا جس طرح اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ جب ہمزہ کے بعد فعل آئے تو اسی طرح ام کے بعد بھی فعل آئے گا۔ جیسے قام زید ام تعد، اور ایسے نہیں کہا جائے گا کہ رائیت زید ام عمرو،

تیسری شرط یہ ہے کہ دونوں معاملات میں سے ایک حقیقت میں برابر ہو۔ اور استفہام صرف تعین کے بارے میں ہو، پس واجب یہ ہے ام کا جواب تعین کے ساتھ دیا جائے، البتہ سوال کیا جائے ازید عندک ام عمرو، تو اس کا جواب دونوں میں سے کسی ایک معین شخص کے ساتھ دیا جائے گا اور جب سوال کیا جائے تو او، اور ام، کے ذریعے تو اس کا جواب نعم یا لا کے ساتھ ہوگا۔

ام دوسرا منقطعہ ہے۔ یہ وہ ام ہے جو بل کے معنی میں ہمزہ کے ساتھ ہے جس طرح جب آپ نے دور سے کوئی صورت دیکھی ہے۔ تو آپ نے کہہ دیا کہ انھا لائل، یقیناً وہ اونٹ ہے۔ آپ نے یقینی طور پر یہ کہہ دیا ہے اس کے بعد آپ کو شک لاحق ہو گیا کہ وہ بکری ہے تو آپ نے ام شاة کہہ دیا۔ جب آپ نے یہ کہہ دیا ہے تو آپ نے پہلی خبر سے اعراض کیا ہے۔ اور دوسرے سوال کی ابتداء کر دی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا بل هو شاة یعنی بلکہ وہ بکری ہے۔

یاد رہے کہ ام منقطعہ یہ صرف خبر میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جس طرح اس کا بیان گزر چکا ہے۔ اور استفہام میں جیسے عندک زید ام عمرو تو نے پہلے زید کے حصول کا سوال کیا اس کے بعد تو نے پہلے سوال سے اعراض کر لیا ہے۔ اور پھر تو نے دوسرا سوال کیا ہے کہ جو عمرو کے موجود ہونے کے بارے میں ہے۔

لا اور حرف بل اور لکن یہ دو معاملات میں سے کسی ایک متعین معاملہ کے ثبوت کیلئے ہیں۔ جبکہ حرف لا دوسرے کی نفی کیلئے آتا ہے۔ جو پہلے حکم سے ثابت ہوا ہے۔ جیسے جاءنی زید ولا عمرو میرے پاس نہ کوئی زید آیا اور نہ ہی عمرو آیا، بل پہلے کلام سے اعراض جبکہ دوسرے کے اثبات کیلئے آتا ہے۔ جیسے جاءنی زید بل عمرو، اس کا معنی یہ ہے بل جاءنی عمرو اور ماجاء بکر بل خالد کا معنی ہے بل ماجا خالد،

لکن یہ استدراک کیلئے آتا ہے اور اس کے ماقبل کو نفی لازم ہے جیسے ماجاءنی زید لکن عمرو جاء یا اس کے بعد نفی ہو جیسے قام بکر لکن خالد لم یقم،

حروف عطف کی تعریف

وہ حروف جو اپنے مابعد کو ماقبل کے حکم میں جمع کرنے کیلئے آتے ہیں۔ ان کو حروف عطف کہتے ہیں، انکے ماقبل کو معطوف علیہ اور مابعد کو معطوف کہتے ہیں۔ حروف عطف تو ہیں۔ وَاوْ . فَا . اَوْ . اَمْ . لَا . بَلْ . حَتّٰی . لَکِنْ . ثُمَّ

وَاوْ عاطفہ کے استعمال کا بیان

یہ مطلق جمع کیلئے آتا ہے اور معطوف و معطوف علیہ میں ترتیب ضروری نہیں جس طرح جاء زید و عمرو اس کا مطلب ہے

زید اور عمرو دونوں آئے اب یہاں یہ ترتیب ضروری نہیں کہ زید پہلے آیا ہو یا عمر۔

فاعاطفہ کے استعمال کا بیان

یہ ترتیب کیلئے آتا ہے اور اس میں یہ بات ضروری ہوتی ہے کہ ماقبل کیلئے جو حکم ثابت ہوا ہے وہ فوراً ہی مابعد کیلئے ثابت ہوا اور اس میں تاخیر نہ ہو۔ جس طرح جاء زید فبکرم اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے زید آیا اور اس کے فوراً بعد بکر۔

او، ام عاطفہ کے استعمال کا بیان

یہ دونوں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کے مابعد یا ماقبل میں کسی ایک کیلئے حکم ثابت ہے لیکن کس کیلئے ثابت ہے اس میں شک ہے۔ جس طرح جاء زید أو عمرو، جاء زید أم عمرو، اس کا مطلب یہ ہے کہ زید یا عمرو میں سے کوئی ایک آیا ہے لیکن یہ معلوم نہیں کون آیا ہے۔

لا عاطفہ کے استعمال کا بیان

یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے مابعد سے حکم کی نفی کی گئی ہے۔ جس طرح ركب السبيل لا خادمه، اس کا مطلب یہ ہے کہ سردار سوار ہوا، اس کا خادم نہیں۔

بل عاطفہ کے استعمال کا بیان

یہ معطوف علیہ سے حکم کی نفی کر کے معطوف کیلئے حکم کو ثابت کرنے کیلئے آتا ہے۔ جس طرح جاء زنی زید بل بکرم میرے پاس زید نہیں بلکہ بکر آیا۔

حتى عاطفہ کے استعمال کا بیان

حتى انتہائے غایت کیلئے آتا ہے۔ جس طرح قرء الطلاب حتى الامضاء ما نام زید لیکن عمرو و طالب علموں نے پڑھا حتیٰ کہ استاد نے بھی پڑھا۔

لیکن عاطفہ کے استعمال کا بیان

یہ اس وہم کو دور کرنے کیلئے آتا ہے جو ماقبل کلام سے پیدا ہوا ہو، یہ جس جملہ میں آئے اس سے پہلے یا اس کے بعد نفی کا ہونا ضروری ہے۔ جس طرح ما نام زید لکن عمرو، زید نہیں سویا لیکن عمرو سو گیا۔

ثم عاطفہ کے استعمال کا بیان

یہ بھی ترتیب کیلئے آتا ہے لیکن اس میں یہ بات ضروری ہے کہ ماقبل کیلئے جو حکم ثابت ہے وہ مابعد کیلئے کچھ دیر کے بعد ثابت

ہو۔ جس حرفِ مستوفیہ زینۃ ثَمَّ مکتور زید جاگا پھر اس کے کچھ دیر بعد بکر جاگا۔

ام متصل کی تعریف کا بیان

ام متصل وہ ام ہے جس کے ساتھ دو چیزوں میں سے ایک کی تعیین کے بارے میں سوال کیا جائے اور سائل کو ان میں سے ایک کا ثبوت مبہم طور پر معلوم ہو۔ جیسے اَزْیَنَہٗ عِنْدَکَ اُمَّ عَمْرٍو وضاحت: اس مثال میں سائل زید یا عمرو میں سے کسی ایک کی مخاطب کے پاس موجودگی کا تعیین کرنا چاہ رہا ہے اور اسے مبہم طور پر معلوم ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک زید کے پاس موجود ہے

ام منقطعہ کی تعریف کا بیان

ام منقطعہ وہ ام ہے جو ہمزہ کے ساتھ استعمال ہونے والے مل کے معنی میں ہوتا ہے۔ یعنی پہلے کلام سے اعراض ہوتا ہے اور دوسرے کلام میں شک ہوتا ہے۔ جیسے دور سے کوئی چیز دیکھ کر اُنہا لِیَہْلُ کہنا پھر شک کی کیفیت طاری ہونے پر یوں کہنا اُمَّ شَاةٍ



حُرُوفُ التَّنْبِيهِ

﴿یہ سبق حروف تنبیہ کے بیان میں ہے﴾

حُرُوفُ التَّنْبِيهِ : حُرُوفٌ وَضِعَتْ لِتَنْبِيهِ الْمُخَاطَبِ ، لِقَوْلِهِ خُذْ مِنْ الْحِكْمِ ، وَهِيَ ثَلَاثَةٌ : أَمَّا ، أَلَا ، هَا . وَلَا تَدْخُلُ إِلَّا ، وَأَمَّا إِلَّا عَلَى الْجُمْلَةِ اسْمِيَّةٌ كَانَتْ ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى : أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ المجادلة / 22 . أَوْ فِعْلِيَّةٌ ، نَحْوُ أَلَا تَفْعَلُ ، وَأَمَّا لَا تَضْرِبُ . وَهَا تَدْخُلُ عَلَى : الْجُمْلَةِ ، نَحْوُ هَا زَيْدٌ قَائِمٌ . وَالْمُفْرَدِ نَحْوُ هَذَا وَهَؤُلَاءِ .

ترجمہ

حروف تنبیہ یہ تین ہیں۔ اور یہ تینوں مخاطب کو خبردار کرنے کیلئے آتے ہیں۔ تاکہ اس کے کلام کا کوئی حصہ فوت نہ ہو جائے، والا اور ام یہ دونوں صرف جملے پر داخل ہوتے ہیں خواہ وہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ ہو، جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے الا انہم مفسدون،

اور شاعر کا قول کہ قسم اس ذات کی ہے جس نے رلایا اور ہنسیا ہے، اور جس نے مارا اور زندہ کیا ہے اور اس ذات کی قسم جس کا حکم حقیقی طور پر حکم ہے۔ یا پھر وہ جملہ فعلیہ ہو جیسے اما لا تفعل اور الا لا تضرب،

ہا یہ بھی حرف تنبیہ ہے یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے جیسے ہا زید قائم اور مفرد پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے ہذا اور ہؤلاء،

حروف انتباہ

یہ تین ہیں جس طرح : أَلَا : أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
اسن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

أَمَّا : أَمَّا لَا تَفْعَلُ خبردار تو یہ نہ کر۔۔۔ هَا : هَا زَيْدٌ قَائِمٌ خبردار زید کھڑا ہے۔



حُرُوفُ النِّدَاءِ

﴿یہ سبق حروفِ نداء کے بیان میں ہے﴾

حُرُوفُ النِّدَاءِ خَمْسَةٌ ۱: و ۲- الهمزة المفتوحة و اى و هما للقريب . 3 و 4- ايا و هيا و هسنا للبعيد . 5- يا و هى للقريب والبعيد والمتوسط وقد مرّت احكامها .

ترجمہ

حروفِ نداء: یہ پانچ ہیں۔ یا، ایا، ہیا، اى، اور همزه مفتوحہ۔ ان کا استعمال: یا: قریب و بعید اور متوسط سب کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ ایا و هيا: یہ صرف بعید کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ اى، همزه مفتوحہ: یہ قریب کیلئے ہیں۔

حروفِ ندا کی تعریف کا بیان

کسی کی توجہ اپنی طرف کرنے کیلئے نداء کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کیلئے مخصوص حروفِ استعمال کیے جاتے ہیں۔ جنہیں حروفِ نداء کہتے ہیں اور جس کی توجہ مطلوب ہو اسے منادئ کہتے ہیں۔

منادئ: منادی ایسا اسم ہے جو حروفِ ندا کے بعد آتا ہے۔ اور اس سے منادی کی توجہ مطلوب ہوتی ہے۔ جس طرح یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منادئ کی اقسام و اعراب منادئ کی پانچ اقسام ہیں۔۔ مفرد و معرفہ: یعنی جب منادی معرفہ ہو، مضاف اور مشابہہ مضاف نہ ہو۔



حُرُوفُ الْإِيجَابِ

حُرُوفُ الْإِيجَابِ سِتَّةٌ : نَعَمْ ، وَبَلَى ، وَآجَلٌ ، وَجَيْرٌ ، وَإِنْ . اِمَّا نَعَمْ فَلِتَقْرِيرِ كَلَامٍ سَابِقٍ ، مُثَبَّتًا كَانَ أَوْ مَنْفِيًّا . وَ بَلَى تَخْتَصُّ بِالْإِيجَابِ النَّفْيَ ، مَوَاقِفًا كَانَ مَعَ الِاسْتِفْهَامِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى : اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى الْاَعْرَافُ / 172 ، اَوْ مُجَرَّدًا عَنْهُ كَمَا يُقَالُ : لَمْ يَنْعَمْ زَيْدٌ ، قُلْتُ بَلَى اَيُّ قَدْ قَامَ .

و اِی حَرْفُ جَوَابِ بِمَعْنَى نَعَمْ وَلَا يُسْتَعْمَلُ اِلَّا مَعَ الْقَسَمِ ، كَمَا اِذَا قِيلَ لَكَ هَلْ كَانَ كَذَا ؟ تَقُولُ : اِی وَاللّٰهِ . وَ اَجَلٌ ، وَجَيْرٌ ، وَإِنْ ، اِی اَصْدَقُكَ فِی هَذَا الْخَبَرِ .

ترجمہ

حروف ایجاب چھ ہیں، نَعَمْ، وَبَلَى، وَآجَلٌ، وَجَيْرٌ، وَإِنْ۔
نعم، یہ سابقہ کلام کی تفسیر کیلئے آتا ہے اگرچہ وہ مثبت ہو یا منفی ہو جیسے اجازید تو اس کے جواب میں کہا، نعم،، اور اسی طرح انا جاؤ
زید تو جواب میں کہا نعم،

بلی یہ ایجاب نفی کے ساتھ خاص ہے۔ قائلو بلی، جب یہ صورت خبر نفی کیلئے ہو جیسے کہا جاتا ہے لم نعم زید تو کہے بلی یعنی قد قام
ای، یہ اثبات کیلئے آتا ہے جب استفہام کے بعد ہو تو اس کو قسم لازم ہے جیسے جب کہا جائے کہ مل کان کذا، تو جواب میں کہا
جائے ای واللہ،

اجل، جیر، اور ان یہ خبر کی تصدیق کیلئے آتے ہیں جیسے جب کہا جائے کہ جاؤ زید تو اس کے جواب میں کہا جائے کہ اجل جیر ان
یعنی میں تیری اس خبر میں تصدیق کرتا ہوں۔

نعم کے استعمال کا بیان

یہ کلام سابق کو تسلیم کرنے کا فائدہ دیتا ہے جس طرح کوئی کہے آجاء زید؟ کیا زید آگیا تو جواب میں کہا جائے نعم ہاں

بلی کے استعمال کا بیان

اگر نفی کے جواب میں آئے تو اثبات کا فائدہ دیتا ہے جس طرح اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ تو اس کے

جواب میں کہا بتلی کیوں نہیں

اپنی کے استعمال کا بیان

یہ قسم کے لیے آتا ہے جس طرح قُلْ اِنِّیْ وَرَّئِیْ اِنَّہٗ، لَحَقُّقٌ۔ آپ فرمادیجئے کہ میرے رب کی قسم بے شک وہ ضرور حق ہے۔

جَبْرِ۔ اَجَلٌ۔ اِنَّ کے استعمال کا بیان

یہ تینوں خبر دیئے والے کی تصدیق کے لیے آتے ہیں خواہ وہ خبر مثبت ہو یا منفی، جس طرح اگر کوئی کہے آجاء لَکَ زَیْنًا؟ تو اس کے جواب میں کہا جائے جَبْرِ، اَجَلٌ، اِنَّ تو اس کا مطلب ہوگا جی ہاں آپ نے ٹھیک کہا۔ منفی خبر کے جواب میں جس طرح اَلَمْ یَا بَلَکَ زَیْنًا؟ کے جواب میں جَبْرِ، اَجَلٌ، اِنَّ کہا جائے۔ یہ تینوں بہت قلیل الاستعمال ہیں۔



الحروف الزائدة

﴿یہ سبق حروف زائدہ کے بیان میں ہے﴾

لَقَدْ تَقَعُ بَعْضُ الْحُرُوفِ زَائِدَةٌ فِي الْكَلَامِ بِحَيْثُ لَا يَتَغَيَّرُ الْمَعْنَى بِحَذْفِهَا. وَحُرُوفُ الزِّيَادَةِ سَبْعَةٌ : اِنْ ، وَاَنْ ، وَمَا ، وَلَا ، وَمِنْ ، وَالْبَاءُ ، وَاللَّامُ . وَتُزَادُ اِنْ : 1- مَعَ مَا النَّافِيَةِ ، نَحْوُ مَا زَيْدٌ قَائِمٌ . 2- مَعَ مَا الْمَصْدَرِيَّةِ ، نَحْوُ صَلِّ مَا اِنْ دَخَلَ الْوَقْتُ . 3- مَعَ لَمَّا ، نَحْوُ لَمَّا اِنْ جَلَسْتُ جَلَسْتُ . وَتُزَادُ اَنْ : 1- مَعَ لَمَّا ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى : فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ يُوسُفُ / 96 . 2- بَيْنَ وَاوِ الْقَسَمِ وَ لَوْ نَحْوُ وَاللَّهِ اِنْ لَوْ قُمْتُ قُمْتُ .

وَتُزَادُ مَا : 1- مَعَ اِذْ ، وَمَتَى ، وَاَتَى ، وَاَيْنَ ، وَاِنْ الشَّرْطِيَّةِ كَمَا تَقُولُ : اِذَا مَا صُمْتُ صُمْتُ . وَكَذَا الْهَوَاقِي . 2- بَعْدَ بَعْضِ حُرُوفِ الْجَرِّ ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى : فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ (آلِ عِمْرَانَ) وَتُزَادُ لَا قَلِيلًا : 1- مَعَ الْوَاوِ بَعْدَ النَّفْيِ ، نَحْوُ مَا جَاءَ حَمِيدٌ وَلَا مَحْمُودٌ . 2- بَعْدَ اَنْ الْمَصْدَرِيَّةِ ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى : قَالَ مَا مَنَّكَ اِلَّا تَسْجُدَ اِذَا اَمَرْتُكَ الْاَعْرَافُ / 12 . 3- قَبْلَ الْقَسَمِ ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى : لَا اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللّٰوَامَةِ الْقِيَامَةِ / 1 ، بِمَعْنَى اُقْسِمُ . وَاَمَّا مِنْ ، وَالْبَاءُ ، وَاللَّامُ فَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهَا فِي حُرُوفِ الْجَرِّ فَلَا نَعِيدُهَا ،

ترجمہ

حروف زیادت یہ سات ہیں، اِنْ، وَاَنْ، وَمَا، وَلَا، وَمِنْ، وَالْبَاءُ، وَاللَّامُ۔ ان کا ماننا یہ ہے کہ ساتھ زیادہ کیا جاتا ہے جیسے ما ان زید قائم اور ما مصدریہ کے ساتھ جیسے انتظار مان مجلس الامیر اور لما کے ساتھ جیسے لما ان جلست، جلست، اور ان زیادہ کیا جاتا ہے لما کے ساتھ جیسے واللہ ان لو قمت قمت،

حرف ما کو زیادہ کیا جاتا ہے، اِذَا، مَتَى، اَي، اِنی، اَيْن، اور ان شرطیہ کے ساتھ جیسے تو کہہ دے کہ اِذَا مَا صمت صمت، بقیہ کا حکم بھی اسی طرح ہے۔ اور ما زائدہ بھی ہوتا ہے۔ یہ بعض حروف جارہ کے بعد بھی ہوتا ہے جیسے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ، اور عَمَّا قَلِيلٍ لِيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ، اور زید صدیقی کما ان عمرا اخی،

واو نفی کے بعد لا زائدہ ہوتا ہے۔ جیسے ما جاءني زید ولا عمرو، اور ان مصدریہ کے بعد بھی زائدہ ہوتا ہے جیسے ما

منعك ان لا تسجد، اور قسم سے پہلے بھی زائد ہوتا ہے۔ جیسے لا الہ الا اللہ، کا معنی اللہ اور من، باء اور لام ان کو میان حروف جارہ میں بیان ہو چکا ہے لہذا ہم ان کو دوبارہ بیان نہیں کریں گے۔

حروف زیادت کی تعریف کا بیان

دو حروف ہیں جن کے نہ ہونے سے اصل معنی میں خلل واقع نہیں ہوتا۔

حروف زیادت کا بیان

یہ ایسے حروف ہیں جو فعل واسم دونوں کے شروع میں آتے ہیں اور ان کے کوئی معنی نہیں ہوتے، ان سے مقصود کلام کی زینت ہوتی ہے۔ یا اھ ہیں۔

رَأَى . آتَى . مَا . لَا . مِنْ . كَأَف . يَا . لَا

جس طرح مَا اِنْ زَيْدٌ فَاِنْهُم زَيْدُنْہیں کھڑا، فَلَمَّا اَنَّ جَاءَ الْبَشِيرُ جب خوش خبری دینے والا آیا۔

اِذَا مَا صُمْتَ صُمْتُ جَبْ تُو رُو زِهْ رَكْهے گا میں بھی روزہ رکھوں گا۔

مَا هَرَبَ زَيْدٌ وَلَا عُمَرُوهُ نَزِيدُ بَهَاگَا اور نہ ہی عمرو

مِنْ كَافٍ بِلَامٍ۔ ان چاروں کا ذکر حروف جر کی بحث میں گزر چکا ہے۔ نیز یہ حروف عالمہ میں بھی ہیں۔ الف لام: اس کی مکمل تفصیل الف لام کے سبق میں دیکھیں۔



الحُرُوفُ الْمَصْدَرِيَّةُ

﴿یہ سبق حروف مصدریہ کے بیان میں ہے﴾

الحُرُوفُ الْمَصْدَرِيَّةُ ثَلَاثَةٌ: مَا، وَإِنْ، وَأَنَّ. فَلَاؤَلَانِ لِلْجُمْلَةِ الْفِعْلِيَّةِ، تَقْوِيلُهُ تَعَالَى: وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّذِيرِينَ الْعُوبَةِ 25، اِنِّیْ بِرَحْبِهَا، وَتَقْوِيلُ الشَّاعِرِ: يَسُرُّ الْمَرْءُ مَا ذَهَبَ اللَّيَالَى. وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهُ ذَهَابًا. وَأَنَّ تَقْوِيلُهُ تَعَالَى: لَمَّا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا (النمل 56، العنكبوت 24). وَأَنَّ لِلْجُمْلَةِ الْأَسْمِيَّةِ، نَحْوُ عَلِمْتُ أَنَّكَ قَائِمٌ، اِنِّیْ عَلِمْتُ قِيَامَكَ.

ترجمہ

حروف مصدریہ تین ہیں۔ (۱) ا، (۲) ان (۳) ان مشدود۔ پہلے دونوں حروف جو ہیں وہ جملہ فعلیہ کیلئے آتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّذِيرِينَ“ اور جس طرح شاعر کا قول ہے کہ آدمی کو راتوں کا گزرنا خوش کرتا ہے۔ حالانکہ راتوں کا گزرنا اس کیلئے گزرتا ہے۔ اور ان کی مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”لَمَّا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا“ پس ان کی قوم کا جواب نہیں تھا جب انہوں نے کہا اور ان مشدود یہ جملہ اسمیہ کیلئے آتا ہے جیسے عملت انک قائم ای قیامک،

حروف مصدریہ کی تعریف کا بیان

وہ حروف جو جملہ کو مصدر کے معنی میں کر دیں ان حروف کو حروف مصدریہ کہتے ہیں۔۔۔ مَا، اِنْ، اَنَّ، اَنَّ

حروف مصدریہ کے استعمال کا بیان

ما اور ان دونوں جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ جس طرح ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ زمین ان پر تنگ ہو گئی کشادہ ہونے کے باوجود اس مثال میں رَحُبَتْ بِرَحْبِهَا مصدر کے معنی میں ہے۔ اور يَقْرَحُكَ أَنْ تَقُوزَ تیرا کامیاب ہونا تجھے خوش کرتا ہے اس مثال میں اَنْ تَقُوزَ، قُوزُكَ کے معنی میں ہے۔ اَنْ عَلِمْتُ أَنَّكَ قَائِمٌ میں نے تیرے کھڑے ہونے کو جانا اس مثال میں اَنْكَ قَائِمٌ، قِيَامُكَ کے معنی میں ہے۔

حُرُوفُ التَّفْسِيرِ

یہ سبق حرفان تفسیر کے بیان میں ہے

وَهُمَا : آئِ وَاَنْ . فَسَأَى كَقَوْلِهِ تَعَالَى : وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي ... يوسف / 82 اَيُّ أَهْلِ الْقَرْيَةِ ، كَمَا لَكَ قُلْتُ : تَفْسِيرُهُ أَهْلُ الْقَرْيَةِ . وَ اَنْ اِنْ سَمَا يُفَسِّرُ بِهِ بِمَعْنَى الْقَوْلِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى : وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَا اِبْرَاهِيمُ الصَّافَات / 104 ، فَلَا يُقَالُ قَلْنَاهُ اَنْ اِذْ هُوَ لَفْظُ الْقَوْلِ ، لَا مَعْنَاهُ .

ترجمہ

ای اور ان یہ دونوں حروف تفسیر ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے واسئل القرية، ہستی سے سوال کرو یعنی ہستی والوں سے پوچھو، پس اس کی تفسیر اہل قریہ سے کی جائے گی۔ اور ان کے ساتھ فعل کی تفسیر کی جاتی ہے جو قول کے معنی میں ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَا اِبْرَاهِيمُ" لہذا یہ نہ کہا جائے گا قلت لہ ان اکتب، کیونکہ صراحت کے ساتھ قول ہے جبکہ قول کے معنی میں نہیں ہے۔

حروف تفسیر کی تعریف کا بیان

وہ حروف جو اپنے ماقبل کی وضاحت کیلئے آتے ہیں انہیں حروف تفسیر کہا جاتا ہے۔ انکے ماقبل کو مفسر اور، بعد کو مفسر کہتے ہیں۔ یہ دو حرف ہیں۔۔ اکی۔ اَنْ۔

اکی: یہ مفرد اور جملہ دونوں کی تفسیر بیان کرتا ہے جبکہ اَنْ صرف جملہ کی مفرد کی مثال۔ جس طرح اَيْسْتُ لَيْسًا اَيُّ اَسَدًا میں نے لیٹ یعنی شیر کو دیکھا اور جملہ کی مثال (اِنْقَطَعَ رِزْقُهُ، اَيُّ مَاتَ اس كِ اَرْزَقَ) منقطع ہو گیا یعنی وہ مر گیا۔۔ اَنْ: جس طرح وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَا اِبْرَاهِيمُ، ہم نے اسے ندا دی کہ اے ابراہیم۔



حروف التخصیض

یہ سبق حروف تخصیض کے بیان میں ہے ﴿

حُرُوفُ التَّخْصِیْضِ اَرْبَعَةٌ وَهِيَ : هَلَّا ، وَاَلَا ، وَلَوْلَا ، وَلَوْ مَا ، وَلَهَا حَذَرُ الْكَلَامِ ، وَفَتْحًا هَا حَتْ عَلَى الْفِعْلِ إِذَا دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُ هَلَّا تَأْكُلُ ، وَلَوْ مَا تَعْمِرُ إِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْحَاضِرِ ، نَحْوُ هَلَّا أَكْرَمْتَ زَيْدًا ، وَحَبْنِيذٌ لَا يَكُونُ تَخْصِیْضًا إِلَّا بِإِغْبَارِ مَا لَمَات . وَلَا تَدْخُلُ إِلَّا عَلَى الْفِعْلِ كَمَا مَرَّ . وَإِنْ وَقَعَ بَعْلُهَا اسْمٌ ، لِيَاضْمَارِ لِفْعَلٍ ، كَمَا نَقُولُ لِمَنْ نَهَرَ قَوْمًا هَلَّا سَعِيدًا ، أَيْ هَلَّا نَهَرْتُ سَعِيدًا . وَجَمِيعُهَا مُرَكَّبَةٌ ، جُزْأُهَا الثَّانِي حَرْفُ النِّفْيِ ، وَالْجُزْءُ الْأَوَّلُ حَرْفُ الشَّرْطِ وَحَرْفُ التَّعْظِیْرِ وَحَرْفُ الْإِسْتِفْهَامِ .

وَلَوْلَا ، لَوْ مَا لَهُمَا مَعْنَى آخَرُ ، وَهُوَ امْتِنَاعُ الْجُمْلَةِ الثَّانِيَةِ لِوُجُودِ الْجُمْلَةِ الْأُولَى ، نَحْوُ لَوْلَا عَلَى لَهْلَكَ عُمَرُ وَحَبْنِيذٌ يُحْتَاجُ إِلَى جُمْلَتَيْنِ أُولَاهُمَا اِسْمِيَّةٌ اِهْدَا .

شرح

حروف تخصیض یہ چار ہیں۔ ہلّا، والا، ولولا، ولو ما

یہ صدارت کلام میں واقع ہوتے ہیں اور ان کا معنی کسی فعل پر ابھارتا ہے۔ جب یہ فعل مضارع پر داخل ہوں جیسے هَلَّا تَأْكُلُ تم کیوں نہیں کھاتے، اور ان کا معنی فوت ہو جانے والے پر ماضی پر داخل ہوں جیسے هَلَّا ضَرَبْتَ زَيْدًا تو نے زید کو کیوں نہیں مارا، صرف فوت ہو جانے والی چیز پر ابھارتا ہوگا۔ اور یہ صرف فعل پر داخل ہوتے ہی جیسا کہ ان کا بیان گزر چکا ہے۔ اور جب اس کے بعد اسم واقع ہو تو فعل کو مقدار ماننے کی وجہ سے اس کا معنی تخصیض بن جائے گا۔ جیسے تو اس شخص سے کہہ دے جس نے قوم کو مارا ہے حَازِیْدٌ یعنی علاء ضربت زید اور حروف تخصیض یہ سارے کے سارے مرکب ہوتے ہیں۔ جن کا دوسرا جز حرف نفی ہے اور جز اول شرط یا استفہام، یا حرف مصدر اور لولا کے دوسرے معانی بھی آتے ہیں۔ اور وہ دوسرے جملے کا ممتنع ہونا پہلے جملے کے پائے جانے کی وجہ سے ہے۔ جیسے "لَوْلَا عَلِيٌّ لَهْلَكَ عُمَرُ" اور اس وقت وہ دو جملوں کا محتاج ہوتا ہے ان میں سے پہلا جملہ ہمیشہ جملہ اسمیہ ہوتا ہے۔

حروف تخصیض کی تعریف کا بیان

جس میں مطلوب کو ابھار کر اور ترغیب دے کر طلب کیا جائے، جیسے أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ

الرُّسُولِ وَهُمْ يَبْدُءُ وَكُمُ أَوَّلَىٰ مَرَّةٍ (العوبة 31):

تم ایسی قوم سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنے وعدوں کو توڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے کا ارادہ کیا، حالانکہ شراکیزی کی ابتداء کرنے والے بھی وہی ہیں۔

حروف تحضیف کے استعمال کا بیان

حروف تحضیف سے مراد وہ حروف ہیں جنکے ذریعے کسی کام پر ابھارا جائے اور وہ چار ہیں۔

هَلَا: جس طرح هَلَا ضَرْبَتْ زَيْدًا تولیے زید کو گویں نہیں مارا؟

أَلَا: أَلَا تَحْطُطُونَ قُرُوسَكُمْ تم اپنا سبق یاد کیوں نہیں گھڑیے؟

لَوْلَا: لَوْلَا تَتْلُو الْقُرْآنَ تو قرآن کی تلاوت کیوں نہیں کرتا؟

لَوْ مَا: لَوْ مَا تَعَلَّى الصَّلَاةَ تو نماز کیوں نہیں پڑھتا؟

”وَلَوْلَا“ و ”لَوْ مَا“ یلزمان الابتداء“ اس کی شرح میں ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ فلا یدخلان الا علی المبتداء و یکون الخبر بعدهما محذوفاً

”لولا اور لو ما ہمیشہ مبتداء پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے بعد ان کی خبر جو با حذف ہوتی ہے۔

اور ”کاف ضمیر“ ہمیشہ منصوب یا مجرور متصل استعمال ہوتی ہے اور نحو کا یہ مسئلہ قاعدہ ہے کہ ضمیر متصل کبھی مبتداء نہیں بن سکتی۔ ابن عقیل لکھتے ہیں۔ فالمتصل: هو الذی لا یبتداء به کالکاف۔

ضمیر متصل وہ ہوتی ہے جو مبتداء نہ بن سکے، مثلاً کاف۔

حروف تحضیف، هَلَا، أَلَا، لَوْلَا

جس طرح: هَلَا ضَعِيفًا نَصْرَتَهُ، تو نے کمزور کی مدد کیوں نہیں کی۔

نوٹ: اگر ہمزہ کے علاوہ حروف استفہام آجائے تو پھر بھی نصب واجب ہے۔ جس طرح

ہیں تو ایسی صورت میں رفع واجب ہے جس طرح، دَعَلْتُ الْبُتَّانَ فَإِذَا الْأَعْدَاءُ أَشَاهِدُهُمْ میں باغ میں داخل ہوا تو اچانک میں نے دشمنوں کو دیکھا۔

اس مثال میں إِذَا لُجَائِيهِ، الْأَعْدَاءُ مشغول عنہ سے پہلے آگیا یہ حرف اسموں پر ہی داخل ہوتا ہے۔ لہذا اس صورت میں رفع

واجب ہے۔ یہ رفع مشغول عنہ کے مبتداء بننے کی وجہ سے واجب ہے۔ اسی طرح، لَيْسَ الْعِلْمُ حَصْلَتُهُ، اس میں بھی الْعِلْمُ پر

رفع واجب ہے۔

نصب واجب

جب مشغول غنہ سے پہلے ایسے حروف آجائیں جو صرف افعال ہی پر داخل ہوتے ہیں تو اس صورت میں نصب واجب ہے۔
مثلاً کلمات شرط، این، الكتاب، وضعہ۔

رفع ونصب دونوں جائز

جہاں مذکورہ بالا دونوں صورتیں نہ پائی جائیں وہاں رفع پڑھنا بھی جائز ہے جس طرح مفعولہ دعوتہ اس صورت میں اسے مبتداء مان لیں گے اور نصب بھی پڑھ سکتے ہیں۔ جس طرح مفعولہ دعوتہ اس صورت میں مشغول غنہ سے پہلے فعل مہذول مان لیں۔



حرف التوقّع

﴿یہ سبق حرف توقع کے بیان میں ہے﴾

حَرْفُ التَّوَقُّعِ قَدْ : وَهُوَ حَرْفٌ يَدْخُلُ عَلَى الْفِعْلِ الْمَاضِي ، لِتَقْرِيبِهِ إِلَى الْحَالِ ، نَحْوُ قَدْ رَكِبَ الْإِمِيرُ ، أَيْ قَبْلَ هَذَا ، وَلَا جُلِّيَ ذَلِكَ سُمِّيَتْ حَرْفُ التَّقْرِيبِ أَيْضًا . وَلِهَذَا تَلْزَمُ الْمَاضِي لِتَصْلُحَ أَنْ يَتَّعَ حَالًا . وَقَدْ يَجِيءُ لِلتَّأْكِيدِ إِذَا كَانَ جَوَابًا لِلسَّأَلِ فَقَوْلُ فِي جَوَابٍ مَنْ قَالَ : قُلْ قَامَ زَيْدٌ ؟ : قَدْ قَامَ زَيْدٌ . وَتَدْخُلُ قَدْ عَلَى الْمُضَارِعِ فَيُعِيدُ التَّغْيِيلَ ، نَحْوُ إِنَّ الْكَلْبَ قَدْ يَصْدُقُ ، وَإِنَّ الْجَوَادَ قَدْ يَنْتَرُ . وَقَدْ يَجِيءُ لِلتَّحْقِيقِ ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى : قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْأَحْزَابَ / 18 ، وَيَجُوزُ الْفَصْلُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْفِعْلِ بِالْقَسَمِ ، نَحْوُ قَدْ وَاللَّهِ أَحْسَنُ .

وَيُحَذَفُ الْفِعْلُ بَعْدَهَا عِنْدَ وُجُودِ الْقَرِينَةِ ، نَحْوُ قَوْلِ الشَّاعِرِ :

إِلَهَ التَّرَعُّلِ غَيْرَ أَنْ رَكَابَنَا لَمَّا تَزَلْ بِرَحَالِنَا وَكَانَ قَدْ

أَي : وَكَانَ قَدْ زَالَتْ .

ترجمہ

حرف توقع قد ہے جو ماضی پر داخل ہوتا ہے۔ اور یہ ماضی کو حال کے قریب کرنے کیلئے آتا ہے۔ جیسے قد ركب الامير یعنی قبل هذا، یعنی ابھی کچھ دیر ہی پہلے امر سوار ہوا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام حرف تقریب بھی رکھا گیا ہے۔ کیونکہ یہ فعل ماضی کو لازم کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ حال بننے والا طاقت رکھے۔ اور کبھی یہ تاکید کیلئے بھی آتا ہے۔ جبکہ وہ جواب واقع ہوا ایسے بندے کیلئے جس نے یہ سوال کیا کہ محل قام زید تو تم جواب میں کہہ دو قد قام زید،

قد فعل مضارع میں تغلیل کیلئے آتا ہے جیسے ان الکلب قَدْ يَصْدُقُ، کہ یقیناً جھوٹا آدمی بعض اوقات سچ بھی بول دیتا ہے۔ اور ان الجواد قَدْ يَنْتَرُ، یعنی سخاوت کرنے والا بعض اوقات کنجوں بن جاتا ہے۔

قد کبھی تحقیق کیلئے آتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ قَدْ جَاءَ كُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ،

قد اور فعل کے درمیان فصل کرنا جائز ہے جس طرح قسم کے ذریعے فصل ہو جیسے قَدْ وَاللَّهِ أَحْسَنُ، اور کبھی فعل کو حذف کر کے جبکہ قد کے بعد کوئی قرینہ پایا جائے، جس طرح شاعر کو قول ہے۔

چلنے کا وقت آچکا ہے لیکن ہمارے اونٹ ہمیشہ کہاؤں کے ساتھ رہے ہیں ممکن ہے وہ مغرب ختم ہو جائیں گے۔ یعنی کان قد زالت،

حرف توقع کی تعریف کا بیان

وہ حرف ہے جو دلالت کرتا ہے کہ جو خبر دی جا رہی ہے مخاطب کو اس کا ہی انتظار تھا۔ یہ لفظ ہے جو تحقیق کا قائل دیتا ہے۔ ماضی مطلق پر آئے تو اسے بعض اوقات ماضی قریب بنا دیتا ہے۔ جیسے: (تو سبق رہائی یاد کیوں نہیں کرتا)

یہ اس وقت ہے جب یہ حرف فعل مضارع پر داخل ہوں۔ اور اگر فعل ماضی پر داخل ہوں تو ان سے مقصود مخاطب کو شرمندہ کرنا ہوتا ہے اور یہ "حروف تہذیم" کہلاتے ہیں۔

حرف توقع اس حرف کو کہتے ہیں جو ماضی قریب کے لیے وضع کیا گیا ہو اور یہ تحقیق اور تعلیل کے لیے بھی آتا ہے۔ وہ حرف جو ماضی پر داخل ہو کر اس کو حال کے قریب کر دے۔ یہ صرف لفظ ہے۔ اس میں تحقیق کے معنی بھی پائے جاتے ہیں اور اگر یہ مضارع پر داخل ہو تو اکثر تعلیل کا معنی دیتا ہے۔ لفظ رَبَّكَ وہ ابھی ابھی سوار ہوا ہے، لفظ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ تحقیق مؤمنین کا صلاح پائے گئے۔
إِنَّ الْكَذُوبَ لَذِي بَضَلَةٍ يَمْشِي عَلَىٰ بُطُونٍ يُحْمَلُهُمْ



حرف الاستفہام

﴿یہ سبق حرفان استفہام کے بیان میں ہے﴾

الْهَمْزَةُ وَهَلْ ، وَلَهُمَا مَعْنَى الْكَلَامِ ، وَتَدْخُلَانِ عَلَى الْجُمْلَةِ الْأَسْمِيَّةِ وَالْفِعْلِيَّةِ ، نَحْوُ أَزِيدَ قَانِمٌ ؟ وَهَلْ قَامَ زَيْدٌ ؟ وَدُعُوهُمَا عَلَى الْفِعْلِيَّةِ أَكْثَرُ ، لِكَثْرَةِ اسْتِفْهَامِ عَنِ الْفِعْلِ .
وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ الْهَمْزَةُ فِي مَوَاضِعَ لَا يَجُوزُ اسْتِعْمَالُ هَلْ فِيهَا ، نَحْوُ أَزِيدًا رَأَيْتَ ؟ وَاتَّضَرَبُ زَيْدًا وَهُوَ أَخُوكَ ؟ وَاجْعَلْ عِنْدَكَ أَمْ حَمِيدٌ ؟ أَوْ مَنْ كَانَ ، وَالْمَنْ كَانَ وَلَا تُسْتَعْمَلُ هَلْ فِي هَذِهِ الْمَوَاضِعِ .

ترجمہ

ہمزہ اور هل یہ دونوں صدارت کلام میں ہوتے ہیں۔ اور یہ دونوں جملہ اسمیہ و فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں جیسے ازید قائم، هل قام زید، ان دونوں کا اکثر دخول جملہ فعلیہ پر ہوتا ہے کیونکہ کثرت کے ساتھ استفہام فعل سے صادر ہوتا ہے۔
اور ہمزہ کبھی ان مقامات پر استعمال کیا جاتا ہے جہاں هل کا استعمال ناجائز ہوتا ہے جیسے ازیداً رأیت؟ واتضرِبُ زیداً وَهُوَ أَخُوكَ؟ وَاجْعَلْ عِنْدَكَ أَمْ حَمِيدٌ؟ أَوْ مَنْ كَانَ، وَالْمَنْ كَانَ، کیونکہ ان مقامات پر هل کو استعمال نہیں کیا جاتا۔

شرح

هل دوسرا حرف استفہام هل ہے اس کی مثال هل عِنْدَكَ يَكْتَابُ؟ وہ ہمزہ جو استفہام انکاری کیلئے آتا ہے۔ اگر اس ہمزہ کے بعد فعل مثبت ہو تو یہ ہمزہ نفی کا معنی دیتا ہے۔ جس طرح مذکورہ بالا مثال ہے۔

کلمات استفہام کی تعریف

استفہام کے لغوی معنی سوال کرنا، پوچھنا ہے، جبکہ اصطلاح میں کلمات استفہام سے مراد وہ کلمات ہیں جن کے ذریعے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جائے۔

کلمات استفہام دو قسموں پر ہیں۔ حروف استفہام۔ اسمائے استفہام۔

حروف استفہام: حروف استفہام دو ہیں۔ "ا"۔ "هل"۔ ہمزہ اہمزہ بھی استفہام کیلئے آتا ہے اور بھی استفہام انکاری کیلئے۔ استفہام کی مثال اَآلَتِ یُوسُفُ؟ استفہام انکاری کی مثال۔ اَلْیَحِبُّ اَحَدَکُمْ اَنْ یَّاکُلَ لَعْنَمِ اَیْہِیْہِ مَنَیْہَا۔
مَنْ۔ مَا۔ اَیُّ۔ اَیْہُ۔ مَاذَا۔ کَمْ۔ کَیْفَ۔ مَیْنِ۔ اَیْنِ۔ اَلْیٰ۔ اَہَانَ۔ مَنَ:
دوی المعقول کے لیے آتا ہے۔ جس طرح مَنَ مَیْرُوت؟ تو نے کس کو مارا؟ (مَنَ اَکَلْ هٰذَا الطَّعَامَہ کھانا کس نے کھایا؟ اَیُّ الْبِلَادِ اَحْسَنُ؟ کونسا شہر زیادہ اچھا ہے؟

ترکیب: آی الہلادِ احسن؟

عَلَّ حَرْفِ اسْتِفْهَامٍ عَيْنُهُ مِصْصَافٌ، كَ تَمْثِيرِ مِصْصَافٍ إِلَيْهِ، مِصْصَافٌ مِصْصَافٌ إِلَيْهِ سَيِّدُ مَلِكٍ خَيْرٌ مَقْدَمُ كِتَابٍ مَبْتَدَأٌ مَوْفِرٌ، مَبْتَدَأُ خَيْرٍ مَلِكٌ جُمْلَةٌ
اسْمُهُ انْشَائِيَّةٌ۔

اسمائے استفہام کی اقسام کا بیان

منا کے استفہامیہ ہونے کا بیان

غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے جس طرح مَافِیْ یَدِکَ؟ تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟۔ ترکیب: مَافِیْ یَدِکَ؟ اس کی ترکیب اس طرح ہوگی مَافِیْ آئی قَسَمِی مبتدائی حرف جار مجرور مضاف ک ضمیر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور کا مضاف متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتداء، خبر سے ملکر جملہ اسبہ انشائیہ۔

ای،لیہ کے استنبہامیہ ہونے کا بیان

یہ ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں کیلئے استعمال ہوتے ہیں جس طرح حَقَّادًا تَفَعَّلَ فِیْ هَذِهِ الْاَیَّامِ؟ کُنْتُمْ یَحْتَابُ عِنْدَكَ؟ اَنْتَیْ یَكُوْنُ لَیْیَ وَلَدٌ؟ میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا؟

کیف کے استفہامیہ ہونے کا بیان

یہ کسی کی حالت کے متعلق سوال کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح گیت آتھا؟
 آئی مضاف الیہ، مضاف الیہ، مضاف الیہ سے ملکر مبتداء، اخسن صیغہ اسم تفصیل، مؤنث فاعل اسم تفصیل سے
 ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

لوٹ: آئی، آبلہ معرب ہیں باقی تمام اسمائے استفہام مثنیٰ ہیں۔۔۔ ماؤ: یہ آئی خسیٰ و کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

کم کے استفہامیہ ہونے کا بیان

اس سے عدد مبہم کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اس کی تمیز مفرد اور منصوب ہوگی جس طرح تَکْمُ اَنْعَا لَکَ؟ تیرے کتنے

بھائی ہیں؟ کم خبر یہ بھی ہوتا ہے۔ اور اس کی تمیز مجرور ہوتی ہے۔ جس طرح، تیرے پاس بہت کتابیں ہیں؟

این وائی کے استفہامیہ ہونے کا بیان

یہ دونوں ظرف مکان کیلئے آتے ہیں۔ ان کے ذریعے کسی جگہ یا مکان کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ اور ان کے بعد کسی اسم یا فعل کا ہونا ضروری ہے۔ جس طرح اَیْنٌ زَیْدٌ جگہ ہے۔ اُنْیَ قَبْلِیْ؟ تو کہاں بیٹھے گا۔ کبھی کبھی اُنْیَ کُتِفَ کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے؟

متی، ایان کے استفہامیہ ہونے کا بیان

یہ دونوں وقت کی تعیین کیلئے سوال کرتے وقت استعمال ہوتے ہیں جس طرح مَتْسِی قَلْبُ؟ تو کب جائے گا؟ مَتْسِی کے ذریعے امور عظیمہ اور صغیرہ دونوں کے متعلق سوال کیا جاسکتا ہے۔ اور اَیَّانَ سے زمانہ مستقبل میں امور عظیمہ کے متعلق ہی سوال کیا جاتا ہے۔ جس طرح اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ، یومِ جزاکب ہوگا۔

اسماء استفہام ترکیب کلام میں قاعِل، مبتداء مفعول فیہ، مفعول بہ واقع ہوتے ہیں۔ مگر حروف استفہام کا اعراب میں کوئی عمل نہیں۔



حروف الشرط

﴿یہ سبق حروف شرط کے بیان میں ہے﴾

حُرُوفُ الشَّرْطِ ثَلَاثَةٌ : اِنْ وَلَوْ وَاَمَّا وَلَهَا مَلَرُ الْكَلَامِ ، وَيَدْخُلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا عَلَى جُمْلَتَيْنِ ، اِسْمِيَّتَيْنِ كَانَتَا اَوْ فِعْلِيَّتَيْنِ اَوْ مُخْتَلِفَتَيْنِ .

اِنْ اِنَّ لِلْاِسْتِقْبَالِ ، وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْفِعْلِ الْمَاضِي ، نَحْوُ اِنْ زُرْتَنِي فَاَكْرِمُكَ ، وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَضَارِعِ ، نَحْوُ لَوْ تَزُوْرُنِي اَكْرَمْتُكَ . وَحُرُوفُ الشَّرْطِ يَلْزِمُهَا الْفِعْلُ لَفْظًا كَمَا مَرَّ ، اَوْ تَقْدِيرًا ، نَحْوُ اِنْ اَنْتَ رَاَيْتَنِي فَاَكْرَمْتُكَ .

وَلَا تُسْتَفْعَلُ اِنْ اِلَّا فِي الْاُمُوْرِ الْمَشْكُوْكِ فِيْهَا مِثْلُ اِنْ قُمْتُ قُمْتُ فَلَا يَقَالُ اَيْنِكَ اِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ ، وَاِنَّمَا يَ قَالُ اَيْنِكَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ .

وَلَوْ تَدْخُلُ عَلَى نَفْيِ الْجُمْلَةِ الثَّانِيَةِ بِسَبَبِ نَفْيِ الْجُمْلَةِ الْاُولَى كَقَوْلِهِ تَعَالَى ، لَوْ كَانَتْ فِيْهِمَا اِلٰهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (الانبياء / 22)

وَإِذَا وَقَعَ الْقَسَمُ فِيْ اَوَّلِ الْكَلَامِ وَتَقَدَّمَ عَلَى الشَّرْطِ يَجِبُ اَنْ يَكُوْنَ الْفِعْلُ الَّذِي يَدْخُلُ عَلَيْهِ حَرْفُ الشَّرْطِ مَاضِيًا لَفْظًا نَحْوُ وَاللّٰهِ اِنْ اَتَيْتَنِي لَا اَكْرَمْتُكَ ، اَوْ مَعْنَى ، نَحْوُ وَاللّٰهِ اِنْ لَمْ تَأْتِنِي لَا هُجَرْتُكَ ، وَحِينَئِذٍ تَكُوْنُ الْجُمْلَةُ الثَّانِيَةُ فِي الْاَلْفِظِ جَوَابًا لِلْقَسَمِ ، لَا جَزَاءً لِلشَّرْطِ ، فَلِلَّذَلِكَ وَجِبَ فِيْهَا مَا يَجِبُ فِيْ جَوَابِ الْقَسَمِ مِنَ اَلْلَامِ وَنَحْوِهَا كَمَا رَأَيْتَ فِي الْمِثَالَيْنِ .

وَإِذَا وَقَعَ الْقَسَمُ فِي وَسْطِ الْكَلَامِ جَازَ اَنْ يُعْتَبَرَ الْقَسَمُ ، بِاَنْ يَكُوْنَ الْجَوَابُ بِاللَامِ لَهُ نَحْوُ اِنْ تَأْتِنِي وَاللّٰهِ لَا اَتِيْتُكَ ، وَجَازَ اَنْ يُلْفَى ، نَحْوُ اِنْ تَأْتِنِي وَاللّٰهِ اَتِيْتُكَ .

وَاَمَّا لِتَفْصِيْلِ مَا ذَكَرَ مُجْمَلًا ، نَحْوُ النَّاسُ شَقِيّوْزَيْدٌ اَمَّا الَّذِيْنَ سَعَلُوْا فِى الْجَنَّةِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فِى النَّارِ . وَتَجِبُ فِيْ جَوَابِهِ :

1- الفاء . 2- اَنْ يَكُوْنَ الْاَوَّلُ سَبَبًا لِلثَّانِي . 3- اَنْ يُحْدَثَ فِعْلُهَا - مَعَ اَنْ الشَّرْطَ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ

فِعْلٍ - لِيَكُوْنَ تَنْبِيْهَا عَلَى اَنْ الْمَقْصُوْدُ بِهَا حُكْمُ الْاِسْمِ الْوَاقِعِ بَعْدَهَا ، نَحْوُ اَمَّا زَيْدٌ فَمُنْطَلِقٌ لِّاَنَّ

تَفْهِيمُهُ مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ فَرَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ فَحَذَفَ الْفِعْلُ وَالْجَارُ وَالْمَبْعُورُ حَتَّى بَقِيَ أَمَّا فَرَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ ، وَلَمَّا لَمْ يَنْبَسِ دُخُولُ الشَّرْطِ عَلَى قَائِمِ الْجُزْأَيْنِ نُقِلَتْ الْفَاءُ إِلَى الْجُزْءِ الثَّانِي وَوُضِعَ الْجُزْءُ الْأَوَّلُ بَيْنَ أَمَّا وَالْفَاءِ عَوَضًا مِنَ الْفِعْلِ الْمَحْذُوفِ .

فَمِنْ ذَلِكَ الْجُزْءِ إِنْ كَانَ صَالِحًا لِلْإِبْدَاءِ فَهُوَ مُبْتَدَأٌ كَمَا مَرَّ ، وَإِلَّا فَعَامِلُهُ مَا بَعْدَ الْفَاءِ نَحْوُ أَمَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ فَهَذَا مُنْطَلِقٌ عَامِلٌ فِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ .

ترجمہ

حروف شرط یہ تین ہیں، ان، لو، اما، یہ صدر کلام میں آتے ہیں۔ ان میں ہر ایک جملہ پر داخل ہوتا ہے اگرچہ وہ دونوں جملے اسمیہ ہوں یا فعلیہ ہوں یا مختلف ہوں۔

ان یہ استقبال کے معنی کیلئے آتا ہے۔ چاہے یہ ماضی پر داخل ہو جائے۔ جس طرح ان زرتنی اگر محک۔
لو ماضی کیلئے آتا ہے اگرچہ یہ مضارع پر داخل ہو جائے۔ جیسے لو زرتنی اگر محک، اور ان دونوں کیلئے لازم ہے فعل ہو اگرچہ وہ لفظی طور پر جس طرح اس کا بیان گزرا ہے۔ یا تقدیری طور پر ہو جیسے ان انت زارتی قاتا اگر محک،
یاد رہے ان کا استعمال امور مشکوکہ میں ہوتا ہے پس یہ نہ کہا جائے گا کہ اتیک ان طلعت الشمس، بلکہ یوں کہا جائے گا اتیک اذا طلعت الشمس،

لو دوسرے جملے کی نفی پر دلالت کرتا ہے جس کا سبب جملہ اولیٰ ہے۔ جیسے قرآن میں ہے۔ ”لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا“

اور جب کلام کے شروع میں قسم واقع ہو اور وہ قسم شرط پر مقدم ہو تو واجب ہے وہ فعل جس پر حرف شرط داخل ہوا ہے۔ اگرچہ وہ ماضی ہو لفظی طور پر جیسے واللہ ان اتیک لا کر محک، یا معنوی طور پر جیسے ماضی میں واللہ ان لم تاتنی لا محرمک، اس وقت جملہ ثانیہ لفظ میں قسم کا جواب ہوگا۔ اور شرط کی جزاء نہ ہوگا۔ اسی سبب سے اس میں وہ چیز واجب ہوئی ہے جو جواب قسم کے لام کی وجہ سے ہے۔ اور اسی طرح کی مسئلہ میں تم نے دیکھ لیا ہے۔

اور جب قسم کلام کے درمیان میں واقع ہو تو جائز ہے کہ قسم کا اعتبار کیا جائے اور وہ اس طرح دوسرا جملہ اس کا جواب واقع ہو جیسے اتینی واللہ لا تبیک اور قسم کو تقویر اردیا جائے گا۔ جیسے ان تاتنی واللہ اتیک، اور اس کی تفصیل کیلئے لفظ اما آتا ہے۔ جب اس کو اجمال کے طور پر ذکر کیا جائے۔ جیسے ”النَّاسُ شَقِيٌّ وَزَيْدٌ أَمَّا الَّذِينَ سَعِدُوا فَبِئْسَ الْبَعْدُ وَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَبِئْسَ النَّارُ“ اس اما کے جواب میں قاء کا لانا واجب ہے۔ اور یہ بھی واجب ہے کہ پہلا جملہ دوسرے کیلئے سبب بنے اور جو ان شرط کیلئے ہو اس کے فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے تو اس کیلئے فعل کا ہونا لازم ہے اور یہ وجوب حذف فعل کے سبب سے ہے تاکہ اس بات پر انتباہ

ہو جائے کہ اس امام سے مقصود اس سے ساتھ اسم کا حکم ہے۔ جو اس کے بعد واقع ہوا ہے جیسے امام زید مطلق، اور اس کی اصل یہ ہے
 "مَنْهَا يَكُنْ مِنْ قَسِيٍّ قَرِيْنٌ مُنْطَلِقٍ"

پس یہاں فعل اور جار مجرور کو حذف کر دیا گیا ہے اور اما کو موصلا کے قائم مقام کر دیا گیا ہے۔ حتیٰ کرام فزیہ مطلق باقی رہ چکا ہے اور جب حرف شرط کا دخول مناسب نہ ہو جزاء کی فاء پر تو علمائے نعمات نے فاء کو دوسرے جز کی جانب منتقل کر دیا اور پہلے جز یعنی فزیہ کو اما اور فاء کے درمیان میں لائے کہ فعل محذوف کے بدلے میں یہی جز اول یعنی وہ اسم جو اما کے بعد واقع ہوا ہے۔ اگرچہ یہ ابتداء میں آنے کی قوت رکھتا ہو مبتداء ہوگا جس طرح اس کا بیان گزر چکا ہے۔ ورنہ اس کا عامل وہی ہوگا جو فاء کے بعد ذکر کیا جائے جس طرح ام یوم الجمعہ فزیہ مطلق، پس مطلق، یوم جمعہ میں ظرفیت کے سبب عامل ہے۔

شرح

شرح

ایسے کلمات جو شرط کے معنی دیں اور دو جملوں پر داخل ہوں ان کلمات کو کلمات شرط کہا جاتا ہے۔ پہلے جملے کو شرط اور دوسرے جملے کو جزاء کہتے ہیں۔ فعل کو جزم دینے یا نہ دینے کے اعتبار سے کلمات شرط کی دو اقسام۔
 شرط و جزاء کے اندر دو جملے ہوتے ہیں جن میں سے پہلا ہمیشہ فعلیہ ہوتا ہے اور دوسرا کبھی فعلیہ اور کبھی اسمیہ بشرط و جزاء کے باب میں دو امور کا جاننا بہت ضروری ہے۔

شرط و جزاء کے اعراب

جزاء پر فاء کے لانے یا نہ لانے کی صورتیں۔۔ شرط و جزاء کے اعراب:۔ جب شرط و جزاء دونوں فعل مضارع ہوں تو دونوں پر جزم واجب ہے۔ جس طرح اِنْ لَمْ يَكُنْ مَنِي اُنْكَرِ مَكَ
اگر تو میری تعظیم کریگا تو میں بھی تیری تعظیم کروں گا۔۔ اور اگر صرف شرط مضارع ہو تو شرط پر جزم واجب ہے جس طرح اِنْ
تَكُنْ عَمِلْتَ اِذَا كَرِهْتَ اَنْ تَكُنْ اَوْ تَكُنْ اِذَا كَرِهْتَ اَنْ تَكُنْ اور اگر شرط فعل ماضی اور جزاء فعل مضارع ہو تو فعل مضارع پر جزم اور رفع دونوں جائز
ہیں۔ جس طرح اِنْ عَمِلْتَ اَعْمَلْ اَوْ اَعْمَلْ اِذَا كَرِهْتَ اَنْ تَكُنْ اَوْ تَكُنْ اِذَا كَرِهْتَ اَنْ تَكُنْ

جزاء پڑھنے کے لئے یا نہ لانے کی صورتیں جزاء پر بعض صورتوں میں قائم کرنا واجب، بعض صورتوں میں جائز اور بعض صورتوں میں ناجائز ہے۔ پہلے ہم وجوب کی صورتیں ذکر کرتے ہیں۔

و جوب کی صورتیں :- جب جزاء جملہ اسمیہ ہو جس طرح : وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمَّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ

حروف استقبال کی تعریف و استعمال کا بیان

یہ وہ حروف ہیں جو فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کو مستقبل کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ یہ دو ہیں۔۔ سین۔ سوف جس طرح

سَيَقُومُ عَنْقَرِيبٍ وَهِيَ كُتْرًا هُوَكَ اَدْرَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ عَنْقَرِيبٍ تَمَّ جَان لَوَگے۔

حرف الزدع والياء الساكنين

﴿ یہ سبق حروف ردع وتائے ساکنہ کے بیان میں ہے ﴾

حرف الزدع كَلَّا ، وَضِعَ لِزَجْرِ الْمُتَكَلِّمِ وَرَدِّعِهِ عَمَّا تَكَلَّمَ بِهِ ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى رَبِّىْ أَهَانَنِى
* كَلَّا الْفَجْرُ / 16-17 ، آئى : لَا تَتَكَلَّمْ بِهَذَا لِأَنَّهُ لَيْسَ كَذَلِكَ ، وَهَذَا إِلَى الْخَبَرِ .

وَقَدْ يَسْجَىءُ بَعْدَ الْأَمْرِ أَيْضًا ، كَمَا إِذَا قِيلَ لَكَ اضْرِبْ زَيْدًا فَتَقُولُ كَلَّا آئى : لَا أَفْعَلُ هَذَا قَطُّ .
وَقَدْ جَاءَتْ بِمَعْنَى حَقًّا ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى : كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ، النكائر / 4 ، وَحِينَئِذٍ تَكُونُ أَسْمَاءُ
مَبْنِيًّا لِكَوْنِهَا مُشَابِهَةً لِّ كَلَّا الَّتِى هِىَ حَرْفُ الرَّدْعِ . وَقِيلَ تَكُونُ حَرْفًا أَيْضًا بِمَعْنَى أَنَّ لِكَوْنِهَا
لِتَحْقِيقِ مَعْنَى الْجُمْلَةِ .

تاء التانيث الساكنة

حرف يُلْحَقُ الْمَاضِىَ لِيَدُلَّ عَلَى تَأْنِيثِ مَا أُسْنِدَ إِلَيْهِ الْفِعْلُ ، نَحْوُ أَكَلْتُ هِنْدًا وَعَرَفْتُ مَوَاضِعَ
وُجُوبِ الْإِحْقَاقِ . وَإِذَا لَقِيَهَا سَاكِنٌ بَعْدَهَا وَجَبَ تَحْرِيكُهَا بِالْكَسْرِ ، لِأَنَّ السَّاكِنَ إِذَا حُرِّكَ ، حُرِّكَ
بِالْكَسْرِ ، نَحْوُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ .

وَحَرَكَتُهَا لَا تُوجِبُ رَدًّا مَا خِذَفَ لِاجْتِلِ سُكُونُهَا ، فَلَا يُقَالُ لِي : رَمَسْتُ ، رَمَاتِ الْمَرْأَةُ ، لِأَنَّ
حَرَكَتَهَا غَارِضَةٌ لِدَفْعِ الْبَقَاءِ السَّاكِنِينَ ، وَقَوْلُهُمُ الْمَرْأَتَانِ رَمَاتَا ، ضَعِيفٌ .
وَأَمَّا الْإِحْقَاقُ عَلَامَةُ الشَّيْئَةِ وَجَمْعُ الْمَذْكُورِ وَجَمْعُ الْمُؤَنَّثِ ، فَضَعِيفٌ ، فَلَا يُقَالُ : قَامَا الزَّيْدَانِ
وَقَامُوا الزَّيْدُونَ وَقُمْنَ النِّسَاءُ . وَبِتَقْدِيرِ الْإِلْحَاقِ لَا تَكُونُ ضَمَائِرُ لَنَا يَلْزَمُ الْإِضْمَارُ قَبْلَ الذَّكْرِ ، بَلْ
هِيَ عَلَامَاتٌ دَالَّةٌ عَلَى أَحْوَالِ الْفَاعِلِ كَتَاءِ التَّأْنِيثِ ،

ترجمہ

کلا یہ حرف ردع ہے جو متکلم کو زجر کرنے کیلئے آتا ہے اور جو وہ کلام کر رہا ہے اس سے روکنے کیلئے آتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ
کافر مان ہے۔ ”رَبِّىْ أَهَانَنِى * كَلَّا“ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزمایا اور اس پر رزق کو تنگ کر دیا تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب
نے مجھے ذلیل کر دیا تو ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یعنی متکلم کو کلام کرنے سے منع کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

کلا خبر کے بعد واقع ہوتا ہے۔ اور کبھی یہ امر کے بعد آتا ہے۔ جس طرح تم سے کہہ دیا جائے کہ اضر بزیدا، تو جواب میں کہہ دے کلا یعنی میں کام بالکل نہ کروں گا۔ اور کلا کبھی حقا کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جس طرح کلا سوف تعلمون، اور اس وقت یہ اسم ہوگا۔ اور مبنی ہوگا۔ کیونکہ کلا یہ حرف کے مشابہ ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حرف ہوگا اور یہ ان کے معنی میں ہوگا۔ اور تحقیق جملہ کیلئے بھی آتا ہے۔ جس طرح ”کلا ان الانسان ليطغى“ ان کے معنی میں ہے۔

تائے تانیث ساکنہ یہ ماضی کے ساتھ ملا دی گئی ہے۔ تاکہ یہ اس مؤنث پر دلالت کرے جس کی جانب اس فعل کی نسبت کی جارہی ہے۔ جس طرح نصرت عند، پس اس لاحق ہونے کے مقام لازم کو تم نے سمجھ لیا ہے۔

جب تائے تانیث ساکنہ کے بعد حرف ساکن لاحق ہو جائے تو تائے تانیث ساکنہ کو کسرہ کے ساتھ حرکت دینا واجب ہے۔ کیونکہ ساکن کو جب بھی حرکت دی جاتی ہے تو وہ کسرہ دی جاتی ہے۔ (قاعدہ نحویہ) جس طرح قد قامت الصلوة، اور اس کی یہ حرکت حرف کی واپس لانے کو لازم کرنے والی نہیں ہے۔ جس کو سکون کے سبب حذف کیا گیا ہے۔ پس یہ نہ کہا جائے گا ”رَمَتْ، رَمَاتِ السَّوْرَةَ“ کیونکہ اس کی حرکت عارضی ہے۔ جو اجتماع ساکنین کو دور کرنے کیلئے بنائی گئی ہے اور اہل عرب کا یہ قول ”العَرَبَانِ رَمَاتَا“ ضعیف ہے۔ البتہ تشبیہ اور جمع مذکر اور جمع مؤنث کی علامت کا لاحق کرنا ضعیف ہے۔ جبکہ فاعل ظاہر ہو۔ لہذا یہ نہ کہا جائے گا۔ قاما الزیدان، اور قاموا الزیدون، اور قمن النساء، ان علامات کے الحاق کے سبب ضمیر نہ آئے گی۔ تاکہ اضمار قبل الذکر لازم نہ آئے۔ کیونکہ فاعل تشبیہ ہے یا جمع ہے۔ جیسا کہ تائے تانیث ساکنہ مسند الیہ کے مؤنث ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

حرف ردع کی تعریف کا بیان

یہ وہ حرف ہے جو ڈانٹنے اور جھڑکنے اور مشکلم کو اس کے عمل سے روکنے کے لئے آتا ہے یہ صرف ایک حرف ہے۔ کُلا:-

حرف ردع کے استعمال کا بیان

کبھی کھٹا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور جملہ کی تحقیق کیلئے آتا ہے۔ جس طرح کُلا ان الانسان لیطغى 'ہاں ہاں بیشک آدمی سرکشی کرتا ہے'۔

کبھی یہ ماقبل کی تردید کے لیئے آتا ہے بشرطیکہ اس پر وقف کیا جائے۔ جس طرح کوئی کہے فُلَانٌ يَبْغُضُكَ فُلَانٌ شَخْصٌ تَجْهٌ سے بغض رکھتا ہے تو اس کے جواب میں کہا جائے: کُلا یعنی ہرگز نہیں۔ حرف ردع یعنی کُلا معنی ہرگز نہیں۔ یہ انکار کے معنی میں آتا ہے اور کبھی بے شک کے معنی میں بھی آتا ہے۔



التنوين والاسماء

﴿یہ سبق تنوین و اقسام تنوین کے بیان میں ہے﴾

التنوين، نون ساکنہ تتبع حركۃ آخر الكلمة، ولا تلحق الفعل، وهي أربعة اقسام:
الاول: تنوين التمكين، وهو ما يدل على ان الاسم متمكن في الاعراب، بمعنى انه منصرف،
قابل للحركات الاعرابية، نحو زيد.

الثاني: التذكير، وهو ما يدل على ان الاسم نكرة، نحو صبي ابي: اسكت سكوتاً ما.
الثالث: العوض، وهو ما يكون عوضاً عن المضاف اليه، نحو حينئذ، ويومئذ ابي: حين اذ
كان كذا، ويوم اذ كان كذا، و ساعتئذ ابي ساعة اذ كان كذا.

الرابع: المقابلة، وهو التنوين الذي يلحق جمع المؤنث السالم، نحو مسلمات ليقابل نون
جمع المذكر السالم في مسلمات وهذه الاربعة تختص بالاسم.
وهناك قسم خامس لا يختص بالاسم وهو تنوين التثنية، وهو الذي يلحق بآخر الايات
وانصاف المصارع كقول الشاعر:

اقلبي اللوم عاذل والعتاب
وقولي ان اصبت لقد اصاباً
وكقوله

تقول بنتي قد اتى اناكاً يا ابتاً عليك او عساكاً
وقد ي حذف التنوين من العلم اذا كان موصوفاً ب ابن مضافاً الى علم، نحو جاءني زيد بن
عمرو.

ترجمہ

تنوین ساکن نون کو کہتے ہیں۔ جو کلمہ کے آخر میں حرکت کے تابع ہوتا ہے۔ جو فعل کی تاکید کیلئے نہیں ہوتی اور اس کی تنوین کی
پانچ اقسام ہیں۔

(۱) تنوین تمکن ہے۔ تنوین تمکن وہ ہے جس اسمیت کے قاضی میں راسخ ہونے پر دلالت کرے۔ یعنی وہ منصرف ہے۔ جیسے
زید اور رجل ہے۔

(۲) تنوین تکبیر، وہ ہے جو کسی اسم کے مکرر ہونے پر دلالت کرے جیسے صہ، یعنی اسکت سنو، انی وقت، یعنی تو کسی نے کسی ۴ تم تو چپ کر جا۔ البتہ صہ بطور کسی تنوین کے ساتھ سکون کے ساتھ ہے۔ اور اس کا معنی ہے کہ تو اس وقت تو خاموش ہو جا۔

(۳) تنوین عوض، وہ تنوین ہے۔ جو مضاف الیہ کے بدلے میں لائی جاتی ہے۔ جس طرح حنظل اور سہظلہ، اور یحیٰی یعنی یحییٰ کان کذا، یعنی جس وقت ایسا ہو۔

(۴) تنوین مقابلہ، وہ تنوین ہے جو جمع متوکل سالم میں ہوتی ہے۔ جس طرح مسلمات ہے۔ یہ چاروں قسم کی تنوینیں اسم کے ساتھ خاص ہیں۔

(۵) تنوین ثلیم، یہ وہ تنوین ہے جو اشعار اور آیات کے آخر میں آتی ہے۔ جیسے شاعر کا قول ہے کہ اے ملامت کرنے والے تو ملامت کو ٹھوڑا کر دے۔ اور سزا کم کر دے۔ اور تو یہ کہہ میں درست کام کروں۔ یقیناً اس نے درست کام کر لیا ہے۔ اور رد بہ شاعر کا یہ قول ہے اے میرے باپ! شاید تو رزق پائے یا قریب ہے کہ تو رزق پائے، اور بعض اوقات ظلم سے تنوین کو حذف کر دیا جاتا ہے جبکہ وہ موصوف ہو، اور جب ابن اور لہند دوسرے عالم کی جانب مضاف ہوں۔ جیسے جاء فی زہد ابن عمرو اور هندابہ بکر،

تنوین کے نحوی مفہوم کا بیان

تنوین دراصل ایک نوں ساکن ہے جو بعض عربی کلمات (اسم) کے تلفظ میں آخر میں موجود ہوتا ہے لیکن لکھا نہیں جاتا۔ تنوین کی علامت اس کلمے کے آخری حرف پر موجود حرکت (ذریزہ بر پیش) کی تکرار ہے۔ مثال: قَرَس

اعراب کے اعتبار سے تنوین کی اقسام کا بیان

اقسام تنوین: اقسام حرکت (اعراب: ذریزہ، پیش) کے اعتبار سے تنوین کی بھی تین اقسام ہیں۔

1۔ تنوین رفع: جب کسی اسم کا تلفظ دو پیش رضمہ (ضمہ) پر ختم ہو تو یہ تنوین تنوین رفع کہلاتی ہے۔ مثال: رَجُلٌ، رَجُلٌ + ن (اس کا تلفظ رَجُلُنْ ہے۔)

2۔ تنوین نصب: جب کسی اسم کا تلفظ دو زبر فتنہ پر ختم ہو تو یہ تنوین تنوین نصب کہلاتی ہے۔ مثال: بِنَاءٌ، بِنَاءٌ + ن (اس کا تلفظ بِنَاءُنْ ہے۔)

3۔ تنوین جر: جب کسی اسم کا تلفظ دو زیر کسرہ پر ختم ہو تو یہ تنوین تنوین جر کہلاتی ہے۔ مثال: قَرَسٍ، قَرَسٍ + ن (اس کا تلفظ قَرَسِنْ ہے۔)

تنوین تمکین کی تعریف کا بیان

تنوین تمکین وہ تنوین ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ اسم اسمیت کے تقاضے میں راسخ ہے یعنی مصرف ہے۔ جیسے رَجُلٌ،

تنوین ساکن کی تعریف کا بیان

تنوین وہ لون ساکن ہے جو کلمہ میں آخری حرکت کے بعد آتا ہے اور یہ فعل کی تاکید کے لئے نہیں لایا جاتا۔ جیسے زید وضاحت: زید کا لفظ یوں ہے زید ن اور اس کے آخر میں آنے والا لون تنوین کہلاتا ہے۔

تنوین تنکیر کی تعریف کا بیان

تنوین تنکیر وہ تنوین ہے جو کسی اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے صَبَّ یعنی تم کسی وقت خاموش رہا کرو۔

تنوین عوض کی تعریف کا بیان

تنوین عوض وہ تنوین ہے جو مضاف الیہ کے بدلے میں آتی ہے جیسے جَنَّتِلِہ اصل میں جَنَّتِ اِذْ كَانَ مَكْدَحًا۔

تنوین مقابلہ کی تعریف کا بیان

تنوین مقابلہ وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم میں ہوتی ہے۔ جیسے مُسَلِّمَات

تنوین ترنم کی تعریف کا بیان

تنوین ترنم وہ ہے جو اشعار اور مصرعوں کے آخر میں (ترنم کے لئے) آتی ہے۔ جیسے اَللّٰمُ عَاذِلٌ وَالْعَبَاہِنُ ... وَقَوْلِيْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابْتُ

اسے ملامت کرنے والے، تو ملامت کو تھوڑا کر دے۔ اور سزا کم کر دے۔ اور تو یہ کہہ میں درست کام کروں۔ یقیناً اس نے درست کام کر لیا ہے۔

ترکیب: اقلی: صیغہ واحد مؤنث حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ مضاعف ثلاثی از باب افعال، یاء: ضمیر مرفوع متصل، مرفوع محلا فاعل، اللوم: معطوف علیہ، واو: حرف عطف، العتابین اسم مفرد باتنوین ترنم معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ جواب ند مقدم، عاذل: دراصل یا عاڈلہ تھا، یا: حرف ندا قائم مقام ادعوا، ادعو: فعل مضارع معتل وادی مفرد مجرور از ضار بارزہ مرفوع بضمہ تقدیرا، انا: ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار فاعل، عاذل: منادی مفرد معروف مرخم جہنی بضمہ تقدیری مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جملہ ندا، واو: حرف عطف، قوی: (صیغہ؟) اجوف وادی از باب نصر، فعل امر، یاء: ضمیر واحد مؤنث مرفوع محلا فاعل، لام: حرف تاکید، قد: حرف تحقیق، اصابت: (صیغہ؟) اجوف وادی از باب افعال، فعل باتنوین ترنم، ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ منصوب محلا مقولہ، فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف ہوا، ان حرف شرط اصبت (صیغہ؟) فعل، تاء: ضمیر متکلم فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط اس کی جزا محذوف ہے، شرط اپنی جزا کے ساتھ مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ جزائے محذوف پر قرینہ جملہ قوی لقد اصابت ہے جس کے درمیان شرط واقع ہے۔

نُونُ التَّأْكِيدِ

﴿یہ سبق نون تاکید کے بیان میں ہے﴾

نُونُ التَّأْكِيدِ : نُونٌ وَضِعَتْ لِتَأْكِيدِ الْأَمْرِ وَالْمُضَارِعِ إِذَا كَانَ فِيهِ طَلَبٌ بِأَرَاءِ قَدْ لِيَ تَأْكِيدِ الْقَاضِي
نُونُ التَّأْكِيدِ عَلَى ضَرْبَيْنِ 1- خَفِيفَةٌ : وَهِيَ سَاكِئَةٌ 2- ثَقِيلَةٌ : وَهِيَ مُشَدَّدَةٌ .
وَالثَّقِيلَةُ مَفْتُوحَةٌ لَمْ يَكُنْ قَبْلَهَا أَلِفٌ ، نَحْوُ أَكْتَبَنَّ ، أَكْتَبَنَّ ، أَكْتَبَنَّ ، وَآلَا لَمَكْسُورَةٌ ، نَحْوُ
أَكْتَبَانُ ، أَكْتَبَانُ وَيَجُوزُ أَنْ تَدْخُلَ عَلَى الْأَمْرِ ، وَالنَّهْيِ ، وَالِاسْتِفْهَامِ ، وَالْتَّمَنِ ، وَالْقَرْضِ ، لِوُجُودِ
مَعْنَى الطَّلَبِ فِي كُلِّ مِنْهَا ، نَحْوُ أَكْتَبَنَّ ، وَلَا تَكْتَبَنَّ ، وَقُلْ تَكْتَبَنَّ ، وَلَيْتَ تَكْتَبَنَّ ، وَلَا تَكْتَبَنَّ .
وَقَدْ تَدْخُلُ النُّونُ عَلَى الْقَسَمِ وَجُوبًا لِيَتَذَلَّ عَلَى تَأْكِيدِ كَوْنِ الْفِعْلِ مَطْلُوبًا لِلْمُتَكَلِّمِ ، فَلَا يَدْخُلُ
آخِرُ الْقَسَمِ عَنْ مَعْنَى التَّأْكِيدِ ، كَمَا لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُ مِنْهُ ، نَحْوُ وَاللَّهِ لَا فَعَلَنْ كَذَا .
وَيَجِبُ أَنْ تَكُونَ حَرَكَةُ مَا قَبْلَهَا عَلَى مَا يَأْتِي : 1- ضَمٌّ مَا قَبْلَهَا فِي الْجَمْعِ الْمَذْكُورِ ، نَحْوُ أَكْتَبَنَّ
لِيَتَذَلَّ عَلَى وَارِ الْجَمْعِ الْمَحْدُوفِ 2- كَسْرٌ مَا قَبْلَهَا فِي الْوَاحِدِ الْمُؤَنَّثِ الْمُخَاطَبَةِ نَحْوُ أَكْتَبَنَّ
لِيَتَذَلَّ عَلَى الْيَاءِ الْمَحْدُوفَةِ .
3- الْفَتْحُ فِيمَا عَدَاهُمَا . أَمَّا الْفَتْحُ فِي الْمَفْرُودِ ، فَلِأَنَّهُ لَوْ انْضَمَّ ، لَأَلْبَسَ بِالْجَمْعِ الْمَذْكُورِ ، وَلَوْ
كُسِرَ ، لَأَلْبَسَ بِالْمُخَاطَبَةِ . وَأَمَّا فِي الْمُشْتَمَلِ وَالْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ فَلِأَنَّ مَا قَبْلَهَا أَلِفٌ ، نَحْوُ أَكْتَبَانُ
وَأَكْتَبَانُ وَزِيدَتِ الْاِلِفُ فِي الْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ قَبْلَ نُونِ التَّأْكِيدِ ، لِكَرَاهَةِ اجْتِمَاعِ ثَلَاثِ نُونَاتٍ ، نُونِ
الْمُضَمَّرِ ، وَنُونِ التَّأْكِيدِ الثَّقِيلَةِ .
وَنُونُ التَّأْكِيدِ الْخَفِيفَةُ لَا تَدْخُلُ عَلَى الثَّنِيَّةِ وَلَا عَلَى الْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ أَصْلًا لِأَنَّهُ لَوْ حُرِّكَ النُّونُ
لَمْ يَبْقَ عَلَى الْأَصْلِ فَلَمْ تَكُنْ خَفِيفَةً سَاكِئَةً ، وَإِنْ أَبْقَوْهَا سَاكِئَةً فَلْيُزْمِ الْتِقَاءُ السَّاكِئِينَ عَلَى غَيْرِ
حَدِّهِ وَهُوَ غَيْرُ حَسَنِ .

ترجمہ

وہ نون جس کو فعل مضارع اور امر میں تاکید پیدا کرنے کیلئے بنایا گیا ہے۔ جبکہ ان میں طلب مقصود ہو جس طرح قدماضی میں

تاکید کیلئے آتا ہے۔ نون تاکید دو ہیں۔ (۱) خفیفہ یہ ساکن ہوتا ہے (۲) ثقیلہ یہ مشدود ہوتا ہے۔ یہ ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔ جب اس سے قبل الف نہ ہو جیسے اضر بن اور نون ثقیلہ مکسورہ ہوتا ہے۔ جب اس سے پہلے الف ہو جیسے اضر بنان، اضر بنان، نون ثقیلہ امر، نہی، استفہام، تمنی، ترحی اور عرض میں بہ طور جواز داخل ہوتا ہے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں طلب پائی جارہی ہے۔ جیسے "اُكْتِبْنَ، وَلَا تَكْتِبْنَ، وَهَلْ تَكْتِبْنَ، وَلَيْتَ تَكْتِبْنَ، وَالَا تَكْتِبْنَ" بعض اوقات جواب قسم میں نون تاکید بہ طور وجوب داخل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس قسم کے وقوع کے سبب جو چیز غالب طور پر حکم کو چاہیے۔ تو علمائے نحوات نے یہ قصد کیا کہ قسم کا آخر تاکید سے خالی نہ رہے۔ جس طرح اس کا اول اس سے خالی نہیں ہے۔ جس طرح "وَاللّٰہِ لَا اَعْلَنَ کَلَامًا"

نوٹ:

یاد رہے کہ جمع مذکر میں نون تاکید کے ماقبل کو ضمہ دینا واجب ہے۔ جس طرح اضر بن، اس کی دلیل یہ ہے وہ واؤ حذف ہونے والی دلالت کرنے والا ہو۔ اور واحد مؤنث حاضر میں اس کے ماقبل کو کسرہ دینا واجب ہے جس طرح اضر بن تاکہ یہ کسرہ حذف شدہ یاء پر دلالت کرنے والی ہو۔ اور ان دونوں صیغوں کے سوا میں ماقبل کو فتح دینا لازم ہے۔ البتہ مفرد میں اس لئے کہ ضمہ دینے کی صورت میں جمع مذکر سے التباس لازم آئے گا۔ اور جب کسرہ دیں تو واحد مؤنث حاضر سے التباس لازم آئے گا۔ پس تشبیہ اور جمع مؤنث میں نون تاکید سے قبل کو فتح دیا جائے گا کیونکہ نون تاکید سے مقابل الف واقع ہوا ہے جیسے اضر بنان اور اضر بنان، اور جمع مؤنث میں نون تاکید سے قبل الف کو زیادہ کیا گیا ہے تاکہ تین نونوں سے کے اکٹھے ہو جانے کی کراہت بچالیا جائے۔

اور نون ضمیر اور تاکید کے دونوں ہیں۔ نون خفیفہ تشبیہ میں بالکل داخل نہیں ہوتا۔ اور جمع مؤنث میں بھی داخل نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب اس کو حرکت دے دیں تو اس میں خفت باقی نہ رہے گی۔ لہذا یہ اپنی اصل پر باقی نہ رہے گا۔ اور جب اس کو ساکن باقی رکھے گا تو اجتماع ساکنین علی غیر حدہ لازم آجائے گا۔ جو حسن نہیں ہے۔

نون تاکید کی تعریف

وہ نون جو فعل مضارع کے آخر میں آتا ہے اور اس کے معنی میں تاکید پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے لَکْضِرِ بْنِ ضرور ضرور مارے گا وہ ایک مرد،

نوٹ: نون تاکید دو طرح کا ہوتا ہے۔ امشد اور ساکن۔ مشدود کو "نون ثقیلہ" اور ساکن کو "نون خفیفہ" کہتے ہیں۔

نون ثقیلہ کے احکام

نون ثقیلہ پر چھ صیغوں چاروں تشبیہ، اور دو جمع مؤنث غائب و حاضر میں "کسرہ" آتا ہے۔ جیسے لَکْضِرِ بَنَانٍ، لَکْضِرِ بَنَانٍ۔

اور باقی تمام میثوں میں "نیمہ" آتا ہے۔ جیسے لَیْضَرِبْنَ، لَیْضَرِبْنَ۔

نون ثقیلہ کا ماقبل حرف پانچ مرفوع میثوں واحد مذکر غائب و حاضر، واحد مؤنث غائب اور واحد جمع متکلم میں "مفتوح" ہوتا ہے۔ جیسے لَیْضَرِبْنَ۔ ایک میث واحد مؤنث حاضر میں "مکسور" ہوتا ہے۔ جیسے لَیْضَرِبْنَ۔ دو میثوں جمع مذکر غائب و حاضر میں "مضموم" ہوتا ہے جیسے لَیْضَرِبْنَ اور چھ میثوں چاروں تثنیہ اور دو جمع مؤنث غائب و حاضر میں نون ثقیلہ کا ماقبل الف ہوتا ہے جو ہمیشہ "ساکن" ہوتا ہے۔ جیسے لَیْضَرِبْنَ۔

دو میثوں جمع مؤنث غائب و حاضر کے آخر میں موجود نون ضمیری سے پہلے الف کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جیسے یَسْفَعْلُنَّ سِلْفَعْلَانُ اور تَفْعَلُنَّ سِلْفَعْلَانُ۔ نون تاکید فعل مضارع کے معنی میں تاکید پیدا کرتا اور اسے مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ جیسے لَیْضَرِبْنَ ضرور ضرور کریگا وہ ایک فرد

نون خفیفہ سے متعلق بعض نحوی قوانین کا بیان

نون خفیفہ ہمیشہ ساکن ہوتا ہے یہ نون فعل مضارع کے چھ میثوں چار تثنیہ اور دو جمع مؤنث کے علاوہ باقی آٹھوں میثوں کے آخر میں آتا ہے۔ مضارع کے جن میثوں میں نون خفیفہ آتا ہے ان میں اس کی وجہ سے وہی نون ثقیلہ کے فعل مضارع پر داخل ہونے کے سبب اس میں درج ذیل تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں: الف دو میثوں جمع مذکر غائب و حاضر کے آخر سے واحد جمع کر جاتا ہے۔ جیسے یَفْعَلُونَ سِلْفَعْلَانُ اور تَفْعَلُونَ سِلْفَعْلَانُ۔

ایک میث واحد مؤنث حاضر کے آخر سے "ی" گر جاتی ہے۔ جیسے یَفْعَلِينَ سِلْفَعْلَانُ۔ سات میثوں چاروں تثنیہ جمع مؤنث غائب و حاضر اور واحد مؤنث حاضر کے آخر سے نون امرابی گر جاتا ہے۔ جیسے یَفْعَلَانِ سِلْفَعْلَانُ۔

پانچ مرفوع میثوں کے آخر میں حرف علت واو یا یاء ہو تو وہ برقرار رہتا ہے اور اگر الف ہو تو وہ یاء سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ جیسے یَذْعُرْ سِلْفَعْلَانُ اور یُذْهِبْ سِلْفَعْلَانُ اور یَنْخَسِبْ سِلْفَعْلَانُ۔ تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں جو نون ثقیلہ کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ نون خفیفہ کے ماقبل حرف کی حرکت وہی ہوتی ہے جو نون ثقیلہ کے ماقبل کی ہوتی ہے۔ جیسے لَیْضَرِبْنَ، لَیْضَرِبْنَ، لَیْضَرِبْنَ۔

قائدہ: فعل مضارع کے آخر میں نون تاکید ہو تو اس کے شروع میں لام تاکید مفتوح یا لفظ "إِذَا" آتا ہے۔ جیسے یَضْرِبُ سے لَیْضَرِبْنَ یا إِذَا یَضْرِبْنَ۔

حروف تاکید کی تعریف کا بیان

وہ حروف ہیں جو جملہ پر داخل ہوتے ہیں اور اس میں تاکید کے معنی پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ دو ہیں۔۔ نون تاکید۔ لام ابتدائیہ نون تاکید: نون تاکید فعل پر داخل ہوتا ہے۔ جس طرح لَیْضَرِبْنَ ضرور ضرور مارے گا وہ ایک فرد۔

لام ابتداً یہ اسم اور فعل دونوں پر داخل ہوتا ہے جس طرح: وَلَعَبَّةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ، اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے۔ اور لَوْ جَعَلُوا اللَّهَ تَوَكُّلاً وَحِيداً، تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

نوٹ: اِنْ اور اَنَّ بھی تاکید کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح کبھی تَنْد بھی تاکید کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

تمت شرح الهدایہ فی النحو من حقیقہ العبد محمد لیاقت علی الرضوی البریلوی القادری
علی عنہ

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اور اس کی ذات کا شکر ہے اور اسی کے احسان کی بہ دولت آج بروز پیر ۵ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۹ دسمبر ۲۰۱۳ء کو علم نحو کی معروف کتاب ہدایۃ النحو کی اردو شرح مکمل ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ علم نحو حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کو دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان علوم کے فہم سے ہمارے لئے قرآن و سنت کے فہم کو آسان بنادے۔ آمین،

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق،



ماخذ و مراجع شرح الہدایہ فی السعوی

- ۱۶۲ کتاب، امام الانسلی الہو، امام سیبویہ، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۱) مفصل، علامہ جاد اللہ زعتری نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۲) الاصول فی الہو، علامہ ابو بکر محمد بن سراج نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۳) شرح مفصل، علامہ ہمیش نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۴) ظل تشبیہ، علامہ عثمان بن جنی نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۵) کافہ، علامہ ابن حاجب، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۶) جمل فی الہو، علامہ عبد الرحمن جرجانی، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۷) مقررہ اجرومیہ، علامہ محمد بن عبد الرحمن ربیعہ، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۸) کتاب لیسع، علامہ عثمان بن جنی نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۹) تعریفات، علامہ عبد الرحمن جرجانی، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۱۰) شرح ابن عقیل، علامہ ابن مالک احمد نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۱۱) ہلفہ فی الفرق بین مذکر و مؤنث، علامہ ابن انباری نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۱۲) اللہاب ظل البناء والاعراب، علامہ عبد اللہ بن حسن عکمری، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۱۳) قواعد فیسیائے شیخ علامہ عبد الرحمن جامی نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۱۴) الموجز فی قواعد عربیہ، شیخ سعید انصافی، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۱۵) مفتی لبیب، علامہ ابن ہشام نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۱۶) قواعد عربیہ مبسطہ، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۱۷) انصاب نحو، مکتبہ مدینہ کراچی پاکستان،
- (۱۸) تحریر سہلہ، مکتبہ رحمانیہ لاہور پاکستان،
- (۱۹) بغیہ وعات فی علمائے نجات، امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ، مطبوعہ بیروت،
- (۲۰) لمع اولہ لابی برکات، علامہ کمال الدین بن محمد انباری، مطبوعہ بیروت، لبنان،
- (۲۱) المغنی، علامہ ابن قلاح نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۲۲) حاشیہ عصام علی شرح ملا جامی، مطبوعہ مجتہائے دہلی،

- (۲۳) مختصر المعانی، علامہ سعد الدین قنطارانی، سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان،
- (۲۴) جامع البیان، امام ابن جریر طبری، مطبوعہ بیروت لبنان،
- (۲۵) مسائرہ مع مسامرہ، مطبوعہ ایران،
- (۲۶) حلیۃ الاولیاء، امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی، مطبوعہ بیروت،
- (۲۷) شرح القاصد، علامہ سعد الدین قنطارانی، مطبوعہ بیروت،
- (۲۸) الاصابہ، علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی، مطبوعہ بیروت،
- (۲۹) الحمد ودنی علم نحو، علامہ احمد ابذی نحوی، مطبوعہ بیروت،
- (۳۰) صراح فی علم نحو، مطبوعہ بیروت لبنان،



خوشخبری

مسلم اہلسنت و جماعت کے عقائد و

نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان

کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے

اعتراضات کے جوابات پر مشتمل

کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور

والیپیپر حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>